سلسلۂ مطبوعات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

توازنِ قوت

یعنی

تاریخ یورپ

سنہ ۱۷۱۵ء تا سنہ ۱۷۸۹ء

مصنفہ

آرتھر ہیسال۔ایم۔اے۔

مترجمہ

مولوی حمید احمد صاحب انصاری بی۔اے

مسجل و رفیق جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

سنہ ۱۳۴۴ھ م سنہ ۱۳۳۵ف م سنہ ۱۹۲۶ء

دار الطبع جامعہ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

یہ کتاب مسرز ریونگٹنن پبلشرز کی اجازت سے جنکو
حق اشاعت حاصل ہے اردو میں ترجمہ کرکے طبع و
شایع کیگئی ہے

دیباچہ مصنف

میں نے اس کتاب میں اٹھارھویں صدی مسیحی میں یورپ کے تاریخی حالات بیان کرنے کی کوشش کی ہے مگر چونکہ کتاب مختصر ہے اس لئے میں نے پرتگال اور پاپائیت کے حالات کا ذکر مجبوراً محض سرسری طور پہ کیا ہے اور فرانس کی اندرونی تاریخ کا ذکر بھی صرف اس حد تک کیا ہے جہاں تک کہ اس کا تعلق لوئی پانزدہم اور لوئی شانزدہم کی خارجی حکمت عملی سے ہے۔ مگر برایں ہم میں نے دُوبُوا، فلیوری، شوازیول اور وِرژان کی خارجی حکمت عملی پر تفصیل سے بحث کی ہے تاکہ ۱۷۰۱ء اور ۱۷۵۶ء کے سفارتی انقلابوں کی اہمیت کا پورا اندازہ ہو سکے اور یہ معلوم ہو کہ انگلستان اور اس کی باغی امریکائی نوآبادیوں کی جنگ میں دخل دینے سے فرانس کو کس قدر سخت خسارہ ہوا۔

شمالی، مشرقی اور مغربی یورپ کے سیاسیات کے باہمی تعلق کو ثابت کرنے کی طرف میں نے خاص توجہ کی ہے اور اس لئے مسئلہ مشرقی کے وجود میں آنے، روس اور پرشیا کے عروج اور سویڈن، پولینڈ اور ٹرکی کے انحطاط کو میں نے نہایت واضح طریقہ پر بیان کیا ہے۔

ضیمہ جات الف، ب، ج کی ترتیب کے لئے میں پادری اے۔ ایچ۔ جانسن کے اخلاق کریمانہ کا مرہون منت ہوں۔ صاحب موصوف نے نہایت تحقیق کے ساتھ اس قیمتی مواد کو جمع کیا ہے۔ مسٹر ایچ۔ او۔ ویک مین اور مسٹر اے این موبرلے کا بھی شکرگزار ہوں جنھوں نے اس کتاب کے پروف دیکھے۔

ان کتابوں کی مکمل فہرست پیش کرنا ناممکن ہے جن سے میں نے اس کتاب کی تالیف میں مدد لی ہے یا جو اس عہد کے طالب علم کے لئے مفید ہو سکتی ہیں۔ مونو کی فہرست تاریخ ہائے فرانس، بہترین فرانسیسی کتابوں کی ایک مفید فہرست ہے۔ مارٹن، سوریل،

آرنیتھ، کارلائل، دان دال، ژوبے، شے ریس، روکین، سائی بیل، وے بر، بروگ لی، ڈیف راے، بوڈرلار، کاکس، تین، دی توک ول کی تصانیف آسانی سے دست یاب ہوسکتی ہیں۔

ہدایات سفرا Instruction aux Ambassadeurs کا قیمتی ذخیرہ اور سلسلۂ اونکین کی قابل قدر کتابیں، یہ معلومات کے مخزن ہیں اور نہایت قابل وثوق اور دلچسپ ہیں۔ اس کتاب میں میں نے بعض ایسی کتابوں اور رسالوں کا حوالہ دیا ہے جن سے معمولی ناظرین واقف نہیں ہیں۔

کتاب کی تالیف میں مجھے جس قدر دقت ہوئی ہے، اُس کا اندازہ وہی اصحاب کرسکتے ہیں جنھوں نے اٹھارھویں صدی میں یورپ کی سیاسیات کی الجھی ہوئی گتھی کو سلجھانے کی کوشش کی ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ فرانسیسی انقلاب سے قبل کے عہد کی تاریخ کا یہ مختصر خاکہ ناظرین کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

اے ہیسال۔ آکسفرڈ

فہرست مضامین توازن قوت

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

یورپ اٹھارھویں صدی عیسوی کے آغاز میں

(توازن قوت ۔ روشن خیال حکومتیں، تجارت اور نوآبادیاں، طبقۂ وسطیٰ کا عروج ۔ انقلاب یورپ کے اسباب ۔ ۱۷۱۳ء-۱۷۱۴ء کا تصفیہ ۱۷۱۵ء میں یورپ کی سربرآوردہ قوتوں کی حیثیت ۔ شہنشاہی ۔ آسٹریا ۔ پرشیا ۔ باویریا ۔ پلاٹینیٹ ۔ ہینوور سیاکسنی پولینڈ ۔ اطالیہ ۔ ہسپانیہ، پرتگال، شمالی یورپ ۔ مسئلہ شرقی ۔ سویڈن اور فرانس ۱۷۱۵ء میں)

یکم ستمبر ۱۷۱۵ء کو لوئی چہاردہم (شاہ فرانس) نے انتقال کیا ۔ جسطرح اسکی موت کو اٹھارھویں صدی کا آغاز شمار کر سکتے ہیں اسی طرح پر اسٹیٹس جنرل کے اجلاس منعقدہ ۵ مئی ۱۷۸۹ء کو اُس صدی کا اختتام قرار دیسکتے ہیں ۔ ۱۷۱۵ء سے ۱۷۸۹ء تک کے سنین پیش خیمہ تھے اس عہد تاریخ کے جو ۱۷۸۹ء اور ۱۸۱۵ء کے درمیان واقع ہے ۔ عہد مذکور میں ایک سیاسی انقلاب نہ صرف فرانس میں وقوع میں آیا بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی اور یورپ کا نقشہ از سر نو مرتب ہوا ۔ اس انقلاب سے زمانہ حال کا یورپ بیحد متاثر ہوا ہے اور اسکے اسباب سال ہائے ماسبق کی تاریخ سے عیاں ہیں ۔ ۱۷۱۵ء سے ۱۷۸۹ء تک کے عہد میں چند تخیلات مقبول تھے جو اکثر معاملات میں عہد انقلاب کے تخیلات سے متغائر تھے۔

توازن قوت

ان میں سے مشہور ترین "توازن قوت" کا مسئلہ ہے ۔ ولیسٹ فالیا کے صلح نامے کے بعد بالعموم تسلیم کر لیا گیا تھا کہ یورپ کی خود مختار سلطنتوں میں جن میں بلحاظ رقبہ و ذرائع باہم اختلاف تھا کوئی تصفیہ ایسا ہو جانا چاہئے کہ نزاعوں کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور کسی کی سلامتی معرض خطر میں نہ رہے ۔ لیکن "جمہوریہ مسیحی" کا تخیل صرف فلسفیوں کی جماعت تک

محدود تھا۔ لوئی چہار دہم نے اس کی مطلق پرواہ نہ کی؛ فرانس کا تفوق یورپ میں ۱۶۸۸ء تک قائم رہا جب کہ ولیم سوم نے کامیابی کے ساتھ اسکی مخالفت کی۔ اٹھارویں صدی کے توازن قوت کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ "وہ ایک قسم کی عارضی حالت عدم حرکت تھی جو طویل معرکہ آرائیوں کی خستگی سے پیدا ہوگئی تھی، سفارتی کاروائیاں بے ایمانی کی مترادف تھیں اور بین الاقوامی معاملات میں اصول اخلاق کا بالکل لحاظ نہ رکھا جاتا تھا۔ فریڈرک اعظم اور کیتھرائن ثانی کے اصول پر دوسری حکومتیں بھی عمل کرتی تھیں اب البتہ اصول مذکورہ کے اعتراف کی جرات نہ تھی مسلمہ حقوق کا پاس نہ کیا جاتا تھا اور زبردست سلطنتیں اپنے کمزور ہمسایوں پر دست درازی کر کے اپنے مقبوضات کو وسیع تر کرنے کی فکر میں رہتیں۔ اس کی چند بین مثالیں ہیں مثلاً سائی لیشیا پر حملہ کیا گیا، پولینڈ کی سلطنت تقسیم کر دی گئی ٹرکی اور سویڈن کے قطع و برید کی کوشش کی گئی اور پرشیا کے ساتھ بھی یہی سلوک کرنے کی بعض سلطنتوں کی نیت تھی اس کے علاوہ ممالک کی قومی حدود کا بھی مطلق لحاظ نہ کیا جاتا تھا۔ یوٹرکٹ کے صلح نامے کی رو سے اطالیہ کے متعدد اضلاع ہسپانیہ سے لیکر آسٹریا کو دیدئے گئے اور ہسپانیہ کے مقبوضات واقع نیدرلینڈ دورافتادہ خاندان ہیپسبرگ کے سپرد کر دئے گئے ۱۷۸۹ء تک شاہی خاندانوں کے مفاد کے دیگر امور پر فوقیت رکھنے پر کسی کو اعتراض نہ تھا، قومیت کے تخیل کو تو مقبولیت انیسویں صدی میں جاکر حاصل ہوئی ہے۔ البیرونی (ہسپانی وزیر) اپنے عہد کے وزیروں کے متعلق لکھتا ہے کہ وہ سلطنتوں اور ریاستوں کی قطع و برید اس طرح کرتے ہیں جیسے کہ کوئی شخص پنیر کا ٹکڑا کاٹے۔ اسکا یہ قول بالکل صادق آتا ہے اس طرز عمل پر جسکی دول عظمے یوٹرکٹ کے صلح نامے سے وائنا کے صلح نامے (۱۸۱۵ء) تک برابر پابند تھیں۔ مگر باوجود امور مذکورۂ بالا توازن قوت کا تخیل نہایت معقول ہے اور اس کا اثر یورپی سیاسیات میں اس وقت سے اب تک برابر قائم ہے جب کہ قرون وسطےٰ میں اطالیہ کے شہروں میں باہمی نزاعوں کا سلسلہ جاری تھا۔ اب بھی یورپی مدبروں کے دماغوں میں یہ تخیل موجود ہے۔ ۱۷۱۱ء میں انگلستان کے سفیر لارڈ اسٹیبر نے نائب السلطنت کو سمجھایا تھا کہ اسٹین ہوپ کی خارجی حکمت عملی توازن قوت کے اصول پر مبنی ہے، اور انگلستان کی خواہش یہ ہے کہ آسٹریا بہ لحاظ قوت فرانس کا ہمسر ہو جائے تاکہ ان دونوں ملکوں میں سے کوئی بہ لحاظ قوت یا اثر دوسرے سے بڑھ نہ جائے۔ لارڈ اسٹیبر نے یہ بھی صاف صاف کہدیا کہ اگر فرانس شہنشاہ سے زیادہ طاقتور ہو جانے کی کوشش کریگا تو اس کے حلیف اس کا ساتھ چھوڑ دینگے۔ البیرونی کا بھی جب سے اسے ہسپانیہ میں عروج ہوا قصد مصمم

صفحہ (۳)

تھا کہ یوٹ ریخٹ اور راسٹاٹ کے صلح ناموں کو منسوخ کرادے کیونکہ انکی وجہ سے توازن قوت باقی نہ رہتا تھا اور ہسپانیہ اور اطالیہ کو سخت نقصان تھا۔ توازن قوت کا مسئلہ مدبروں کی زبان پر تو تھا مگر اسکا وجود دول عظمےٰ کی دراز دستیوں کو روک نہ سکتا تھا۔ ایک مبصر کا بیان ہے کہ یورپ نے آسٹریا کی جنگ جانشینی اور پولینڈ کی تقسیم پر معترض نہ ہونے کی وجہ سے یک گونہ خودکشی کرلی۔ البیئر سوریل کا قول ہے کہ یہ "دونوں نامستحسن افعال قدیم یورپ کے آخری وصیت نامے ہیں جن پر دستخط کر کے اسے مرجانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا"، فرانس کے انقلاب کے آغاز میں یورپ میں طوائف الملوکی کا زور تھا، اخلاق اور مذہب کا بہت کم اثر باقی رہگیا تھا۔ اکثر سلطنتیں یا تو کھوکھلی ہوگئی تھیں یا بالکل خستہ حال تھیں اور آسٹریا، روس اور پرشیا کے فرمانرواؤں نے حق اور انصاف کو پامال کر کے ایسا طرز عمل اختیار کیا تھا جس سے توازن قوت کا مسئلہ بالکل منسوخ ہوگیا۔ ۱۷۸۸ء میں انگلستان کے مدبروں کی سمجھ میں یہ آیا کہ ایک خاص حد تک توازن قوت کو برقرار رکھنا چاہئیے۔ انکی کوششوں سے ٹرکی اور سویڈن قطع و برید سے بچ گئے اور یورپ کا نقشہ زیادہ نہ بدلنے پایا (۱)۔ مگر باوجود اس کے کہ حقوق قومی پر کچھ توجہ نہ تھی فرمانرواؤں کو اپنی مقبوضات کی حدود کے اندر اپنی ذمہ داریوں کا زیادہ احساس ہوگیا تھا۔ مملکت کا جدید تخیل پہلے پہل لوگوں کے دماغوں میں آنے لگا تھا اور یہ خیال بھی مروج ہوگیا تھا کہ حکومتوں کا وجود محکومین کی فلاح اور امن و امان کے لئے ہے۔ اٹھارھویں صدی روشن خیالی کا عہد تھا اسی لئے اسے عہد عاقلانہ کہتے ہیں۔ لیکن قوم عامہ کی حکمرانی کا اصول تسلیم نہ کیا جاتا تھا۔ انگلستان سے لیکر روس تک ہر ملک میں یہی خیال تھا کہ حکومت کا وجود قوم کی فلاح کے لئے ہے مگر انتظام مملکت میں انھیں کسی قسم کا دخل نہ ہونا چاہئیے۔ اٹھارھویں صدی انتظامی مطلق العنانی کا زمانہ تھا یعنی مملکت سب کچھ تھی اور قوم کی کچھ ہستی نہ تھی۔ نیک نیت مطلق العنان فرمانروا اپنے اپنے ممالک میں انسانیت کے اصول پر حکمران تھے۔ افراد ملک کے لئے آزادی خیال و افعال اصولاً مستحق خیال

روشن خیال حکومتیں

صفحہ (۴)

---

(۱) Sorel. L' Europe et la Revolution Francaise جلد اول باب اول

Lecky, History of England in the Eighteenth Century جلد پنجم صفحات ۲۲۹۔ ۲۳۰۔

کی جاتی تھی مگر عملاً شخصی آزادی کا اصول تسلیم نہ کیا جاتا تھا نظام جاگیری یورپ کے اکثر ممالک میں اب بھی باقی تھا اور طبقۂ ادنے قریب قریب غلامی کی حالت میں تھا۔

عہد مذکور کی ایک نمایاں اور نہایت ہی اہم خصوصیت یہ ہے کہ تجارتی معاملات اور نو آبادیوں کے فروغ میں قوموں کو بے حد دلچسپی تھی۔ تجارت دولت اور قوت کی کلید خیال کی جاتی تھی اسلئے یورپ کے ہر حکمراں کو خیال ہو گیا کہ اپنے ملک کی تجارت کو فروغ دیکر اسکی دولت میں اضافہ کرے۔ علم معاشیات کے مطالعہ کا آغاز سترھویں صدی میں شروع ہو گیا تھا گو علم مذکور کی حالت اسوقت نہایت ابتدائی تھی اور ہر ملک میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ کسی ملک کی دولت وہ سیم وزر ہے جو اس کے قبضے میں ہو اور یہ کہ کسی ملک کو دولت اور فلاح صرف دوسرے کو نقصان پہنچانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہر ملک نے سیم وزر کی برآمد کو روک دیا اور تجارتی رقابت بڑھتی گئی۔ "ایک کا نفع دوسرے کا نقصان ہے" یہ خیال اصول مسلمہ میں داخل ہو گیا اور بنام "نظریۂ تجارتی" بھی تمام یورپ میں تسلیم کر لیا گیا۔

سترھویں صدی کے نصف آخر میں نو آبادیوں کی تجارت کے منافع کثیر کا یورپ کے ہر ملک کو احساس تھا۔ ۱۶۹۸ء اور ۱۷۰۰ء کے تقسیم (ہسپانیہ) کے صلح ناموں سے انگلستان میں ناراضی پھیل گئی تھی، اس کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ اگر ان صلح ناموں پر عمل ہوتا تو بحیرۂ روم کا مغربی حصہ بالکل فرانس کے زیر اثر ہو جاتا اور انگریزوں کی تجارت نہ صرف نواح مذکور میں بلکہ بحیرۂ روم کے مشرقی سواحل (لیوانٹ) پر بھی معرض خطر میں پڑ جاتی۔ انگلستان اور پیٹر اعظم کے درمیان ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے بعد جو ناچاقی پیدا ہو گئی تھی اسکی بھی زیادہ تر یہی وجہ تھی کہ انگریزوں کو اندیشہ تھا کہ بحیرۂ بالٹک میں روسی بیڑے سے انکی تجارتی مفاد کو نقصان پہنچیگا۔ انگلستان کے علاوہ ہسپانیہ، فرانس اور آسٹریا کو بھی تجارت کے نفع انگیز ہونے کا خیال تھا اور اس کے نتائج نہایت ہی اہم ثابت ہوئے۔ نو آبادیوں کی توسیع اور تجارت کی ترقی کے لئے زبردست بیڑوں کا وجود ناگزیر ہو گیا اور سترھویں صدی کے اواخر ہی میں فرانس انگلستان اور ہالینڈ کے بیڑوں میں نہ صرف یورپ کے سمندروں میں ایک زبردست رقابت پیدا ہو گئی تھی بلکہ امریکہ اور ہندوستان کے دور دراز سمندروں میں بھی تھے۔ اٹھارھویں صدی کے آغاز کے قریب ہالینڈ اس دوڑ میں پیچھے رہ گیا مگر انگلستان اور فرانس اور ہسپانیہ کی بحریات کے درمیان جدوجہد کا سلسلہ جاری رہا۔ امریکہ اور ہندوستان میں جانبین کے

صفحہ (۵)

درمیان حصول تفوق کے لئے لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور اُس صدی کے نصف آخر میں جاکر یہ فیصلہ ہو لیا کہ ہندوستان میں بجائے فرانس کے انگریزوں کو سیادت نصیب ہوگی ، شمالی امریکہ کی قسمت کی باگ بجائے لاطینی اقوام کے ٹیوٹن اقوام کے ہاتھ میں آئیگی اور وہی اسکو ترقی دیگی۔ یورپ کی سلطنتوں کے تجارتی اغراض کی ترقی اور نو آبادیوں کی توسیع کی وجہ سے طبقۂ وسطیٰ کو فروغ حاصل ہو گیا خصوصاً انگلستان، فرانس اور مغربی

طبقہ وسطے کی ترقی

جرمنی میں۔ اٹھارھویں صدی بارسوخ غیر فوجی لوگوں کے فروغ کا زمانہ تھا، اسی عہد میں والپول، پٹ، البیرونی اور تورگو کو عروج نصیب ہوا۔ جس ملک میں تجارت کو فروغ ہوا، وہاں زراعت پیشہ لوگوں کی حالت بہتر ہو گئی اور ایک آزادی پسند، دولت مند با فہم طبقہ وسطیٰ وجود میں آگیا جس میں سے ہر ملک میں متعدد باکمال سپہ سالار، حکام اور ماہرین مالیات پیدا ہوئے۔ تجارت کی طرف توجہ کے بڑھ جانے سے اقوام کے درمیان جو حدود فاصل تھیں وہ ٹوٹنے لگیں اور یورپ کی قومیں زیادہ متحد ہو گئیں علاوہ ازیں

قومی علحدگی ناممکن

قومی علحدگی اس زمانے میں ناممکن تھی جب کہ ہسپانیہ کی حکومت اطالوی تھی انگلستان کی جرمنی، اطالیہ کی آسٹروی اور روس کی بالکل غیر روسی۔ اٹھارھویں صدی سیاسی قسمت آزماؤں کا عہد تھا' یہ امر مختلف ریاستوں کی تاریخوں کے سرسری مطالعے سے ظاہر ہے۔ ارتیاب بڑھ رہا تھا اور مذہبی خیالات ضعیف ہو رہے تھے۔ بوسواے اور پاسکل کے جانشین رذلِ تیز اور دیدرو ہوئے تھے۔ کاتولیکیت کا اثر روبہ تنزل تھا۔

اٹھارویں صدی میں یورپ کی تاریخ کی جن نمایاں خصوصیات کا ہم نے مختصر خاکہ کھینچا ہے وہ بظاہر خوش آیند نہیں معلوم ہوتیں۔ اس عہد میں دول عظمےٰ کا خاص مقصد یہ نظر آتا ہے

نتایج

کہ اپنے اپنے مقبوضات میں اضافہ کریں لیکن اپنے مقاصد کے حصول میں انھیں کسی ذریعے سے کام لینے میں عار نہ تھا۔ یورپ کے ارباب حل وعقد نے سفارتی کارروائیوں کو اپنا مذہب بنا لیا تھا۔ یہ کارروائیاں بے ایمانی کے ہم معنے تھیں اسکے علاوہ اٹھارھویں صدی کے وسط میں یورپ کے ممالک کے باہمی تعلقات میں اصول اخلاق کو بالکل بالائے طاق رکھ دیا گیا تھا اور اس کا باعث پوشیدہ ہی سفارتی کارروائیاں تھیں۔

صفحہ (۶)

دو بڑے واقعے یعنی آسٹریا کی جنگ جانشینی اور پولینڈ کی تقسیم سے اس عہد کے خصائل

نمایاں ہوتے ہیں۔ جنگ مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ دول یورپ کے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں ہوسکتا تھا اور پولینڈ کی تقسیم سے ظاہر ہے کہ کمزور سلطنتوں کو اپنے زبردست ہمسایوں سے ترحم کی امید نہ ہوسکتی تھی۔ نپولین نے یورپ کے بیشتر حصے کو تاخت و تاراج کرکے فتح کرلیا مگر یہ کوئی نئی بات نہ تھی، اس نے دراصل دول عظمیٰ کے طرز عمل کی پیروی کی جس پر وہ ۱۷۸۹ء تک عمل کرتے رہے تھے۔ اس خاص معاملہ میں نپولین کی بھی وہی حالت تھی جو کیتھرائن ثانی، فریڈرک اعظم اور یوسف ثانی کی تھی اور اس کا شمار بھی اٹھارھویں صدی کے مطلق العنان فرمانرواؤں میں ہوسکتا ہے۔

جس قدر اس صدی کے سال گزرتے گئے یہ حقیقت عیاں ہوتی گئی کہ یورپ کے قدیم نظام سیاسی کا زوال اب قریب ہے۔ طبقہ وسطیٰ نے دولت اور علم میں ترقی کی تھی اور اسکے افراد خود کو سیاسی فرائض کے انجام دینے کے قابل خیال کرنے لگے تھے مگر "نیک نیت حکومت

انقلاب یورپ کا فرانس میں آغاز

مطلق العنانی" کا نظریہ انکا سد راہ تھا۔ جاگیرداروں کے استحصال بالجبر اور طبقات اعلےٰ کے خاص حقوق سے تنگ آکر عوام کی مایوسی انتہا کو پہونچ گئی تھی اور انھیں اس امر کا بھی احساس ہوگیا تھا کہ بادشاہ جن سپاہیوں کے سہارے پر ان پر ظلم کرتے ہیں انھیں کے بھائی بند ہیں۔ برخلاف اسکے بادشاہ نہ تو اب قوم کے رہبر تھے نہ انکی عظمت باقی تھی امرا اسراف کی وجہ سے تباہ ہورہے تھے، پادری سخت بے ایمان ہوگئے تھے اور اہل سیاست سخت خود غرض تھے۔ جن ستونوں پر تمدن کی بنا تھی وہ خود گر رہے تھے اور ایک سخت مصیبت آنے والی تھی مگر کسی فرد واحد کو علم نہ تھا کہ آنے والے زلزلہ کا صدمہ پہلے کس ملک کو پہونچیگا۔

جدید انقلاب کے اسباب

پھر اس انقلاب کے اسباب کیا تھے جو بوقت واحد بلجیم، پولینڈ اور فرانس میں وقوع میں آیا جبکہ یورپ کے دوسرے ممالک بھی ضعیف اور مضمحل ہورہے تھے۔ اس سوال کا جواب ایک حد تک یورپ کی سیاسی حالت سے ملیگا جو یوٹرخٹ اور نسٹاڈ کے صلحناموں سے پیدا ہوئی تھی اور کچھ اس جد و جہد سے بھی جو نوآبادیوں میں تفوق کے لئے انگلستان اور فرانس کے درمیان جاری تھی۔

یوٹرخٹ کے صلح نامہ سے تقسیم ممالک کا اصول جاری ہوگیا، شمالی امریکہ کی نوآبادیوں کے متعلق انگلستان اور فرانس کی رقابت شدید تر ہوگئی اور آسٹریا کو بلجیم کا ملک ایسی شرطوں کی

پابندی کے ساتھ دیا گیا جو خاندان ہیپس برگ کو سخت ناگوار تھیں اور جن سے نزاعوں کا ایک لا متناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ نسٹاڈ کے صلح نامے (۱۷۲۱ء) سے روس کی عظیم الشان ترقی کا حقیقی آغاز ہے اور اس کے بعد ہی سے روس نے سویڈن، پولینڈ اور ٹرکی کے ضعف سے نفع اٹھا کر اپنی سرحدوں کو بڑھانا شروع کیا اور یورپ کے سیاسیات میں دخل دینے لگا۔ اس طور پر شمالی مشرقی یورپ میں ایک عظیم الشان اور بہت بڑا انقلاب ہو رہا تھا۔ پرشیا کا عروج جس کے آثار یورپ میں ۱۷۰۰ء سے نمودار ہو رہے تھے بجائے خود ایک تعجب خیز انقلاب تھا۔ خاندان بوربون کے سلاطین متحد ہو گئے تھے مگر ۱۷۶۳ء کے بعد انھیں معلوم ہو گیا کہ شمالی مشرقی یورپ میں ایک زبردست اتحاد ان کے مقابلے پر موجود ہے۔ ۱۷۸۹ء تک فرانس اور انگلستان، ہندوستان میں تفوق حاصل کرنے اور نو آبادیوں کے لئے برسرپیکار رہے، آسٹریا اس فکر میں تھا کہ نیدرلینڈ کو باویریا سے بدل لے اور روس

خلاصہ

اور پرشیا برابر ترقی کر رہے تھے اور وہ دن قریب تھا کہ آسٹریا اور فرانس کے دوش بدوش انکا شمار بھی یورپ کے دول عظام میں ہونے لگے۔

یوٹ ریخٹ، راسٹاٹ اور باڈین کے صلح ناموں اور ۱۷۱۵ء کے ''صلح نامہ سرحدی'' سے صرف یہ مقصود تھا کہ جو امور وقوع میں آچکے ہیں انھیں قلم بند کر کے تسلیم کر لیا جائے اور اس طور پر یورپ کے معاملات کا تصفیہ ہو جائے۔ فرانس کے فتوحات کا بیشتر حصہ اسی کے

۱۷۱۳ و ۱۷۱۴ء کے تصفیے

قبضے میں رہنے دیا گیا مگر اس کے ساتھ یہ بھی خیال رکھا گیا کہ آیندہ اس میں حملہ آور ہونے کی قوت باقی نہ رہے۔ جدید حالات کے تحت میں سلطنتوں کے متحد ہونے سے نئے مسائل متنازع فیہ پیدا ہو گئے جن کا تصفیہ بالآخر ۱۸۱۵ء میں جا کر ہوا۔ یوٹ ریخٹ کے صلح نامے کی رو سے راس برٹین کا جزیرہ فرانس کے قبضے میں رہ گیا اور نیو فاونڈلینڈ کے سواحل پر اس کا ماہی گیری کا حق بحال رہا مگر اکاڈیا (نووا اسکوشیا) نیو فاونڈلینڈ اور ہڈسنس بے اسے انگلستان کے حوالے کرنے پڑے اور ڈنکرک کو مسمار کرنے کا وعدہ کرنا پڑا۔ لیل، ایر، بیتھیون اور سائین ہنیان فرانس کے قبضے میں رہے مگر اسکو یہ قبول کرنا پڑا کہ ہسپانی نیدرلینڈ آسٹریا کو دیدیے جائیں اور بلجیم کی سرحد پر ایک حد فاصل قائم کی جائے۔ فرانس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ سوائے اور نیس سوائے کے ڈیوک وکٹر اماڈیس کو بحال کئے جائینگے اور اس انتظام کو بھی تسلیم کرنا پڑا جس کے ذریعے سے

صفحہ (۸)

اس چالاک ڈیوک کو جو ہسپانیہ کے تخت و تاج کے متعلق اپنے دعوی سے دست کش نہیں ہوا تھا، سسلی کا جزیرہ مع خطاب شاہی دیا گیا۔ فرانس نے فریڈرک ولیم رئیس پرشیا کے خطاب شاہی اور نوف شاتیل پر اس کے حقوق کو تسلیم کر لیا اور آرنج پر اپنے حقوق کو محفوظ رکھکر بالائی گویلڈر لینڈ پرشیا کو واپس کر دیا۔ ہسپانیہ نے بھی اسی وقت انگلستان سوائے اور ہالینڈ سے معاہدے کئے۔ انگلستان کو ہسپانیہ نے جبل الطارق اور مینارقہ دیدیئے اور آسیانتو کے معاہدے کی رو سے انگلستان کو جنوبی امریکہ میں تیس سال تک چار ہزار حبشیوں کے لیجانے اور پورتو بیلو کے میلے میں ہر سال ایک جہاز بھیجنے کی اجازت دی۔ سوائے اور ہالینڈ سے ہسپانیہ نے جو معاہدے کئے انکی شرائط وہی تھیں جو فرانس کے معاہدوں کی تھیں۔ سال مابعد میں فرانس اور آسٹریا کے مابین شرائط صلح راس ٹاٹ میں طے ہوئیں اور اس کے بعد فرانس اور شہنشاہت کے درمیان باڈین میں صلح نامہ ہوا۔

راس ٹاٹ کے صلح نامے (۱۶ مارچ ۱۷۱۴ء) کی رو سے فرانس نے تسلیم کر لیا کہ آسٹریا کا قبضہ نیپلز، سارڈی نیا، ٹسکنی کی بندرگاہوں (پیوم بینو، پورتوارکول، پورتوسان استی فانو اور پی تو لو، ٹیلاموتی اور پورتو لون گونی واقع البا) اور ملان پر رہے علاوہ بریں فرانس نے ہینوور کے حکمران کو شہنشاہت کا نواں منتخب کنندہ (Elector) تسلیم کر لیا اور باویریا اور کولون کے الیکٹروں کے مقبوضات اور حقوق بحال کرا دیئے۔ ستمبر ۱۷۱۴ء میں شہنشاہت نے "حالت موجودہ قبل از جنگ" اور ان امور کو تسلیم کر لیا جو رس وک کے معاہدے کی رو سے طے ہوئے تھے۔ فرانس کا قبضہ الساس اور استراس برگ پر برقرار رہا مگر رائن ندی کے مشرقی کنارے پر جو مقامات اسکے قبضے میں تھے ان سے دست کش ہونا پڑا۔ نومبر میں صلح نامہ سرحدات صفحہ (۹)
(دسمبر ۱۷۱۵ء) کی رو سے ان انتظاموں کا عملاً نفاذ ہوا جو دول عظام کے درمیان طے ہوئے تھے۔ صوبجات متحدہ نے ہسپانی نیدرلینڈ چارلس ششم کے حوالے کر دیئے اور قطعاً طے پا گیا کہ نامور، تورنائی، مینن، فرنے، وارنے تون، اپیرے اور قلعہ نوک میں صرف ڈچ فوجیں اور دانڈرمونڈ میں ڈچ اور آسٹریوں کی مشترک فوجیں رہیں۔ یہ بھی طے پایا کہ ہسپانی نیدرلینڈ کا کوئی حصہ آیندہ فرانس کو نہ دیا جائے۔

یوٹرخیٹ کے معاہدے سے لڑائیوں کا سلسلہ تو ختم ہو گیا مگر نئی بحثیں اور پیچیدگیاں پیدا ہو گئیں کیونکہ یہ ناممکن تھا کہ جن تصفیوں (یوٹرخیٹ، باڈین اور راس ٹاٹ کے معاہدے)

سے یورپ کا نقشہ بالکل بدل گیا تھا، انکی وجہ سے معاہدہ کرنے والوں میں باہمی رنج نفاق اور بے چینی نہ پیدا ہوتی۔ اطالیہ میں آسٹریا کا تفوق ہسپانیہ کو کبھی گوارا نہ ہو سکتا تھا اس لئے اسے چین نہ آیا جب تک کہ یوٹریخٹ کے انتظامات تہ و بالا نہ ہوگئے۔ فلپ فرانس کے تخت و تاج کے متعلق اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو گیا تھا مگر اس عہد پر قائم رہنے کی اس کی نیت مطلق نہ تھی اور وہ موقع کا منتظر تھا کہ اپنے دعوی کو پھر پیش کرے۔ خاندان ہیپس برگ کو وہ شرائط سخت ناگوار تھیں جن پر ہسپانی نیدرلینڈ انکو ملا تھا پہلے تو انھوں نے شرائط مذکور کی ترمیم کیلئے کوشش کی اور جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو حد درجہ اصرار کے ساتھ بلجیم کو باویریا سے بدل لینے کی کوشش کی۔ فرانس نے بدرجۂ مجبوری کناڈا میں انگریزوں کے قدم جمنے دیئے تھے مگر اسکا قصد مصمم تھا کہ شمالی امریکہ میں تفوق حاصل کرنے کے لئے انگلستان سے لڑ بیٹھے۔ جس کی وجہ سے دونوں ملکوں میں جنگ شروع ہوگئی اور بالآخر ۱۷۶۳ء میں بر اعظم امریکہ میں فرانس کے تمام مقبوضات اس کے قبضے سے نکل گئے۔

ڈچ بھی "صلح نامہ سرحدات" سے مطمئن نہ تھے خصوصاً انگلستان کے طرز عمل پر وہ حد درجہ برافروختہ تھے اور آسٹریا کو (نیدرلینڈ میں) جو فوقیت حاصل ہوگئی تھی وہ بھی ان کی مرضی کے خلاف تھی۔ یورپ کے ممالک ۱۷۱۵ء میں (لڑائیوں سے) بالکل خستہ حال ہوگئے تھے اور ان میں یہ صلاحیت باقی نہ رہی تھی کہ معرکہ آرائیوں کا سلسلہ پھر شروع کریں، مگر یہ ظاہر تھا کہ باہمی مخالفتوں کی تجدید اسی صورت میں رک سکتی تھی جب کہ دول عظام باہم دیگر مشورہ کر کے قیام امن کے لئے ساعی ہوں۔ عہد نامہ یوٹریخٹ کی شرائط سے جو پابندیاں مختلف سلطنتوں پر عائد ہوگئی تھیں ان سے گلو خلاصی حاصل کرنے کی تدبیروں میں ہر ایک سلطنت مصروف تھی۔ سلطنت روس کا عروج بھی نسٹاڈ کے صلح نامے سے عیاں ہو چکا صفحہ (۱۰)
تھا۔ امور مذکورۂ بالا سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کس طرف سے شمال اور مشرق اور اس کے علاوہ جنوب و مغرب میں پیچیدگیاں پیدا ہونے والی تھیں۔

قریب قریب ایک نسل تک یورپ میں بہ حیثیت مجموعی سکون تھا۔ ۱۷۳۳ء تک کوئی جنگ عظیم نہیں ہوئی۔ یورپ کے سیاسیات میں ایک نیا عہد پرشیا میں فریڈرک اعظم کی تخت نشینی سے شروع ہوا اور اس صدی کے اختتام کے قریب یورپ کے نظام ملکی کے تباہ ہو جانے کے باعث فرانس میں فوجی جمہوریت کا زور ہو گیا جس سے یورپ کے ملکوں

کی آزادی معرض خطر میں پڑ گئی۔

امن و امان کی ضرورت یورپ کے ملکوں میں سب سے زیادہ جرمنی کو تھی کیونکہ نقصان سماں جنگ سی سالہ سے سنبھلنے کے قبل ہی وہ لوئی چہاردہم کی چیرہ دستی کا شکار ہو چکا تھا۔ جرمنی کی کمزوری کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ وہ متعدد چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم تھا۔

یورپ کے سربرآوردہ ملکوں کی حالت ۱۷۱۵ء میں شہنشاہت

یہ سب اس کے دستور سیاسی کی بدولت تھا جو ویسٹ فالیا کے صلح نامے کی وجہ سے دوامی تسلیم کر لیا گیا تھا۔ اس صلح نامے کی ترتیب سے ایک متحد سلطنت کے وجود میں آنے کی رہی سہی امید بھی جاتی رہی اور شہنشاہت کی قطع و برید کے بعد آزاد حکمرانوں کا ایک برائے نام اتحاد رہ گیا۔ جرمنی کا ملک تین سو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا جنکے حکمرانوں کو نہ صرف مالگزاری وصول کرنے محاصل کر دڑ گیری عائد کرنے اور روپیہ مسکوک کرنے اور کم قیمت سکوں کے جاری کرنے کا حق تھا بلکہ معاہدات کے کرنیکا بھی وہ یہ بھی تصفیہ کر سکتے تھے کہ انکی ریاست میں کس مذہب کی پیروی ہوگی۔ ہر رئیس اپنی ریاست میں حاکم مطلق العنان تھا اور ان میں سے اکثر قابل نفرین تھے۔ شہنشاہت آزاد حکمرانوں کا برائے نام اتحاد تھا اور مرکزی اور لامرکزی رجحانوں یعنی حکومت شاہی اور امرا میں جو کشمکش جاری تھی اس میں لامرکزیت کو فتح ہونے والی تھی۔ ۱۶۴۸ء کے بعد سلطنت جرمنی حکمرانوں کی ایک جمہوریہ تھی جس کا صدر شہنشاہ تھا۔ اٹھارھویں صدی کے آغاز میں جرمنی میں قومیت کا جذبہ مفقود ہو گیا تھا۔ اخلاق و عادات بگڑنے لگے تھے۔ چھوٹی ریاستوں میں تمدنی حالت حکومت کی خرابی کی وجہ سے روبہ انحطاط صفحہ (۱۱)
تھی حالانکہ جنگ سی سالہ سے قبل اسی سے ملک کو تقویت تھی۔*

ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے رئیس بالعموم جابر اور ظالم تھے اور بدانتظامی بھی انتہا کو پہونچ گئی تھی ۱۷۱۵ء میں جرمنی کی حالت ایک ایسے جسم کی تھی جس کے سب عضو ایک دوسرے سے الگ ہو گئے ہوں۔ بیدرمان لکھتا ہے "ریاستوں کی کثرت سے خود انتظامی اور معاشی دقتیں پیدا ہوتی ہیں اور اس پر طرہ یہ تھا کہ جو اضلاع ایک ہی حکومت کے تحت میں تھے وہ بھی اپنے محل وقوع کے لحاظ سے ایک دوسرے سے دور تھے اسوجہ سے ان کے انتظامات میں

---

* Karl Hillebrand,
Lectures on German Thought.
له یکم و دوم

ہم آہنگی نہ تھی اور نہ تجارتی تعلقات بھی قائم نہ رہ سکتے تھے" سلطنت جرمنی کا سرغنہ شہنشاہ تھا اسی کے ہاتھوں میں حاکمانہ اقتدارات تھے اور اس کا مستقر وائنا تھا[1]۔ ۱۶۴۸ء سے شہنشاہ کا اقتدار محض برائے نام تھا اور گو خطاب شاہی کی سطوت اب بھی کچھ باقی تھی مگر شہنشاہوں کے آسٹروی رجحانات کی وجہ سے شہنشاہت میں ان کی حیثیت محض نمائشی رہ گئی تھی۔ راٹس بون میں مجلس ڈویٹ منعقد ہوتی تھی جسے وضع قوانین کا اختیار تھا۔ اس مجلس میں تین جماعتیں تھیں، ایک الیکٹروں کی، دوسری ریاستوں کے حکمرانوں کی اور تیسری شہنشاہی شہروں کی۔ الیکٹروں کی جماعت کا صدر مینز کا اسقف اعظم تھا۔ اس مجلس میں دو اسقف اعظم اور بھی تھے یعنی تریوز اور کولون کے اور ان کے علاوہ ہنیوور، برانڈین برگ، بوہیمیا، سیکسنی، باویریا اور پیلاٹی نیٹ کے الیکٹر شامل تھے۔ حکمرانوں کی جماعت میں ۳۶ کلیسیہ کے اور ۶۴ غیر مذہبی ارکین اور تیسری جماعت میں ۵۲ شہنشاہی شہروں کے نمائندے تھے۔ ہر دو اعلیٰ جماعتوں میں کسی تحریک کے منظور ہونے کے لئے یہ ضروری تھا کہ جماعت غالب اس کی تائید کرتی لیکن اگر آزاد شہروں کی جماعت کسی تحریک کی مخالفت کرتی تو وہ شہنشاہ کے پاس منظوری کے لئے پیش نہ ہو سکتی جس تحریک کو شہنشاہ منظور کر لیتا وہ تمام شہنشاہت کے لئے فیصلۂ قطعی (Conclusum) ہو جاتی۔ اٹھارھویں صدی میں تینوں جماعتوں کے ارکین کی طرف سے نائب آتے تھے مگر چونکہ طبقۂ نائٹ کو حق نیابت نہیں دیا گیا تھا اس لیے انھوں نے ڈویٹ کے تصفیوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے علٰحدہ حلقے بنا کر شہنشاہ سے راست تعلقات قائم کر لئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ڈویٹ کا کوئی حقیقی اثر نہ تھا اور سوائے اعلان جنگ کے مجلس مذکور کسی اور طریقے سے اپنی قوت کا اظہار نہ کر سکتی تھی۔ بحالت موجودہ اس کی حیثیت مختلف ریاستوں کے سفیروں کی مجلس کی تھی جنکی کارروائیاں وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھی جاتی تھیں۔ عدالت شہنشاہی کا مستقر ویٹزلار یہ تھا جو لان ندی پر واقع ہے۔ اس عدالت کی کمزوری سے جرمنی مشارکت کی کمزوری عیاں تھی حالانکہ اس کے قیام کی غایت یہ تھی کہ اسی کے ذریعے سے جرمنی کے رئیسوں کی باہمی نزاعوں کا تصفیہ ہو جائے لیکن عدالت مذکور میں صرف جزوی معاملات پیش ہوتے اور اہم معاملات کے بزور شمشیر طے پانے کو وہ روک نہ سکتی تھی۔

(۱) دیکھو ضمیمہ ج

علاوہ ازیں اس کے تحت میں کوئی زبردست فوج بھی جس کے ذریعے سے وہ اپنے احکام کی تعمیل کرا سکتی۔ شہنشاہی نظام حکومت اب بھی قائم تھا اور ملک جرمنی دس حلقوں میں منقسم تھا جو فوجی، عدالتی اور مالی انتظامات کے افراد تھے۔ انھیں حلقوں پر شہنشاہی تصفیوں کی تعمیل بھی عائد ہوتی تھی۔ حلقہ ہائے مذکور سیاسی تقسیموں کے مطابق نہ تھے اور بسا اوقات ایک ہی حکمران کے مقبوضات مختلف حلقوں میں ہوتے۔ شہنشاہی فوج مشتمل تھی ان امدادی فوجوں پر جو ان حلقوں سے فراہم ہوتی تھیں اور محض بے مصرف اور ناقابل کار تھیں" نہ صرف ہر رجمنٹ بلکہ ہر کمپنی مختلف ریاستوں کے سپاہیوں پر مشتمل ہوتی بلکہ ہر ایک ریاست کی فوج کی وردی اور ہتھیار مختلف ہوتے۔ بعض ریاستیں تو ایسی تھیں جنکی امدادی فوج کے صرف دو سپاہی شہنشاہی فوج میں شریک ہوتے اور وہ بھی انھیں کی خاص وردی اور ہتھیاروں میں جنکے اخراجات کے وہ خود کفیل تھے"۔ شہنشاہی نظام فوجی ناکام ثابت ہوا اور اس لئے اہل جرمنی اپنے کو بیرونی حملوں سے محفوظ نہ رکھ سکتے تھے۔ علاوہ ازیں مذہبی اختلاف سے بھی آپس میں نفاق بڑھا ہوا تھا۔ ویسٹ فالیا کے صلح نامے کے بعد سے ہر رئیس اپنی سلطنت میں نہ صرف سیاسی بلکہ مذہبی معاملات میں اپنی مرضی کا مالک تھا اور مذہبی اختلافات بجائے اس کے کہ ۱۶۴۸ء میں انکا تصفیہ ہو جاتا ہمیشہ کے لئے قائم ہو گئے" اسی کی وجہ سے جرمنی میں اتحاد باہمی کی تمام امیدیں جاتی رہیں اور وہ کوششیں بے سود ثابت ہوئیں جنکی غایت یہ تھی کہ شہنشاہت کی حالت سنبھل جائے اور حملہ آوری یا حفاظت کی اہلیت اس میں پیدا ہو۔ غرض یہ کہ نظام مشارکت جو بڑی محنت سے وجود میں آیا تھا ناکام ثابت ہوا۔ صفحہ (۱۳)
اہل جرمنی کے ایک متحد قوم ہونے کا خیال دلوں سے محو ہو گیا، فرانس نے اسٹراس برگ اور الساس پر قبضہ کر لیا اور قریب تھا کہ لارین پر بھی اس کا قبضہ ہو جائے۔ شہنشاہی فوج نہ تو جرمنی کو بیرونی حملوں سے محفوظ رکھ سکتی تھی نہ اندرونی فسادوں کا انسداد کر سکتی تھی۔

جنگ ہفت سالہ نہ صرف جرمنی کے شیرازۂ قومی کے انحلال کی نشانی تھی بلکہ شہنشاہت مقدسہ روما کے انتہائی انحطاط کی بھی اور اس ابتری کی جو شہنشاہت کے ہر عضو میں سرایت کر گئی تھی۔ اب بہتری کی امید اگر ہو سکتی تھی تو صرف اس صورت میں کہ جرمنی کے صدہا رئیسوں میں کوئی ایسا مرد میدان پیدا ہو جائے جو اپنے ہم قوموں میں جذبۂ اتحاد کو برانگیختہ کر سکے جسکی صلاحیت قدیم روبہ انحطاط نظام سیاسی میں نہ تھی۔

چونکہ جرمنی سے اتحاد قومی مفقود ہوگیا تھا اور حکام کے طرز عمل میں ہم آہنگی بھی باقی نہ رہی تھی اس لئے چھوٹے موٹے رئیس اپنی ذاتی حفاظت کے لئے آسٹریا یا پرشیا کا دامن پکڑنے لگے۔

آسٹریا

جرمنی کی ریاستوں میں آسٹریا کو سب پر فوقیت حاصل تھی۔ البرٹ ثانی کی تخت نشینی ۱۴۳۸ء سے لیکر شہنشاہت خاندان ہیپس برگ میں تھی اس لئے وائنا نہ صرف آسٹریا کا سب سے بڑا شہر تھا بلکہ شہنشاہت کا بھی دار السلطنت تھا۔ آسٹریا کے خاندان کے شہنشاہوں نے شہنشاہت کی سطوت وجبروت سے کام لیکر اپنی قوت کو اپنے ذاتی مقبوضات کی توسیع میں صرف کیا تھا جس سے شہنشاہت کے اقتدارات کو نقصان پہنچا۔ وائنا میں انھوں نے ایک آلِک کونسل (شہنشاہی مجلس شورے) قائم کر رکھی تھی جو بالکل آسٹریا کی ایجاد تھی اور جو عدالت شہنشاہی کے اقتدارات میں اکثر مخل ہوتی تھی۔ لیکن شہنشاہان مذکور کو مذہب پراٹسٹنٹ کی بیخ کنی اور تمام ملک جرمنی میں حکومت مطلق العنانی کے قیام میں ناکامی ہوئی۔

ویسٹ فالیا کے صلح نامے کے بعد سے شہنشاہوں کا رجحان یہ تھا کہ شہنشاہی اغراض سے چشم پوشی کریں اور آسٹریا کے مفاد کا زیادہ خیال رکھیں۔ چارلس ششم اگر چاہتا تو ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے دوران میں الساس اور اسٹراس برگ پر پھر شہنشاہت کا قبضہ بحال کرا دیتا مگر اسے فکر تھی کہ سسلی اور نیپلز پر قبضہ کر کے اپنے اطالوی مقبوضات میں اضافہ کرے اس لئے اس نے یوٹریکٹ میں صلح کرنے سے انکار کر دیا جس کا نتیجہ یہ صفحہ (۱۴)
ہوا کہ الساس اور اسٹراس برگ ۱۸۷۰ء تک فرانس کے قبضے میں رہے۔ علاوہ بریں ۱۷۳۵ء میں چارلس نیپلز کے معاوضے میں ٹسکنی کو حاصل کرنے کے لئے لارین سے دست کش ہوگیا حالانکہ اس نے مجالس شہنشاہی سے مشورہ تک نہ کیا تھا۔ جرمنی کے حکمرانوں کو یہ ناگوار تھا کہ کسی طریقہ سے انکے حقوق میں دست اندازی کی جائے اسلئے سترھویں صدی میں وہ فرانس کو اپنا محافظ خیال کرتے تھے مگر جب لوئی چہاردہم نے اسٹراس برگ اور لگزیم برگ پر زبردستی قبضہ کر لیا، نانتے کے فرمان کو منسوخ کر دیا اور پلاٹی نیٹ کو تاخت وتاراج کر دیا تو انکی آنکھیں کھلیں اور وہ مجبوراً شہنشاہ کا ساتھ دینے پر مجبور ہوئے لیکن جب جوزیف اول نے حکم شہنشاہی سے کولون اور باویریا کے الیکٹروں کو قانون کی حفاظت سے

خارج کرادیا اور اُن کے مقبوضات پر قبضہ کرلیا (اسی طرز عمل کو آئندہ چلکر میریاتھیریسا اور یوسف ثانی نے بھی اختیار کیا) اور اطالیہ میں متعدد علاقوں کو الحاق کرلیا تو اس سے بھی وہ خائف ہوگئے۔ جوزیف کے انتقال کے بعد اس کے جانشین چارلس ششم کو دوامًا اپنے بعض اقتدارات سے دست کش ہونا پڑا جس سے شہنشاہ کا اقتدار اور بھی گھٹ گیا اور حکمرانوں کے حقوق اور مراعات کی حفاظت کا انتظام ہوگیا۔ مگر عالم مسیحی کے مغربی حصے میں آسٹریا کا اثر اب بھی بہت کچھ تھا حالانکہ شہنشاہوں نے اپنے بعض اقتدارات سے دوامًا دست کشی کرلی تھی، اکثر حکمرانوں کا اثر بڑھ رہا تھا، پرشیا، سیکسنی اور ہنیوور کے الیکٹر بادشاہ ہوچکے تھے اور باویریا کا طرز عمل مشتبہ بلکہ اندیشہ ناک تھا۔ جرمنی سے اسکا تعلق بہت گہرا تھا کیونکہ اس کے حکام شہنشاہ تھے اور نیدرلینڈ اور سوبیا پر قابض ہونے کی وجہ سے اہل جرمنی اسے فرانس کے مقابل اپنا محافظ خیال کرتے تھے۔ جرمنی میں آسٹریا کا تفوق اس وقت تک ضرور برقرار رہتا جب تک کہ ڈیٹ میں کاتولیکیوں کی تعداد غالب تھی۔

فرماں روایان خاندان ہیپس برگ کی حیثیت یورپ[۱] میں بالکل غیر معمولی تھی۔ خاص آسٹریا کے علاوہ انھوں نے اسٹیریا، کارنتھیا، کارنیولا گورزا اور ٹائرل پر قبضہ کرلیا تھا۔ بوہمیا مع اضلاع مورے ویا، سائی لیشیا، اور لاسٹر ان کے زیر حکومت تھے۔ اور ۱۷۱۱ء میں زاتھمار کی صلح کے بعد ہنگری، کروشیا، اور ٹرین سلوے نیا بھی ان کے قبضے میں آگئے۔ یوٹریخٹ کے صلح نامے کی رو سے ان کے اطالوی مقبوضات میں خاصہ اضافہ صفحہ (۱۵) ہوگیا تھا، جن میں اب نیپلز، سارڈینیا، ٹسکنی کے بندرگاہ اور لمبارڈی کا بیشتر حصہ (مینتوا کی ڈچی اور میلان کی ڈچی کا ایک جزو) شامل تھا۔ ہسپانی نیدرلینڈ بھی ان کو حال ہی میں ملے تھے۔ سوبیا اور برس گاؤ میں جو ان کے مقبوضات تھے وہ ان کے خاندان کے قبضے میں عرصے سے تھے۔ سترھویں صدی کے نصف آخر میں خاندان ہیپس برگ کی تاریخ سے صاف ظاہر ہے کہ آسٹریا کی حکمت عملی یہ تھی کہ ٹرکی کے انحطاط سے نفع اٹھاکر قسطنطنیہ کی طرف بڑھے اور جرمنی کے جنوبی حصے میں اپنے اثر کو مستحکم کرے۔ ۱۷۱۵ء میں چارلس ششم نہ صرف شہنشاہ تھا بلکہ بوہیمیا اور ہنگری کا بادشاہ اور آسٹریا کا ڈیوک اعظم تھا۔

(۱) دیکھو ضمیمہ (الف)

اس وسیع سلطنت کے انتظامات کے انصرام کے لیئے خاندان ہیپس برگ کے لائق ترین حکمرانوں نے اپنی پوری لیاقت صرف کردی۔ ان کی رعایا میں مختلف اقوام تھیں مثلاً بیلجی، اطالوی، جرمن، زیخ، مگیار، متعدد سلاد اقوام وغیرہ۔ علاوہ ازیں سلطنت کا کوئی قدرتی مرکز نہ تھا اکثر اضلاع منتشر اور دور دراز تھے۔ خصوصاً آسٹریائی نیدرلینڈ تو گویا ایک دور افتادہ نوآبادی تھی۔ اس قسم کی منتشر آبادیوں کو ایک مرکزی مملکت میں متبدل کرنا دشوار تھا اور انکو ایک ہی مشارکت میں شریک کرنے میں بھی دقتیں تھیں۔[1] پرشیا بھی منتشر اضلاع پر مشتمل تھا جو چارلس ششم کے موروثی مقبوضات سے بھی زیادہ ایک دوسرے سے دور تھے مغرب میں فریڈرک ولیم اول کے قبضے میں کلیوز، مارک اور راونس برگ، تھے، مشرق

پرشیا

میں پرشیا جو الیکٹر کی حکومت میں ۱۶۱۸ء میں ملحق ہوا تھا۔ وسط میں بران ڈین برگ کا ضلع الیکٹری تھا جو کورمارک، اور نیومارک، کے اضلاع پر مشتمل تھا۔ شاہان پرشیا کے ان مقبوضات میں، پومی رانیا بعیدہ، ہال برسٹاٹ اور منڈن ۱۶۴۸ء میں شامل ہو گئے۔ میگ ڈی برگ ۱۶۸۰ء میں اور گویلڈرس ۱۷۱۳ء میں اس صدی میں شاہان پرشیا کا مقصد ہمیشہ یہ تھا کہ ان منتشر مقبوضات کو متحد کردیں۔ مگر بران ڈین برگ اور کلیوز کے درمیان ہینوور تھا۔ بران ڈین برگ اور پرشیا کے درمیان پولینڈ گھس آیا تھا، اور شمال میں پومی رانیا کے بیشتر حصے پر سویڈن کا قبضہ ہونے سے اکثر اندیشہ رہا کرتا تھا۔ اس لئے شاہان پرشیا[1] کو اب یہ خیال لگا رہتا تھا کہ کسی صورت سے جولیخ اور برگ پر قبضہ کرکے اپنی مقبوضات کو رائن ندی کی طرف بڑھائیں، پومی رانیا سے اہل سویڈن کو نکال باہر کریں اور پولینڈ کی قطع و برید کرکے بران ڈین برگ اور پرشیا کی حدود کو ملادیں۔

صفحہ (۱۶)

فریڈرک ولیم اول اور اس کے جانشین فریڈرک اعظم کی طویل عہدہائے حکومت کے نتایج یہ تھے کہ مقبوضات میں توسیع ہوئی، مرکزی حکومت وجود میں آئی اور مقبوضات سابقہ پر ان کا قبضہ مستحکم ہوگیا۔ "پرشیا کی اس ترقی میں فریڈرک ولیم کا بہت کچھ حصہ ہے

(۱) دیکھو ضمیمہ (الف)

(۲) دیکھو ضمیمہ ب

اور اسی کی کوششوں سے ایک مرکزی نظام انتظامی قائم ہوگیا جو ٹل رسٹ کے صلح نامہ تک برقرار رہا۔ مساعی مذکور کی وجہ سے پرشیا باوجود اپنے اضلاع کے منتشر ہونے کے رفتہ رفتہ متحد ہوگیا اور ایک زبردست قوت پیدا کرلی جو آسٹریا کو کبھی نصیب نہ ہوئی اور جنگ ہفت سالہ کے بعد آسٹریا کا ہمسر اور بلحاظ قوت اس کا ہم پلہ تسلیم کیا جانے لگا۔ جرمنی کی اس چھوٹی سی ریاست (پرشیا) کا ترقی کرکے سربرآوردہ یورپی سلطنتوں کے زمرہ میں شامل ہوجانا سخت حیرت انگیز تھا۔ اس کے اسباب یہ تھے اولاً پرشیا جرمنی کی پراٹسٹنٹ ریاستوں کا سرغنہ خیال کیا جاتا تھا، ثانیاً شاہان پرشیا کا ایک زبردست فوج تیار کرلینا اور ثالثاً پرشیا کی فتوحات سے جذبۂ قومی کا برانگیختہ ہوجانا "جرمنی کے جدید تمدن کے دو سرچشمہ حیات تھے، ایک تو پرشیا کی سلطنت اور دوسرا پراٹسٹنٹ مذہب" فریڈرک اعظم نے اپنی قوم میں وہ جذبات پیدا کردیئے جنھیں ہر قوم اپنے لئے باعث فخر خیال کرتی ہے یعنی شجاعت قوم پرستی اور مذہبی آزادی کی خواہش جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پرشیا جرمنی قوم کا مسلم نمائندہ ہوگیا۔ پرشیا اور آسٹریا میں ایک نہ ایک روز جنگ ہونے والی تھی۔ شہزادۂ یوجین اسے پہلے ہی سے تاڑ گیا تھا اسی لئے ۱۷۱۵ء سے ۱۷۴۰ء تک پرشیا اور آسٹریا کے باہمی تعلقات میں کشیدگی بڑھتی گئی۔ ۱۷۴۰ء سے ۱۷۶۳ء تک جرمنی سے آسٹریا کے تفوق کو دفع کرنے کی پیہم کوششیں ہوتی رہیں اور جنگ ہفت سالہ کے بعد پرشیا، آسٹریا کا ہمسر اور خاندان ہیپس برگ کے مقابلے میں جرمنی ریاستوں کا محافظ تسلیم کرلیا گیا۔ صفحہ (۱۰)

باویریا

باویریا پر خاندان وٹیلس باخ کی ایک شاخ حکمران تھی اور ہسپانیہ کی جنگ جانشینی میں وہاں کے ڈیوک نے فرانس کا ساتھ دیا تھا۔ فروری ۱۷۱۴ء میں فرانس اور باویریا کے درمیان ایک گہرا اتحاد ہوگیا جس کی رو سے فرانس آمادہ ہوگیا کہ اگر (باویریا کا) الیکٹر خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات پر دعوی کرے یا شہنشاہی کا جانشین ہونا چاہے تو اس کی تائید کی جائے گی۔ اسی سال مارچ میں فرانس نے راسٹاٹ کی مصالحت میں شہنشاہ کو مجبور کیا کہ الیکٹر کو اپنی سلطنت پر بحال کردے جہاں سے وہ بلین ہیم کی لڑائی کے بعد نکال دیا گیا تھا۔ خاندان ہیپس برگ سے باویریا کے تعلقات کبھی خوشگوار نہ تھے جنگ سی سالہ میں بھی گو وہاں کا الیکٹر شہنشاہ

کی طرف سے لڑا تھا مگر دراصل اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے اس نے شہنشاہ کا ساتھ دیا تھا۔ اس کا جانشین عرصہ تک اس تشویش میں تھا کہ شہنشاہ سے توسل پیدا کرے یا لوئی چہاردہم سے۔ مگر بالآخر ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے آغاز میں وہ لوئی کا شریک ہو گیا اور باویریا فرانس کا طرفدار رہا یہاں تک کہ الیکٹر (باویریا) اور شاہ (فرانس) کا طرز عمل کامیاب ثابت ہوا اور چارلس البرٹ ۱۷۴۲ء میں چارلس ہفتم کے لقب سے شہنشاہ ہو گیا۔ اُس نے "تصفیۂ معاملات آسٹریا"[1] کو تسلیم کرنے سے ہمیشہ انکار کیا تھا کیونکہ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ میری شادی چارلس ششم کی ایک بھتیجی سے ہوئی ہے لہذا مجھے اور سیکسنی کے الیکٹر کو آسٹریا کی میراث سے حصہ ملنا چاہیئے۔

پلاٹینیٹ

نشیبی پلاٹینیٹ جسکا مستقر ہیڈیل برگ تھا خاندان ڈیلس باخ کی ایک دوسری شاخ کے قبضہ میں تھا اور وہاں کے الیکٹر کو ویسٹ فالیا کے صلح نامے کی رو سے اسکے مقبوضات کا بیشتر حصہ واپس ملگیا تھا۔ خاندان کی حکمران شاخ کے معدوم ہو جانے کی وجہ سے لوئی چہاردہم نے نشیبی پلاٹینیٹ پر اپنی بہو ڈچس آف آرلینس کی طرف سے دعویٰ کیا مگر ۱۷۰۲ء میں یہ معاملہ بالآخر ثالثی سے طے ہو گیا اور الیکٹر جان ولیم نے تین لاکھ کراؤن ڈچس کو دیدیئے۔ راس ٹاٹ کے صلح نامہ کی رو سے اسے مجبوراً بالائی پلاٹینیٹ سے دست بردار ہونا پڑا جو ۱۷۰۸ء میں اس کے حوالے کیا گیا تھا جب کہ باویریا شہنشاہت کی حفاظت سے خارج کر دیا گیا تھا۔ لوئی چہاردہم کے انتقال کے بعد پلاٹینیٹ کا الیکٹر چارلس فلپ اس شش و پنج میں تھا کہ فرانس کا ساتھ دے یا آسٹریا کا۔ اپنے مقبوضات میں اس نے پراٹسٹنٹ لوگوں پر کچھ مظالم کیئے تھے جس پر چارلس ششم نے

(۱) انگریزی میں اسے اصطلاحاً Pragmatic Sanction (تصفیۂ امور سلطنت) کہتے ہیں اور اس سے اس فرمان شہنشاہی سے مراد ہے جس کی رو سے ۱۷۲۴ء میں چارلس ششم (شہنشاہ جرمنی) نے اپنی بیٹی میریا تھیریسا کو اپنے آسٹروی مقبوضات کا وارث قرار دیا تھا اور اپنے داماد کو شہنشاہت میں اپنا جانشین کرنا چاہا تھا۔ جرمنی کی قریب قریب تمام سلطنتوں اور یورپ کے اکثر دول نے اُس تصفیے کو تسلیم کر لیا تھا مگر بالآخر سب کی نیت بدل گئی اور جنگ جانشینی آسٹریا شروع ہو گئی۔ مترجم۔

اس کی چشم نمائی کی اس سے وہ بگڑ گیا اور باویریا کے الیکٹر سے اختلاط پیدا کرنے لگا۔ ۱۷۲۴ء میں اسکے ساتھ ایک قسم کا خاندانی اتحاد قائم کر لیا جو فرانس کو بھی پسند تھا۔ ۱۷۲۶ء میں اس کی امداد حاصل کرنے کے لئے شہنشاہ نے برگ اور جولخ کے اضلاع کی جانشینی کے لئے اس کے خاندان کی شاخ سولز باخ کو نامزد کرنے کا وعدہ کیا جو نسبتی پلاٹینیٹ کے وارث ہونے والے تھے۔ مگر اسی وقت شہنشاہ نے یہی وعدہ شاہ پرشیا سے بھی کیا۔ شہنشاہ کی یہ دو رخی چال الیکٹر کو اس قدر ناگوار ہوئی کہ ۱۷۳۲ء میں اس نے دو تصفیہ معاملات آسٹریا کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی میں وہ غیر جانب دار رہا اور اس کے انتقال (۱۷۴۳ء) کے بعد سولز باخ کا چارلس تھیوڈو۔ اسکا جانشین ہوا جس نے فرانس سے اتحاد پیدا کر لیا۔

ہینو ور

ہینو ور ایک پراٹسٹنٹ ریاست تھی جس کا حکمراں حال ہی میں الیکٹر تسلیم کیا گیا تھا اور چند روز کے بعد انگلستان کا بادشاہ ہو گیا جسکی وجہ سے اس ریاست کو یورپ میں رسوخ حاصل ہو گیا۔ آسٹریا سے اس ریاست کے گہرے تعلقات تھے اور الیکٹر بنائے جانے کے لئے اس نے آسٹریا سے کچھ معاہدہ بھی کیا تھا۔ جارج دوم نے آسٹریا کی جنگ جانشینی میں میریا تھیریسا کی تائید کی تھی مگر جرمنی کے معاملات میں اس کا طرز عمل بھی وہی تھا جو وہاں کے دوسرے حکمرانوں کا تھا اور چارلس ہفتم (شاہ باویریا) کے شہنشاہ ہو جانے کے وہ خلاف نہ تھا۔ برخلاف اسکے پرشیا کے بادشاہوں سے جارج اول و جارج دوم کے تعلقات کبھی دوستانہ نہ تھے گو یہ دونوں خاندان ہم مذہب (پراٹسٹنٹ) تھے اور آپس میں رشتہ داری بھی تھی مگر جنگ ہفت سالہ کے دوران میں سیاسی مصالح سے مجبور ہو کر جارج دوم اور فریڈرک اعظم میں ایک گہرا اتحاد پیدا ہو گیا۔

سیکسنی

سیکسنی کو خاص اہمیت اس لئے حاصل ہو گئی تھی کہ پولینڈ سے اسے گہرا تعلق تھا۔ اس ریاست کا الیکٹر آگسٹس دوم پولینڈ کا منتخب شدہ بادشاہ بھی تھا۔ اس کے بیٹے (آگسٹس سوم) کی شادی میریا یوسفہ سے ہوئی تھی جو شہنشاہ یوسف اول کی بیٹی تھی اور گو وہ حقوق وراثت سے دست کش ہو گئی تھی مگر چارلس ششم کے مرنے کے بعد اس نے آسٹریا کی میراث میں اپنے حصے کا دعویٰ کیا:

19 سیکسنی کو پولینڈ سے جو تعلق تھا اس کی وجہ سے وہاں کے الیکٹر کو یورپ میں خاص شہرت حاصل تھی۔ پولینڈ میں صدیوں سے ایک لامرکزی حکومت قائم تھی حالانکہ یہ ملک یورپ کے وسط میں تھا جہاں حکومت شاہی کا رواج تھا۔ پولینڈ کا دستور گو برائے نام شاہی تھا مگر دراصل جمہوری تھا۔ بادشاہوں کا انتخاب عمل میں آتا تھا اور انھیں ایک معاہدے کو تسلیم کرنا پڑتا تھا جو (Pacta Conventa) میثاق اتحاد کے نام سے موسوم تھا اور جس کے شرائط کی پابندی کا بادشاہوں کو حلف اٹھانا پڑتا تھا۔ بادشاہ مجلس قومی کی صدارت کرتے اور اگر چاہتے تو فوج کی سپہ سالاری بھی کر سکتے تھے۔ سینٹ جو حقیقی عاملانہ جماعت تھی بالکل بادشاہ کے قابو میں نہ تھی لیکن ڈیٹ کی اس پر پوری نگرانی تھی۔ ڈیٹ میں زمانہ سابق میں تمام بالغ امرا شامل تھے مگر یہ مجلس اب چار سو نائبوں پر مشتمل تھی جنھیں مجالس اضلاع منتخب کرتیں اور جنھیں ڈیٹ میں اپنے طرز عمل کے متعلق پوری ہدایتیں دیجاتیں۔ ڈیٹ کی ہر قرارداد کے لئے جملہ اراکین کا متفق الرائے ہونا ضروری تھا۔ اس لئے اگر ایک نائب بھی چاہتا تو مخالف رائے دیکر کارروائی کو بند کرا سکتا تھا اس لئے جب مخالف رائیں دینے یا کسی دوسری رکاوٹ کی وجہ سے نظام حکومت میں سخت مداخلت ہوتی تو ایک مجلس مشارکت (Confederation) منعقد کی جاتی۔ یہ ایک غیر معمولی مجلس تھی جس میں رائے مخالف (ویٹو) کا کوئی اثر نہ تھا۔ اس لئے (Liberum veto) آزادی اختلاف رائے، مشارکت خانگی اور میثاق اتحاد (Pacta Conventa) کے وجود سے پولینڈ کا دستور لامرکزیت پر مبنی تھا گو اس کا ایک نظام بھی تھا۔ جماعتوں اور فرقوں کے مناقشوں سے بادشاہوں کی قوت بھی زائل ہو گئی تھی۔

اٹھارھویں صدی میں یورپ کی توجہ زیادہ تر پولینڈ کی طرف تھی جس طرح کہ سترھویں صدی میں ہسپانیہ پر تمام دول یورپ کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں۔ لوئی چہاردہم کی طویل العہد حکومت میں عالم مسیحی کے بادشاہوں کے دماغوں میں شہنشاہت ہسپانی کی تقسیم کا خیال اکثر آیا کرتا تھا۔ اسی طرح پولینڈ کی تقسیم کا مسئلہ اٹھارھویں صدی کے اوائل ہی میں یورپ کے اکثر ممالک میں نہایت ہی اہم ہو گیا تھا۔ پولینڈ یورپ کے وسط میں واقع تھا اور اس کا رقبہ فرانس سے زیادہ تھا۔ اس کے باشندے قریب قریب

تمام سپاہی منش تھے پرشیا اور آسٹریا اور روس کے درمیان میں واقع ہونے کی
۲۰ وجہ سے پولینڈ ان تینوں دول کی رقابت کا مرکز بن گیا تھا اور اس رقابت میں ایک پیچیدگی اسوجہ سے بھی پڑ گئی تھی کہ فرانس کا پولینڈ کے معاملات میں ہمیشہ دل لگا رہتا تھا۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی سے اور اس سفارتی جد و جہد سے جو جنگ ہفت سالہ کے قبل کے چند سال تک پولینڈ میں جاری تھی اور ۱۷۶۳ء سے ۱۷۷۲ء تک کے مشرقی یورپ کے تاریخی واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ پولینڈ کے دستور میں کیا کیا اندرونی اسقام تھے اور وجوہ متذکرۂ بالا ہی نے یورپ پر روشن کر دیا کہ سیاسیات میں پولینڈ کی کیا اہمیت ہے اور روس کس طور پر اسکی آزادی کے درپے ہے اور یہ کہ فرانس اسپے بیجا دعوے کو تسلیم نہیں کرا سکتا۔

اطالیہ

اطالیہ میں آسٹریا کے وسیع مقبوضات تھے یوٹریخٹ کے صلح نامے سے جزیرہ نمائے مذکور میں ہسپانیہ اور فرانس کا اثر عارضی طور پر زائل ہو گیا تھا کیونکہ نیپلز سارڈینیا، اضلاع میلان، منٹوا، اور ٹسکنی کے اضلاع آسٹریا کے قبضے میں آ گئے تھے اطالیہ کو اب اگر کوئی امید تھی تو صرف سوائے کے خاندان سے جس کے قدم پیڈمنٹ میں خوب جم گئے تھے اور جس کا سسلی پر بھی قبضہ تھا وہ وقت بھی قریب تھا کہ اضلاع میلان پر بھی اس عیار خاندان کا رفتہ رفتہ قبضہ ہو جائے ۱۷۱۵ء میں شمالی اطالیہ کے مختلف حصص پر سوائے، آسٹریا، وینس اور جنیوا کی جمہوریہ کا قبضہ تھا۔ وسط میں اضلاع ذیل تھے، موڈینا جس پر خاندان ایسٹی حکمران تھا، ٹسکنی جہاں خاندان میڈیچی حکمران تھا، پارما اور پیاسینزا جو خاندان فارنیس کے تحت میں تھے ٹسکنی کے اضلاع جو آسٹریا کے قبضہ میں تھے۔ پاپائے روما کے مقبوضات اور جمہوریہ لیوکا۔ جنوب میں نیپلز پر آسٹریا کا قبضہ تھا اور سسلی پر چند روز کے لئے سوائے کے خاندان کا۔ ہسپانیہ فی الوقت اطالیہ سے خارج ہو چکا تھا مگر اس ملک میں اپنا اثر دوبارہ قائم کرنے کے لئے موقعہ کا منتظر تھا۔

ہسپانیہ اور پرتگال

ہسپانیہ نے بجائے اس کے کہ اپنی شکست کو تسلیم کر لیتا اور پرتگال وینس اور ہالینڈ ایسی گئی گزری سلطنتوں میں اپنا شمار کرانے لگتا، خلاف امید ہمت دکھائی جس سے تمام یورپ کو سخت تعجب ہوا اور یورپ کی سر برآوردہ

قوموں میں اپنی سابقہ ممتاز حیثیت کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے اس نے مردانہ وار کارروائی شروع کردی۔ ہسپانیہ کے قبضے سے اطالیہ کے دور افتادہ مقبوضات اور ہسپانی نیدرلینڈ کا نکل جانا دراصل اس کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا کیونکہ مقبوضات مذکور پر اس کا حرف گیر ہوتا تھا اور انکی حفاظت میں اسکا جان و مال اکثر ضائع ہوتا تھا۔ فلپ پنجم کے تخت نشین ۲۱
ہونے کے بعد بہت سی ضروری اصلاحیں ہوئیں جن کے عمل میں لانے والے غیر ملکی مدبر تھے جن کا قریب ستر سال تک ہسپانیہ کے احیاء میں بہت کچھ حصہ ہے۔ مدبرین مذکور کے حسن تدبیر سے انتظام مملکت میں فرانسیسی طریقوں اور تخیلات کو جاری کیا گیا۔ خاندان ہیپس برگ کی دقیانوسی حکمت عملی کو خیر باد کہا گیا، حکومت میں مرکزیت اور باقاعدگی پیدا ہوگئی، صوبجات کے درمیان میں تجارت کی آزادی میں جو رکاوٹیں تھیں دفع کردی گئیں، فوج کی فرانسیسی فوج کے نمونہ پر از سر نو تنظیم ہوئی اور پادریوں کے خاص حقوق بھی لوگوں کی آنکھوں میں کھٹکنے لگے۔ جن وزرا کی حسن تدبیر سے ہسپانیہ کا احیاء عمل میں آیا، ان میں البیرونی اطالوی تھا، ریپرڈا ہالینڈ کا باشندہ تھا، پاتی نیو کا خاندان گو ہسپانی الاصل تھا مگر عرصہ سے میلان میں آباد تھا، اسکوی لاچی جو چارلس سوم کی حکومت کے ابتدائی عہد میں چند سال وزیر مالیہ تھا اطالوی تھا۔

۱۷۱۳ء سے ہسپانیہ اور فرانس کے باہمی تعلقات میں بھی اصلاح ہونے لگی جب تک کہ ہسپانیہ کا قبضہ نیدرلینڈ پر تھا دونوں میں اکثر بدمزگی پیدا ہو جایا کرتی تھی فلپ دوم کے زمانہ سے فرانس کی یہ خواہش تھی کہ فلینڈرس کی طرف اپنی سرحد کو بڑھائے اور سترھویں صدی کے وسط میں لوئی چہاردہم فرانس کی سرحد کو رائن اور شیلٹ تک بڑھانے کی مسلسل کوشش کرتا رہا۔ لیکن ۱۷۱۳ء کے بعد سے نیدرلینڈ کے متعلق فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان کوئی نزاع باقی نہ رہی۔ ہسپانیہ کے قبضے سے فلینڈرس (نیدرلینڈ) کے نکل جانے سے کئی فائدے ہوئے اولاً ہسپانیہ کی قوت یکجا ہوگئی ثانیاً فرانس سے خوشگوار تعلقات کے قائم ہونے میں جو رکاوٹ تھی وہ دفع ہوگئی اور رفتہ رفتہ دونوں سلطنتوں میں ربط و اتحاد پیدا ہوگیا جسکی وجہ سے پیری نیز کی حد فاصل محض خیالی رہ گئی۔ خاندان اورلیان اور ہسپانیہ کے بوربون خاندان کے درمیان خاندانی رقابتوں کا خاتمہ ہوگیا اور چونکہ ہسپانیہ اور فرانس کے درمیان نہ تو یورپ میں کسی قسم کے جھگڑے تھے اور نہ نوآبادی

کے متعلق کوئی رقابت بھی اس لیئے دونوں میں فطرتاً اتحاد ہو گیا جس کی وجہ سے انھیں موقعہ ملگیا کہ نو آبادیوں میں انگلستان کی جابرانہ کارروائیوں اور اسکے بحری تفوق کا مقابلہ کریں سنہ ۱۷۱۳ء سے سنہ ۱۷۳۳ء تک ہسپانیہ اور فرانس کے دوستانہ تعلقات میں کبھی کبھی فلپ ۲۲
پنجم کی اولوالعزمیوں اور ایلیزابیتھ فارنیس کی بے صبری سے فرق آجایا کرتا تھا مگر سنہ ۱۷۳۳ء کے بعد دونوں ممالک کے مدبرین نے باہمی اتفاق کی ضرورت کو خوب محسوس کرلیا تھا۔

ہسپانیہ اور پرتگال کے درمیان میں مخالفت کا سلسلہ سنہ ۱۷۱۳ء میں منقطع ہو چکا تھا۔ پرتگال میں جان پنجم کے زیر حکومت کئی سال تک بالکل امن تھا۔ اس زمانہ میں پرتگال انگریزوں کے زیر حمایت تھا مگر اسکی بحری اور بری فوج اور انتظام ملکی کی حالت نہایت ابتر ہو گئی تھی سنہ ۱۷۵۰ء میں یوسف اول کی تخت نشینی کے بعد پومبال کی جانفشانی اور قابلیت سے پرتگال پھر اس خواب غفلت سے چونکا اور اس کی تاریخ کا ایک عہد زرین شروع ہوا۔

شمالی یورپ

یوٹریخٹ کے صلح نامے سے شمالی یورپ میں سکون نہ ہوا۔ نواح مذکور میں سویڈن حالت جان کنی میں تھا اور سنہ ۱۷۲۱ء میں جا کر نسٹاڈ کے صلح نامے سے شمال میں امن وامان ہوا جسکی وجہ سے ایک عہد ختم ہوا اور دوسرا شروع ہوا۔ چارلس دوازدہم کے انتقال کے بعد سویڈن کی حکومت ایک عدویہ کے ہاتھوں میں آگئی، پرشیا کے عروج سے اندیشہ ہو گیا کہ جرمنی میں سویڈن کے مقبوضات کی خیر نہیں۔ سویڈن اب ایک تیسرے درجے کی سلطنت رہگئی تھی اور اس کی جگہ روس کی سلاو ریاست نے لی تھی۔ روس میں بھی خاندان واسا کے بادشاہوں کی طرح یکے بعد دیگرے کئی نہایت ہی لائق بادشاہ ہوئے تھے اور علاوہ ازیں اس کے ذرائع نہایت وسیع تھے اور ہر طرف اسے توسیع اور ترقی کا موقعہ تھا جو سویڈن کو حاصل نہ تھا۔

پیٹر اعظم کے عہد حکومت میں جو سنہ ۱۶۸۲ء میں تخت نشین ہوا روس نے تہذیب وتمدن میں بے انتہا ترقی کی اور اس کے اندرونی طرز حکومت اور اداروں میں ایک انقلاب ہو گیا ماسکو کے بجائے سینٹ پیٹرزبرگ دارالسلطنت ہو گیا، مغربی خیالات اور عادات کا رواج ہو گیا اور امرا کا زور بھی ٹوٹ گیا۔ فوج کی غیر ملکی افسروں کے زیر نگرانی یورپ کے طریقہ پر تربیت ہونے لگی اور وہ بالکل زار کے زیر نگرانی آگئی۔ کلیسیا کا بھی یہی حال ہوا۔

اندرون ملک میں زار کی مطلق العنان حکومت کے استحکام کے ساتھ ہی ساتھ خارجی طرز عمل میں بھی انقلاب ہوگیا۔ پیٹر تاڑ گیا تھا کہ تجارت کے میدان میں قدم رکھنے کے لئے روس کے لئے ضروری تھا کہ بحیرۂ بالٹک اور بحیرۂ اسود کے سواحل پر قدم جمائے۔ ۲۳
رفتہ رفتہ اس کا حوصلہ بڑھتا گیا اور اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ پولینڈ میں دخل حاصل کرکے روس کی سرحدوں کو وسعت دے۔

۱۷۰۹ء میں پل ٹوا کی جنگ میں سویڈن کو شکست ہوئی جس کی وجہ سے بحیرۂ بالٹک میں اُس نے ایک سو سال سے تفوق حاصل کرنے کی جو پیہم کوشش کی تھی رائگاں گئی اور چارلس دہم اور گستاوس اڈالفس نے جو کچھ کیا دھرا تھا سب بیکار ثابت ہوا۔ گیارہ سال کے بعد جو زیادہ تر چارلس دوازدہم کی بے سود جد و جہد میں گزرے نسٹاڈ کا صلح نامہ مرتب ہوا جس کی رو سے بجائے سویڈن کے روس بالٹک اور شمالی یورپ میں سربرآوردہ تسلیم کرلیا گیا۔

ترکوں کے مقابلہ میں پیٹر اعظم کو اس قدر کامیابی نہ ہوئی ۱۶۹۶ء میں آزوف (کریمیا) پر قبضہ کرکے روس جنوبی مشرقی یورپ کے سیاسیات میں دخیل ہوگیا۔ یورپ کے سیاسیات میں ایک نیا دور شروع ہوا جب کہ ۱۶۹۹ء میں کارلووٹز کے

مسئلہ مشرقی

صلح نامے کی رو سے ٹرکی کے بعض مقبوضات روس اور آسٹریا کے قبضے میں آگئے ۱۷۱۱ء میں پرتھ پر روسیوں نے جو صلح دب کر کرلی اس وجہ سے جنوب کی طرف انکی پیش قدمی عارضی طور پر رک گئی مگر اس وقت سے روس اور ٹرکی کا مقابلہ شروع ہوگیا تھا۔ اٹھارھویں صدی میں ٹرکی کے انحطاط کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا جس کی وجہ سے نئے مسائل زیر بحث ہوگئے تھے اور نئی نئی پیچیدگیاں پیدا ہورہی تھیں، روس بحیرۂ اسود پر قدم جمانے کی فکر میں تھا اور آسٹریا اسی زمانے میں ڈینیوب کے کنارے کنارے آگے بڑھ رہا تھا۔ ان دونوں ممالک کی پیش قدمی اور انکی متحد کارروائیوں سے بالآخر فرانس کو سخت اندیشہ ہوگیا۔ دوبواسے ورژان تک فرانس کے مدبروں کو ان جدید تحریکوں کا پورا احساس تھا اور وہ اس فکر میں رہتے تھے کہ ٹرکی کی مشارکت سے زبردست کارروائی کریں یا روس سے اتحاد کرکے ترکوں کی مدد کریں ۱۷۷۴ء میں کنیارجی کا صلح نامہ مرتب ہوا جس سے مشرقی مسئلے کا ایک نیا دور شروع

ہوتا ہے۔ روس کے مقاصد اب بالکل عیاں تھے اور دس سال کے بعد انگلستان کو بھی روسیوں کے مقاصد کا احساس ہوگیا اور سلطنت عثمانی کے زوال سے جو نتائج پیدا ہوئے اس سے انگریز ہراساں ہوگئے۔ یورپ کو اب مجبوراً مشرقی مسئلے میں دلچسپی پیدا ہوگئی اور یہ تصفیہ کرنا پڑا کہ ترکوں کا یورپ میں رہنا مقابلتہً روس کی روزافزوں وسعت سے ۲۴
مضر ہے یا نہیں۔

واقعات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ شمالی اور مشرقی اور جنوبی مشرقی یورپ کی تاریخ اٹھارھویں صدی میں نہایت اہم ہے اور یورپ کے حصص مذکور کی قوموں کے عروج وزوال کے توازن قوت پر نہایت دور رس اثر تھا۔

سترھویں صدی میں ٹرکی پولینڈ اور سویڈن کا دور دورہ تھا مگر ان کے انحطاط سے کم تر درجہ کی قوموں کو ترقی کرنے کا موقع ملا جن کے قدرتی ذرائع خاطر خواہ تھے یا جن کا طرز حکومت ایک ایسے عہد کے مناسب حال تھا جس کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں بڑی مملکتوں کو فروغ حاصل ہوا اور نیک اندیش خودسر حکومتیں قائم ہوئیں۔

اٹھارھویں صدی میں شمالی اور مشرقی یورپ کی تاریخ میں دو امر نمایاں ہیں یعنی روس اور پرشیا کا عروج ۱۷۲۱ء میں نسٹاڈ کے صلح نامے سے روس بحیرۂ بالٹک کی سلطنتوں میں سب سے زیادہ سر برآوردہ ہوگیا اور سویڈن کی آزادی ہمیشہ کے لئے معرض خطر میں پڑ گئی۔ کارلووٹز کے صلح نامے (۱۶۹۹ء) اور پرتھ کی معرکہ آرائی (۱۷۱۱ء) سے مسئلۂ شرقی وجود میں آیا اور ۱۷۳۳ء میں پولینڈ کی جنگ جانشینی کے چھڑ جانے سے پولینڈ کی تقسیم کا خیال مدبروں کے دماغوں میں گونجنے لگا۔

سویڈن اور فرانس ۱۷۱۵ء میں

دسمبر ۱۷۱۵ء میں چارلس دوازدہم سولہ سال تک غائب رہنے کے بعد اسٹاک ہوم کو واپس آیا اور سویڈن اور مشارکت شمالی میں آخری جدوجہد شروع ہوئی۔ مشارکت مذکور کا سربرآوردہ رکن روس تھا۔

۱۷۱۵ء میں فرانس اور اس کے ہمسایوں میں صلح تھی مگر مذہبی اختلافات سے نفاق بڑھا ہوا تھا اور اس کے صوبوں میں افلاس کے قدم ہمیشہ کے لئے جم گئے تھے۔ یوٹریخٹ کے صلحنامے سے اس کی سرحدیں مستحکم ہوگئی تھیں اور اسے کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہا تھا۔ فن جنگ کو فرانس میں بحد ترقی ہوئی تھی اور اس کے سفیر تمام یورپ میں بہترین خیال کئے جاتے تھے

شہنشاہت سے اس نے ہسپانیہ سے جدا کر دیا تھا اور اپنی سرحدوں کو بہت وسیع کر دیا
تھا، استراس برگ اور الساس پر اب بھی اس کا قبضہ تھا۔ اپنے نامزد کردہ امیدوار کو
اس نے ہسپانیہ میں تخت نشین کرادیا تھا اور جنگ حالیہ کے بعد بھی اس کی شہرت قائم تھی ۲۵
اور دوسرے ممالک اس سے اتحاد پیدا کرنے کے خواہش مند تھے۔ اہل فرانس میں نوآبادیوں
کے قائم کرنے کی اہلیت نہ تھی اور اندرونی نفاق بڑھا ہوا تھا مگر شیرازۂ قومی متحد تھا اور انکے
ذرائع ایک مرکزی قوت کے قبضے میں تھے جسکی وجہ سے جنگ ہفت سالہ کے اختتام
تک یورپ میں اس کا بحد اثر تھا اور بعض وقت عالم گیر حکومت قائم کرنے میں اسے جو
ظاہری کامیابیاں ہوئی تھیں انکی وجہ سے دوسروں کو سخت اندیشہ رہا کرتا تھا۔

۲۶

باب دوم

البیرونی اور دوبوا

سنہ ۱۷۱۵ء تا سنہ ۱۷۲۳ء

فرانس میں لوئی چہاردہم کے انتقال کے بعد اورلیان کے ڈیوک کا نائب السلطنت ہونا۔ مذہبی اختلافات۔ اندرونی معاملات میں ردعمل۔ پیرس کا پارلیمان۔ جسوئٹ اور جان سینی فریقوں کی باہمی نزاعیں۔ جان لا اور مالیات۔ اسکے معاشی خیالات مسی سیپی کی تجویز۔ اندرونی معاملات میں ردعمل کا اختتام۔ دوبوا اور فرانس کی خارجی حکمت عملی۔ چارلس ششم اور ہسپانیہ۔ البیرونی کی اصلاحیں۔ البیرونی کی خارجی حکمت عملی۔ جارج اوّل۔ ہینوور۔ صلح نامہ ویسٹ منسٹر اور اتحاد ثلاثہ۔ جارج اول کی حکمت عملی۔ دوبوا ہیگ اور ہینوور میں۔ جنگ شمالی۔ اتحاد ثلاثہ سارڈی نیا پر یورش۔ یورش کا حق بجانب ہونا۔ دوبوا کی کامیابی۔ البیرونی کی مشکلیں۔ اتحاد اربعہ۔ البیرونی کا زوال۔ ہسپانیہ اتحاد اربعہ میں شریک ہوتا ہے۔ فرانس اور ہسپانیہ کے شاہی خاندانوں میں مناکحت کے تعلقات۔ چارلس دوازدہم اور اس کے دشمن۔ پیٹر اعظم اور اتحاد شمالی۔ پیٹر کا ورود پیرس میں۔ آلینڈ کی مجلس شوریٰ۔ چارلس دوازدہم کا انتقال۔ سویڈن میں انقلاب۔ سویڈن اور ارکان اتحاد شمالی کے درمیان صلحناموں کا مرتب ہونا۔ صلح نامۂ نسٹاڈ۔ اسٹینہوپ اور دوبوا کی حکمت عملی کی کامیابی۔ البیرونی اور گوائٹز اور دوبوا۔

لوئی چہاردہم کا انتقال ایک اہم واقعہ تھا جس کا اثر نہ صرف فرانس پر پڑا بلکہ یورپ پر بھی۔ لوئی پانزدہم کی بھی زیست کی امید نہ تھی اسلیئے فرانس اور ہسپانیہ کے تعلقات فوراً متغیر ہوگئے فلپ پنجم فرانس کے تخت وتاج کی فکر میں تھا اور اورلیان سے اسے سخت نفرت تھی جس کا وہ علانیہ اظہار کرتا تھا لیکن ہسپانیہ کسی مخالفانہ کارروائی کے آغاز کیلیئے آمادہ نہ تھا اسلیئے اورلیان کو موقعہ ملگیا کہ فرانس کی حکومت کو ایسے اصول پر چلائے جو لوئی چہاردہم کے اصول کے بالکل متغائر تھے۔ ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے بعد فرانس بالکل خستہ حال ہوگیا تھا مگر اس کے مقبوضات کوئی اس کے
۲۷ قبضہ سے نہ نکلے تھے۔ اسے اگر ضرورت تھی تو صرف امن وامان کی اور اہل ملک کی یہ بھی خواہش تھی کہ طریقہ حکومت میں تغیر ہو۔ اورلیان نے نائب السلطنت ہوکر ان دونوں خواہشوں کو پورا کرنے کی کوشش کی۔

ڈیوک اورلیان لوئی چہاردہم کا بھتیجا اور ارکین خاندان شاہی میں سب سے بڑا تھا ہسپانیہ کی جنگ جانشینی سے فرانس کی سیاسیات میں اسے بہت دخل ہوگیا تھا اور اس پر الزام لگایا جاتا تھا کہ اس نے برگنڈی، بیری اور برٹینی کے ڈیوکوں کو زہر دیا تھا اور یہ کہ وہ ہسپانیہ کے تخت وتاج کا خواہشمند تھا۔ لوئی چہاردہم اس سے متنفر تھا اور گو گزشتہ جنگ میں اس کی شجاعت اور اہلیت کا سکہ جم گیا تھا مگر قوم میں ہر دل عزیز نہ تھا۔ ۱۷۱۵ء کے اوائل میں لوئی نے ایک وصیت نامے پر اپنی دستخط ثبت کی جس کی رو سے اورلیان نائب السلطنت مقرر ہوا مگر حقیقی اقتدارات ایک مجلس نیابت کے سپرد ہوئے جس میں سابقہ طریقۂ حکومت کے پندرہ مؤید شریک تھے یعنی مین تولوز، ولی رائے، وائے سین تلاریون شارترین وغیرہ۔ ڈیوک مین (میڈیم ڈی مون تیس پان کا بیٹا) ڈافن (ولی عہد فرانس) کا ولی مقرر ہوا اور شاہی گارڈ (Maison du Roi) بھی اسی کے تحت میں کردیئے گئے۔ انتظامات کا انصرام ولی رائے کے سپرد ہوا۔ ہنری چہارم اور لوئی سیزدہم نے اپنے جانشینوں کو اپنی خواہشوں کے پابند کرنے کی جو کوشش کی تھی انکی ناکامی سے لوئی چہاردہم کو یہ سبق ہونا چاہیئے تھا کہ اس کی کوششیں بھی اسی طور پر بے سود ثابت ہونگی۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد سے اہل ملک کا پیمانۂ صبر لبریز ہو رہا تھا اور انکی عین خواہش تھی کہ لوئی چہاردہم کے عہد حکومت کے آخری سالوں میں جو خیالات مروج تھے انھیں بالکل خیرباد کیا جائے۔ دربار شاہی فرقۂ جیسوئٹ کے زیر اثر تھا اور اسمیں

تنگ خیالی اور مذہبی تقشف کا زور تھا اور اہل دربار کی خواہش تھی کہ انگلستان کی عودشدہ حکومت شاہی (سنہ ۱۶۶۰ئہ) کی طرح فرانس کی حکومت نیابت کو بھی ناروا زیادتیوں سے بدنام کر دیں۔

لوئی چہار دہم کے انتقال کے دو روز بعد پیرس کے بارلی مان نے اس کے وصیت نامے کو منسوخ کر دیا اور اورلیان کو نائب السلطنت مع اقتدارات کامل قرار دیا۔ لوئی نے اُس کی آزادی عمل پر جو قیود عائد کر دی تھیں اُن سے آزاد ہو کر اورلیان نے مجوزہ طرز حکومت میں ترمیمیں کیں اور ایک اشرافیہ قائم کر دی۔ مجلس نیابت کے اراکین کو بھی اسی نے نامزد کیا جو اس کے علاوہ حسب ذیل تھے۔ ڈیوک بوربون، ڈیوک مین۔ کاونٹ تولوز، چیانسیلر
دوگیسو، سین سی مون، مارشل ولی رائے، مارشل ہارکور مارشل بیزون اور تروائے ۲۸
کا بشپ۔ علاوہ ازیں اُن اصول کی متابعت میں جو فی نی لون اور ڈیوک برگنڈی متوفی سے منسوب کیے جاتے ہیں اورلیان نے سین سی مون کے اتفاق رائے سے سات انتظامی مجلسیں قائم کیں ان میں سے ہر ایک مجلس میں دس رکن تھے جو زیادہ تر طبقۂ امرا میں سے تھے۔ مجالس

نائب السلطنت

مذکور صیغہ ہائے ذیل کے لیے تھیں۔ مالیات، امور خارجی، جنگ، بحریہ، معاملات مذہبی، تجارت، معاملات داخلی۔ دوسرے امور میں بھی اورلیان کے طرز عمل سے ظاہر تھا کہ حکومت سابقہ کی روایات کو وہ خیرباد کہنا چاہتا ہے اورلیان بذات خود نہایت ہی سمجھدار اور روشن خیال تھا اور اس لحاظ سے اٹھارھویں صدی سے اسکو تعلق تھا۔ جدید خیالات کا دلدادہ تھا اور جدید اثرات کو وہ قبول کر سکتا تھا۔ سائنس کا بھی اسے شوق تھا اور علم کیمیا کا اکثر مطالعہ کرتا تھا۔ مصوری اور موسیقی میں بھی اسے ید طولےٰ حاصل تھا۔ حکومت سابقہ کے اصول اور نظام سے اس نے اپنی بے تعلقی کا اظہار فوراً کر دیا اسکی خواہش تھی کہ پراٹسٹنٹ لوگ واپس بلائیے جائیں اور فرقۂ جیسوٹ کا انسداد ہو اور اسٹیٹس جنرل کا انعقاد ہو جس سے ظاہر ہے کہ اسے فرانس کی حقیقی ضرورتوں کا احساس تھا۔ لیکن کاہلی او عیاشی اور لہو ولعب میں مصروف ہونے کی وجہ سے جس میں اسکا اتالیق پادری ڈوبوا کبھی مانع نہیں ہوا تھا اصلاحات کی طرف سے وہ بے پروا ہو گیا اور اس کی بہترین تجویزیں بھی عمل میں نہ آنے پائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان تجویزوں کا عمل میں لانا اس کے جانشینوں کے لیئے باقی رہگیا۔ اورلیان کی حکومت کے متعلق کسی

رائے کے قائم کرنے کے قبل ان مشکلوں کا بھی اندازہ کر لینا چاہیے جن میں وہ پھنسا ہوا تھا شلاً ۱۷۱۵ء تک اسے آزادی عمل حاصل نہ تھی امور داخلی میں امرا کی سازشیں اور انکی رقابتیں حائل تھیں اور اس کے علاوہ فرقۂ جیسوائٹ اور جان سینیوں کے جھگڑوں اور پیرس کے پارلی مان کی ہٹ دھرمی کیوجہ سے بھی سخت دقت تھی۔ خارجی معاملات میں تمام وزرا اسکے مخالف تھے خصوصاً دوزیل اور تورسی۔ رائے عامہ بھی انھیں وزرا کی موئید تھی اور ممالک غیر البیرونی، و پاپائے روما اور فلپ پنجم ان مخالف وزیروں کی تائید پر تھے۔

فرانس میں مذہبی نزاعیں

اورلیان کو جن دقتوں کا شروع میں سابقہ پڑا ان میں ایک جیسوائٹ اور جان سینی

۲۹ فرقوں کی باہمی رنجش بھی تھی شاہ متوفی کے انتقال کے وقت فرانس کے مختلف مذہبی فرقوں میں سخت عداوت تھی جو انقلاب تک جاری رہی اپنے فرض منصبی کے غلط احساس کی وجہ سے لوئی چہار دہم نے اپنی موت سے کچھ قبل کوشش کی تھی کہ فرانس میں جبراً ایک ہی مذہب رائج کر دے۔

۱۷۰۹ء میں پورٹ رائل جو جان سینی فرقہ کا مرکز تھا تباہ کر دیا گیا اور ۱۷۱۳ء میں پاپائے روما کا فرمان (Unigenitus) نافذ ہوا جس سے اعتدال پسند اشخاص بھی سخت ہراساں ہو گئے۔ فرقہ جان سینی کے ایک فرد مسمی کوئیس نیل نے ایک کتاب "انجیل پر اخلاقی خیالات" لکھی تھی جس کے ایک سو ایک مسائل اس فرمان پاپائی کی رو سے مردود قرار دیے گئے۔ کتاب مذکور ۱۶۷۱ء میں لکھی گئی اور بہت مقبول ہوئی تھی ۱۶۹۹ء میں دوبارہ طبع ہوئی اور کارڈنل دی نوائل پیرس کے استقف اعظم کے نام سے معنون ہوئی تھی، لوئی کا کنفسر یعنی پادری لاشیس بھی اس کا مداح تھا اور کلی منٹ یازدہم نے بھی اس کی تعریف کی تھی۔ لیکن لی تیلیر نے یہ تدبیر نکالی کہ اس کتاب کے ذریعے سے ان تمام لوگوں کو نقصان پہنچائے جو جیسوائٹ نہیں تھے اس جماعت کو حال ہی میں چین میں ہزیمت ہوئی تھی اور لی تیلیر کو دی نوائل اور جان سینیوں دونوں سے بغض تھا۔ اس کا خیال تھا کہ کوئیس نیل کی کتاب کے خلاف میں جو کارروائی وہ کر رہا تھا اگر اس میں پوپ بھی جیسوائٹ جماعت کا ساتھ دے تو ایک طرف تو مخالفین کو نقصان پہنچنے سے خود اس کا دل ٹھنڈا ہوگا اور دوسرے اس کی جماعت کی شہرت بھی بڑھ جائیگی۔ کمزور اور غیر مستقل مزاج پوپ نے متعدد کوششوں کے بعد فرمان (Unigenitus) نافذ کیا جسکی وجہ سے فرانس میں

ایک ایسی جدوجہد پیدا ہوگئی جسکے نشان ۱۷۸۹ئہ تک باقی تھے۔ فرانس کے چالیس اسقف اس فرمان کی تعمیل پر آمادہ ہوگئے مگر دی نوایل اور چودہ دوسرے اسقفوں نے اسکو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ رائے کا اختلاف فرانس کی تمام جماعتوں میں پیدا ہوگیا خواہ وہ مذہبی ہوں یا غیر مذہبی۔ لوئی چہاردہم نے پیرس کے بارلی مان سے اس فرمان کو بدقت تمام تسلیم کرایا اور اسکے بعد نہ صرف "اخلاقی خیالات" کی اشاعت بند کرادی بلکہ اُن سب کتابوں کی بھی جو اس کی حمایت میں لکھی گئی تھیں مگر شاہ اعظم "Grand Monarque" کو بہت جلد معلوم ہوگیا کہ اس معاملہ میں وہ اپنے اقتدار سے کام نہ لے سکتا تھا کیونکہ بحث ومباحثہ روکنے کیلئے اس نے جو کوشش کی اس کی سخت مخالفت ہوئی اور مخالفوں کو نہ تو قید کا ہراس تھا نہ جلاوطنی کا خوف۔ جماعت فروند کے خاتمے کے بعد سے احکام شاہی کی ایسی زبردست مخالفت کبھی نہ ہوئی تھی۔ مگر نائب السلطنت کی طبیعت بریخ ومرنجاں واقع ہوئی اور وہ کسی خاص اصول کا
۳ پابند نہ تھا۔ اسلئے اس نے بلا پس وپیش اپنے پیش رو (لوئی) کی تمام کاروائیوں کو کالعدم کردیا اور اس کی حکومت کے نصف اول میں پورا ردعمل ہوگیا۔ دربار شاہی پیرس کو منتقل

ردعمل

کردیا گیا جان سینی قیدی رہا کر دیے گئے کارڈینل دی نوائل جو فرمان (Unigenitus) کے مخالفوں کا سرغنہ تھا مجلس مذہبی کا صدر مقرر ہوگیا۔ مجلس مذکور میں پادری پوسیل بھی شریک کرلیا گیا جو فرقہ جان سینی کا ایک مشہور ومعروف رکن تھا اور ٹیلیر جلاوطن کردیا گیا۔ فرقہ ہیوگو ئی نو (پراٹسٹنٹ) کے افراد کو واپس بلانے کا مسئلہ بھی زیر غور تھا اور نائب السلطنت کی مجالس شوریٰ میں فرقہ جیسوائٹ کے انسداد اور اسٹیٹس جنرل کے انعقاد پر بھی بحث ہوئی تھی۔ مالیات کی طرف توجہ کی گئی شاہ متوفی کی حکومت کے تباہ کن اثر کے دفع ہوجانے سے ادبیات کے احیاء کے آثار نظر آنے لگے۔ امور مذکورہ بالا سے ظاہر تھا کہ لوئی چہاردہم فرانس کو جن مشکلوں میں پھنسا ہوا چھوڑ گیا تھا ان کو رفع کرنے کے لئے نائب السلطنت پوری طور پر کوشاں تھا یہاں تک کہ پیرس کے بارلی مان کو احتجاج[1] اور توثیق قوانین کے اختیارات بھی پھر مل گئے۔

---

[1] Aubertin ,L'Esprit Publicau XVIII me siec le and Rocquain,L'Esprit Revolutionnaire anantla Revolution

پیرس کے پارلی مان اور صوبوں کے بارہ پارلی مانوں کی حیثیت عدالتی تھی اور نہ تو وضع قوانین سے انھیں کوئی سروکار تھا اور نہ نیابتی مجالس تھیں بلکہ عدالت ہائے عالیہ تھیں جن میں بادشاہ کے نامزد کردہ ممتاز مقننین شریک تھے۔ ان میں پیرس کا پارلی مان اہم ترین تھا اور اس کے اراکین اپنے عہدوں کو جو موروثی ہوتے تھے خرید کر حاصل کرتے تھے۔ عدالتی فرائض کے علاوہ پیرس کے پارلی مان کا دعویٰ تھا کہ اس کے دو سیاسی حقوق بھی ہیں یعنی فرامین شاہی کے خلاف احتجاج کرنا اور قوانین وضع شدہ کے نفاذ کو روک دینا (ویٹو) معمولی عملدرآمد یہ تھا کہ فرامین شاہی پارلی مان میں جو اعلےٰ ترین عدالت تھی رجسٹری کی غرض سے بھیجے جاتے لیکن پارلی مان بجائے اس فریضہ کے ادا کرنے کے اکثر اوقات منظوری دینے میں تامل کرتا یا تعویق کرتا۔ فرانس کے بادشاہوں نے اس دعوے کو کبھی تسلیم نہیں کیا تھا اور بعض اوقات ایک (Lit de Justice) مسند عدل منعقد کرکے فرامین کی جبراً توثیق کرا دیتے اور اس طرح پارلی مان کے اقتدارات کو کالعدم
۳۱ کر دیتے۔ لوئی چہاردہم کے عہد حکومت کے بیشتر حصے میں پارلی مان کا کام زیادہ تر عدالتی رہگیا تھا۔ لیکن لوئی پانزدہم کے تخت نشین ہوتے ہی اس کا اقتدار پھر برقرار ہوگیا پارلی مان میں فرانس کے دولت مند ترین خاندانوں کے افراد شریک تھے اور اس کے اراکین کے عہدے مستقل اور موروثی تھے اس لیئے انھیں موقع تھا کہ ایک آزاد روش اختیار کرکے بادشاہ کی مرضی کے خلاف عمل کریں۔ صنعت اور تجارت کے فروغ کی وجہ سے وکالت کے پیشہ کی اہمیت فرانس میں بڑھتی جاتی تھی، اسٹیٹس جنرل بھی منعقد نہیں ہوا تھا اس لیئے پارلی مان کو ایسے مسائل میں جن کا تعلق فرمان (Unigenitus) یا جان سینون سے تھا رائے عامہ کی نیابت کا دعویٰ کرنے کا نادر موقع ملگیا۔ پارلی مان نے دوراندیشی سے قومی رائے کا ساتھ دیا اور عام بےچینی کا اظہار کرکے ایک مفید خدمت انجام دی۔ اس صدی میں یہ مجلس بادشاہوں کی علانیہ اور مسلسل مخالفت کرتی رہی سنہ ۱۷۱۸-۲۰ء، ۱۷۲۹-۳۰ء، ۱۷۵۳-۵۶ء ۱۷۶۳-۷۱ء اور سنہ ۱۷۸۷-۸۸ء میں بھی اس نے لوئی پانزدہم اور اس کے مشیروں کے طرز عمل کی سختی کے ساتھ مخالفت کی پارلی مان جن عدالتوں پر مشتمل تھا ان میں قریب چالیس ہزار اشخاص ملازم تھے جنکی جماعت کو عامۂ قوم سے کوئی سروکار نہ تھا۔ اس جماعت کو اپنی خودساختہ اہمیت پر ناز تھا اور اس کے افراد کی سنجیدگی تند مزاجی اضابطہ بندی، تنگ خیالی اور غرور کی فاحش

شہرت تھی۔ قوم کے دوسرے طبقوں سے اسے کوئی سروکار نہ تھا اور اس الگ تھلگ رہنے والی جماعت کی عارضی مقبولیت اتفاقی وجوہ پر مبنی تھی اس کے وجود سے بدانتظامی پر ایک قسم کا دستوری روک تھا مگر اکثر اوقات فضول جھگڑوں میں بھی پڑ جاتی تھی مثلاً بادشاہ سے آداب مجلس کے متعلق ایک نزاع پیدا ہو گئی تھی۔ لوئی شانزدہم کے ابتدائے عہد حکومت میں پارلی مان نے کامیابی کے ساتھ اصلاحات کے اجرا کی مخالفت کی اور بالآخر انقلاب پسندوں نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

فرقہ جیسوائٹ اور جانسینیوں کے درمیان جدوجہد

مگر اورلیان کے عہد حکومت کے آغاز میں مخالفت کے کوئی آثار نمایاں نہ تھے۔ ہر فریق نائب السلطنت کی حکومت کی تائید پر آمادہ اور اہم تغیرات کا متمنی تھا خواہ وہ امرا ہوں یا پیرس کا پارلی مان ہو یا جانسینی یا فلسفی۔ اورلیان نے ان جماعتوں کے ساتھ گہرے تعلقات پیدا کر لئے
حالانکہ یہ لوگ لوئی کے آخری زمانے میں شبہ کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اس نے اپنے ۴۲
پیش رووں کے نظام حکومت کو صرف الٹ ہی نہیں دیا بلکہ حرامی شہزادوں کو تخت و تاج سے محروم کرنے کے متعلق ایک فرمان نافذ کر کے عملاً تسلیم کر لیا کہ قوم کو حق ہے کہ جب تخت خالی ہو جائے تو اپنے حسب مرضی کسی کو نامزد کرے۔ خاندان بوربون کا قدیم اصول یہ تھا کہ سلطنت بادشاہ کی ملکیت ہے اس اصول کو ترک کر کے امرا نے ایک جدید اور عام پسند نظریہ پیش کیا تھا۔

نائب السلطنت کی حکومت کا قوم نے خیر مقدم کیا کیونکہ لوگوں کو اس سے بڑی امیدیں پیدا ہو گئی تھیں۔ اورلیان ردعمل کا مظہر ہو گیا تھا اور اپنی کارروائیوں سے اس نے ثابت کر دیا تھا کہ عامۂ قوم کے خیالات سے اسے ہمدردی ہے۔ لیکن اس کی مساعی جمیلہ کو وہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی جس کی اسے امید تھی۔ امرا انتظامی کاموں سے ناآشنا تھے اس لئے وہ اس کے خلاف میں سازش کرنے لگے۔ پارلی مان نے بھی کسی حسن تدبیر کا اظہار نہیں کیا اور بجائے اس کے کہ اورلیان کو فرانس پر حکومت کرنے کے مشکل کام میں مدد دیتا خود ہی جزوی مذہبی اور سیاسی نزاعوں میں مشغول رہا۔

مذہبی فرقوں کے طرز عمل سے بھی نہ تو انکی اعتدال پسندی عیاں تھی نہ تدبر۔ اورلیان جب نائب السلطنت مقرر ہوا تو اسے امید تھی کہ ان فرقوں میں آسانی سے مصالحت ہو جائیگی

اور انکی تالیف قلوب کے لیئے اس نے ایمان داری سے کوشش کی۔ نہ تو پوپ کسی سمجھوتے
پر رضامند تھا نہ جیسواٹ مگر چار جان سینی اسقفوں نے ۵ مارچ ۱۷۱۷ء کو کلیسیہ کی ایک
عام مجلس منعقد کرنے کی درخواست کی جس کی وجہ سے پوپ اور فرقہ جیسواٹ کا عزم متزلزل
ہوگیا۔ ان چار اسقفوں (دی لابردلے اسقف میرے پوا سوآ نان اسقف سینے اکون ایمیر
اسقف مون پلیئر لانگل اسقف بولون) کی تائید شعبہ دینیات نے بھی کی اور انکی اس
تحریر سے جو نہایت خوبی سے لکھی گئی تھی فرمان پاپائی کے مخالفین کی تعداد کثیر کو تقویت ہوگئی
جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پوپ اور کارڈنیل دی نوایل کے درمیان گفت وشنید کا سلسلہ شروع
ہوگیا۔ اس وقت ایک طرف تو جیسواٹ اور پوپ نائب السلطنت کے مخالفت تھے اور
سیلامار کی سازش میں شریک تھے اور دوسری طرف دوبوا کو کارڈنیل ہونے کی خواہش
تھی اور اپنے اثر سے وہ جیسواٹ لوگوں کی تائید کرتا تھا۔ اور لیان نے بالاخران لاانتہائی
مباحثوں اور مناقشوں سے تنگ آکر جو فرمان مذکور کی وجہ سے پیدا ہوگئے تھے تمام جماعتوں ۳۳
کو مباحثوں سے باز آنے کا حکم دیدیا۔ ۱۷۲۰ء میں عارضی طور پر مصالحت ہوگئی یعنی دی نوایل
نے فرمان (Unigenitus) کی ایک خاص تعبیر کو قبول کرانے کا حکم دیا اور دوبوا نے
پیرس کے بارلی مان کو اس تعبیر کے قبول کرنے پر آمادہ کرلیا۔ مگر چاروں اسقفوں
نے پادریوں اور شہر پیرس کی تائید پاکر فرمان کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اس کے
بعد ایک مجلس مذہبی مقرر ہوئی جس میں کارڈنیلان دوبوا ارہان، بسی، فلیوری شامل تھے
مگر انھیں مخالفوں کو سمجھوتے کو تسلیم کرنے پر آمادہ کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ سات
اسقفوں نے جدید پوپ انوسنیٹ سیزدہم کے پاس ایک عام مجلس کے منعقد کرنے کی
درخواست بھیجی مگر اس کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ فرانس کی حکومت دوبوا کے ایما سے سراسر پوپ کی
طرفدار ہوگئی اور متعدد جانسینی قید کردیے گیئے یا ملک سے خارج کردیئے گیئے۔ مذہبی
مناقشوں کو اپنے ملک سے دفع کرنے میں بارلی مان نے نائب السلطنت کا ساتھ اسی
حد تک دیا تھا جب تک کہ اسکی کوششیں فرقہ جیسواٹ کے خلاف تھیں مگر جب اس نے
فرقہ پراٹسٹنٹ کے مصائب کو رفع کرنے کا قصد کیا تو نہ صرف جیسواٹ بلکہ جان سینی
بھی اسکے مخالف ہوگئے یہانتک کہ تمام ملک کی عام رائے اسکے خلاف ہوگئی۔ اسکی حالت
خود بھی مخدوش تھی کیونکہ لوئی چہاردہم کے اواخر حکومت میں اس پر جو شبہے تھے ان کی

وجہ سے وہ قوم میں ہر دل عزیز نہ تھا اور اکثر امیروں کو اس سے بغض تھا۔ مگر اس کے عہد حکومت کے ابتدائی چند سال میں اصلاح پسندی اور روشن خیالی کے ساتھ حکومت کرنے میں جو دقتیں حائل تھیں وہ ظاہر نہیں ہوئی تھیں اور جب تک فلپ پنجم (ہسپانیہ) نے اس کے مخالفوں کی سرکردگی اختیار نہیں کی اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔

لا اور مالیات کا انتظام

حکومت نائب السلطنت کے نصف اول میں جب کہ داخلی اور خارجی حکمت عملی میں رد عمل شروع ہو گیا تھا، دو شخص ان تغیروں کو عمل میں لانے میں زیادہ تر نمایاں تھے یعنی لا اور دوبوا۔ جان لا کے تفویض یہ کام ہوا کہ وہ مالیات کا انتظام از سر نو کرے اور دوبوا کو اجازت ہو گئی کہ وہ فرانس
۳۴ کی خارجی حکمت عملی کو پلٹ دے۔ دوبوا اور لا کے منصوبوں کے بار آور ہونے کے لیے نائب السلطنت کی تائید ناگزیر تھی اور ان کے طرز عمل کی کامیابی نیابت کے نصف آخر میں عیاں ہے جبکہ نصف اول کا کام بالکل کالعدم ہو گیا اور رد عمل کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ دونوں نے امرا کو انتظام مملکت سے بالکل علیحدہ کر دیا تھا اور بارلی مان کو ذلیل کر کے خودسرانہ حکومت کو پھر تازہ کر دیا تھا۔

نیابت کے ابتدائی زمانے میں مالیات کا انتظام ڈیوک دی نوایل کے سپرد کیا گیا جس نے سکوں کی قیمت کو گھٹا دیا اور ان سرکاری قرضوں پر جو عندالطالبہ یا ایک مدت معین پر واجب الادا تھے غور کرنے کے لیے ایک کمیشن مقرر کیا جس کے صدر برادران پاری تھے۔ اس کمیشن کی رپورٹ کی بنا پر (Chambre Ardente) کے نام سے ایک عدالت قائم ہوئی کہ محاصل کے وصول کرنے والے جو کارروائیاں کرتے ہیں ان کی تحقیقات کرے۔ اس عدالت پر عامہ قوم کو اطمینان نہ ہوا اسلئے ۱۷۱۸ء میں بند کر دی گئی اور محاصل کے وصول کرنے والوں کو آئندہ کے لیے مطمئن کرنے کی غرض سے ایک فرمان بھی نافذ ہوا۔ نوایل نے کوشش کی کہ اخراجات کو کم کر دے اور کفایت شعاری پر سختی کے ساتھ عمل ہو مگر اس میں اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اس نے قرضہ مذکورہ بالا اور شرح سود کو کم کر دیا اور بحریہ کا خرچ بھی گھٹا دیا مگر دربار شاہی کے اخراجات کو ہاتھ نہ لگا سکا۔ اسوقت فرانس کو ضرورت تھی کہ بیس سال تک بالکل امن و امان رہتا اور وال پول ایسا کوئی انتظام کرنے والا ملجاتا جو مصارف میں تخفیف کر سکتا۔

۱۷۱۸ء میں دارژان سون مجلس مالیہ کا صدر مقرر رہا مگر مالیات کا اصل منتظم جان لا تھا۔ ۱۷۱۸ء میں ردعمل کا سلسلہ مختلف وجوہ سے ختم ہوگیا۔ کیونکہ اسی سال ۲۶ اگست کو بارلی مان کو لا کی تجاویز کی مخالفت کرنے اور مالیات کو اپنے قبضے میں کرلینے اور کئی مہینوں تک نظام عدالتی کو بند کردینے کی سزا ملگئی اور آورلیان نے دوبوا دارژان سون، سائمین سیمون اور بوربون کی تائید سے مجلس نیابت کو اپنے منصوبوں سے آگاہ کرکے ایک مسند عدل (Lit de Justice) منعقد کیا اور جبراً ایک فرمان کی رجسٹری کرادی جس کی رو سے حکام عدالتی کو مالیات اور انتظام ملک میں مداخلت کرنے سے منع کردیا گیا ۲۴ ستمبر سنہ مذکور کو مجلس امرا برخاست کردی گئی اور مثل سابق ہر سر رشتہ کے لیئے ایک وزیر مقرر ہوگیا۔ ۱۷۲۰ء میں بارلی مان کے اراکین جلاوطن کردیئے گئے اور جان سینیوں ۲۵
پر پھر مظالم ہونے لگے کیونکہ ان لوگوں نے کبھی نائب السلطنت کی تائید نہ کی تھی۔ فرقہ جیسوائٹ پر پھر اسکی نظر عنایت ہوگئی۔

جان لا کی معاشی تجاویز

حکومت نیابت کے ابتدائی زمانے کے ردعمل کے سلسلے کو ختم کرنے میں جان لا کو بہت کچھ دخل تھا اس کی مشہور تجویز جو سسی پی اسکیم کے نام سے موسوم تھی ناکام ثابت ہوئی اور حکومت نیابت کا مالی طرز عمل حقارت کے ساتھ دیکھا جاتا تھا مگر درحقیقت نہ تو وہ محض جاہل ہی تھا اور نہ حکومت پر اسے پورا قابو حاصل تھا۔ بہت سی کاروائیاں جو اس سے منسوب ہیں فی الحقیقت اس کی مرضی کے خلاف ہوئی تھیں۔ مالی معاملات میں ساکھ کی قوت کا وہ حد درجہ قائل تھا اور زر کاغذی کی اہمیت اور فائدوں کا بھی اسے بخوبی احساس تھا۔ اس کا خیال تھا کہ انگلینڈ اور ہالینڈ کی دولت مندی انکی ساکھ کی وجہ سے تھی اور چونکہ فرانس ایک نہایت ہی زرخیز ملک تھا اسلیئے اگر اس کی ساکھ سے مناسب طریقے سے کام لیا جاتا تو اسے مالی مشکلوں سے نجات مل سکتی تھی۔ لا کو خوب معلوم تھا کہ ساکھ کے لیئے اہل ملک کے اعتماد کی ضرورت ہے اور یہ کہ کاغذی سکہ اس وقت تک نہیں چل سکتا جب تک کہ کافی ضمانت نہ ہو۔ مگر اسے فکر لگی ہوئی تھی کہ روپیہ کی مقدار کو بڑھائے تاکہ تجارت کو فروغ ہو سود کی شرح گھٹ جائے اور سلطنت قرض کے بار گراں سے سبک دوش ہوجائے مگر اس جوش میں اس نے معاشیات کے چند ابتدائی مسائل کا خیال نہ رکھا۔ لا اشتراکی تھا

یعنی بالفاظ دیگر وہ چاہتا تھا کہ مالیات اور تجارت کی باگ بالکل سلطنت کے ہاتھوں میں ہو۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ حکومت ایک زبردست قومی بنک اور ایک عظیم الشان تجارتی کمپنی قائم کرے کیونکہ اسے امید تھی کہ اس طور پر نہ صرف قومی قرضہ ادا ہو جائیگا بلکہ محاصل کے وصول کرنے کی بھی ضرورت باقی نہ رہیگی۔ لاکی تجاویز کے بارآور ہونے کے لیئے اعتماد کی سخت ضرورت تھی مگر اس کے دماغ میں یہ خیال غالباً کبھی نہ آیا کہ نائب السلطنت کی حکومت کبھی اعتماد حاصل نہ کر سکتی تھی ساکھ کے لیئے اعتماد کی ضرورت ہے جو بہت آہستگی کے ساتھ قائم ہوتا ہے برخلاف اس کے اورلیان کے دربار میں اسراف اور بددیانتی کا بازار گرم
جس کی وجہ سے ساکھ قائم نہ ہو سکتی تھی۔ سی سی پی اسکیم کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے ۳۶
سکوں کی مقدار کے بڑھانے کے متعلق اس کے خیالات غلطیوں سے پر تھے اور سلطنت کو ساہوکار بننے سے جو فائدے اس کے خیال کے مطابق حاصل ہوتے تھے وہ تجربے کے بالکل خلاف تھے۔ زراعت اور مصنوعات کو قطع نظر کرکے وہ تجارت ہی کو حصول دولت کا اصل ذریعہ خیال کرتا تھا اور اسے یقین کامل تھا کہ اشیاء کا تبادلہ دولت کے پیدا کرنے سے اہم تر تھا۔ اس کے اکثر نظریات حقیقت پر مبنی تھے مگر عامۂ قوم نے انھیں امور کی گرفت کی جو ناقابل عمل تھے یا ان میں مغالطے تھے مثلاً قومی قرضے کو ادا کرنے اور محاصل کو موقوف کرنے کی تجویز وغیرہ۔ لاکی تجویزوں کو ناکامی زیادہ تر اس کے نظریات میں مغالطوں کے ہونے کی وجہ سے نہ ہوتی تھی بلکہ اس لیئے کہ فرانس کی حکومت کی حالت نہایت ابتر تھی اور جاہل عوام کو اس پر اعتماد بہت ہو گیا تھا۔

سنہ ۱۷۱۶ء میں لا کو بنک آف انگلینڈ کے نمونے پر ایک خانگی بنک کھولنے کی اجازت ملگئی اور باوجود مختلف قیود کے جو اس پر عاید کی گئی تھیں اس بنک کا کاروبار خوب چلگیا اور حکومت نے بھی اس کا مربی ہونا قبول کر لیا۔ سنہ ۱۷۱۷ء میں مغربی کمپنی جو سی پی کمپنی کے نام سے زیادہ تر مشہور ہے جاری کرنے کی اسے اجازت ملگئی جس کے پانچ پانچ سو لیور Livre کے دو لاکھ حصے تھے۔ اس کا قصد تھا کہ تمام موجودہ کمپنیوں کو ایک زبردست کمپنی میں ضم کرکے ممالک غیر کی تجارتی منڈیوں کو اپنے قبضے میں کرے کچھ روز تک تو اسے اپنے منصوبوں پر عمل کرنے کا موقعہ ملا۔ سنہ ۱۷۱۷ء میں اس کمپنی کو لوئی سیانا سے تجارت کرنے کا اجارہ (Mouopoly) ملگیا اور کناڈا سے سگ دریائی (Beaver) کی کھال کی تجارت

کا بھی ۱۷۱۸ء میں کمپنی مذکور کو تمباکو کی خرید و فروخت کا اجارہ ملگیا اور سینی گال کمپنی اس میں ضم ہوگئی ۱۷۱۹ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی (فرانسیسی) کو بھی اس نے خرید لیا اور رفتہ رفتہ فرانس کی تمام تجارت اس کے قبضے میں آگئی۔ اس اثنا میں لا کا بنک جو مغربی کمپنی سے بالکل علٰحدہ تھا (جو بالآخر (Great India Company) کے نام سے موسوم ہوئی) سرکاری بنک ہو کر نوٹ جاری کرنے لگا تھا لا کا خیال تھا کہ سکّوں کی تعداد میں اضافہ ہونے سے ملک کی دولت میں بھی اضافہ ہوسکتا تھا مگر اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ کاغذی سکوں کے لیئے ضروری یہ ہے کہ عند الطلب ان کا روپیہ ادا ہوسکے۔

لا نے عظیم الشان مالی اور تجارتی کاروبار شروع کر دیئے مگر سابق کے تجربوں کا بالکل لحاظ نہ کیا۔ اس نے قومی قرضے کو جو وقت معینہ پر واجب الادا تھا ناقابل ادا قرار دیکر اسکیلئے شرح سود مقرر کردی اور اس کے علاوہ سکوں کو مسکوک کرنے اور محاصل کو وصول کرنے کا کام بھی اپنے ذمے لے لیا۔ زر کاغذی کی ترویج کے لئے دسمبر ۱۷۱۸ء میں ایک فرمان کے ذریعے سے حکم دیا گیا کہ پیرس اور ان شہروں میں جہاں بنک کی شاخیں ہوں چاندی کے سکّوں میں رقوم کی ادائی صرف ۶۰۰ فرنیک تک ہو اور اس سے زیادہ رقوم کی ادائی سونے کے سکوں یا نوٹوں کے ذریعے سے ہو۔ ۳۷

کمپنی کو فرانس کی تمام تجارت کا اجارہ حاصل ہوگیا تھا اور سب غیر تجارتی کمپنیوں کو خرید لینے میں جو اخراجات لاحق ہوئے تھے ان کی بابجائی کے لیئے اس نے حصے جاری کئے جو لوگوں نے خوشی خوشی لیلیئے ۱۷۱۸ء میں کمپنی نے روپیہ دیکر دار الضرب کا پانچ سال کا ٹھیکہ لیلیا جس کی وجہ سے اس کے حصوں کی قیمت دوچند ہوگئی۔ حکومت نے اس کے بعد کمپنی کی مراعات سابقہ میں پنجاہ سالہ توسیع کی اور تمام محاصل بالواسطہ کو وصول کرنے کا اجارہ دیدیا۔ اس رعایت کے صلہ میں کمپنی نے حکومت کو موقت قرضوں کے ادا کرنے کیلئے ڈیڑھ ارب فرنیک تین فی صدی سود پر قرض دئے۔ حکومت کے قرض خواہوں کو اپنے قرضوں کی ادائی میں کمپنی کے حصے موجودہ قیمتوں پر لینے پڑے جو اصلی قیمت کے دہ چند تھیں۔ اس معاملت سے حکومت کو تو نفع ہوا مگر قسمت آزما لوگ سخت گھاٹے میں رہے اور تجارتی قسمت آزمائی کا بازار گرم ہوگیا جس کی وجہ سے اصلی حصوں کے مالکوں کو نفع کثیر ہوا۔ ۱۷۱۹ء میں لا کی فرانس میں بڑی قدر و منزلت تھی۔ مگر تجارتی قسمت آزمائی کے بعد

پھر ردعمل شروع ہوا اور ۱۷۲۱ء کی بربادی میں وہ خود بھی تباہ ہو کر جلا وطن ہو گیا۔

واقعات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ معاملات داخلی میں ردعمل سے کوئی نفع نہ ہوا۔ مجلس امرائے امور مملکت کے انصرام کی کوئی اہلیت نہیں ظاہر کی تھی اور ۱۷۱۸ء میں

امور داخلی میں ردعمل کے سلسلے کا اختتام۔

اس کا خاتمہ ہو گیا۔ پیرس کے بارلی مان پر نائب السلطنت کی نظر عنایت نہ تھی اور لا کی مخالفت کرنے کی پاداش میں ۱۷۳۰ء میں اس کے اراکین پون تواز میں جلا وطن کر دیے گئے۔ جانسینیوں پر پھر ظلم ہونے لگے۔ ودبوا نے پیرس کے بارلی مان کو ایک عارضی مگر ناقابل اطمینان سمجھوتے پر راضی کر لیا تھا مگر خود اب قطعی طور پر فرقۂ جیسوراٹ کی تائید پر آمادہ تھا۔

اورلیان کی نیابت کے آخری زمانے میں فرانس کی حکومت نے بظاہر انہیں اصول اور ۴۸
طریقوں کو اختیار کر لیا تھا جن پر لوئی چہاردہم کا عمل تھا۔ مثلاً پوپ کے فرمان (Unigenitus) کی رجسٹری ہو چکی تھی اور پیرس کا بارلی مان اپنے حق احتجاج سے محروم ہو گیا تھا نائب السلطنت نے جو تغیرات کئے تھے وہ محض سطحی تھے۔ اورلیان اس زمانے کی روشن خیالی کا مرکز تھا مگر ردعمل میں عومیت کا عنصر مطلق نہ تھا۔ گو ردعمل سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بجائے حکومت شاہی کے حکومت امرائی قائم ہو گئی تھی مگر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ اورلیان کی نیابت سے مفید نتائج مترتب ہوئے گو اس سے حماقتیں بھی سرزد ہوئیں۔ اسکی بعض حرکتیں ناعاقبت اندیشی پر مبنی تھیں اور آخری زمانے میں رجعت پسندی کا رجحان بھی اس میں پیدا ہو گیا تھا۔ اس کے متعلق امور قابل لحاظ یہ ہیں کہ حکومت شاہی کا قدیم نظام متنزلزل ہو گیا تھا اور نائب السلطنت لوئی چہاردہم کے اصول حکومت سے قطعاً روگرداں ہو گیا تھا۔ اسی زمانے سے فرانس کے ہر طبقے میں ایک حالت اضطراری پیدا ہو گئی اور لوگوں میں کاوش اور تفحص کا مادہ پیدا ہو گیا۔ نئے نئے مسائل پر بحث ہونے لگی اور فلسفہ کا شوق بڑھ گیا۔ غرض اورلیان کی ہشت سالہ حکومت نیابت نے فرانسیسیوں(۱) کی آنکھیں

دوبوا اور حکومت نیابت کی خارجی حکمت عملی۔

کھول دیں۔ لیکن گولا کے منصوبوں کے خاک میں ملجانے اور اسکے جلا وطن ہو جانے سے معاملات داخلی میں ردعمل کا اثر سخت مضر ثابت ہوا تھا مگر نائب السلطنت کو معاملات خارجی میں کامیابی ہوئی جن کا انصرام پادری دوبوا کے سپرد تھا جس نے ۱۷۱۷ء کے اتحاد ثلاثہ کے بنا پر خارجی حکمت عملی کو

(۱) Michelet, Histoire Dela Regence

ایک نئے ڈھرے پر لگا دیا۔

دوبوا ۱۶۵۶ء میں بمقام بری وے لاگاٹی لارد پیدا ہوا اور اس کا باپ ایک طبیب تھا تیرہ سال کی عمر میں وہ سر منڈا کر خانقاہ میں داخل ہوا اور اسی لئے چھوٹے پادری کے نام سے مشہور تھا۔ ۱۶۷۲ء میں اس نے فلسفہ والہٰیات کی تحصیل پیرس میں شروع کی اور ۱۶۸۳ء میں شارترے کے ڈیوک کی تعلیم میں اپنے دوست موسیو دی سائین لوران کے ساتھ شریک کیا گیا۔ سائین لوران کے انتقال کے بعد وہ ڈیوک کا اتالیق مقرر ہوا اور آگس برگ کی مشارکت کی جنگ کی معرکہ آرائیوں میں اسکے ساتھ موجود تھا۔ ۱۶۹۸ء میں وہ تالار کے ساتھ لندن گیا اور جیمس اسٹین ہوپ سے ملاقات حاصل کی۔ ۱۷۰۱ء میں ڈیوک شارترے اورلیان کا ڈیوک ہو گیا اور اس نے دوبوا کو اپنا معتمد مقرر کیا۔ ہسپانیہ کی جنگ جانشینی میں دوبوا نے اپنی قابلیت اور وفاداری کو بخوبی ثابت کر دیا صرف ایک دفعہ یعنی ۱۷۱۳ء میں اس کے دشمن اسے عارضی طور پر خدمت سے علحدہ ہونے پر مجبور کر سکے تھے مگر ۱۷۱۴ء میں برگنڈی برٹنی اور بیری کے ڈیوکوں کے انتقال کے بعد اورلیان نے اسے پھر محل شاہی (Palais Royal) میں طلب کر لیا اور ۱۷۱۵ء میں لوئی چہاردہم کے انتقال کے بعد اورلیان پر اس کا اثر حسب سابق تھا۔ سائین سیمون کو اس سے نفرت تھی اور امرا کو بھی اس کے ساتھ رشک اور حسد تھا اس لئے مورخوں نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے دوبوا مستقل مزاج نہ تھا اور ان خصائل سے معرا تھا جو ایک کاتھولیک پادری میں ہونی چاہئیں مگر نائب السلطنت پر اسکا اثر قبیح نہ تھا۔ خاندان شاہی کے کسی رکن کی موت کا وہ باعث نہ ہوا تھا اور انگلستان کے روپیہ کی لالچ سے کبھی وہ قوم فروشی پر آمادہ نہ ہوا تھا۔ سیاسیات میں اسے ید طولےٰ حاصل نہ تھا اور اپنے آقا فلپ ڈیوک اورلیان کا بندۂ حکم تھا مگر باوجود ان اسقام کے دوبوا کے ایک ممتاز فرانسیسی ہونے میں شک نہیں جسے معاملات خارجی میں خاص دخل تھا اور بلا شک وشبہ انگلستان اور فرانس میں اتحاد پیدا کرا کے اس نے فرانس کو بہت نفع پہونچایا۔(۱)

(۱) Wiessener. Le Regent, L' Abbe Dubois et les Anglais جلد اول باب ۱۴

تفوق حاصل کرنے کے بعد ۱۷۱۵ء میں جیکوبائٹ فریق کی بغاوت میں اورلیان غیرجانب دار رہا۔ مگر انگلستان میں اس پر الزام رکھا جاتا تھا کہ اس نے جیمس ایڈورڈ کی یورش سے چشم پوشی کی۔ دائنا کے دربار سے اس کے تعلقات خوشگوار نہ تھے اخود فرانس میں ڈیوک مین کی جماعت اس کی قوت کو توڑنے کی فکر میں تھی۔ شاہ ہسپانیہ کو اس کے ساتھ علانیہ دشمنی تھی۔ جماعت وھگ کی کامیابی سے مجبور ہو کر اسے فکر ہوئی کہ انگلستان کی شرکت سے یوٹریخت کے صلح نامہ کو برقرار رکھنے کے ذرائع تلاش کرے اور اس کی شرائط میں عجلت یا جلدبازی کی وجہ سے کوئی ترمیم نہ ہونے پائے تاکہ باوجود فلپ پنجم اور اس کے فرانسیسی معاونین کی مخالفت کے وہ فرانس میں برسر حکومت رہے۔

چارلس ششم اور ہسپانیہ

۱۷۱۵ء میں یورپ میں جنگ کے دوبارہ چھڑ جانے کے آثار موجود تھے۔ شہنشاہ نے ۴۰
فلپ پنجم کا ہسپانیہ کا بادشاہ ہونا کبھی تسلیم نہ کیا تھا اور اس کے دماغ میں اطالیہ میں جسے وہ بالکل اپنا خیال کرتا تھا اپنے مقبوضات کو وسعت دینے کے زبردست منصوبے تھے۔ اپنے بیٹے کو اس نے "شاہزادہ استوریاس" کا خطاب دے رکھا تھا، دائنا میں اس نے ایک ہسپانی کونسل بنا رکھی تھی جس میں ہسپانی جلاوطن شریک تھے اور اسکے دربار میں شاہ ہسپانیہ "ڈیوک انژو" کے نام سے موسوم تھا۔ یوٹریخت کے صلح نامے کی رو سے اسے علاوہ نیدرلینڈ کے میلانیز، ٹسکنی منیٹوا، نیپلز، سارڈی نیا دئے گئے تھے مگر اس پر بھی وہ راضی نہ تھا۔ وکٹر آماڈیس شاہ سوائے کو خاندان بوربون کے لاولد ہونے کی صورت میں ہسپانیہ کے تخت کا وارث قرار دیا گیا تھا جو شہنشاہ کو سخت ناگوار ہوا اور اس نے یہ بھی ارادہ کر لیا تھا کہ وکٹر اماڈیس کو سارڈی نیا دیکر سسلی پر قبضہ کر لے۔

البیرونی کی اصلاحیں

شہنشاہ اس وقت ترکوں سے برسرپیکار تھا اس لئے دو سال تک وہ مغرب اور جنوب میں اپنے معاملات کی طرف بالکلیہ متوجہ نہ ہو سکا۔ فلپ پنجم اور اس کی ملکہ کو لوئی چہاردہم کی مرگ ناگہاں اور اورلیان کے چپکے سے نائب السلطنت ہو جانے سے سخت صدمہ ہوا اور انکی امیدوں پر پانی پھر گیا میڈرڈ میں فرانسیسیوں کا اثر پہلے ہی سے روبہ زوال تھا اب بالکل زائل ہو گیا۔ جیوڈیچی معزول ہو گیا اور البیرونی نے اسکی جگہ لیلی جو ایک اطالی باغبان کا بیٹا تھا اور سنہ ۱۶۶۴ء میں پیدا ہوا تھا

۱۷۱۶ء کے اختتام کے قبل ہی امور مملکت میں اسے حقیقی اقتدار حاصل ہو گیا۔ معتمدین سررشتہ کی مداخلت سے اس نے آزادی حاصل کر لی اور انتظام مملکت میں بیش بہا اصلاحیں شروع کر دیں سررشتہ مالیات کی اس نے از سر نو تنظیم کی، اخراجات میں تخفیف کر دی گئی اور آمدنی بڑھ گئی۔ زراعت اور صنعت و حرفت کی سرپرستی ہونے لگی جس سے ہسپانیہ کی تجارت کو پھر فروغ نصیب ہوا اور اُوری کی اصلاحوں کا سلسلہ بڑے پیمانے پر جاری رہا۔ فوج کی بھی تنظیم جدید ہوئی مگر بحریہ پر زیادہ توجہ تھی کیونکہ البیرونی کو یقین کامل تھا کہ ہسپانیہ کو بجائے ایک زبردست فوج رکھنے کے اپنے بحریہ کو مضبوط کرنا چاہیے
ہسپانیہ کے قدرتی ذرائع کا اسے بخوبی احساس تھا جس سے اس کی فراست کا اظہار ۴۱
ہوتا ہے۔ اس کی رائے تھی کہ ہسپانیہ کے زوال کا باعث وہ بد انتظامیاں تھیں جو ایک عادیہ طرز حکومت کی وجہ سے وجود میں آگئی تھیں خصوصاً بے مصرف کونسلوں کی کثرت کی وجہ سے جنھوں نے سلطنت کو قریب قریب تباہ کر دیا تھا۔ زراعت کے فروغ، نوآبادیوں کے قیام اور بحریہ کی تنظیم جدید سے البیرونی کو امید لگی تھی کہ ہسپانیہ کی شان و شوکت پھر قائم ہو جائیگی۔ اس کے زیر انتظام ہسپانیہ میں ترقی کی رفتار بڑھ گئی اور آبادی میں جو کمی ہو رہی تھی وہ رک گئی۔ معاملات داخلی میں اصلاحوں کی کامیابی سے نہ صرف البیرونی کی قابلیت کا ثبوت ہوا بلکہ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ہسپانیہ میں جان باقی ہے۔

البیرونی کی خارجی حکمت عملی

اندرونی انتظامات کی اصلاح کے علاوہ امور خارجہ کا انصرام بھی البیرونی کے سپرد ہوا۔ لیکن اس کی مختصر اور قابل رشک سیاسی زندگی میں شروع سے آخر تک فلپ اور اس کی ملکہ کی دخل دہانی کی وجہ سے اسکی تدابیر اکثر خاک میں مل جاتیں اور وہ مجبور تھا کہ ہر بات میں ان کے احکام پر عمل کرے کیونکہ اس کا برسر اقتدار رہنا انکی مرضی پر منحصر تھا۔ البیرونی کو خوب معلوم تھا کہ جب تک کہ فلپ نائب السلطنت ہونے کا دعوے دار ہے فرانس کے ساتھ مرابطت پیدا نہیں ہو سکتی۔ مگر کسی نہ کسی طرح سے لوئی چہاردہم کے انتقال کے بعد کے چند سال میں اس نے اورلیان کی حکومت کے خلاف میں کوئی مظاہرہ نہ ہونے دیا اور اطالیہ میں حکومت شہنشاہی کی دست درازیوں کو روکنے اور انگلستان سے دوستی پیدا کرنے کی طرف

زیادہ متوجہ رہا۔ اس طرز عمل میں ایلی زابیتھ فارنیسؔ بھی اس کی مؤید تھی کیونکہ ہسپانیہ کی
اسکی یہ خواہش تھی کہ اطالیہ میں ان کا اثر پھر قائم ہو جائے اور حسن اتفاق سے ملکہ کی بھی اپنی
ذاتی اغراض کی وجہ سے یہی خواہش تھی۔ چارلس ششم سارڈی نیا کو سیقالیہ سے بدل
لینے کے لئے در پردہ نامہ و پیام کر رہا تھا اور وہ اس فکر میں بھی تھا کہ وارثوں کے نہ ہونے کی
صورت میں ٹسکنی، پارما، پیاسینزا اور گوائس تالا اس کے قبضے میں آ جائیں ان دست درازیوں
کو روکنے کے لئے البیرونی نے یہ حماقت نہ کی کہ ایلی زابیتھ کی ملک گیری کی خواہش کو پورا کرنے
کے لئے یوٹریخٹ کے صلح نامے کو توڑ دے بلکہ وہ ہر جائز طریقے سے کوشش کر رہا تھا
کہ یوٹریخٹ اور راس طاٹ کے تصفیوں کو شہنشاہ کی زیادتیوں سے محفوظ رکھے۔ اطالیہ
۴۲ کو شہنشاہی حملوں سے محفوظ رکھنا اس وقت نہ صرف ہسپانیہ بلکہ تمام یورپ کے لئے
ایک خاص اہمیت رکھتا تھا۔ شہنشاہ کی توجہ اس وقت زیادہ تر ترکی کی جنگ کی طرف
تھی اور اندیشہ تھا کہ آسٹریا کی فوج کہیں اطالیہ پر اس بہانے سے قبضہ نہ کرے کہ جزیرہ نمائے
مذکور پر باب عالی حملہ آور ہونے کو ہے۔

لیکن البیرونی کو خوب معلوم تھا کہ جب تک شاہ سیقالیہ اور اطالیہ کے دوسرے
حکمراں اطالیہ کی نوزائیدہ آزادی کی حفاظت کے لئے ہسپانیہ کے شریک نہ ہوں،
ہسپانیہ کا بزور شمشیر اطالیہ کے سیاسیات میں دخل دینا قرین مصلحت نہ ہوگا۔ ہسپانیہ
میں ابھی تک اس کا اقتدار مستحکم نہیں ہوا تھا اور اسے ایک دوسری مجبوری یہ تھی کہ فلپ
کو نائب السلطنت اورلیان کے ساتھ سخت عناد تھا جس کے دفع ہونے کی کوئی امید
نہ تھی۔ فلپ کی خواہشوں کے آگے اسے سر تسلیم خم کرنا پڑتا تھا گو فرانس کے تخت
و تاج کے ملنے کی فلپ کو جو آس لگی ہوئی تھی اس میں البیرونی نے کبھی اسکی ہمت افزائی
نہ کی۔ اطالیہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے فرانس یا انگلستان سے اتحاد پیدا کرنا ضروری
تھا اور ایلی زابیتھ اور فلپ کی تائید سے جو اورلیان کو اکیلا و تنہا کرنے پر تلے
ہوئے تھے البیرونی نے انگلستان سے سلسلہ جنبانی شروع کی تاکہ انگریز ہسپانیہ کے
دوست صادق بن جائیں۔ دسمبر ۱۷۱۵ء میں دونوں ملکوں کے درمیان ایک تجارتی
معاہدہ ہوا اور انگریزوں کو یقین دلایا گیا کہ یوٹریخٹ کے صلح نامے کے ذریعے سے جو
تجارتی مراعات انکو حاصل ہوئی تھیں وہ برقرار رہیں گی۔ ۱۷۱۶ء میں بالآخر آسیانتو کا

صلح نامہ مرتب ہوا اور فرانس اور ہسپانیہ کے گہرے اتحاد کا خاتمہ ہوگیا جسکی لوئی چہاردہم کو ہمیشہ آرزو تھی۔ اسی صلح نامہ کی وجہ سے ہسپانیہ کی ملکہ کو یہ امید ہوگئی کہ اسکی اولاد کو اطالیہ کی ریاستیں مل جائینگی۔ مگر البیرونی کو انگریزوں کے ساتھ گہرا اتحاد پیدا کرنے میں مایوسی ہوئی۔ اسٹین ہوپ کو ہسپانیہ کے وزیر کی اس رائے سے اتفاق تھا کہ اطالیہ میں شہنشاہ کی دست درازیوں کے روکنے کے لیئے جدید تدابیر ضروری تھیں مگر اسے امید تھی کہ یہ باتیں نامہ و پیام سے طے ہوسکتی ہیں اور لڑنے بھڑنے کی ضرورت نہیں۔ واقعہ دراصل یہ تھا کہ نہ تو انگریز اور نہ اہل ہالینڈ کسی ایسے طرز عمل اختیار کرنے کو تیار تھے جس میں شہنشاہ یا فرانس کے نائب السلطنت کی مخالفت مضمر ہو۔

۴۳ جارج اول (انگلستان) ہینوور کا رئیس بھی تھا اور اسے امید تھی کہ شمالی یورپ کے ممالک کی باہمی معرکہ آرائیوں کے سلسلے میں بری مین اور ورڈین ہمیشہ کے لیئے مل جائیں۔ اس لیئے شہنشاہ سے قطع تعلق کرنا اس کے لئے قریب قریب ناممکن تھا۔ اس کے علاوہ جیمس ایڈورڈ کو دور رکھنے کے لیئے جو انگلستان کے تخت و تاج کا دعوہ دار تھا جارج اول کے لیئے ضروری تھا کہ فرانس کے ساتھ سازباز کرے جسکے لیئے دوبوا بھی کوشاں تھا اور اسی غرض سے جارج اول اور اورلیان کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہوگیا۔[1]

۱۷ مئی ۱۷۱۵ء کو ڈین مارک سے ایک صلح نامہ ہوا جسکی رو سے جارج کو بری مین اور ورڈین ملگئے جس پر فریڈرک چہارم نے قبضہ کرلیا تھا شہنشاہ کی منظوری حاصل کرنے کے لیئے چارلس ششم سے نامہ و پیام شروع ہوگئے اور جب تک کہ اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا ہینوور کی حکومت کو بجائے فرانس سے ربط پیدا کرنے کے شہنشاہ سے ربط پیدا کرنے کی زیادہ فکر تھی۔

جارج اول اور ڈین مارک کے درمیان معاہدہ۔

۲۵ مئی ۱۷۱۶ء کو انگلستان اور شہنشاہ کے درمیان میں ویسٹ منسٹر کا صلح نامہ ہوا

[1] Wiessener, Le Regent, L' Abbe Dubois et les Anglais جلد اول باب اول

جس کی غایت یہ تھی کہ دونوں ممالک کے موجودہ مقبوضات کی حفاظت ہو اور ان ممالک کی بھی جو اس کے بعد باہمی گفت وشنید سے ان کے قبضے میں آئیں۔ نومبر میں انگلستان اور فرانس کے درمیان بھی ایک معاہدہ ہوگیا جس میں ہالینڈ بھی ۴ جنوری ۱۷۱۷ء کو شریک ہوگیا جسکی رو سے مشہور اتحاد ثلاثہ وجود میں آیا۔ فرانس اور انگلستان کے درمیان میں اس مشہور معاہدے کے ہونے کے مختلف اسباب ہیں جسکی وجہ سے ایک ایسا نظام سیاسی وجود میں آیا جو لوئی چہاردہم کے اس طرز عمل سے بالکل جداگانہ تھا جس پر وہ ۱۶۸۸ء سے عمل پیرا تھا۔ انگلستان اور فرانس کی حکومتوں کو رقیب دعویداران تخت سے اندیشہ لگا ہوا تھا اور چونکہ دونوں ملک گزشتہ جنگ سے خستہ حال ہو گئے تھے اس لیے امن وامان کے خواستگار تھے۔ جنگ کے دوبارہ چھڑ جانے سے تجارت میں خلل پڑتا اور حکمران خاندانوں کے مخالفوں کو سر اٹھانے کا موقع ملتا۔ جارج اول کے تخت شاہی پر متمکن رہنے کے لیئے ضروری تھا کہ جیمس ایڈورڈ فرانس سے نکال دیا جائے اور اورلیان کی حالت اسی وقت قابل اطمینان ہوسکتی تھی جب کہ فلپ پنجم کے خلاف میں کوئی قطعی کارروائی ہو۔ انگلستان کے وگ وزیروں کے مفاد کے لیئے فرانس میں اورلیان کا جم جانا اتنا ہی ضروری تھا جتنا کہ انگلستان میں جارج اول کی قوت کا مستحکم ہوجانا۔

> صلح نامہ ولیسٹ منسٹر (مئی ۱۷۱۶ء) کے اسباب۔ اتحاد ثلاثہ (۴ جنوری ۱۷۱۷ء)

اگر فلپ پنجم کو اورلیان کے اخراج میں کامیابی ہوتی تو فرانس اور ہسپانیہ کے اغراض متحد ہو جاتے اور ملکہ این کے عہد حکومت کے وگ مدبروں کے اندیشے صحیح ثابت ہوجاتے۔ اگر بالفرض اورلیان بغیر کسی امداد کے اپنی قوت کو قائم رکھ بھی سکتا اور اپنے فرانسیسی مخالفوں کی بندشوں اور ہسپانیہ کے دربار کی سازشوں پر غالب بھی آتا تو اغلب تھا کہ وہ بدرجۂ مجبوری پیٹر اعظم سے اتحاد پیدا کر لیتا۔ مگر اس اتحاد کے امکان سے بھی جارج اول کو سخت خدشہ تھا جس کی آنکھیں حسب سابق اپنے شمالی مقبوضات پر لگی ہوئی تھیں۔ دونوں ملکوں میں عملی تعلقات پیدا ہو چلے تھے جسکے نتائج فرانس میں نہایت اہم ثابت ہوئے۔ خارجی حکمت عملی کا یہ انقلاب انگلستان میں تو سہولت اور خاموشی سے ہوگیا۔ فرانس میں ہُو زیل (صدر مجلس معاملات خارجہ) نے اس انقلاب کی سختی کے ساتھ مخالفت کی مگر بالآخر باوجود اختلاف کے منظور کر لیا گیا۔ فریس اور معاملہ فہم دوبوا نے

> دوبوا کا طرز عمل۔

۱۷۱۶ء ہی میں سمجھ لیا تھا کہ فلپ پنجم اور اس کے وزیروں کے منصوبوں کو خاک میں ملانے کے لئے ضروری ہے کہ فرانس اور انگلستان کے درمیان میں اتحاد پیدا ہو جائے کیونکہ اورلیان کے خاندانی مفاد معرض خطر میں تھے اور یورپ کے تمام ملکوں میں فرانس کو امن وامان کی سب سے زیادہ ضرورت تھی جس کا فرانس کے تخت پر فلپ کے متمکن ہونے سے امکان باقی نہ رہتا نائب السلطنت کے مخالفوں اور اُن کے بعد کے فرانسیسی مورخوں نے دُوبوا کے طرز عمل کو انقلابی اور فرانس کے حقیقی مفاد کے منافی ہونے کی بنا پر تقصیر وار ٹھیرایا ہے مگر نائب السلطنت کا یہ عیار وزیر اس اعتراض کا یہ جواب دے سکتا تھا کہ میں نے نہ صرف رشی لیو اور مازارین کے طرز عمل پر عمل کیا ہے بلکہ اس زمانے کے حالات ہی ایسے تھے جسکی وجہ سے انگلستان سے اتحاد پیدا کرنا ناگزیر تھا اور میرے جانشینوں یعنی ڈیوک بوربون اور فلیوری نے بھی میری پیروی کی ہے۔ دُوبوا کو اس امر کا بھی احساس تھا کہ نائب السلطنت کا برسر حکومت ہونا انگلستان کے لئے کس قدر مفید ہے۔ اگر فلپ فرانس کا تخت وتاج حاصل کر لیتا تو تمام یورپ میں آتش جنگ مشتعل ہو جاتی برخلاف اس کے انگلستان اور فرانس کے متحد ہو جانے سے شاہ ہسپانیہ اور انگلستان کے تخت کے جھوٹے دعویدار (جیمس ایڈورڈ) دونوں زچ ہو جاتے اس کے علاوہ اس اتحاد سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا کہ اورلیان اور جارج اعظم میں کسی گہرے تعلق کے پیدا ہونے کی نوبت نہ آتی جس سے جارج اول کے اندیشے رفع ہو جاتے اور نائب السلطنت کی قوت اور بھی مستحکم ہو جاتی۔

۴۵ فریق جیکوبائٹ کی بغاوت کے زمانے میں اورلیان کا طرز عمل مشتبہ تھا جسکی وجہ سے جارج اول اس وقت تک اس سے صاف نہ ہوا تھا۔ دوبوا کو اس لئے جارج اول کو فرانس سے اتحاد پیدا کرلے کی تجویز پر غور کرنے کے لئے آمادہ کرنے میں حد درجہ فراست سے کام لینا پڑا اور اگر شمالی ممالک میں پیچیدگیاں پیدا نہ ہو جاتیں تو دونوں ملکوں کے درمیان ایک دیرپا مصالحت کرانے میں فرانسیسی سفیروں کو باوجود انکی چالاکی کے ناکامی ہوتی۔ جارج اول

جارج اول کی خارجی حکمت عملی

کی خارجی حکمت عملی دراصل یہ تھی کہ ہالینڈ اور آسٹریا کے ساتھ دوستی قائم رہے اور اسکی اس رائے سے وگ جماعت کے وہ لوگ بالکل متفق تھے جن کا خیال تھا کہ انگلستان کے تخت پر ہینوور کے خاندان کے برقرار رہنے کے لئے ضروری ہے کہ ہالینڈ سے گہرا اتحاد ہو اور آسٹریا سے دوستانہ تعلقات پھر قائم ہو جائیں۔

لیکن آسٹریا کے دربار کو صلحنامۂ یوٹریخٹ اور مجوزہ صلح نامۂ سرحدی کی شرائط پسند نہ تھیں اس لیئے "اتحاد عظیم الشان" کا دوبارہ قائم کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔

جارج اول نے انگلستان میں تخت نشین ہونے کے بعد شہنشاہ کو راضی کرنے کی کوشش کی بھی مگر اس کا نتیجہ صرف یہی ہوا کہ نیدرلینڈ پر آسٹریا کے قبضے کے متعلق جو شرطیں عائد کی گئی تھیں ان پر شہنشاہ نے اپنی برافروختگی کا اظہار کیا اور اسی وقت سے وائنا میں یہ ذکر اذکار ہونے لگے تھے کہ بلجیم کے دور دراز صوبوں کو باویریا سے بدل لیا جائے۔ صلح نامۂ سرحدی کی توثیق عملاً ۱۵ نومبر ۱۷۱۵ء کو ہوئی مگر بجائے اس کے کہ اس سے آسٹریا کا غیظ وغضب دفع ہوتا اہل ہالینڈ کے ساتھ اس کی روش اور بھی معاندانہ ہوگئی۔ اہل ہالینڈ کا رجحان بھی اسی قسم کا تھا اس لیئے "اتحاد عظیم الشان" کے قیام کے آثار اب امید افزا نہ تھے اس کے بعد بہت سے واقعات اور بھی ہوئے جنکی وجہ سے ہالینڈ اور وائنا میں کشیدگی بڑھتی گئی اور فی الوقت جارج اول کی یہ کوشش بے سود نظر آنے لگی کہ انگلستان اور ہالینڈ اور آسٹریا کے درمیان پھر دوستانہ تعلقات قائم ہوجائیں۔ اس نفاق سے شاتونیوف کو جو فرانس کی طرف سے ہالینڈ میں سفیر تھا یہ موقع ملگیا کہ فرانس کا اثر یورپ میں دوبارہ قائم کرادے اور اسکی کوششیں بے سود ثابت نہ ہوں۔

لوئی چہار دہم اپنے جانشین کے لیئے نہ صرف سفیروں کی ایک ایسی جماعت ورثے میں چھوڑ
گیا تھا جو یورپ کے دوسرے ملکوں کے سفیروں سے بدرجہا بہتر تھی بلکہ خارجی حکمت عملی ۴۶
کی ایسی روایات بھی جن میں بہت کم تغیر ہوا ہے حالانکہ اس کے عہد حکومت کے بعد سے فرانس میں متعدد انقلاب ہوئے۔ کام پری دون' دلی نیوو اور ورثر ان کے نام گنانے ہی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ لوئی چہار دہم کے عہد کے سفیر عہد سابق کے سفیروں مثلاً گریمون ویل' باری لون' ہارکور وغیرہ سے کسی بات میں کم نہ تھے۔ اور لیان کو شاتونیوف ایک ایسا شخص ملگیا تھا جو آسٹریوں اور ڈچ کی باہمی مخالفت سے کام لیکر ہیگ میں ایک جماعت فرانسیسیوں کے موافق وجود میں لاسکتا تھا۔

دوبوا کی کارروائیاں ہیگ اور ہنیور میں

جارج اول کی رائے تھی کہ انگلستان' ہالینڈ اور آسٹریا کے درمیان ایک اتحاد ثلاثہ قائم ہوجائے مگر اہل ہالینڈ نے اسکی اس رائے سے متفق ہونے میں پہلو تہی کی جو اسے سخت ناگوار تھی

اور فرانس کی سازشوں سے بھی اسے اندیشہ تھا۔ اس لیئے اس نے گھبرا کر آسٹریا سے ۲۵ر مئی ۱۷۱۶ء کو ویسٹ منسٹر کا صلح نامہ کر لیا اور ۲۰ر جولائی کو اسٹین ہوپ کو اپنے ساتھ لیکر ہینوور روانہ ہوگیا۔ اورلیان کو اب یہ معلوم ہوگیا تھا کہ جب تک جیمس ایڈورڈ فرانس میں پناہ گیر ہے اسوقت تک انگلستان کے ساتھ اتحاد ہونا ناممکن ہے اور جب انگلستان کے وزیروں سے اس کی مراسلت کا کوئی نتیجہ نہ ہوا تو اس نے دوبوا کو اسٹین ہوپ سے ملنے کے لیئے ہیگ کو بھیجنے کا تہیہ کر لیا۔ دوبوا سان کا اسقف اعظم اور فرانس کی مجلس اعلیٰ کا رکن ہوگیا تھا۔ ۲۱ر جولائی دوبوا نے پہلی مرتبہ انگلستان کے وزیر سے خفیہ ملاقات کی اور دو روز کے بعد پیرس واپس گیا جہاں ۳۱ر کو اس نے اس ملاقات کے حالات نائب السلطنت کو سنائے۔ اس طور پر اسس سفارتی انقلاب کی پہلی منزل طے ہوئی جس کی وجہ سے ۱۷۵۶ء کے سفارتی انقلاب کی طرح تیس سال کے لیئے یورپ میں ایک نیا نظام سیاسی قائم ہوگیا۔ ۱۰ر اگست کو دوبوا ہینوور بھیجا گیا تاکہ گفت وشنید کے سلسلے کو پھر شروع کرے۔ یہ نامہ وپیام امید افزا ضرور تھے مگر نائب السلطنت کو جیکوبائٹ فریق سے جو لگاؤ تھا اسکی وجہ سے جارج اول ہمیشہ اس سے بدظن رہتا تھا، اسی لیئے اب تک کوئی قطعی نتیجہ برآمد نہ ہوا تھا۔ دوبوا ۱۹ر اگست کو ہینوور پہنچا مگر اس کے قبل ہی شاہ انگلستان کے طرز عمل میں ایک نمایاں تغیر ہوگیا تھا کیونکہ روسی میک لین برگ پر قبضہ کرنیکی دھمکی دے رہے تھے جارج اول کو اندیشہ ہوگیا تھا کہ ہینوور کے لیے روسیوں کی اس سرگرمی کے نتائج خطرناک ہونگے اور اب اس کے ذہن میں آگیا کہ اگر نائب السلطنت اور زار روس میں اتحاد ہوگیا تو وہ اس کے مفاد کے لیئے کس قدر مہلک ہوگا۔

شمالی جنگ

۴۷ بحیرۂ بالٹک کے سواحل پر جو جنگ ہو رہی تھی اس کی رفتار چارلس دوازدہم کے مخالفوں کی امیدوں کے بالکل برعکس تھی۔ اپریل ۱۷۱۶ء میں وس مار کے سقوط کے بعد روس کی سپاہ جس کی طرف سے ہینووریوں کو جو انکے حلیف تھے اندیشہ ہونے لگا تھا میک لین برگ میں خیمہ زن ہوگئی۔ جون میں زار اور فریڈرک چہارم شاہ ڈین مارک کے درمیان ایک معاہدہ ہوا مگر اس کے بعد ہی دونوں میں نزاع پیدا ہوگئی اور روسی فوجیں کوپن ہیگن کی نواح سے مراجعت کر کے میک لین برگ چلی گئیں۔ اس مقام میں یا اس کی نواح میں روسی فوجوں کے مقیم رہنے سے

جارج کو سخت اندیشہ اور برنس ڈارف اور ہینوور کے دوسرے وزیروں کو سخت ناگوار تھا۔ اس کی وجہ سے زار اور شاہ انگلستان کے درمیان سرد مہری پیدا ہوگئی اور جارج نے فرانس اور روس کے درمیان میں مصالحت ہو جانے کے امکان سے خائف ہو کر عافیت اسی میں دیکھی کہ فرانس سے اتحاد پیدا کرے تاکہ ہینوور اس نئے خطرے سے بچ جائے۔ بری مین اور ورڈین کے حاصل کرنے کے لئے اس نے آسٹریا سے اپنے تعلقات کو برقرار رکھنا چاہا تھا مگر جب اس کے جرمنی مقبوضات معرض خطر میں پڑ گئے تو وہ فرانسیسی اتحاد کا موئید ہوگیا۔

اتحاد ثلاثہ ۴؍جنوری ۱۷۱۷ء

دوبوا جب ہینوور میں پہنچا تو صورت حال یہ تھی کہ ڈین مارک اور میک لین برگ میں روسیوں کی نقل و حرکت مشتبہ ہو چلی تھی، انگلستان میں فریق جیکوبائٹ کی کاروائیاں برابر جاری تھیں اور جارج اول کو یہ خوف بھی لگا ہوا تھا کہ کہیں اس کو انگلستان اور ہنیوور کی حکومت سے علحدہ کرنے کے لئے زار اور نائب السلطنت متحد نہ ہو جائیں۔ ان اندیشوں کی وجہ سے جارج کے خیالات میں ایسی زبردست کایا پلٹ ہوئی وہ نہ صرف اورلیان سے میل ملاپ پیدا کرنے پر آمادہ ہوگیا بلکہ اس نے اسٹین ہوپ کو حکم دیدیا کہ فرانس کے ساتھ معاہدہ کرے۔ چنانچہ ۹؍اکتوبر کو اسٹین ہوپ اور دوبوا نے ایک ابتدائی معاہدے پر ہینوور میں دستخط کیئے اور ۲۸؍نومبر کو لارڈ کیڈوگن اور دوبوا نے بمقام ہیگ انگلستان اور فرانس کے درمیان ایک دفاعی اتحاد کے معاہدے پر دستخط کیے جس کو ہالینڈ نے بھی ۴؍جنوری ۱۷۱۷ء کو تسلیم کرلیا۔ اس معاہدے میں آٹھ شرطیں تھیں۔ فرانس نے وعدہ کیا کہ ڈن کرک کی فصیلیں مسمار کردی جائیں گی مارڈائک کے تعمیرات گرادیئے جائینگے اور جیمس ایڈورڈ اولڈ نیون سے خارج کردیا جائیگا اور فرانس کے ملک میں پھر نہ آنے پائیگا۔ تینوں دولتوں نے باہم یہ بھی طے کرلیا کہ صلح نامۂ یوٹریخٹ کے اہم شرائط کی پابندی کی جائے خصوصاً ان شرطوں کی جو انگلستان میں پراٹسٹنٹ بادشاہوں کی جانشینی سے متعلق تھیں یا فرانس اور ہسپانیہ کی بادشاہتوں کی علحدگی سے۔ جارج اول کو اجازت دیگئی کہ اپنے کو حسب سابق شاہ فرانس ملقب کرے اور لوئی پانزدہم کو بادشاہ معظم مسیحی کا خطاب دیا گیا۔ ۴۸

جنوری ۱۷۱۷ء کے اواخر میں جارج اول کے انگلستان کو واپس آتے ہی گوارٹز کی مشہور سازش کا افشا ہوا جو ہالینڈ میں چارلس دوازدہم کا سفیر تھا اور گیلین بورگ کو قید کرلینے سے

جو لندن میں سویڈن کا سفیر تھا جارج کو یقین ہو گیا کہ شمالی ممالک سے اسکے خاندان کو خطرہ ہے اور اس لئے انگلستان اور فرانس کے مابین معاہدہ ہو جانا قرین مصلحت تھا۔

اتحاد کی اہمیت

انگلستان اور فرانس میں جو اتحاد ہوا تھا وہ دونوں کے ملکوں کے شاہی خاندانوں کی حفاظت کی غرض سے ہوا تھا مگر اس وقت دونوں ملکوں میں قوم اور حکمرانوں کے اغراض متحد تھے۔ انگلستان کی وگ حکومت کو اتحاد ثلاثہ سے یہ اطمینان ہو گیا کہ اب جیمس ایڈورڈ کو زک ہو گئی اور ہینوور کی حکومت ایلیکٹرِی بھی محفوظ ہو گئی انگلستان میں جارج کی قوت مستحکم ہو گئی جس سے وگ جماعت کا فلاح بھی مدنظر تھا۔ اورلیان نے تو اس اتحاد کو بہت ہی غنیمت جانا کیونکہ اس کے وجود میں آنے سے بوقت واحد اس کے فرانسیسی مخالفوں کے منصوبے خاک میں مل گئے اور بیرونی مخالفوں کا بھی یہی حشر ہوا۔

اتحاد مذکور سے نہ صرف جارج اور اورلیان کے ذاتی اغراض برائے بلکہ ان کے ملکوں کو بھی بہت کچھ نفع ہوا۔ یوٹرکٹ کا صلح نامہ قطعی طور پر تسلیم کر لیا گیا اور انگلستان اور فرانس میں تخت وتاج کے متعلق جو انتظامات حال میں ہوئے تھے تسلیم کر لئے گئے فرانس کو خصوصاً اس اتحاد سے بہت نفع ہوا کیونکہ لوئی چہاردہم کے انتقال کے بعد یہ ملک بالکل خستہ حال اور بے یارومددگار رہگیا تھا اور ہینوور کے ایلیکٹر کے انگلستان میں تخت نشین ہونے سے "اتحاد عظیم الشان" کے احیاء کا اندیشہ بھی ہو گیا تھا۔ مگر دوبوا اور شاتونیوف ایسے معاملہ فہم سفیروں سے کام لیکر نائب السلطنت نے فرانس کے لئے بیش قیمت اتحاد پیدا کر لیئے اور ایک جدید نظام سیاسی وجود میں لایا جو یورپ میں امن وامان صفحہ ۴۹ کے قیام کے لئے نہایت ہی ضروری تھا۔ اس کی کامیابی زیادہ تر دوبوا کی وجہ سے تھی جس نے فرانس کو تنہائی کی خطرناک حالت سے نجات دلا کر یورپ کے ممالک میں باوثر اور باوقار کر دیا۔ اس حکمت عملی پر تالی ران نے ۱۸۱۵ء میں عمل کیا۔ فرانس کے لئے دوبوا سا مدبر ایک نعمت غیر مترقبہ تھا۔ اپنے حین وحیات میں وہ نہایت خوبی سے فرانس کے خارجی معاملات کو طے کرتا رہا اور اورلیان کو اس پر اعتماد کلی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے معاصر امرا اس سے حد درجہ عناد رکھتے تھے اور اسوقت تک بہت سے ایسے مصنف گزرے ہیں جنھوں نے اسے بدنام کرنے میں اپنا پورا زور لگا دیا ہے اسکی حالت

بعینہ بالنگ بروک کی سی ہے جس سے وگ مورخوں کو سخت عناد تھا۔ سفارتی گفت وشنید میں نائب السلطنت نے اس کی پوری تائید کی تھی حالانکہ اکثر وزرا اور امرا علانیہ اسکے مخالف تھے۔

صلح نامۂ مذکور فرانس میں کبھی پسند نہیں کیا گیا اور انگلستان اور فرانس کے درمیان دوستانہ تعلقات کا برقرار رہنا بالکل اور لیان اور دوبوا اور پھر فلیوری کی مرضی پر منحصر تھا مگر سولہ سال تک اس اتحاد ثلثہ نے یورپ کی باگ اپنے ہاتھوں میں رکھی اور قیام امن کا باعث رہا۔ انگریز اور فرانسیسی مصنفوں میں خوشگوار تعلقات پیدا ہو گئے اور ممالک غیر سے سلسلہ جنگ کے منقطع ہو جانے سے دونوں ملکوں خصوصاً انگلستان کو بہت نفع ہوا۔ اتحاد مذکور کو اہل فرانس نے بالعموم پسند نہ کیا مگر اس میں شک نہیں کہ امور خارجیہ میں دوبوا کو پہلے معرکے میں پوری کامیابی ہوئی۔

شہنشاہ اور وآنا کے دربار کو انگلستان اور فرانس کا اتحاد ابتداً سخت ناگوار ہوا اور جو جیکو بائٹ فرانس سے نکال دیئے گئے ان کی شہنشاہ کی والدہ نے امداد کی اور خود چارلس ششم نے بھی انھیں بیلجیم میں پناہ گزیں ہونیکی اجازت دی۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے جارج اول نے تحریک کی کہ ویسٹ منسٹر کے صلح نامے میں ایک مخفی شرط کا اضافہ کیا جائے کہ شہنشاہ اس کی باغی رعایا کو پناہ نہ دے اور اس رعایت کی عوض میں اس نے ½ ۲۳ لاکھ فرانک کی رقم خزانہ شہنشاہی میں داخل کرنے کا اقرار کیا۔ یہ معاملہ جنوری ۱۷۱۷ء میں طے ہو گیا اور اس طور پر شہنشاہ ایک ایسے وقت میں اتحاد ثلثہ کے ساتھ ہو گیا جب صفحہ ۵۰
کہ جنوبی یورپ کی حالت نہایت نازک ہو رہی تھی۔

سارڈی نیا پر ہسپانیہ کا حملہ

البیرونی کو اتحاد ثلاثہ کے وجود میں آنے سے سخت تعجب ہوا۔ دوبوا کو سفارتی نامہ و پیام میں ایک زبردست فتح ان اثرات پر حاصل ہوئی تھی جن کا البیرونی نمائندہ تھا[1]۔ مگر البیرونی اپنے اصلاحات اور تنظیم جدید میں مصروف رہا اور اپنی تیاریوں کو مکمل کرنے کے لئے اسے صرف چند سال تک امن کے قیام کی ضرورت تھی ہسپانیہ اور پوپ کلی منٹ یازدہم کے درمیان اس نے مصالحت

[1] یعنی ہسپانیہ اور اسکے بادشاہ اور ملکہ پر جو دوبوا کے آقا اور لیان کے دشمن تھے۔ مترجم۔

کرادی۔ فلپ اور ایلی زابیتھ کی طرح پوپ کو بھی شہنشاہ کی قوت کی ترقی کو روکنے اور اتحاد ثلاثہ کی مخالفت کرنے میں نفع تھا۔ البیرونی اس وقت انتظامی اصلاحوں میں منہمک تھا مگر اس اثناء میں ایک ایسا واقعہ ہوگیا جس کی وجہ سے وہ سخت کشمکش میں پڑگیا اور بالآخر جنگ کے لئے اسے تیار ہونا پڑا جو اس کی وزارت کے خاتمہ کی باعث ہوئی۔ واقعۂ مذکور حسب ذیل تھا: مئی ۱۷۱۶ء میں آسٹریوں نے میلان کے علاقے میں ایک ہشتاد سالہ شخص مسمی مشولی نے کو گرفتار کر لیا جو حال ہی میں ان کوئی زٹر جنرل مقرر ہوا تھا اور بقول البیرونی شوکت پسند اور احمق تھا۔ اس شخص کی گرفتاری سے آسٹریا اور ہسپانیہ میں قطع تعلقات کی نوبت آگئی جس پر آسٹریا تلا ہوا تھا اور جس سے البیرونی گریز کر رہا تھا۔ ہسپانیہ کے ساتھ جو ہتک آمیز برتاؤ کیا گیا تھا اسے فلپ برداشت نہ کر سکتا تھا اور ڈیوک پارما تو بالکل آگ بگولا ہو گیا۔ اسی ڈیوک کے دباؤ سے نہ کہ فلپ کی برافروختگی سے جنگ قبل از وقت شروع ہوگئی(۱)۔ البیرونی کو جرمنوں سے نفرت ضرور تھی اور وہ انھیں اطالیہ سے نکالنا چاہتا تھا مگر اس وقت اس کا اصل مدعا یہ تھا کہ ہسپانیہ کی تجارت اور مالیہ کی اصلاح کرے اور جنگ کی وجہ سے اس کام کا رک جانا اسے سخت ناگوار ہوا۔ جولائی ۱۷۱۷ء میں ہسپانیہ کا بیڑا بارسی لونا سے روانہ ہوا اور ۲۲ر اگست کو کاگ لیاری کے قریب لنگر انداز ہوا۔ اس کے چھ روز قبل یوجین کو بیل گریڈ میں فتح حاصل ہوئی تھی نومبر کے اواخر تک سارڈی نیا پر قبضہ ہوگیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہسپانیہ نے سارڈی نیا پر قبضہ کر کے صلح نامہ یوٹریخٹ کی خلاف ورزی کی اور یہ کہ اس زیادتی کی وجہ سے اس کے خلاف

ہسپانیہ کی کارروائی کا حق بجانب ہونا

سخت سے سخت کارروائی ہو سکتی تھی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ
صفحہ ۵۱ سارڈی نیا پر قبضہ کر لینے کے لئے ہسپانیہ کے پاس کافی وجوہ تھے۔
یہ مشہور تھا کہ چارلس ششم سسلی کو اپنے قبضے میں لانا چاہتا ہے اور ستمبر ۱۷۱۶ء میں اسٹین ہوپ نے ایک تجویز پیش کی تھی جس سے امید تھی کہ شہنشاہ اور فلپ پنجم اور وکٹر اماڈیس کو اطمینان ہو جائے گا۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ شہنشاہ یوٹریخٹ کے صلح نامہ کو تسلیم کرے اور فلپ پنجم کو ہسپانیہ

(۱) Armstrong Elizabeth Farnese

کا بادشاہ مانے اور لوئی پانزدہم اگر بغیر اولاد ہوئے مر جائے تو اورلیان کے خاندان کو فرانس کے تخت و تاج کا وارث تسلیم کرنے پر آمادگی ظاہر کر کے امور مذکورۂ بالا کے تسلیم کرنے کے معاوضے میں اسے اجازت دیجاتی کہ سارڈینیا کے عوض میں سسلی پر قبضہ کرلے اور پارما اور پیاسین زا ڈان کارلوس کے لئے محفوظ رکھے جائیں جوالیزابیتھ فارنیس کا بیٹا تھا۔ اس تجویز پر ایک خفیہ مجلس شوریٰ میں بحث ہوئی جس میں علاوہ اسٹین ہوپ سنڈرلینڈ اور سنیٹ سافورین (وائنا کا انگریزی سفیر) کے موسیو دی بین تین رید تر بھی موجود تھا جو چارلس ششم کا ملازم تھا۔

ویسٹ منسٹر کے صلح نامے کی شرطوں میں شہنشاہ کو سیقالیہ کے دئے جانے کا بھی حوال تھا اور اتحاد ثلثہ کو وجود میں لانے کے لئے جو نامہ و پیام ہوئے ان میں جزیرہ مذکور کو چارلس ششم کو دیدینے پر علانیہ بحث ہوتی رہی۔ اگر ہسپانیہ میں بجائے فلپ اور البیرونی کے بادشاہ اور وزیر کوئی دوسرے ہوتے تو ممکن تھا کہ جو شرطیں وائنا کے دوسرے صلح نامے (سنہ ۱۷۳۱ء) کے ذریعے سے طے ہوئی تھیں وہی سنہ ۱۷۱۸ء میں طے ہو جائیں مگر بحالت موجودہ ہسپانیہ نے حقارت کے ساتھ پارما اور پیاسین زا کو قبول کرنے سے انکار کر دیا جو اسٹین ہوپ نے اس کے لئے تجویز کئے تھے ہسپانیہ نے جو کچھ کارروائی کی وہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے تھی کیونکہ ہر ممکن العمل ذریعہ سے آسٹرینوں کو سسلی پر قبضہ کرنے سے روکنا ضروری تھا جس سے یوٹرخٹ کا تصفیہ بالکل درہم برہم ہوجاتا تھا لیکن انگلستان کی حکومت کی غرض اس وقت صرف یہ تھی کہ ہینوور کے خاندان کی حکومت مستحکم ہوجائے اپنے نفع کا تو اسے بہت خیال تھا مگر یورپ کے عام نفع کی اسے بالکل پروانہ تھی۔ اطالیہ میں شہنشاہ کی ہوس ملک گیری پر انگلستان بالکل چشم پوشی کرنے پر آمادہ تھا صرف اس خیال سے کہ جنوبی یورپ میں امن ہو جائے تاکہ شمال میں جو خطرے پیدا ہو رہے تھے انکے دفعیہ کا سامان کر سکے سسلی یوٹرخٹ کے صلحنامے کی رو سے سسلی سوائے کے خاندان کو اس شرط پر دیا گیا تھا کہ اگر وکٹر اماڈیس لاولد مر جائے تو یہ جزیرہ ہسپانیہ کے قبضے میں آجائے۔ سسلی پر جب تک سوائے کا قبضہ تھا اسوقت تک اس کی ساری تجارت انگریزوں کے ہاتھ میں تھی۔ انگلستان کے وگ وزرا شمالی صفحہ ۵۲
یورپ کے معاملات میں خاص توجہ رکھتے تھے اور وہ خاندان ہنیوور کی حکومت کو

برقرار رکھنا چاہتے تھے اس لئے وہ امور متنازعہ پر ٹھنڈے دل سے غور نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے جیسے ہی ہسپانیہ نے سارڈی نیا پر قبضہ کر لیا انگلستان نے اتحاد ثلاثہ کے اراکین کو ہسپانیہ کا مقابلہ کرنے کیلئے طلب کیا۔(۱)

بحیرہ روم میں جو واقعات ہو رہے تھے انکی وجہ سے نائب السلطنت سخت مخمصہ میں پڑ گیا تھا۔ پیرس میں وہ ہر دل عزیز نہ تھا اور اسے معلوم تھا کہ اہل فرانس فلپ پنجم کو فرانس کے تخت و تاج کا حقیقی وارث خیال کرتے تھے اور اگر ہسپانیہ کے موجودہ طرز عمل میں اس نے کسی قسم کی مداخلت کی تو انھیں سخت ناگوار ہوگا کیونکہ ہسپانیہ اس وقت خاندان ہیپس برگ سے برسر پیکار تھا۔ اس لئے اورلیان نے دوبوا کو لندن

دوبوا لندن میں
۱۷۱۷-۱۸ء

بھیجا اور اکتوبر میں اس نے انگلستان کے مدبروں سے کئی ملاقاتیں کیں۔ بلغراد کی فتح کی وجہ سے وائنا میں زن زین ڈارف اور لندن میں بین تین ریڈ ترکسی گفت و شنید پر آمادگی ظاہر نہ کرتے تھے اسکی وجہ سے دوبوا اور اسٹین ہوپ میں اختلاط اور بھی بڑھ گیا اور نومبر کے اواخر میں جنوبی یورپ کی مشکلات کے تصفیہ کے لئے ایک مشترک تحریر آسٹریا کے سفیر کے حوالہ کی گئی۔ ۲۹ نومبر کو دوبوا پیرس کو واپس آیا اور نائب السلطنت کو انگلستان اور ہالینڈ کے ساتھ اتحاد قائم رکھنے پر پوری طور پر آمادہ کر کے ۳۱ دسمبر کو لندن پہنچا جہاں مجوزہ تصفیہ پر پھر مفصل بحث ہوئی اطالیہ کے متعلق آسٹریا کو جو دعوے تھے انگریز ان کی تائید پر آمادہ تھے مگر نائب السلطنت کو یہ اصرار تھا کہ پارما اور پیاسین زا کے علاوہ ٹسکنی کی جانشینی بھی نوجوان ڈان کارلوس کیلئے محفوظ رکھی جائے۔ اس امر کا جب نائب السلطنت کے حسب خاطر تصفیہ ہو گیا تو دوبوا اور اسٹین ہوپ نے باقی ماندہ مشکلوں کو بہت جلد حل کر دیا اور شہنشاہ نے بھی ان تجاویز کو تسلیم کر لیا۔ مگر اس کے بعد نئی مشکلیں پیدا ہو گئیں۔ فرانس میں ایک زبردست جماعت آسٹریا کے ساتھ مصالحت کرنیکی بالکل مخالف تھی۔ اس کا سرغنہ مارشل دوزیل تھا اور اس کے مویدوں میں تورسی (ناظم ٹپہ) ایسے با اثر اشخاص تھے۔ نائب السلطنت کی بھی یہ حالت تھی کہ دوبوا کی غیبت میں وہ کسی قطعی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے لارڈ اسٹین ہوپ پیرس چلا گیا صفحہ ۵۳

(۱) Armstrong Elizabeth Farnese

تاکہ نائب السلطنت کو اپنا ہم خیال بنائے ۔ دوبوا ، ۱ر اگست کو اتحاد اربعہ کی تکمیل کر کے پیرس واپس آیا۔ اس نے ایک ایسے عہد نامے کو مرتب کرا دیا تھا جو فرانسیسی دربار کی ہسپانی طرفداروں کے منشا کے خلاف تھا اور جس سے اس طرز عمل کی توثیق ہوتی تھی جو ۱۷۱۶ء میں اختیار کیا گیا تھا۔ اس سفارتی کامیابی سے دوبوا کی شہرت بمقابلہ سابق اور بھی بڑھ گئی مگر ایسی کامیابی کی وجہ سے فرانس کے امرا جن کا سرغنہ مین تھا اور وزرا جن کا سرغنہ دوزیل اس کے اور بھی دشمن ہو گئے اور اس پر سخت تر حملے کرنے لگے کیونکہ داخلی اور خارجی معاملات میں اس کا طرز عمل ان کے اصول کے بالکل خلاف تھا۔ فرانس میں اس کے واپس آنے کے بعد حکومت میں اہم تغیر عمل میں آئے۔ پیرس کے بارلی مان نے سیاسی اور مالی معاملات میں بیجا دخل دینا شروع کر دیا تھا اور عدالتی کارروائیوں میں بھی سد راہ تھا اس کے علاوہ مختلف سررشتوں کی مجالس بالکل بیکار ثابت ہو چکی تھیں خصوصاً مجلس معاملات خارجی نے جس کا صدر دوزیل تھا ایک ایسا طرز عمل اختیار کر لیا تھا جو فرانس کے حقیقی مفاد کے منافی تھا۔ اورلیان نے ۲۶ر اگست ۱۷۱۸ء کو بارلی مان کو بالکل بے دست و پا کر دیا تھا اور جب دوبوا اتحاد اربعہ کو قائم کر کے کامیاب واپس آیا تو اورلیان نے قصد مصمم کر لیا کہ حکومت میں مطلق العنان اقتدارات حاصل کر کے انتظام مملکت میں ضروری تغیرات کر دے۔ دوزیل نے اتحاد اربعہ و اتحاد ثلاثہ کی حکمت عملی کی مخالفت کی تھی اس لئے اب ضروری تھا کہ معاملات خارجی کی عنان ان لوگوں کے ہاتھ میں ہو جو خارجی معاملات کے جدید طریقے کے بانی تھے اور اس پر عمل کر رہے تھے اس کے علاوہ جبتک کہ معاملات خارجی کا تعلق دوزیل سے تھا اورلیان پر کسی کو اعتماد نہ ہو سکتا تھا ۲۴ر ستمبر کو اورلیان نے دوبوا کی تائید سے وزارتوں میں کایا پلٹ کر دی یعنی مجالس سررشتہ موقوف کر دی گئیں اور بجائے ان کے ہر سررشتہ کے لئے ایک معتمد کا تقرر ہوا، دوبوا معتمد معاملات خارجیہ مقرر ہوا اور گو اس کے رقیب تورسی کا اثر بھی اورلیان پر ۱۷۲۱ء تک تھا جب کہ وہ (تورسی) معزول ہو گیا تھا مگر باوجود ان دقتوں کے اس نے اسٹین ہوپ کی شرکت سے اتحاد اربعہ کی شرائط پر عمل کرا دیا۔

البیرونی نے نائب السلطنت کو آسٹروی نیدرلینڈ دیکر رام کرنے کی کوشش کی تھی اور فرانس میں ایک قدرتی رجحان یہ بھی تھا جس کے محرک دوزیل اور دیگر امرا تھے ضمیمہ ۵

البیرونی کی مشکلات

کہ شہنشاہ کے مقابلے میں فلپ پنجم کی تائید کی جائے مگر باوجود ان موانع کے اور لیان نے بہت کچھ تامل کے بعد مارچ ۱۷۱۸ء میں اتحاد ثلثہ کے ساتھ وفادار رہنے اور ہسپانیہ کے بوربون خاندان کا بزور شمشیر مقابلہ کرنے کا قصد کرلیا گو جولائی میں اس کی نیت پھر کچھ بدل گئی تھی۔ مارچ میں اس نے مصالحت کے لئے ایک آخری کوشش کی اور مارکوس نان کرے کو گفت و شنید کے لئے بھیجا مگر اس کی یہ کوشش بے سود ثابت ہوئی۔ وکٹر آماڈیس اس کے قبل ہی سے شہنشاہ سے نامہ و پیام کر رہا تھا جس نے ۱۴ر اپریل کو انگریزوں اور فرانسیسیوں کی تجاویز کو منظور کرلیا تھا اس وجہ سے ہسپانیہ ایکہ و تنہا رہگیا۔ مگر باوجود ان دقتوں کے البیرونی نے حسب عادت زوردار کارروائی کی اور جب اسے معلوم ہوا کہ وکٹر اماڈیس ہسپانی فوجوں کو سسلی میں داخل نہ ہونے دیگا اس نے ہسپانی بیڑے کو حکم دیا کہ جزیرۂ مذکور پر قبضہ کرے۔ جون ۱۷۱۸ء میں بیڑے بارسی لونا سے روانہ ہوگئے اور ۵ر جولائی کو سسلی پر قبضہ ہوگیا۔

سارڈی نیا پر ہسپانیہ کا قبضہ کرلینا بعض وجوہ کی بنا پر حق بجانب قرار دیا جاسکتا ہے مگر سسلی پر حملہ کرنا یقیناً غلطی پر مبنی تھا کیونکہ اس طرح ہسپانیہ نے گویا انگلستان فرانس اور آسٹریا کے مقاصد کی قبل از وقت مخالفت کی جس سے اس کی ناکامی یقینی تھی سیسلی حملہ کرنے کی ذمہ داری یقیناً البیرونی پر ہے کیونکہ اسے یقین کامل تھا کہ انگلستان اور فرانس میں اتحاد ممکنات سے نہیں ہے اور یہ کہ انگلستان اپنے تجارتی اغراض کی وجہ سے سسلی پر آسٹریا کا قبضہ ہونے کی مخالفت کریگا۔ مگر جب اتحاد ثلثہ کے اراکین نے متحد کارروائی کی اور آسٹریا نے اس کے شرائط کو تسلیم کرلیا تو اس کی یہ امیدیں محض خواب و خیال ثابت ہوئیں مگر اس کے زوال تک ہسپانیہ کے عزم و استقلال میں فرق نہ آیا۔

البیرونی بے یار و مددگار تھا مگر اس نے یہ کوشش کی اس کے دشمن اپنی ملکی معاملات میں پھنس جائیں کئی مہینے سے وہ پیٹر اعظم اور چارلس دوازدہم کے درمیان مصالحت کرانے کی فکر میں تھا تاکہ ان کے ساتھ پرشیا کو شریک کرکے ایک اتحاد قائم کردے جو شہنشاہ اور جارج اول پر حملہ کرسکے۔ ۱۷۱۸ء میں اس کے دل میں خیال پیدا ہوگیا تھا کہ سویڈن سے اتحاد پیدا کرنا مفید ہوگا اور راس پسارد کی ہزیمت کے بعد بھی اسے بلاشک یہ امید تھی کہ اگر روس اور سویڈن کوئی فوجی کارروائی کریں تو جرمنی اور انگلستان کی توجہ اس طرف

ہو جائیگی ۔ آلینڈ کی مجالس شوریٰ کی کارروائی مئی میں شروع ہو گئی تھی اور امید قوی تھی کہ زار اور شاہ سویڈن کو انگلستان سے جو دشمنی تھی وہ ہسپانیہ کے لئے مفید ہوگی۔البیرونی راگوجی شاہ ٹرین سل وےٹے نیا سے نامہ وپیام کر رہا تھا اور اسے امید تھی کہ تہ تک بھی جنگ جاری رکھینگے ۔سیلا مار کو اس نے ہدایت کی تھی کہ فرانس میں اورلیان کی مخالف جماعت کی تائید کرے اور پیرس میں اس کے کارپرداز عرصے سے دوبوا کے خلاف سازش کررہے تھے ۔اس کے علاوہ البیرونی نے لانگ ووک، سے وے نے، پوآ تو اور دوفنے کے باشندوں کو بغاوت پر آمادہ کر دیا اور برطنی کے باشندوں کے ساتھ بھی جو حکومت سے ناراض تھے نامہ وپیام شروع کر دیا! انگلستان کے خلاف میں اس نے یہ کارروائی کی کہ جیمس ایڈورڈ کو ہسپانیہ بلایا اور انگلستان کے خلاف ایک مہم کی تیاری شروع کر دی ۔

اتحاد اربعہ ۱۷۱۸ء

مگر البیرونی کی یہ سب پیش بندیاں خاک میں مل گئیں سسلی پر ہسپانیہ کے حملے کی وجہ سے اتحاد اربعہ ۲؍اگست کو وجود میں آیا جو اسٹین ہوپ کا ایک زبردست کارنامہ ہے ۔اس اتحاد سے جس میں حسب ذیل معاہدے شامل تھے یوٹریخٹ کے صلح نامے کی شرائط میں ترمیم ہو گئی ۔(۱) معاہدہ مابین شہنشاہ وشاہ ہسپانیہ (۲) معاہدہ مابین شہنشاہ وشاہ سسلی (۳) عہد نامہ جات مابین شہنشاہ وشاہان انگلستان و فرانس واسٹیٹس جنرل (ہالینڈ) ۔چارلس ششم نے سارڈینیا کے معاوضے میں سسلی لیلیا اور شاہ سسلی کو شاہ سارڈینیا کا خطاب دیا گیا اور بحالت عدم موجودگی ورثہ ہسپانیہ کے تخت کا اسے وارث قرار دیا گیا اطالیہ کی ڈچیوں (پارما، پیاسین زا، ٹسکنی) کی وراثت کے متعلق ایلی زابتھ فارنیس کے حقوق تسلیم کرلئے گئے پسارو وٹز کا صلح نامہ اس کے قبل ہی ہو چکا تھا اور اب ہسپانیوں کو سسلی سے نکالنے کے لئے آسٹریا کی فوجیں ٹڈی دل کی طرح اطالیہ میں پہونچ گئیں ۔۱۱؍اگست کو امیرالبحر بنگ نے ہسپانی بیڑے کو راس پسارو کے قریب شکست دی جس سے اتحاد اربعہ کی فتح یابی اور اسٹین ہوپ اور دوبوا کے طرز عمل کی کامیابی کی توثیق ہو گئی ۔ صفحہ ۵۶

انگریزی حکومت نے ہسپانیہ سے اتحاد اربعہ میں شریک ہونے پر اصرار کیا اور خود اسٹین ہوپ ۱۲؍اگست کو میڈرڈ میں پہنچا اور جبل الطارق کی بازگشت پر رضامندی ظاہر کی مگر نان گرے کی طرح اسے بھی فلپ پنجم اور البیرونی کو مصالحت پر آمادہ کرنے میں ناکامی

ہوئی۔ ۷ر اگست کو اس نے ہسپانیہ کے دارالسلطنت کو خیرباد کہا اور نان کرے بھی ۲ر نومبر کو وہاں سے چلا گیا مگر ہسپانیہ دول متحدہ کے خلاف جنگ کو جاری رکھنے سے باز نہ آیا۔

انگلستان اور فرانس کی جنگ ہسپانیہ سے

دسمبر میں چارلس دوازدہم نے انتقال کیا اور اس کے بعد ہی گوارٹز معزول ہو گیا اور سویڈن اور روس کے درمیان جنگ چھڑ گئی جس کی وجہ سے ہسپانیہ کے حسب مرام شمال کی طرف سے کسی حملے کی امید باقی نہ رہی۔ فرانس بھی دسمبر ہی میں سیلامار کی سازش کا انسداد ہو گیا جس کا علم دوبوا کو عرصے سے تھا۔ سیلامار گرفتار کر لیا گیا جیسے کہ گیلن بورگ سال ماقبل میں گرفتار ہوا تھا۔ بریٹنی کی بغاوت فرو کر دی گئی، اور سازش کے انکشاف کے نتائج یہ ہوئے کہ ہسپانیہ کی حکمت عملی شبہے کی نگاہوں سے دیکھی جانے لگی، کلی منٹ یازدہم اور جیسوئٹ لوگوں نے سازش کرنے والوں کی ہمت افزائی کی تھی اب انکی بھی قلعی کھل گئی نائب السلطنت کی قوت مستحکم ہو گئی اور ہسپانیہ کی مخالفت میں ٹورسی بھی اسکی تائید کرنے لگا۔ ڈیوک مین اور اسکی بیوی ڈیوک رشی لیو، کارڈنل پولگ ناک، کارڈنل روہان اور مارکوس ایم پادور گرفتار کر لئے گئے اور اس کے بعد یا تو قید یا جلاوطن کر دئے گئے۔ بریٹنی کے باغی سرغنوں میں سے چار شخص قتل کر دئے گئے اور عرصے تک پس و پیش کرنے کے بعد فرانس نے ۹ر جنوری ۱۷۱۹ء کو ہسپانیہ کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ انگلستان ۱۷ر دسمبر ۱۷۱۸ء ہی کو ہسپانیہ کے سواحل سے ایک نئے جیکو بائٹی حملے کے خوف سے جنگ کا اعلان کر دیا تھا۔ ہسپانیہ متحدین کے حملے کے دفع کرنے سے عاجز تھا۔ مارچ ۱۷۱۹ء میں ایک فرانسیسی فوج نے ہسپانیہ کی سرحد میں داخل ہو کر فوان ترابیا کا محاصرہ کر لیا اور ایک انگریزی بیڑے نے ہسپانیہ کے کئی شہروں کو لوٹ لیا اور اس کے جہازوں کو بہت نقصان پہنچایا جیکو بائٹ مہم کو بھی ناکامی ہوئی اور موسم خزاں کے اختتام کے قبل ۵۷
آسٹریوں نے سسلی کو فتح کر لیا۔

البیرونی نے چارلس دوازدہم کے انتقال کے بعد تسلیم کر لیا تھا کہ اب کامیابی کی کوئی امید نہیں ۱۷۲۱ء میں اسے فکر ہو گئی تھی کہ حلیفوں سے صلح کرے اگر معزولی نے کی گرفتاری سے وہ مجبور نہ ہو جاتا تو وہ ہسپانیہ کے ذرائع کو ترقی دینے کے کام میں اس وقت تک

مصروف رہتا جب تک کہ ہسپانیہ کو بحیرہ روم میں توازن قوت کے بحال کرانے کی اہلیت نہ پیدا ہو جاتی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ یہ توازن قوت یوٹریخت اور راس ٹاٹ کے صلحناموں سے ناپید ہو گیا تھا۔ اس کی سیاسی زندگی اب ختم ہو چکی تھی مگر ہسپانیہ کی تاریخ پر اس کا اثر بہت زیادہ ہے جس کا کافی اندازہ نہیں ہو سکتا باقی نیو اور ہسپانیہ کے دوسرے مدبرین نے اسی کے اصول کی پیروی کی اور ۱۷۴۸ء میں ڈان فلپ کے پارما اور پیاسین زا پر قابض ہو جانے اور ڈان کارلوس کو سسلی اور نیپلز کی حکومت کے مل جانے سے ثابت ہو گیا کہ اس کی خارجی حکمت عملی ایک حد تک بارآور ہوئی۔ اسی اطالوی مدبر کی فراست کا نتیجہ تھا کہ ہسپانیہ کے جسم بے جان میں جان پڑ گئی اور اہل اطالیہ میں جذبۂ قومیت پھر تازہ ہو گیا۔

فلپ البیرونی کو معزول کر کے اتحاد اربعہ میں شریک ہوتا ہے ۱۷۲۰ء

مصالحت کی گفت وشنید شروع کرنے سے قبل حلیفوں کا اصرار تھا کہ البیرونی معزول کر دیا جائے اس لئے وسط دسمبر ۱۷۱۹ء میں اسے حکم دیا گیا کہ ہسپانیہ سے چلا جائے ۱۷۲۰ء کے آغاز میں انگلستان اور فرانس کے زبردست طرز عمل سے مجبور ہو کر صلح نامہ لندن کے ذریعے سے فلپ نے اتحاد اربعہ کی شرائط کو تسلیم کر لیا گو بعض اہم امور کے متعلق سال بھر گفت وشنید کا سلسلہ جاری رہا اور فلپ اور ایلی زابیتھ کی برافروختگی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ ہر لمحہ جنگ کے دوبارہ چھڑ جانے کا اندیشہ تھا۔ بالآخر جون ۱۷۲۱ء میں تمام امور کا تشفی بخش تصفیہ ہو گیا اور انگلستان اور فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان ایک مدافعانہ اتحاد ہو گیا۔ یہ بھی طے ہوا کہ کام برائی میں ایک کانگریس (مجلس شوریٰ) ہو جس میں ہسپانیہ اور آسٹریا کے درمیان جتنے امور متنازعہ تھے سب کا تصفیہ ہو جائے مثلاً اطالیہ کی ریاستوں کی حکومت ہسپانیہ کے تخت وتاج کی نزاعیں اور "زریں اون (Golden Fleece)" کے خطابات دینے کا ۵۸
حق۔ دوبوا کو اندیشہ تھا کہ کہیں ہسپانیہ، انگلستان اور آسٹریا کے درمیان اتحاد نہ ہو جائے اس لئے ہسپانیہ اور فرانس کی موجودہ دوستی کو پختہ کرنے کے لئے اس نے یہ مناسب خیال کیا کہ دونوں ملکوں کے شاہی خاندانوں کے درمیان شادیوں کے ذریعے سے گہرے تعلقات قائم ہو جائیں۔ ستمبر ۱۷۲۱ء میں اعلان کر دیا گیا کہ ہسپانیہ کی شہزادی کی (جو اس وقت صرف پانچ سال کی تھی) شادی لوئی پانزدہم سے ہو گی اور اورلیان کی بڑی بیٹی کی شادی

ڈان لوئی ہسپانیہ کے ولی عہد سے۔

جنوری ۱۷۲۲ء میں مادی موازیل دی موُن پان سیر کی شادی ہوئی اور ہسپانیہ کی شہزادی بھی فرانس میں آکر مقیم ہو گئی۔ ہسپانیہ میں فرانس کے اثر کے بڑھ جانے سے انگلستان کے وزیروں کو اندیشہ ہو گیا۔ انگریزوں سے اتحاد قائم رکھکر ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے کی کوشش میں دوبوا نے ایک گونہ لوئی چہاردہم کی حکمت عملی کی طرف رجعت کی تھی اور یہ حکمت عملی وہی تھی جس پر ۱۷۲۹ء میں فلیوری نے بھی عمل کیا۔ فروری ۱۷۲۳ء میں جب لوئی پانزدہم سن بلوغ کو پہنچا تو وہ وزیر اعظم ہو گیا اور اپنے انتقال تک اس خدمت پر فائز رہا۔ اس کے انتقال کے بعد اورلیاں نے تین مہینے تک اس خدمت کے فرائض انجام دیے۔ مگر فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان اتحاد کا پھر قائم ہو جانا قبل از وقت تھا اور یہ اتحاد یکایک ٹوٹ گیا جب کہ دوبوا نے اگست ۱۷۲۳ء اور اورلیان نے دسمبر سنہ مذکور میں انتقال کیا۔

فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان شادیوں کے ذریعے سے اتحاد ۱۷۲۱-۲۲ء

ہسپانیہ اور آسٹریا کی باہمی مخالفت سے جنوبی یورپ میں نقض امن کا جو خطرہ پیدا ہو گیا تھا وہ اسٹینہوپ کی زبردست کارروائیوں سے دفع ہو گیا مگر شمال کے معاملات سے انگلستان کو ہر وقت فکر لاحق رہتی تھی اور یورپ کا امن وسکون بھی معرض خطر میں تھا۔ ہینوور کے وزیروں کے طرز عمل سے مناقشات کا رتبہ بلاشک وشبہ وسیع تر ہوتا جاتا تھا۔ اٹھارھویں صدی میں شروع سے آخر تک روس اور پرشیا کے عروج اور سویڈن اور پولینڈ کے زوال کی وجہ سے شمالی سلطنتوں کا یورپ کی تاریخ پر زبردست اثر ہے۔ جارج اول جب انگلستان میں اگست ۱۷۱۴ء میں تخت نشین ہوا، اس وقت شمال کی جنگ مشتعل ہو رہی تھی۔ روس اور پرشیا نے اسی زمانے (جولائی) میں ایک خفیہ عہد نامہ کر لیا تھا کیونکہ انھیں اندیشہ تھا کہ چارلس دوازدہم بینڈرے عنقریب واپس آنے والا ہے۔ اس عہد نامے کی رو سے روس نے وعدہ کیا کہ وہ صلح اس وقت تک نہ کریگا جب تک کہ پرشیا کو اس ٹے ٹن مع اضلاع ملحقہ پین ندی تک نہ مل جائے اور اس کے علاوہ وُل گاسٹ ہوبن اور یوس ڈوم بھی۔ اس کے معاوضے میں پرشیا نے روس کو سویڈن کے صوبجات

شمالی یورپ ۱۷۱۳-۲۱ء

لی وونیا، ایس تھونیا اور انگریا کے الحاق میں مدد دینے کا وعدہ کیا نومبر میں چارلس اسٹرال سنڈ کے قریب آگیا۔ مقام مذکور پر اس کی موجودگی کے نتائج فوراً ظہور میں آئے یعنی اس کے دشمن سب متحد ہو گئے پرشیا نے حملہ آوری کی غرض سے ڈین مارک، ہینوور سیکسنی اور پولینڈ کے ساتھ اتحاد قائم کر کے سویڈن کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ ڈین مارک نے ورڈین اور بری مین جارج اول کے حوالہ کر دیئے اور سویڈن کے وزیر گوارٹز نے قصد کر لیا کہ اتحاد مذکورۂ بالا کو شکست کر کے شمالی یورپ میں سویڈن کے رسوخ کو پھر بحال کرا دے۔ اسٹرال سنڈ کا فریڈرک ولیم نے محاصرہ کر لیا اور اس کے سقوط (دسمبر ۱۵؁ ۱۷۱۵ء) کے بعد چارلس دوازدہم بعد وقت بھاگ کر سویڈن چلا گیا اور قریب تھا کہ اس جنگ کی چنگاریاں تمام یورپ میں پھیل جائیں۔ بحیرۂ بالٹک میں انگریزوں نے ایک بیڑہ اپنی تجارت

شمالی یورپ کے اتحاد سے چارلس دوازدہم کی جنگ

کی حفاظت کے لئے متعین کر دیا تھا۔ بقول مسٹر کارلائل "بری مین اور ورڈین کی قیمت ادا کرنے کا یہ ایک نا راست طریقہ تھا۔ چارلس دوازدہم کے دوسرے مخالف بھی جنگ کے لئے تیار ہو گئے اتحاد شمالی بظاہر بہت زبردست معلوم ہوتا تھا مگر اس کے وجود میں آتے ہی اس کے شکست ہونے کے آثار نمودار ہو گئے کیونکہ پیٹر اعظم اور ہینوور کے وزیروں کے درمیان رنجش پیدا ہو گئی تھی۔ اپریل ۱۶؁ ۱۷۱۶ء میں میک لین برگ کے ڈیوک کی شادی پیٹر اعظم کی بھتیجی کیتھرین سے ہوئی اور پیٹر نے فوراً اس کے شوہر کی طرف سے میک لین برگ کی امیروں کے خلاف وہاں کے معاملات میں دخل دینا شروع کر دیا۔ امرائے مذکور اکثر اپنے حکمران اور ڈین مارک اور پرشیا سے برسر پیکار رہتے تھے جن کی یورشوں نے ملک کو تباہ کر دیا تھا۔ وس مار کے سقوط (۱۶ر اپریل) کے بعد جو پومی رانیا میں سویڈن کا آخری مقبوضہ تھا اہل ہینوور نے روسیوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا اور پیٹر پر یہ الزام لگایا کہ وہ در پردہ سویڈن کے ساتھ ساز و باز رکھتا ہے اور میک لین برگ پر دوامی قبضہ

ہینوور اور پیٹر اعظم کی باہمی نزاع

کرنا چاہتا ہے۔ چارلس ششم نے روسیوں کے دائرۂ اثر کے بڑھنے سے خائف ہو کر ہینوور کے وزیر برنس ڈارف کی سازشوں کی تائید شروع کر دی جو وہ روسیوں کے خلاف کر رہا تھا گو ٹاؤن شینڈ اور فریڈرک ولیم نے الزامات مذکور کو بالکل بے سر و پا قرار دیا تھا فریڈرک ولیم میکلن برگ میں روسی فوجوں کی موجودگی کو اس لئے ٦٠

پسند کرتا تھا کہ وہ سویڈن کے حملوں سے ڈین مارک اور پرشیا دونوں کو محفوظ رکھ سکتی تھیں وس مار کی فصیلوں کو مسمار کر کے آسے میک لین برگ کے ڈیوک کے سپرد کر دینے پر فریڈرک نے رضامندی ظاہر کی مگر روسیوں کو میک لین برگ سے خارج کرنے اور ڈیوک کے مقبوضات پر قبضہ کرنے میں ہینوور کی امداد کرنے سے اس نے انکار کر دیا۔ ستمبر ۱۷۱۶ء میں اس نے فرانس سے ایک خفیہ مدافعانہ اتحاد کر لیا اور اس طور پر اپنی قوت کو مستحکم کر کے پیٹر اعظم کے طرز عمل کی تائید پر پوری آمادگی ظاہر کی جس کی طرف سے اس وقت نہ صرف شہنشاہ بلکہ دوسرے حلیفوں کو بھی خدشہ ہو گیا تھا۔ جنوری ۱۷۱۷ء میں سویڈن کا سفیر گلن بورگ لندن میں گرفتار ہو گیا اور اس کے قبضے میں چند کاغذات نکلے جن سے معلوم ہوا کہ گواٹز جیمس ایڈورڈ (انگلستان کے تخت کا جھوٹا دعویدار) کے ساتھ بارہ ہزار سویڈن کے سپاہی بھیجکر انگلستان پر حملہ کرانا چاہتا تھا۔ ان واقعات سے صورت حال اور بھی نازک ہو گئی۔ پیٹر انگلستان کی دوستی کا خواہاں تھا مگر اہل ہینوور نے اس پر الزام لگایا کہ وہ بھی گلن بورگ کی سازشوں میں شریک ہے۔ پیٹر کو جب یہ یقین ہو گیا کہ انگلستان سے اتحاد ہونا ناممکن

پیٹر کا ورود پیرس میں ۱۷۱۷ء

ہے تو ۱۷۱۷ء کے موسم گرما میں اس نے فرانس کا سفر اس امید سے کیا کہ اس کی امداد سے سویڈن کو اپنی شرائط کے تسلیم کرانے پر مجبور کرے۔ فرانس کی حکومت کو اس نے مشورہ دیا کہ شمال میں بجائے سویڈن کے روس کو اپنا حلیف بنائے اور روس اور پرشیا کے ساتھ گہرا اتحاد پیدا کرے جس سے موجودہ اتحاد ثلاثہ (مابین انگلستان فرانس و ہالینڈ) کو کوئی ضرر نہ پہونچتا اورلیان روس کی حمایت پر آمادہ تھا مگر یہ ڈوبوا کے منشا کے خلاف تھا کیونکہ اسے اندیشہ تھا کہ اتحاد ثلاثہ کہیں معرض خطر میں نہ پڑ جائے۔

ڈوبوا کی رائے اس معاملے میں بلاشبہ درست تھی کیونکہ ابھی تک روس کی قوت مستحکم نہیں ہوئی تھی اور اس کی موجودہ ممتاز حیثیت صرف سویڈن کے فوجی انحطاط کی وجہ سے تھی۔ روس کی فوج ایلب ندی پر چند غیر معمولی واقعات کی وجہ سے پہونچ گئی تھی اور عرصہ دراز تک جرمنی میں اس کے مقیم رہنے کی توقع نہ ہو سکتی تھی۔ اس کے علاوہ روس کی آئندہ ترقی اس کے بادشاہوں کی ذاتی قابلیت پر منحصر تھی۔ اس لئے ۶۱
اتحاد ثلاثہ کے بجائے غیر مستحکم اور دور دراز روسی سلطنت سے اتحاد پیدا کرنے سے

فرانس پھر مغربی یورپ میں اکیلا و تنہا رہجاتا اور انگلستان اور ہالینڈ اسکے مخالف ہو جاتے اور ممکن تھا کہ اس مخالفت میں شہنشاہ اور غالباً ہسپانیہ کی فوجیں بھی شریک ہو جاتیں اگست میں فرانس روس اور پرشیا کے درمیان ایک صلح نامہ ہوا جو امسٹرڈم[1] کے معاہدے کے نام سے مشہور اور جسکی غایت صرف دوستی تھی۔ اس معاہدے کی رو سے فرانس نے اپنے اثر سے شمالی جنگ کو ختم کرا دینے کا وعدہ کیا اس کے بعد اگست

سوئیڈن اور روس میں اتحاد

۱۷۱۸ء میں پرشیا سے ایک ضمنی معاہدہ ہوا مگر باوجود ان معاہدوں کے پیٹر سوئیڈن سے راست نامہ و پیام بھی کرتا رہا۔ گیلن بورگ کے گرفتار ہونے کے زمانے میں گوارٹز بھی کچھ روز کے لئے ہالینڈ میں قید کر دیا گیا تھا مگر وہ روس سے اتحاد پیدا کرنے کے لئے برابر سازش کرتا رہا اور مئی ۱۷۱۸ء میں گیلن بورگ کو ہمراہ لیکر دو روسی سفیروں (بروس اور اُوسٹرمن) سے جزیرہ لوسو میں ملا جو جزائر الینڈ میں شامل ہے اور اسی لئے یہ مجلس شورائے آلینڈ کی مجلس شورائے کے نام سے مشہور ہے گوارٹز روس سے گہرا اتحاد پیدا کرنا چاہتا تھا اور اس کے معاوضے میں صوبجات انگریا کارے لیا، لی وونیا، ایس تھونیا دینے پر رضامند تھا کیونکہ اسے امید تھی کہ روس سے اتحاد پیدا کر کے سوئیڈن کو اپنے دوسرے دشمنوں سے اطمینان ہو جائیگا جرمنی میں اس کے مقبوضات محفوظ ہو جائینگے اور بحیرۂ بالٹک کی سلطنتوں میں اس کا امتیاز باقی رہیگا۔

گوارٹز کے منصوبے قابل قدر ضرور تھے مگر ان کا عمل میں آنا دشوار ہو گیا تھا۔ چارلس دوازدہم نے ۳۶ سال کی عمر میں ۱۱ دسمبر ۱۷۱۸ء کو بمقام فریڈرک شال انتقال کیا اور اسکے بعد ہی سوئیڈن میں ایک سیاسی انقلاب ہو گیا۔ جنوری ۱۷۱۹ء میں ڈائٹ کا اجلاس منعقد

چارلس دوازدہم کا انتقال اور سوئیڈن میں انقلاب سیاسی

ہوا جس میں شاہ متوفی کی بہن الری کا ایلی نورا ملکہ منتخب ہوئی مگر اس پر ایسی سخت شرطیں عائد کی گئیں کہ سوئیڈن کے بادشاہوں کی مطلق العنانی کا خاتمہ ہو گیا اور بجائے اُسکے ایک محدود حکومت شاہی وجود میں آئی۔ ڈیوک ہالسٹین کے تخت نشین ہونے کی بالکل امید جاتی رہی جس نے الری کا کی بہن سے شادی کی تھی اور ۶۲

[1] روس اور فرانس کے درمیان جو معاہدہ ہوئے ان میں یہ پہلا معاہدہ ہے اور اس کے بعد دونوں ملکوں میں باقاعدہ سفارتی تعلقات قائم ہوگئے۔

گوارٹز جو اس کا طرفدار تھا قتل کر دیا گیا۔ ۱۷۲۰ء میں الری کا تخت سے دست کش ہو گئی اور اس کا شوہر بجائے اس کے فریڈرک اول کے نام سے حکمران منتخب ہوا۔
سویڈن کی حالت اب بہت نازک ہو گئی تھی۔ اس کی مخالفت پر ایک زبردست اتحاد تلا ہوا تھا اور خود اس کے ڈائٹ کی ایک جماعت رائے عامہ کی تائید اور پرشیا کی امداد کی امید سے خاندان ہالسٹین کے دعاوی کو تقویت دے رہی تھی۔ اس وقت ضرورت یہ تھی کہ معاملات داخلی و خارجی کے متعلق ایک مستقل طرز عمل اختیار کیا جائے مگر حکمراں جماعت چارلس دوازدہم اور گوارٹز کی خارجی حکمت عملی کو الٹ دینا چاہتی تھی اور ایک ایسا طرز عمل اختیار کرنے والی تھی جس کے نتائج سویڈن کے لئے اندیشناک ہوئے۔ الری کا کے حکمران منتخب ہوتے ہی روس سے جو گفت و شنید ہو رہی تھی اس کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور اتحاد شمالی کے مختلف ارکین سے معاہدے کرنے کی کارروائی ہونے لگی۔

کارٹے ریٹ کے توسط سے سویڈن اور ہینوور (نومبر ۱۷۱۹ء) اور پرشیا (فروری ۱۷۲۰ء) سے معاہدوں پر دستخط ہو گئے۔ ہینوور سے جو معاہدہ ہوا اس کی رو سے ایک رقم کے معاوضے میں بیری مین اور وردین اس کے قبضے میں رہ گئے اسی طور پر پرشیا نے بیس لاکھ ڈالر سویڈن کو دیکر اسٹے ٹن، جزائر وولن و یوس ڈم اور پومیرانیا پر پین ندی تک اپنا قبضہ بحال رکھا۔ جنوری اور جولائی ۱۷۲۰ء میں پولینڈ اور ڈین مارک سے معاہدے ہوئے سیلیس وگ پر ڈین مارک کا قبضہ تسلیم کرلیا گیا۔ ان معاہدوں کی تکمیل سے سویڈن کو موقع ملگیا کہ اپنی پوری قوت پیٹراعظم کے مقابلے میں لگائے مگر روس کو بے یارومددگار کرنے کی کوشش میں سویڈن کی حکومت کو کامیابی نہ ہوئی اور مزید مراعات کا دروازہ بند کرنے میں اسی طور پر ناکامی ہوئی بالٹک میں ایک انگریزی بیڑے کی موجودگی سے کوئی نفع نہ ہوا۔ پیٹراعظم کی فاتحانہ پیش قدمی کسی صورت سے رک نہ سکی اور بالآخر ۱۷۲۱ء میں اہل سویڈن نے مجبور ہو کر کان پرے دون سفیر فرانس کی وساطت سے روس سے دب کر صلح کرلی۔

روس کے ساتھ صلح نامہ نس ٹاڈ ۱۷۲۱ء

اس صلح نامے کی رو سے جس پر بمقام نس ٹاڈ ۱۰ ستمبر ۱۷۲۱ء کو دستخط ہوئے سویڈن نے اضلاع و جزائر ذیل روس کے حوالے کردئیے

یعنی لی وونیا، ایس تھونیا انگریا کاریئے لیا، وی بورگ (ایک حصہ) اور جزائر اوسیل، ڈاگو، موا ین، علاوہ ان جزائر کے جو کورلینڈ سے وی بورگ تک واقع تھے۔ روس نے ٦٦
ان کے معاوضے میں بیس لاکھ ڈالر دیئے اور فن لینڈ واپس کر دیا۔ اس صلح نامے پر گویا یورپ کی تاریخ کا ایک باب ختم ہوتا ہے یعنی سویڈن کی جگہ اب پرشیا اور روس نے لی ہے اور خاندان واسا کی بدولت جو امتیاز اسے یورپ میں حاصل ہو گیا تھا وہ زائل ہو جاتا ہے۔ اس زمانے سے گسٹاوس ثالث کی تخت نشینی تک سویڈن کبھی روس کا حلیف ہوتا اور کبھی فرانس کا خود ملک میں منافستات کا زور تھا۔ ۲۰ مئی ۱۷۲۰ء کے قانون سے سویڈن کی بادشاہت کے اقتدار مطلق العنان کا خاتمہ ہو گیا اور بادشاہت کا انحصار انتخاب پر ہو گیا۔ سویڈن میں دو فریق تھے ان میں سے ایک چارلس فریڈرک (ڈیوک ہانس ٹین گوٹورپ) کی طرف تھا جو ہیڈ وگا سوفیا کا بیٹا اور ۱۷۲۵ء میں پیٹر اعظم اور کیتھرین کا داماد ہوا تھا اور اسی وجہ سے روس سے گہرا اتحاد پیدا کرنا چاہتا تھا۔ دوسرا فریق الرکا اور اس کے شوہر کا طرفدار تھا اور فرانس سے تعلق پیدا کرنا چاہتا تھا۔ یہ دونوں فریق جو "بڑی اور چھوٹی ٹوپی والوں" کے نام سے مشہور تھے عرصے تک حصول تفوق کے لئے آپس میں لڑتے رہے اور ان کی نزاعوں کے زمانے کو "عہد آزادی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سویڈن کے انحطاط کے ساتھ ساتھ روس اور پرشیا کو فروغ حاصل ہو رہا تھا اور یہ دونوں دولتیں یورپ کے نظام سیاسی میں اہمیت حاصل کر رہی تھیں۔ نسٹاڈ کے صلح نامے کا فوری اثر یہ ہوا کہ شمال میں امن وامان ہو گیا جیسے کہ اتحاد اربعہ سے جنوب میں سکون ہو گیا تھا۔ اس لئے امن وامان کے قیام کے لحاظ سے اسٹین ہوپ اور دوبوا کی خارجی حکمت عملی کو کامیابی ہوئی تھی یعنی انگریزوں اور فرانس کا اتحاد قائم تھا جیکو بائٹ فریق کے حملے کا اندیشہ جاتا رہا تھا، فرانس کی حکومت کو فلپ اور ایلی زابیتھ فارنیس کی سازشوں سے کوئی خوف نہ تھا۔ البرونی معزول ہو چکا تھا اور گوارٹز قتل ہو چکا تھا فروری ۱۷۲۳ء کو لوئی پانزدہم قانوناً سن بلوغ کو پہنچ گیا جس کی وجہ سے حکومت نیابت ختم ہو گئی گو حکومت میں کوئی تغیر نہ ہوا اور دوبوا اپنے

انتقال یعنی اگست تک برسر حکومت رہا۔ مسائل متنازعہ فیہ کے تصفیے کے لئے جن میں سے اکثر کا تعلق جزیرہ نمائے اطالیہ سے تھا ایک مجلس شورے عنقریب منعقد ہونیوالی تھی ۱۷۱۵ء سے ۱۷۲۵ء تک یورپ کے سیاسیات میں تین قسمت آزما مدبروں کو خاص دخل تھا یعنی البیرونی، گوارٹز، دوبوا۔ ان میں سے البیرونی اور گوارٹز کو صرف اپنے اپنے ممالک کی بہتری کا خیال تھا اور اپنے طرز عمل میں بجائے ذاتی اغراض کے انھیں مفاد قومی کا زیادہ تر خیال تھا۔ ان دونوں کو اپنے مقاصد کی تکمیل میں ناکامی ہوئی گوارٹز کو چارلس دوازدہم کے بے وقت انتقال اور سویڈن کے انحطاط کی وجہ سے اور البیرونی کو اس وجہ سے کہ ایلی زابیتھ فارنیس کی خاندانی اغراض کی وجہ سے ہسپانیہ کو غلط راہ اختیار کرنی پڑتی تھی اور اصلاح کا سلسلہ رک جاتا تھا۔ گوارٹز کے انتقال کے بعد سویڈن کا شمار تیسرے درجے کی دولتوں میں ہونے لگا اور پھر اسے کبھی رسوخ نصیب نہ ہوا۔ برخلاف اس کے البیرونی کے زوال سے ہسپانیہ کے احیاء میں صرف ایک عارضی وقفہ ہوا اور اسکے طرز عمل کو اس کے جانشینوں نے جاری رکھا اور اٹھارھویں صدی میں اس کے مقاصد کی بیشتر تکمیل ہوگئی۔ دوبوا کی حالت اپنے ان دونوں معاصرین سے مختلف ہے نہ تو اس میں البیرونی کا تدبر تھا نہ اس کی دھن تھی اور نہ گوارٹز کی طرح اس کی حالت مخدوش تھی۔ اس کی خارجی حکمت سے گو فرانس کو نفع ہوا مگر ذاتی اغراض سے پاک نہ تھی اور ملکی معاملات میں اس کا طرز عمل خود غرضی اور زمانہ سازی پر مبنی تھا۔ اس کی لیاقت میں کوئی شک نہیں اور اس نے ایک نہایت ہی خطرناک زمانے میں فرانس کو خطرات سے بالکل محفوظ رکھا مگر باوجود سیاسی کامیابی کے اس میں البیرونی کی خوبیاں نہ تھیں کیونکہ اولاً وہ بے اصول تھا اور ثانیاً اخلاق اور مذہب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اس کی ہوا و ہوس کی کوئی انتہا نہ تھی۔

البیرونی گوارٹز دوبوا

صفحہ ٦٧

اپنے انتقال سے قبل اندرون یا بیرون ملک میں دوبوا کا کوئی رقیب باقی نہ رہا تھا کیونکہ لا بھاگ کھڑا ہوا تھا، البیرونی جلاوطن کر دیا گیا تھا اور گورانٹز کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ فرانس کی اندرونی خرابیوں کو دفع کرنے کی طرف ذرا بھی توجہ نہ تھی اور حکومت نیابت سے جو امیدیں تھیں وہ اب تک بر نہ آئی تھیں۔

اتحاد اربعہ کے ٹوٹنے کے آثار نمودار ہو گئے تھے اور جب تک کہ ہسپانیہ کے سیاسیات میں ایلی زابیتھ فارنیس کو دخل تھا اور چارلس ششم کی اولوالعزمیاں باقی تھیں اس وقت تک یورپ میں امن وسکون کی امید نہ ہوسکتی تھی ؎

صفحہ ۶۵

باب سوم

ایلی زابیتھ فارنیس کی سازشیں

سنہ ۱۷۲۳ تا ۱۷۳۳ء

عہد سنہ ۱۷۲۳ تا ۱۷۳۳ء ۔ ڈیوک بوربون کی حکومت ۔ کام برائی کی مجلس شورے۔ آسٹریا اور ہسپانیہ کے مابین اتحاد کا خیال ۔ آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے کے لیے ایلی زابیتھ فارنیس کی اغراض ۔ ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے میں چارلس ششم کی اغراض ۔ ریپرڈا کو جو ہدایتیں دی گئیں ۔ ریپرڈا کے سیاسی حالات ۔ بوربون ہسپانیہ کی شہزادی کو واپس کر دیتا ہے ۔ اُس کا فرانس سے اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرنا ۔ دائنا کی مجالس شورے ۔ صلح نامۂ دائنا سنہ ۱۷۲۵ء ۔ ہینوور کا اتحاد ۔ پرشیا اور ووس ترباسین کا صلح نامہ ۔ فرانس کی سیاسی جماعتیں ۔ ریپرڈا کا معزول ہونا ۔ آسٹریا اور ہسپانیہ کے اتحاد کا ٹوٹ جانا سنہ ۱۷۲۷ - ۱۷۲۸ء میں عالمگیر جنگ کا خطرہ ۔ سیویل کا صلح نامہ ۔ انگلستان اور ہسپانیہ ۔ دائنا کا دوسرا صلح نامہ سنہ ۱۷۳۱ء ۔

عہد سنہ ۱۷۲۳ء تا سنہ ۱۷۲۴ء

دوبوا اور اورلیان کے انتقال اور پولینڈ کی جنگ جانشینی کے آغاز کے درمیان جو دس سال کا زمانہ ہے (سنہ ۱۷۲۳ء تا سنہ ۱۷۳۳ء) اس کی تاریخ نہایت پیچیدہ اور پریشان کن ہے اور اس کی ایک ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ سفرا اپنی ریشہ دوانیوں میں بیحد منہمک تھے۔ بوربون اور فلیوری کے زمانے میں انگلستان اور فرانس کا اتحاد برقرار رہا مگر فرانس کے دربار میں ایک زبردست جماعت انگلستان سے تعلقات قائم رکھنے کی سخت مخالف تھی اور اُس کے وجود کی وجہ سے پیچیدگیوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا ۔ آسٹریا اور انگلستان کے

درمیان کشیدگی بڑھتی جاتی تھی اور آسٹریا کے تعلقات پرشیا سے بھی اچھے نہ تھے۔ اس لیئے چارلس ششم کی قوت میں ضعف آتا جاتا تھا جو کہ اپنے ملک کے حقیقی مفاد سے غافل تھا اور ایسے کاموں پر اپنا وقت ضائع کر رہا تھا جو محض خواب وخیال تھے مثلاً (Pragmatic Sanction) کا تسلیم کیا جانا یا آسٹینڈ میں ایک ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام۔

فرانس میں آیندہ تین سال تک عنان حکومت ڈیوک بوربون کے ہاتھ میں تھی جو ڈوبوا اور اورلیان کے طرز عمل کی متابعت کرتا تھا۔ لوئی ہنری ڈیوک بوربون نے جو "موسیولی دوک" کے نام سے مشہور تھا اور کوندے اعظم کا جانشین تھا اب تک سیاسیات میں کوئی نمایاں حصہ نہ لیا تھا کیونکہ اسے سیر وشکار کا زیادہ شوق تھا۔ مگر اس نے (Legitimes) کے دعووں کی پرزور مخالفت کی تھی اور لا کی تجاویز کی تائید کی تھی مگر دوبوا کا عروج اسے ناگوار ہوا تھا۔ صفحہ ۶۶

ڈیوک بوربون کی حکومت ۲۶-۱۷۱۳ء

بوربون سست وکاہل آدمی تھا اور اسکی لیاقت کا بھی کبھی اظہار نہیں ہوا۔ زیادہ تر اپنی سازش پسند محبوبہ مارشیانیش پری اور ایک ساہوکار پاری ڈوورنی کے زیر اثر تھا جو لا کا دشمن تھا اور اس کے زوال کے بعد بارسوخ ہوگیا تھا۔ اورلیان کے انتقال کے بعد فرے ژو کے عیار بشپ فلیوری نے جو اب تک ڈیوک بوربون کا اتالیق تھا اسے وزیر اعظم مقرر کرا دیا اور ۱۷۲۶ء تک خود بالکل پس پردہ رہا۔ سنہ مذکور میں وہ ڈیوک کو علٰحدہ کر کے خود وزیر اعظم بن بیٹھا کیونکہ اسکی حکومت سے لوگوں کو نفرت ہوگئی تھی۔ بوربون کی وزارت کے زمانے میں فرانس کے انتظامات داخلی کی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی تھی باوجودیکہ پاری دوورنی نے کوشش کی تھی کہ طبقۂ امرا سے بھی ملک کے دوسرے طبقوں کی طرح محاصل وصول کیئے جائیں اور جبری بھرتی کے ذریعے سے ایک قومی فوج مرتب کی جائے۔ تجاویز مذکور کی خوبی میں کوئی شک نہیں مگر پہلی تجویز ۱۷۲۶ء میں مسترد ہوگئی اور دوسری پر کبھی عمل نہ ہوا۔ زمانۂ قدیم میں ایک محصول (Droit de Joyeaux avenement) تھا جو نئے بادشاہوں کی تخت نشینی کے موقع پر حقوق مسلمہ کی توثیق کے لیئے

ہر کہ ومہ سے لیا جاتا تھا۔ یہ محصول از سر نو عائد کیا گیا مگر چونکہ اس کی وجہ سے عام ناراضی ہوگئی اس لئے پھر کبھی عائد نہیں کیا گیا۔ مذہبی معاملات میں بھی جن کی نگرانی اورلیان کے انتقال کے بعد سے فلیوری کے سپرد تھی، بوربون نے اپنا اثر دکھادیا۔ ۲۴ مئی ۱۷۲۴ء کو اس نے ایک زبردست فرمان فرقہ پراسٹنٹ کے خلاف نافذ کیا جواب تک فرانس میں موجود تھے اور جنھوں نے اورلیان کے ردعمل سے نفع اٹھا کر عبادت کے لئے یکجا جمع ہونے کی جرأت کی تھی اور ایک دوسرا فرمان اس نے جان سینیوں کے خلاف نافذ کیا جس کا محرک یا کم ازکم موئید فلیوری تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پراٹسٹنٹ فرقے کے افراد نے پھر فرانس سے ہجرت کی اور ایک ایسے عہد میں جب کہ فلسفیانہ خیالات اور ارتیاب کا زور تھا فرانسیسی قوم کو فرمان صفحہ ۶۷
(Unigenitus) کا زبردستی پابند کرانے پر بالعموم مضحکہ اڑایا گیا۔

بوربون کی خارجی حکمت یہ تھی کہ وہ امن وامان قائم رکھنا چاہتا تھا اور اولاً اس نے اسی طرز عمل کو اختیار کیا جس پر دوبُوا اپنے آخری زمانے میں عمل پیرا تھا خاندان بوربون کے شہزادوں میں صرف اسی نے ۱۷۱۳ء میں فلپ پنجم کی جبری دست برداری[۱] کی مخالفت کی تھی اس لئے ہسپانیہ کے دربار کے لئے اس کا برسر اقتدار ہونا خاص اہمیت رکھتا تھا۔ فلپ پنجم اور البیرونی نے فرانس کی عارضی ناراضی سے اپنی جلد بازی اور بے صبری کا ۱۷۱۷ء اور ۱۷۱۸ء میں خمیازہ اٹھایا تھا برخلاف اس کے دوبُوا اپنے انتقال کے وقت فخر کے ساتھ کہہ سکتا تھا کہ میں نے نہ صرف یورپ میں ایسے وقت میں امن وامان قائم رکھا جب کہ جنگ ناگزیر نظر آتی تھی بلکہ میں نے وہ طرز عمل اختیار کیا جس کی وجہ سے اطالیہ میں رفتہ رفتہ ہسپانیہ کے اثر کے قائم ہونے کی امید ہوگئی اور فرانس اور ہسپانیہ کے درباروں میں باہمی اتحاد قائم ہوگیا بغیر اس کے کہ انگلستان اور فرانس کے اتحاد میں کوئی فرق آئے۔ دوبوا کے انتقال کے بعد کومت دی موروِل جو کام برائی کی مجلس شورے میں سفیر مقرر ہوا تھا وزیر خارجہ مقرر ہوا اور ۱۷۲۷ء تک

[۱] Philippe V et la cour de France
Par A. Baudrillard vol II, 540—1

اس خدمت پر فائز رہا۔ ڈیوک بوربون کے برسر اقتدار ہونے کے بعد فرانس کے جو تعلقات دوسرے ملکوں سے تھے ان میں کوئی تغیر نہ ہوا اور اگر بلا لحاظ ان خوشگوار تعلقات کے جو فرانس اور انگلستان کے مابین تھے ہسپانیہ سے حسب سابق گہرے مافعانہ اور معارضانہ تعلقات پیدا کرنے کا خیال اس کے دل میں آیا بھی ہو تو وہ ۴ ؍ جون ۱۷۲۴ء کو فلپ پنجم کے یکایک بادشاہت سے مستعفی ہو جانے کی وجہ سے زائل ہو گیا۔ اس کے بعد ہسپانیہ کی ملکہ کی بے صبری کی وجہ سے فرانس اور ہسپانیہ میں مصالحت کی جو کچھ امید تھی وہ بھی جاتی رہی اور یورپ میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے انگلستان اور فرانس بایک دیگر اور بھی متحد ہو گئے۔ ایلی زابیتھ فارنیس کو فرانس اور ہسپانیہ کی سہل انگاری شاق ہو رہی تھی اور اسکے ساتھ ہی بوربون کو ڈیوک شارترے (اورلیان کا بیٹا) سے سخت بغض ہو گیا تھا جو لوئی کے انتقال کے بعد فرانس کے تخت کا وارث تھا۔ اسی خدشے کی وجہ سے ہسپانیہ صفحہ ۶۹
کی شہزادی ۱۷۲۵ء میں فرانس سے واپس کر دی گئی۔

کسی کا قول ہے کہ "۱۷۲۳ء سے ۱۷۳۳ء تک ایلی زابیتھ فارنیس وہ محور تھی جس پر یورپ کی سفارتی کارروائیاں گردش کرتی تھیں" اس کی سب کوششیں اپنے بچوں

کام برائی کی مجلس شورے

کے نفع کے لئے تھیں اور فلپ پنجم باوجود صلح ناموں اور دست بردار ہونے کے اب تک اس فکر میں تھا کہ لوئی پانزدہم کے انتقال کے بعد فرانس کے تخت و تاج کو حاصل کرے۔ شاہ ہسپانیہ جب اتحاد اربعہ میں شریک ہوا تو اسے پورے طور سے یقین دلایا گیا تھا کہ خاندان ہائے فارن نیس و میڈیچی کے معدوم ہو جانے کے بعد ڈان کارلوس کو پارما اور فلارنیس کی ریاستیں مل جائنگی اس وقت یہ بھی طے ہوا تھا کہ اطالیہ کی ریاستوں کے متعلق بعض امور کا تصفیہ سلطنت ہائے یورپ کی ایک کانگریس (مجلس شورے) میں طے ہو اور وہی کانگریس ہسپانیہ اور آسٹریا کی باہمی نزاعوں کا بھی تصفیہ کر دے۔ دو سال تو ابتدائی امور کے طے کرنے میں صرف ہوئے اس کے بعد یہ کانگریس بمقام کام برائی ۲۶ جنوری ۱۷۲۴ء کو منعقد ہوئی کاآئل کا قول ہے کہ دنیا میں نہ تو کبھی ایسی بے مصرف کانگریس منعقد ہوئی ہے نہ منعقد ہو گی۔ اس کانگریس میں ہسپانیہ اور آسٹریا کے دعاوی کی

سماعت ہوئی اور چارلس ششم نے جو امور متنازعہ فیہ کے قابل اطمینان تصفیے میں ہر طرح کی رکاوٹ ڈال رہا تھا یہ مطالبہ پیش کیا کہ جتنی سلطنتیں کانگریس میں شریک تھیں سب (Pragmatic Sanction.) کو تسلیم کرلیں" کام برائی میں غریب ارکان کانگریس چار سال تک چھلنیوں سے پانی پھیکتے رہے۔ لیکن جب کانگریس ان فضول بحثوں میں مشغول تھی ایک واقعہ ایسا ہوا جس کی طرف یورپ کی آنکھیں فوراً پھر گئیں اور جس سے ہر سلطنت کے مدبر ششدر رہ گئے۔

فلپ پنجم کا تخت سے دست کش ہونا۔

واقعہ یہ تھا کہ ۱۴ر جنوری ۱۷۲۴ء کو فلپ پنجم یکایک تخت و تاج سے دست کش ہوگیا اور اپنے بیٹے ڈان لوئس کو تخت نشین کر دیا۔ اس غیر مترقبہ دست کشی کی وجوہ مذہبی بیان کی جاتی تھیں مگر اس کا یہ ایثار چند روزہ ثابت ہوا کیونکہ ڈان لوئس صرف آٹھ مہینے حکومت کرنے کے بعد مرگیا اور اگست میں فلپ پھر تخت نشین ہوگیا اور خارجی معاملات کا انصرام گری مالڈو کے تفویض کر دیا جو البیرونی کے معزول ہونے کے بعد سے وزیر خارجہ تھا۔ ہسپانیہ کی ملکہ نے جب دیکھا کہ کانگریس اپنا کام بہت سستی کے ساتھ کر رہی ہے اور اسے یقین ہوگیا کہ انگلستان اور فرانس اطالیہ کی ریاستوں کے متعلق اسکے منصوبوں کی تائید نہ کرینگے تو اس نے ریپرڈا کے مشورے پر عمل کرنے کا تہیہ کرلیا جس سے اسے بھی اتفاق تھا یعنی یہ کہ چارلس ششم سے راست نامہ و پیام کیا جائے۔

صفحہ ۶۹

آسٹریا اور ہسپانیہ کو متحد کرنے کا خیال۔

آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے کا خیال کوئی نیا نہ تھا۔ البیرونی نے بھی ایک زمانے میں یہ تجویز پیش کی تھی اور خود ایلی زابیتھ فارنیس نے بھی ۱۷۲۱ء میں اس مسئلے پر توجہ کے ساتھ غور کیا تھا۔ ڈان لوئس کے مختصر عہد حکومت میں ریپرڈا نے پرانی ہسپانی جماعت کے اتفاق رائے سے جو فرانسیسی اتحاد سے متنفر تھی آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے پر زور دیا تھا۔ ستمبر ۱۷۲۴ء میں مختلف وجوہ کی بنا پر ایلی زابیتھ پوری طور پر آمادہ ہوگئی اور فرانسیس فارنیس ڈیوک پارما بھی پورے طور سے اس تجویز کا حامی ہوگیا۔ ہسپانیہ کے دربار کی اصلی اغراض یہ تھیں کہ پارما اور فلارینس کی ریاستوں کی جانشینی کے متعلق اس کے حقوق کو تسلیم کرلیا جائے اور جبرالٹر اور منورکا پر اس کا قبضہ پھر

ہو جائے ۱۷۲۴ء میں ملکہ کو یہ مجبوراً تسلیم کرنا پڑا تھا کہ ۱۷۲۱ء کے فرانسیسی اتحاد سے ہسپانیہ کو کوئی نفع نہیں ہوا اور یہ کہ نہ تو اورلیان نہ بوربون نے یہ کوشش کی تھی کہ انگریز جبرالٹر سے جلد ہٹ جائیں۔ جب تک کہ جبرالٹر پر انگریزوں کا قبضہ تھا ہسپانیہ کی ملکہ تیار تھی کہ یورپ میں انگریزوں کی کارروائیوں میں مخل ہو اور جنوبی امریکہ اور جزائر غرب الہند میں انکی تجارت میں مخل ہو۔ ہسپانیہ کے امرا بھی اس کی تائید پر آمادہ تھے اور چاہتے تھے کہ ڈان فرڈی نینڈ جدید شہزادۂ آسٹوریاس کی شادی آسٹریا کی کسی شہزادی سے ہو جائے۔

آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے میں ایلی زابیتھ کے اغراض

فرانسیسیوں سے بھی ہسپانیہ کے دربار کو نفرت تھی اور پرانی ہسپانی جماعت نے عوام کو فرانس اور اس کے سفیر تے سے کے خلاف برانگیختہ کرنا شروع کر دیا۔ میڈرڈ میں اب یہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ جارج اول جبرالٹر کو واپس کرنے کے وعدے کو ایفا نہ کریگا اور اس امر کا یقین ایلی زابیتھ اور فلپ کو عین اس وقت ہوا جب کہ ہسپانیہ کی تجارتی جماعتیں انگریزوں کی تجارتی رقابت کے اثر کو محسوس کرنے لگی تھیں۔ اس کے علاوہ نائب السلطنت کے انتقال کے بعد سے یہ امید بھی زائل ہو چکی تھی کہ فرانس سے مصالحت ہو جانے سے جبرالٹر واپس ملجائیگا یا فرانسیسی امداد سے اطالیہ میں ڈان کارلوس کے قدم جم جائینگے۔ گری مالڈو اور دوسرے ہسپانی وزیروں کی جگہ اب جان باپ تست اور رین ورین نے لی تھی جو وزارت خارجی میں اہلکار تھا مگر اب ایلی زابیتھ کا معتمد علیہ بنکر وزیر مالیہ مقرر ہو گیا تھا اور خارجی معاملات میں اس سے مشورہ ہوتا تھا۔ ایلی زابیتھ کو اب ہسپانی وزرا کی مخالفت کا اندیشہ نہ تھا اور اسے یقین کامل ہو گیا تھا کہ میرے مقاصد کی تکمیل آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے ہی سے ہو سکتی ہے۔ اسی اثناء میں چارلس ششم نے ہسپانیہ سے

ہسپانیہ سے اتحاد کرنے میں چارلس ششم کی اغراض

نامہ و پیام کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ اس کی غرض اب بھی حسب سابق یہی تھی کہ دول عظمیٰ (Pragmatic Sanction.) کو تسلیم کر لیں۔ مگر نہ تو انگلستان اور ہالینڈ اور نہ فرانس نے اس پر آمادگی ظاہر کی۔ اسے امید تھی کہ اگر وہ ایلی زابیتھ کے مقاصد کو پورا کر دے تو

ہسپانیہ اسکی تائید پر آمادہ ہو جائیگا۔ کام برائی کی کانگریس سے اسے مایوسی ہو چکی
تھی کیونکہ دول موجودہ نے نہ تو (Progniatie Lanction)
کو تسلیم کیا اور نہ اس کی دوسری خواہشوں کو پورا کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اس کا قصد
مصمم تھا کہ آسٹینڈ میں ایک ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کرے مگر انگلستان اور ہالینڈ دونوں نے
اس تجویز کی مخالفت کی۔ اس کی خواہش یہ تھی کہ ہندوستان کی تجارت میں اسے بھی
حصہ ملے اور اس نے یوجین کے اس دعوی کو تسلیم کر لیا تھا کہ اس کمپنی کے قیام سے
جرمنی کا ایک بیڑہ رفتہ رفتہ وجود میں آجائیگا۔ ۱۷۲۲ء میں اس نے مجوزہ کمپنی کو قائم
کرہی دیا اور ۱۷۲۳ء میں اسے منشور خسروی عنایت کیا اور اس کا سرمایہ دس لاکھ
قرار دیا۔ ۱۷۱۷ء اور ۱۷۲۲ء میں تجربے کے طور پر کئی بحری سفر کئے گئے اور انکی کامیابی سے
فرانسیسی انگریزی اور ڈچ کمپنیوں کو شکایت پیدا ہو گئی۔ بحری سلطنتیں اس کمپنی کی
سخت مخالف تھیں اور ہندوستان میں جرمنی کی تجارتی کوٹھیوں کے قیام سے فرانسیسی
بھی ناراض ہو گئے اور پانڈیچری اور چندر نگر میں پرخاش جوئی شروع کر دی مگر چارلس نے
۷۱ جہاز بھیجنے شروع کر دیے اور ہندوستان میں دو کوٹھیاں قائم کر دیں جن میں سے ایک
جنوبی مشرقی ساحل پر بمقام گولانگ تھی اور دوسری ہگلی ندی پر بمقام بانکی پور تھی ان جدید
تجارتی مرکزوں اور قدیم یورپی کمپنیوں میں رقابت پیدا ہو گئی۔ چارلس اپنی اس تجویز کے
بارآور ہونے پر پورے طور سے تلا ہوا تھا اس لئے وہ ہسپانیہ کی طرف جھکا جس سے
اب انگلستان اور فرانس سے کھلم کھلا عداوت تھی۔ چارلس کو امید تھی کہ اگر ہسپانیہ سے
اتحاد راسخ ہو جائے تو آسٹینڈ کی حیثیت شمالی جرمنی کی تجارت کے لئے وہی ہو جائیگی
جو ٹری ایسٹ کی اس کی بحیرۂ روم کی تجارت کے لئے تھی اور اسے امید تھی کہ آسٹینڈ بہت جلد
اول درجے کا بحری مرکز بن جائیگا۔ اسے یہ بھی امید تھی کہ اگر جرمنی کے پاس
ایک زبردست بیڑہ ہو جائے تو وہ بحری سلطنتوں کا محتاج نہ رہیگا اور جرمنی کی شہنشاہت
کا شمالی یورپ میں تجارتی اثر بڑھ جائیگا۔ اسی وجہ سے ہسپانیہ کی جانب سے اس
کمپنی کو تسلیم کر لینا انگلستان اور ہالینڈ کے لئے نہایت ہی اہم ہو گیا۔ چارلس کے دماغ
میں عظیم الشان شہنشاہی منصوبے بھی تھے وہ اس فکر میں تھا کہ اطالیہ کے متعلق اپنے
حقوق کو تسلیم کرا کے اطالیہ کو شہنشاہت کا ایک جزو بنا دے اور اس کے ذرائع سے

کام لیکر جرمنی میں اپنی قوت کو مستحکم کرے۔ ان منصوبوں کے بارآور ہونے کے لئے ہسپانیہ کی امداد ضروری تھی کیونکہ اس کی تائید کی وجہ سے وہ انگلستان اور ہالینڈ کا دست نگر نہ رہتا اور اس اتحاد کی وجہ سے مذہب کاتھولیکی کا یورپ میں زور بڑھ جاتا جس کے ذریعے سے انگلستان میں خاندانِ اسٹوارٹ کے قدم پھر جم جاتے اور پولینڈ اور سیکسنی میں شہنشاہی حکمت عملی کو کامیابی ہوتی ؛

وائنا میں ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے کی مخالفت ضرور ہوئی کیونکہ میریاتھیریسا اور شہنشاہ بیگم جو چاہتی تھی کہ اس کی بیٹی کی شادی لارین کے ڈیوک سے ہو دونوں ہسپانی اتحاد کی مخالف تھیں اور ان کے ہم خیالوں میں یوجین (سپہ سالار اعظم و صدر مجلس جنگ) اور اسٹاریم برگ (ناظم مالیات) تھے اور چارلس ششم کا مشیر اور معاون اس کا وزیر اعظم زِن زین ڈارف تھا جو وزیر خارجیہ بھی تھا۔ واقعات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ ایسے حالات اتفاقی طور پر پیدا ہوتے جاتے تھے جن سے وائنا اور میدرڈ کے دربار ایک دوسرے کی طرف کھینچ رہے تھے مگر اسی اثناء میں دو واقعات ایسے ہوئے جنکی وجہ سے فوری کارروائی لازمی ہوگئی اور دونوں درباروں میں باضابطہ اتحاد کے عمل میں آنے میں عجلت کی گئی ؛

نومبر ۱۷۲۴ء میں ریپرڈا وائنا میں تفصیلی ہدایتوں کے ساتھ پہونچا اور سال مابعد کے ماہ مارچ میں ہسپانیہ کی شہزادی میریا اینا وکٹوریا فرانس سے ہسپانیہ کو واپس بھیجدی گئی۔ ریپرڈا عرصے سے آسٹریا اور ہسپانیہ کے درمیان ایک گہرے اتحاد کے قائم ہونے کا ساعی تھا۔ ریپرڈا کو یہ ہدایتیں ۲۴ر نومبر ۱۷۲۴ء کو دی گئیں اور اسے حکم دیا گیا تھا کہ تمام گفت و شنید مخفی طور پر کرے اور اگر چارلس ششم ہسپانی اتحاد کے موافق نظر آئے تو یہ تجویز پیش کرے کہ ڈان کارلوس میریا تھیریسا سے شادی کرکے "شاہ اہل روما" ہوجائے اور چارلس ششم کے انتقال کے بعد خاندان ہیپس برگ کے موروثی مقبوضات پر قابض ہوجائے اور ڈان فلپ کی شادی شہزادی میریا انا سے اور چارلس ششم کے انتقال کے بعد اُسے خاندان ہیپس برگ کے جو مقبوضات اطالیہ میں تھے ورثے میں مل جائیں ۷۲

ریپرڈا کی ہدایتیں

اور ان کے علاوہ میلانیز ہر دو صوبجات سسلی ٹس کنی اور پارما اور پیاسین زا کی ریاستیں بھی اسے مل جائیں۔ نیدرلینڈ، جبرالٹر اور منورکا کے متعلق بھی ہدایتیں تھیں جن میں ترمیم کرنے کی ریپرڈا کو اجازت دیگئی تھی بشرطیکہ شادیوں کی تجاویز منظور کر لی جائیں گی۔

آسٹریا اور ہسپانیہ کے مجوزہ اتحاد کا ایک مذہبی پہلو بھی تھا اور تجویز تھی کہ ترکوں، جرمنی کے پراٹس ٹنٹ حکمرانوں اور انگریزوں کے خلاف میں معارضانہ اور مدافعانہ اتحاد قائم کیا جائے۔ اس اتحاد کا ایک تجارتی پہلو بھی تھا یعنی انگلستان کے بحری اور تجارتی اغراض کی مخالفت کی جائے، جبرالٹر اور منورکا پر قبضہ کر لیا جائے اور آس ٹینڈ کی ایسٹ انڈیا کمپنی کی اعانت کی جائے۔ واضح رہے کہ یہ ہدایتیں عین اس وقت مرتب ہوئی تھیں جب کہ کام برائی کی کانگریس کی کارروائی جاری تھی اور پیرس میں مون تی لیون موژول کے ساتھ آسٹریا کے خلاف نامہ و پیام کر رہا تھا۔

جان ولیم بیرن ڈی ریپرڈا بہ لحاظ پیدائش ڈچ تھا مگر اس کے آبا و اجداد ہسپانی تھے۔ وہ اپنے صوبے (گرونن گین) کی طرف سے اسٹیٹس جنرل کا رکن تھا اور ہسپانیہ

ریپرڈا کے حالات زندگی

کی جنگ جانشینی کے زمانے میں پرنس یوجین اور زن زین ڈارف سے روشناس ہوا تھا۔ تجارتی معاملات سے بخوبی واقف ہونیکی 73

وجہ سے ہالینڈ میں اس کی بہت قدر تھی اور اسی لئے ۱۷۱۵ء میں وہ میڈرڈ کو بطور سفیر روانہ کیا گیا، یورپ کی متعدد زبانوں سے واقف ہونے کی وجہ سے اس خدمت کے لئے وہ بہت موزوں تھا۔ ہسپانیہ میں اس نے سرگرمی کے ساتھ البیرونی کی تجاویز اصلاحی کی تائید کی اور اپنی تجارتی معلومات سے اسے بہت کچھ امداد پہونچائی۔ البیرونی کی خارجی حکمت عملی کی علانیہ تائید کرنے اور اپنے طرز عمل میں احتیاط کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے وہ ہالینڈ واپس بلا لیا گیا مگر البیرونی کے زوال کے قبل وہ ہسپانیہ واپس آگیا اور مذہب کاتھولکی قبول کر کے اپنی خدمات فلپ پنجم کو پیش کی جس نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا اور اکثر معاملات میں اس سے مشورہ کرتا تھا۔ ڈان لوئس کے چند روزہ عہد حکومت میں اسے رسوخ حاصل ہو گیا تھا

اور ایک عرصے تک ہسپانیہ کی تاریخ میں اس کا نمایاں حصہ ہے۔ ریپرڈا یا تو نی تھا
اور موہوم امیدوں سے اکثر متاثر ہو جاتا مگر قطع نظر اس کے اس کے چند محاسن بھی تھے
جن کی البیرونی اور یوجین دونوں قدر کرتے تھے تنظیم کا اسے خاص ملکہ تھا اور ہسپانیہ
کی تجارتی ضروریات کا اسے بخوبی احساس تھا۔ البیرونی کی طرح اُس نے بھی
تجارت کے احیاء کی طرف توجہ کی اور مصنوعات کو فروغ دینے کی کوشش کی۔
ایلی زابیتھ فارنیس کو اسی نے آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے کی طرف مائل کیا اور
باہمی شادیوں کا خیال اُسے سمجھایا) [1]

بوربون کا ہسپانیہ کی شہزادی کو واپس کردینا

اس معاملے میں ہسپانیہ سے سلسلہ جنبانی اولاً آسٹریا ہی کی طرف سے پوپ
کی وساطت سے ہوئی مگر ایلی زابیتھ نے اپنی عادتی جلد بازی کی وجہ سے ریپرڈا کی
تجویزوں کو پہلے ہی سے قبول کر لیا تھا اور جب وہ وائنا پہنچا
تو حسن اتفاق سے فرانسیسی حکومت کے طرز عمل میں ایک ایسا
تغیر ہوا جسکی وجہ سے ہسپانیہ کو اپنا طرز عمل بدل دینا بالکل حق بجانب
ہو گیا۔ یہ دوسرا واقعہ جو وائنا کے صلح نامے کی ترتیب کا باعث ہوا یہ تھا کہ بوربون نے
ہسپانیہ کی شہزادی میریا آنا وکٹوریا کو واپس بھیجدیا۔ بوربون اور میڈیم دی پرائی
کا مقصد یہ تھا کہ لوئی پانزدہم کی شادی کا فوراً انتظام کر دیا جائے ورنہ اگر وہ لاولد
مر گیا تو خاندان اورلیان تخت و تاج کا وارث ہو جائیگا اور حکومت میں بوربون کا اثر
زائل ہو جائیگا۔ بوربون کے اس خیال کے ولار فلیوری اور موروِل موید تھے اور
قوم کی عام رائے بھی یہی تھی۔ اس کے علاوہ اس نے یہ بھی قرین مصلحت خیال کیا
کہ لوئی کے لیئے ایک فرماں بردار دولھن تلاش کی جائے جو بوربون کا احسان مانے ۷۴
اور اسے خدمت وزارت سے ہٹانے کی کوشش نہ کرے۔ اگر اس معاملے میں
بوربون کی ذاتی اغراض حائل نہ ہوتیں تو ممکن تھا کہ کیتھرین اول ملکہ روس کی
خواہش پوری ہوتی جو چاہتی تھی کہ اس کی بیٹی ایلی زابیتھ کی شادی فرانس کے
بادشاہ سے ہو اور دونوں ملکوں میں گہرا اتحاد پیدا ہو جائے؛

پیٹر اعظم نے جب فروری ۱۷۲۵ء میں انتقال کیا تو روس بالکل بے یار و
مددگار تھا اس لیئے اتحاد ثلثہ سے ہسپانیہ اور آسٹریا کی روز افزوں

(1) Revue d' Histoire Diplomatique: Nos.2,3,4,

روس فرانس کو ہموار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

مخالفت کی وجہ سے فرانس سے نامہ و پیام کے کرنے کا روس کو اچھا موقعہ ملگیا۔ کیتھرین پیٹر اعظم کے طرز عمل کی پیرو تھی اور بوربون کے شبہات کو رفع کرنے کے لئے اس نے حسب ذیل دلیلیں پیش کیں یعنی روس کی فوجیں فرانس کی مہموں میں یورپ کے ہر گوشے میں شریک ہو سکتی ہیں اور یہ کہ جب پولینڈ کا تخت پھر خالی ہو تو اس پر کسی فرانسیسی شاہزادے کو متمکن کیا جا سکتا ہے اور اس ملک پر دونوں ممالک کی نگرانی رہے۔ مگر بوربون اور میڈیم دی پرائی کو اندیشہ تھا کہ نوجوان شہزادی (ایلی زابیتھ) ان کے قابو سے نکل کر انھیں بے دست و پا کر دی گی اس لئے انھوں نے روسی شہزادی کی لوئی سے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ موڈنیا اور لارین کی شہزادیوں کو بھی اس لئے پسند نہ کیا گیا کہ اور لیان کے خاندان سے ان کے تعلقات تھے۔ بالآخر ان دونوں نے پولینڈ کے سابق بادشاہ اسٹانس لاس کی بیٹی میری لچنسکی کو پسند کیا۔ اسٹانس لاس اسوقت وسین برگ میں مقیم تھا اور فرانس کے کسی فریق سے اسے کوئی تعلق نہ تھا۔ ۴ ستمبر ۱۷۲۵ء کو شادی ہوگئی بوربون کو امید تھی کہ جب شہزادی کو اس کے خاندان (بوربون۔ کونڈے) کی وجہ عروج حاصل ہو ہمیشہ اس کی مدد معاون رہیگی۔ بوربون کی اس کارروائی کے اہم نتایج ہوئے یعنی فرانس پولینڈ میں اسٹانس لاس کی تائید کے لئے مجبور ہو گیا جسکی وجہ سے روس سے قطع تعلق ہو گیا اور روس اور آسٹریا کے درمیان اس گہرے اتحاد کی بنا پڑ گئی جس کا یورپ کی تاریخ پر خاص اثر ہے؛

بوربون کی اس کارروائی سے ایلی زابیتھ فارنیس کے منصوبوں کو تقویت ہو گئی
۷۵ اور ریپرڈا کو بھی اپنی مہم میں غیر متر قبہ کامیابی حاصل ہو گئی۔ ۹ر فروری ۱۷۲۵ء کو ریپرڈا کی تجاویز پر غور کرنے کے لئے اس خفیہ مجلس شورے کا جلسہ ہوا جو سلطنت آسٹریا کے

ویانا کی مجالس شورے

تمام اہم معاملات کا تصفیہ کرتی تھی اور جس کے تین ارکان تھے یعنی پرنس یوجین اسٹاریم برگ اور زن زین ڈارف۔ پہلے دونوں ارکان پیرانہ سال محتاط اور قدامت پسند تھے، اپنے ملک کی فوج اور مالیات کے حالات سے بخوبی واقف ہونے کی وجہ سے وہ دول بحری سے خوشگوار تعلقات کے قائم رکھنے کے حامی تھے اور انگلستانی اتحاد کو آسٹریا کی خارجی حکمت عملی کی بنا خیال کرتے تھے

کاونٹ لوئی زن زین ڈارف کا مزاج ان دونوں کے بالکل خلاف تھا کیونکہ وہ اٹھارہویں صدی کی تشکیک اور فنون لطیفہ کی پرستش میں بالکل ڈوبا ہوا تھا اور سوائے اپنے آقا یعنے شہنشاہ کو خوش کرنے کے اس کا کوئی اور مقصد نہ تھا۔ مگر اس موقعے پر تینوں وزیروں کو چارلس ششم کے ساتھ اتفاق تھا کہ آسٹریا کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے اس لیئے ہسپانی تجاویز پر غور کرنا ضروری ہے۔ انھیں معلوم تھا کہ دول بحری ایلی زابیتھ کے اطالی تجاویز کے موافق ہیں اور انھیں شبہ تھا کہ پیرس میں مون تی لون کی مخفی گفت وشنید کے بعد بوربون خاندان کی دونوں شاخیں ملکر اطالیہ پر حملہ کردیں گی۔ انھیں یہ بھی اندیشہ تھا کہ انگریز اور ڈچ ندرلینڈ پر یورش کردینگے اور انھیں دول بحری کا یہ تقاضا بھی ناگوار تھا کہ آس ٹینڈ کی ایسٹ انڈیا کمپنی شکست کردی جائے مگر لندن اور آسٹرڈم کے تاجروں کی گستاخانہ چیخ پکار سے وہ اس کمپنی کو شکست کرنے پر تیار نہ تھے مگر اس کے ساتھ ہی انھیں شہنشاہ سے اس امر میں اتفاق تھا کہ مجوزہ شادیاں نامناسب ہیں اور ان کے نتائج خوشگوار نہ ہونگے۔ اس لیئے ۱۱ فروری کو انھوں نے چارلس ششم کو یہ مشورہ دیا کہ اتحاد اربعہ کی بنا پر ہسپانیہ سے معاہدہ کیا جائے لیکن شادی کی تجاویز سے اس بنا پر انکار کردیا کہ آسٹریا کی شہزادیاں ابھی کمسن ہیں اور ڈان کارلوس کی منگنی فرانس کی کسی شہزادی سے ہوچکی ہے۔ ریپرڈا اور زن زین ڈارف کے درمیان مزید گفت وشنید ہونے کے بعد عہد نامے کا مسودہ ۹ر مارچ کو میڈرڈ روانہ کیا گیا۔ مگر یکم مارچ ہی کو پیرس سے ہرکارے میڈرڈ ٹیورن، روما اور لندن کو یہ پیغام
لیکر روانہ ہوچکے تھے کہ ڈیوک بوربون نے یہ تصفیہ کرلیا ہے کہ ہسپانیہ کی شہزادی ۷۶
ہسپانیہ کو واپس بھیجدی جائے۔

وائینا کا صلح نامہ ۱۷۲۵ء

فرانس اور ہسپانیہ کے شاہی خاندانوں کو شادیوں کے ذریعے سے متحد کرنیکی تجویز جب کالعدم ہوگئی اور اس کی اطلاع میڈرڈ میں مارچ کے پہلے ہفتے میں پہونچی تو یورپ کی سیاسی حالت یکایک بالکل نازک ہوگئی۔ ہسپانیہ کو بر خاش جوئی کا ایک خاصہ موقعہ ملگیا، اس نے پیرس سے اپنے سفیر کو واپس بلایا اور کام برائی کی کانگریس سے بھی ہسپانی مندوبین واپس بلائیے گئے۔ وائینا کا صلح نامہ کئی معاہدوں کا مجموعہ تھا جن میں سے بعض

کی ترتیب علانیہ ہوئی تھی ان پر ۳۰ر اپریل ۱۷۲۵ء اور یکم مئی کو دستخط ہوئے اور ایک خفیہ معاہدہ تھا جس پر نومبر میں دستخط ہوئے۔ علانیہ معاہدوں کے رو سے چارلس اپنے ان دعاوی سے دست کش ہو گیا جو فلپ کے مقبوضات پر تھے ڈان کارلوس کو اطالیہ کی ریاستوں کا وارث تسلیم کر لیا اور جبرالٹر کو واپس لینے میں ہر طرح سے امداد دینے کا وعدہ کیا فلپ نے آسٹینڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کے حقوق کو تسلیم کر لیا اور دونوں بادشاہوں میں ایک معارضانہ و مدافعانہ اتحاد ہو گیا؛

یورپ کے سفارتی حلقوں میں ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے ان دونوں رقیبوں میں ایک خلاف فطرت اتحاد کے پیدا ہو جانے سے ایک کھلبلی مچ گئی اور اسکے

ہینوور کا اتحاد ۱۷۲۵ء

بعد ہی ہسپانیہ نے جبرالٹر کی واپسی کا مطالبہ کیا جنگجو ہسپانیوں میں اب شوق مبارزطلبی پیدا ہو گیا تھا اور جنگ کی تیاریاں فوراً شروع ہو گئیں۔ فرانس انگلستان اور پرشیا اس جدید اتحاد سے اندیشہ ناک ہو گئے، چارلس ششم کی شہنشاہت کے احیاء کے اندیشے سے تمام جرمنی میں ایک کھلبلی مچ گئی جس سے نفع اٹھا کر ان تینوں سلطنتوں نے ہےرین ہوسین میں ایک اتحاد کی بنیاد ڈالی جو "اتحاد ہینوور" کے نام سے مشہور ہے اور جس میں کچھ روز کے بعد سویڈن ڈین مارک اور ہالینڈ بھی بادل ناخواستہ شریک ہو گئے۔ ہینوور کا صلح نامہ دراصل آسٹینڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کے قیام کی مخالفت کے لیے تھا اور زیادہ تر مدافعانہ تھا مگر ہینوور کے اتحاد کے وجود میں آنے سے ہسپانیہ اور آسٹریا کے باہمی تعلقات اور بھی گہرے ہو گئے؛

مئی میں الیزابیتھ فارنیس نے ڈان فرڈی نینڈ (شہزادہ آسٹوریاس) کی نسبت پرتگال کی ایک شہزادی سے کر دی تھی اور ہسپانیہ کی شہزادی کی پرتگال کے ولی عہد سے اور اب وہ پھر اس فکر میں تھی کہ آسٹریا کی دونوں شہزادیوں کی شادی اسکے بیٹوں ڈان کارلوس اور ڈان فلپ سے ہو جائے۔ وائنا میں زن زین ڈارف کی تائید پر مارکوئس دی ریالپ تھا۔ یہ ہسپانی امیر جس کا شہنشاہ پر بہت اثر تھا کثیر التعداد ہسپانی پناہ گیروں کی جماعت کا سرغنہ تھا جن پر شہنشاہ کی نظر التفات تھی مگر اہل آسٹریا کو ان لوگوں سے سخت نفرت تھی۔ پرنس یوجین اور اسٹاریم برگ جرمنی جماعت کے سرغنے تھے۔ جو ۷۷

ریالسپ اور ہسپانی پناہ گیروں کو شبہ کی نگاہ سے دیکھتی تھی اور انگلستان سے اتحاد کے قائم رہنے کی موید تھی۔ شادیوں کی تجویز کی بھی یہ جماعت مخالف تھی مگر یوجین اور اسٹاریم برگ دونوں نے ۳۰ راپریل کے صلح ناموں پر دستخط کر دیئے تھے اور چونکہ انگلستان کا طرز عمل آسٹنڈ ایسٹ انڈیا کے متعلق اندیشہ ناک ہوگیا تھا اسلئے اب ریپرڈا اور زن زین ڈارف کی تجاویز کی وہ سختی کے ساتھ مخالفت نہ کر سکتے تھے۔

ہسپانی اتحاد کے حامیوں کو ہینوور کے صلح نامے کے مرتب ہونے سے اور بھی تقویت ہوگئی اور نومبر میں وائینا کے صلح نامے کے خفیہ دفعات پر ریپرڈا، یوجین اسٹاریم برگ اور زن زین ڈارف نے دستخط کر دیئے۔ دفعات مذکور کا منشا یہ تھا کہ ڈان فلپ اور ڈان کارلوس کی شادیاں آسٹریا کی شہزادیوں سے ہوں اور دونوں دولتیں متحد ہو کر خاندان ہیپس برگ کے دعاوی متعلق شہنشاہت کی تائید کریں اور پولینڈ اور جولخ اور برگ کی جانشینی کے متعلق متفقہ کارروائی کریں۔ اگر فرانس کو شکست ہو تو اس کے حصے بخرے کر دئے جائیں جن میں سے ہسپانیہ سیرا گنی، روسی لون اور نشیبی نوار لیلے اور آسٹریا الساس اور بلجیم کے صوبے لیلے۔ یہ بھی طے ہوا تھا کہ جبرالٹر اور منورکا فوراً ہسپانیہ کو واپس کیئے جائیں اور آسٹنڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کی سرپرستی کی جائے۔

وائینا کے صلح نامے (نومبر ۱۷۲۵ء) کے خفیہ دفعات۔

وائینا کے صلح ناموں کو گویا ایلی زابیتھ فارنیس کی انتہائی کامیابی کہنا چاہیے اور قریب تھا کہ اس کے منصوبے اب بارآور ہوں۔ صلح نامہ مذکور سے سفارتی تعلقات میں ایک انقلاب ضرور ہوا مگر ۱۷۱۷ء اور ۱۷۵۶ء کے سفارتی انقلابوں کے برخلاف مختلف دول کے باہمی تعلقات میں کوئی دوامی تغیر نہیں ہوا اور نہ اس کے بعد یورپ میں کوئی جنگ ہوئی۔ اس خفیہ عہد نامے کی وجہ سے یورپ کے نقشے میں ۷۸
بہت کچھ تغیر و تبدل ہو جاتا اور جب اس کی اطلاع دوسری دول کو پہنچی تو سخت انتشار پھیل گیا اور یہ اندیشہ ہوگیا کہ ایک عالم گیر جنگ چھڑ جائیگی۔ یورپ اب دو حریف جماعتوں میں منقسم ہوگیا۔ ہسپانیہ اور آسٹریا کے ساتھ روس بھی اگست ۱۷۲۶ء میں شریک ہوگیا اور باویریا، پلاٹینیٹ اور کلیسیائی ریاستوں کے الیکٹر بھی اُن کے ساتھ ہوگئے۔ دوسری طرف ہینوور کے اتحاد میں انگلستان فرانس اور پرشیا کے

علاوہ ہالینڈ، سوڈن، ڈین مارک اور بیسی کیاسیل بھی شریک تھے۔ ہسپانیہ اور آسٹریا کے حکمرانوں کی اغراض مذہبی اور تجارتی تھیں اور دونوں کا مقصد تھا کہ مذہب پراٹسٹنٹ کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دیا جائے۔ انھیں یہ بھی امید تھی کہ فرانس بھی ایک ایسے اتحاد میں ضرور شریک ہو جائیگا جس کی غایت مذہب کاتولیکی کی توسیع تھی۔ خاندان ہینوور کے زوال اور انگلستان کے تخت کے جھوٹے دعویدار کے تخت نشین ہو جانے کے بعد شمالی جرمنی سے بھی مذہب پراٹسٹنٹ معدوم ہو جائیگا اور انگلستان پھر حسب سابق دول کاتولیکی میں شامل ہو جائیگا۔ میڈرڈ میں آسٹریا اور روس کے اتحاد کی بہت خوشیاں منائی گئیں اور یہ امید ہو گئی کہ جیسا کہ البیرونی کا خیال تھا روسی بیڑے کی امداد سے انگلستان کے تخت کا دعویدار پھر اپنا تخت و تاج حاصل کر لیگا۔ مارچ سنہ ۱۷۲۷ء میں ڈیوک لیریا روس سے اتحاد قائم کرنے اور دعویدار مذکور اور مذہب کاتولیکی کے مفاد میں انگلستان پر حملہ کرانے کا انتظام کرنے کے لئے سینٹ پیٹرس برگ بھیجا گیا۔ جنگ کے چھڑ جانے میں اب کوئی دیر نہ تھی اور یورپ کے دونوں اتحادوں میں وائنیا کا اتحاد زیادہ مستحکم اور طاقت ور تھا نہ صرف اس لئے کہ آسٹریا ہسپانیہ اور اس کے حکمران انگلستان یا فرانس کے سخت دشمن تھے بلکہ اس لئے بھی کہ پرشیا نے اپنی قدیم عادت کے مطابق ہینوور کے اتحاد کا ساتھ چھوڑ دیا اور اکتوبر سنہ ۱۷۲۶ء میں ووسٹر ہوسین کے صلح نامے کے ذریعے سے شہنشاہ سے مصالحت کر لی جس کی وجہ سے

صفحہ ۹۰

پرشیا بذریعہ صلح نامہ ووسٹر ہوسین شہنشاہ کا شریک ہو جاتا ہے ۱۷۲۶ء

ہینوور پر شہنشاہی افواج کے لئے حملہ کرنے کا راستہ کھل گیا۔ ہسپانیہ میں رپرڈا کے حسن انتظام سے تجارتی ترقی اور حرفتی سرگرمی کا ایک نیا دور شروع ہو گیا تھا اور اسے اب صرف یہ ضرورت تھی کہ غیر ملکی جنگوں اور اندرونی بدنظمیوں سے آزادی حاصل ہو جائے تاکہ وہ نو آبادیوں کے ساتھ اپنی تجارت کو فروغ دیسکے ایک زبردست بیڑا بنائے اور اپنی مالی حالت کو درست کرے۔ آسٹریا کے ساتھ ہسپانیہ نے جو معاہدے کیے تھے ان پر وہ سختی کے ساتھ قائم تھا اور تجارتی ترقی کی راہ پر لگ گیا تھا، برخلاف اس کے فرانس کی حکومت کا طرز عمل مشکوک اور غیر استوار تھا۔ ہالینڈ کی طرح فرانس میں بھی ایک زبردست جماعت ہسپانیہ

فرانس کی سیاسی جماعتیں

کی طرف دار تھی اور جب ہنیوور کا صلح نامہ مرتب ہوا عین اس زمانے میں بھی پیرس میں ذی رسوخ فرانسیسیوں کی ایک جماعت لوئی چہاردہم کے آخری زمانے کے طرز عمل کو زندہ کرنا چاہتی تھی جس کے مقاصد یہ تھے کہ ہسپانیہ کے ساتھ گہرا اتحاد قائم رہے، انگلستان میں خاندان اسٹوارٹ کی حکومت کو بحال کر دیا جائے اور پراٹسٹنٹ فرقے کی مخالفت کی جائے۔ بوربون کی حکومت کے ارکان نااہل، غیر متحد اور کمزور تھے برخلاف اس کے انگریزوں کی مخالف جماعت کے سربرآوردہ اشخاص باہم دیگر متحد اور قابل اور زبردست تھے۔ بوربون نے نائب السلطنت کے طرز عمل کو جاری رکھا تھا مگر انگریزی تجارت کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے دور اندیش فرانسیسی انگریزی اتحاد کو فرانس کے حقیقی مفاد کے لیے مضر خیال کرنے لگے تھے۔ ۱۷۲۶ء میں ہیوزیر کے زیر کمان ایک انگریزی بیڑے نے پورٹو بیلو میں ہسپانی خزانے کے بیڑے کو پورٹو بیلو میں بند کر دیا اور ایک دوسرے انگریزی بیڑے نے روس کی تخویف کے لیے بحیرۂ بالٹک کی ناکہ بندی کر دی فروری ۱۷۲۷ء میں ہسپانیوں نے جبرالٹر کا محاصرہ شروع کر دیا اور انگلستان اور ہسپانیہ میں جنگ چھڑ جانے سے تمام یورپ میں عام جنگ ہو جانے کا اندیشہ ہو گیا مگر متعدد وجوہ کی بنا پر یورپ اس قسم کی جنگ سے چھ سال تک اور محفوظ رہا۔

آسٹریا سے راہ و رسم پیدا ہو جانے کی وجہ سے ہسپانیہ کی قوت ایلبرونی کے زمانے کے مقابلے میں بہت بڑھ گئی تھی تاہم ابھی وہ طویل بحری اور بری معرکہ آرائیوں کیلئے تیار نہ تھا جن کا صرفہ بھی بیش قرار ہوتا۔ یورپ کی سربرآوردہ ریاستوں میں ہسپانیہ

ریپرڈا کی معزولی

کو امن و امان کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ مئی ۱۷۲۶ء میں ریپرڈا اپنی خدمت سے علحدہ کر دیا گیا کیونکہ ایک زبردست جماعت اس کی مخالف ہو گئی تھی، کونگس ایگ (سفیر شہنشاہی) ہسپانیہ کی قومی رائے کی تائید پر آمادہ ہو گیا تھا اور ایلی زابیتھ نے بھی جو اس کی مربیہ تھی یکایک اس کو علحدہ کر دینے کا قصد کر لیا۔ ریپرڈا ایک قسمت آزما زمانہ ساز تھا مگر اس کی قابلیت صفحہ ۸۰
میں شک نہیں۔ ہسپانیہ کے احیاء کے لیے جو تجاویز اس نے پیش کی تھیں قابل تحسین ضرور تھیں اور اس کے لائق جانشینوں نے تجاویز کو پوری طور سے عمل کیا ہسپانیہ میں

اس کا ایک بھی بہی خواہ نہ تھا اسی واقعے سے ثابت ہو سکتا ہے کہ بر سر خدمت ہونے کے زمانے میں اُس نے جو اصلاحیں کیں کس قدر مکمل تھیں۔ جنگ و جدال کے جھگڑوں میں پڑنا وہ حماقت خیال کرتا تھا مگر البیرونی کی طرح وہ بھی ملکہ کا بندۂ حکم تھا۔ آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے سے اہل ہسپانیہ ناراض تھے اور ہسپانیہ میں اس اتحاد کے متعلق بعینہ اسی قسم کی ناراضی تھی جو تیس سال قبل فرانس میں آسٹروی اتحاد سے تھی۔ اس اتحاد سے ممکن ہے کہ ہسپانیوں کا جذبۂ قومی برانگیختہ ہو جاتا مگر ایلی زابیتھ کی اولاد کی ترقی مدارج کو ہسپانیہ کی حکمت عملی کا محور بنانے سے مفاد قومی کو کوئی نفع نہ تھا۔ اہل ہسپانیہ کا خیال تھا کہ ہسپانیہ کا حقیقی حلیف فرانس ہے اور یہ کہ رپرڈا نے ملکہ کے منصوبوں کی تائید میں ہسپانیہ کے مفاد کا خون کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ شہنشاہ کا طرز عمل بھی بدل گیا تھا اور میڈرڈ اور وائنیا کے درباروں کے باہمی تعلقات بھی کشیدہ ہو گئے تھے جس کی وجہ سے ہسپانیوں کا یہ خیال درجۂ تیقن تک پہنچ گیا تھا۔

آسٹریا اور ہسپانیہ کے اتحاد کا خاتمہ۔

چارلس ششم کو رپرڈا کے معزول ہونے سے قبل ہی معلوم ہو گیا تھا کہ ہسپانیہ سے اسے زر کثیر نہیں مل سکتا اور جبرالٹر کے محاصرے میں اس نے اپنے حلیفوں کی کوئی مدد نہیں کی۔ شہنشاہ کی حالت دراصل اس وقت ایسی تھی کہ وہ جنگ پر آمادہ نہ ہو سکتا تھا کیونکہ اولاً اسکے نئے حلیف یعنی رشیا سے کچھ نزاعیں پیدا ہو گئی تھیں اور کیتھرین اول (ملکہ روس) کا مئی ۱۷۲۷ء میں انتقال ہو گیا اور اسکا جانشین پیٹر دوم ذرا سا بچہ تھا جسکی وجہ سے روس کا شمار اب شہنشاہ کے سرگرم معاونوں میں نہ ہو سکتا تھا۔ اطالیہ میں ہسپانیوں کے تسلط کو چارلس نے کبھی پسند نہ کیا تھا جبرالٹر کے محاصرے کا بھی وہ مخالف تھا اور اب اس نے یہ بھی تسلیم کر لیا تھا کہ ہسپانیہ کے شاہی خاندان سے شادیوں کے ذریعے سے تعلق پیدا کرنا نامناسب ہے۔ ۱۷۲۷ء کے اوائل میں وائنیا کے دربار کا رخ صلح کی طرف ہو گیا اور ہسپانی اتحاد کمزور ہونے لگا۔ فلیوری اور وال پول کے اثر سے بھی امن و امان کے قیام میں مدد ملی۔ بوربون نے

فلیوری

فلیوری کو جلاوطن کرنے کی کوشش کی تھی مگر جون ۱۷۲۶ء

ہیں فلیوری نے اسے معزول کرادیا اور گو اس کی عمر اب ۷۳ سال کی تھی مگر اپنی موت (۱۷۴۳ئہ) تک اس نے فرانس پر بہ حیثیت وزیر اعظم قابلیت کے ساتھ حکومت کی فرانس کی حدود کے اندر اس نے ایک حد تک امن و امان کو قائم رکھا اور کفایت شعاری اور حسن انتظام سے ملک کی عام حالت کی اصلاح کی اور خارجی معاملات میں بھی اس کا رجحان مصالحت کی طرف تھا۔ ۱۷۳۳ئہ تک اُس نے کسی نہ کسی طرح اورلیان کے طرز عمل کو برقرار رکھا یعنی انگلستان کے ساتھ صلح و آشتی کا برتاؤ جاری رہنے دیا۔ مگر ۱۷۳۳ئہ کے بعد اس مصالحت پسند وزیر پر جنگ پسند جماعت غالب آگئی اور لوئی چہاردہم کا طرز عمل اختیار کیا گیا۔ فلیوری کو بدرجۂ مجبوری آسٹریا اور پولینڈ کی جنگ ہائے جانشینی میں شریک ہونا پڑا اور اس کی موت کے قبل ہی اور انگلستان اور فرانس میں پھر حسب سابق مخالفت ہوگئی۔ ۱۷۲۶ئہ میں رپرڈا اور بوربون یورپ کے سیاسی اکھاڑے سے بوقت واحد غائب ہوگئے جس کی وجہ سے ہسپانیہ اور فرانس میں دوستانہ تعلقات کا قائم ہونا آسان ہوگیا۔ فلیوری کو یورپ کے سیاسیات میں کافی مہارت تھی اور فرانس کی حقیقی ضروریات سے وہ پوری طور پر واقف تھا، اُسے یقین کامل تھا کہ انگلستان سے موافقت رکھنا فرانس کے لئے ضروری ہے مگر ہسپانیہ سے بھی مصالحت ہو جانے کا وہ خواہاں تھا۔ سیلامار کی سفارت کی طرح لوئی پانزدہم کی خطرناک علالت کے زمانے میں مونٹگومری کی خفیہ سفارت سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ فرانس میں ایک زبردست جماعت حکومت موجودہ کی مخالف تھی بلکہ یہ بھی کہ فلپ کا اب بھی یہ مقصد تھا کہ لوئی کے انتقال کے بعد فرانس کا تخت و تاج اسے ملجائے۔

اس وقت فرانس ہی عقدہ کشائی کرسکتا تھا اور فلیوری کے وزیر اعظم ہونے سے امن و امان کے قائم رہنے کی اور بھی امید تھی مگر گو اُس نے اپنے اثر سے فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان کبھی ایسا زبردست اتحاد قائم نہ ہونے دیا جس سے انگلستان کو نقصان ہوتا مگر سخت مخالفت کی وجہ سے وہ ہسپانیہ کے خلاف میں انگریزوں کی امداد کے لئے فرانسیسی فوج بھیجنے سے مجبور تھا۔ ایلی زابیتھ سے وہ در پردہ مراسلت کررہا تھا مگر انگریزوں کا ساتھ چھوڑنے سے اُس نے انکار کردیا

صفحہ ۸۱

اور مئی ۱۷۲۷ء میں فرانس ہسپانیہ آسٹریا اور ہالینڈ کے وزیروں نے وائینا میں مصالحت کے ابتدائی صلحنامے پر دستخط کر دیئے۔ معاہدۂ مذکور کی رو سے یہ طے ہوا کہ صفحہ ۸۲
آسٹنینڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کا کاروبار سات سال کے لیئے موقوف کر دیا جائے اور جبرالٹر کا محاصرہ اٹھا دیا جائے اور یہ کہ ہر دو امور مذکورۂ بالا اور دیگر امور کا قطعی تصفیہ ایک کانگریس کے سپرد کیا جائے جس میں تمام دول شریک ہیں۔ ایلی زابیتھ بنات خود مصالحت کے خلاف تھی اسے اب بھی انگلستان کو فرانس سے علحدہ کرنیکی امید تھی اور جب جارج اول نے جون میں انتقال کیا تو اسے امید ہو گئی کہ فریق جیکوبائٹ کامیابی کے ساتھ انگلستان پر حملہ آور ہو سکیگا۔ لیکن جلاوطن خاندان اسٹوارٹ کی طرف سے انگلستان کی حکومت کو جو خطرہ تھا اس سے وال پول بخوبی واقف تھا انگریزوں کے طرز عمل میں مطلق تغیر نہ ہوا اور انگلستان اور فرانس کے وزیروں کی متفقہ کوشش بھی تھی کہ نقض امن نہو اور وائنا اور میڈرڈ کے درباروں میں خلا ملا ہونے پائے۔ لیکن وال پول اور فلیوری کو سخت دقتوں کا سامنا

عام جنگ کا خطرہ ۱۷۲۷-۲۸ء

کرنا پڑا۔ انگلستان اور فرانس میں عام رجحان جنگ کی طرف تھا اور حکومت کے مخالفین کی ایک زبردست جماعت اس رجحان کی موئید تھی۔ اگر فلیوری اور کونگس ایگ نے ایلی زابیتھ پر قیام امن کے لیئے اپنا زور نہ ڈالا ہوتا تو انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان جو نامہ و پیام ہو رہے تھے وہ بالکل بے سود ثابت ہوتے۔ مارچ ۱۷۲۹ء میں ہسپانیہ نے پارڈو کے صلحنامے پر دستخط کر کے وائنا کے ابتدائی انتظامات کو تسلیم کر لیا جس کی وجہ سے انگلستان اور ہسپانیہ کی چند روزہ جنگ ختم ہو گئی ؎

آسٹریا اور ہسپانیہ کا اتحاد اب متزلزل ہو گیا تھا اور ایلی زابیتھ کو اندیشہ ہو گیا کہ اب سے یورپ میں میرا کوئی یار و مددگار نہیں۔ دونوں ملکوں میں سواسون کی کانگریس سے پورا بگاڑ ہو گیا۔ اس کانگریس کی کارروائی کا آغاز ۱۴ر جون ۱۷۲۸ء کو ہوا مگر کام برائی کی کانگریس کی طرح یہ بھی محض بے سود ثابت ہوئی۔ اس نے اپنے فرائض کو نہایت غور و خوض کے ساتھ انجام دیا مگر اس کی سہل انگاری سے نفع اٹھا کر پاتی ینو نے جو ریپرڈا کا جانشین ہوا تھا ہسپانیہ میں

جنگ کی تیاریاں شروع کردیں۔ فرانس میں شووے لین جو انگلستان اور آسٹریا
کی مخالف جماعتوں کا سرغنہ تھا محافظ سجل ہوکر ۱۷۲۷ء کے موسم خزاں میں بجائے
موروویل کے وزیر خارجہ ہوگیا جس سے یہ اندیشہ ہوگیا کہ بوربون خاندان کی دونوں
شاخوں میں عنقریب گہرا اتحاد پیدا ہوجائیگا۔ ۱۷۲۸ء یورپ کی تاریخ میں نہایت نازک
سبب ہے۔ لیکن آسٹریا اور ہسپانیہ کا اتحاد ٹوٹ رہا تھا اور فلیوری کی قوت اس
قدر مستحکم تھی کہ اس پر شووے لین اور اس کے معاونوں کے دباؤ کا کچھ اثر نہوا۔ صفحہ ۸۳
ایلی زابیتھ کو اب یقین ہوگیا تھا کہ ۱۷۲۵ء کے خفیہ عہدناموں سے جن شادیوں
کا انتظام ہوا تھا ان کے ہونے کی اب کوئی امید نہ ہوسکتی تھی اور پاتی نیو نے
آسٹروی اتحاد کی سختی کے ساتھ مخالفت کی۔ ڈسمبر ۱۷۲۸ء میں ایلی زابیتھ کو باضابطہ
اطلاع ملگئی کہ شادیوں کے ہونے کا اب کوئی امکان نہیں جس سے اسے معلوم ہوگیا
کہ شہنشاہ کی امداد سے اطالیہ کے متعلق اس کی اغراض پوری نہیں ہوسکتیں اسلیئے
اپنی خلقی جلد بازی سے مجبور ہوکر وہ انگلستان اور فرانس کی طرف متوجہ ہوئی تاکہ
انکی امداد سے اطالیہ کی ریاستیں ڈان کارلوس کو مل جائیں۔ شاہ فرانس کے
حال ہی میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا اس لیئے فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان
دوستانہ تعلقات کے قائم ہونے میں اب کوئی رکاوٹ نہ تھی ؛

انگلستان میں وال پول ایلی زابیتھ کی تائید پر تیار تھا بشرطیکہ وہ راست درخواست
کرے جس نے فلیوری کی سہل انکاری سے ناراض ہوکر انگلستان کا دامن پکڑلیا۔
پاتی نیو کا بھی یہی خیال تھا کہ جب تک ہسپانیہ جنوبی امریکہ میں انگریزوں کی
دست درازیوں کو روکنے کے لیئے پوری طور سے تیار نہ ہو ان سے ربط و ضبط
رکھنا بہتر ہے ؛

ایلی زابیتھ اب بس اس دھن میں تھی کہ کسی نہ کسی صورت سے چارلس ششم
سے انتقام لے اور ڈان کارلوس کو اطالیہ میں مسلط کرادے۔ وال پول پاتی نیو

شیوویل کا معاہدہ ۱۷۲۹ء

کا ہم خیال تھا اور باوجود مخالفوں کے شوروشغب کے
انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان مرابطہ پیدا کرنے پر آمادہ
تھا۔ نوآبادیوں کے متعلق جو نزاعیں تھیں ان کی وجہ سے اس وقت تک کوئی

سخت پیچیدگی وقوع میں نہیں آئی تھی۔ وال پول نے فرانس کے وزیر کو اس امر پر آمادہ کر لیا کہ وہ پارما اور پیاسین زا میں ہسپانی فوجوں کے داخل ہونے پر اصرار کرے۔ ۹ نومبر کو تینوں درباروں میں جو نامہ و پیام ہو رہے تھے ان کی بنا پر سیویل کا صلح نامہ مرتب ہوا جس کو چند روز کے بعد ہالینڈ نے بھی تسلیم کر لیا اس صلح نامے کی رو سے آسٹنڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ جو مراعات کی گئی تھیں منسوخ کر دی گئیں، انگریزوں کے امریکہ اور آسیا نتو میں تجارت کرنے کے حقوق بحال کر دیئے گئے ہسپانیہ جبرالٹر اور ہینوور کے متعلق اپنے دعووں سے قریب قریب دست بردار ہو گیا، اطالیہ کی ریاستوں کے متعلق ڈان کارلوس کے حقوق جانشینی تسلیم کر لیے گئے اور لیگ ہارن، پورٹو فیرا جو، پارما، پیاسین زا پر چھ ہزار ہسپانی سپاہیوں کے ذریعے سے قبضہ کرا دینے کا انتظام کر دیا گیا۔ اب تو ایلی زابیتھ فارنیس کی کامیابی میں غالباً شک نہ تھا اور ڈان کارلوس کا حق جانشینی بھی تسلیم ہو چکا تھا۔ صلح نامۂ مذکور کے دفعات کی تعمیل اور ایلی زابیتھ کی خواہشوں کے پورا ہونے میں چند سال کا عرصہ لگ گیا مگر اس عہد نامے کی اہمیت میں کوئی شک نہیں کیونکہ اس کی وجہ سے آسٹریا اور ہسپانیہ کے غیر فطری اتحاد کا خاتمہ ہو گیا اور بجائے اس کے ایک دوسرا انتظام ہو گیا جو ہسپانیہ کے مفاد کے لیے زیادہ مفید تھا۔ فرانس اور ہسپانیہ کے باہمی تعلقات باوجود عارضی اختلافات کے آیندہ کے لیے خوشگوار ہو گئے۔ ۱۷۰۰ء میں ہسپانی سفیر نے کہا تھا کہ "اب پی ری نیز ہسپانیہ اور فرانس کے درمیان حد فاصل نہ ہوگا"۔ اس قول کی اب تصدیق ہو گئی پیرس اور میڈرڈ کے درباروں کے مفاد متعدد امور میں متحد تھے خصوصاً امریکہ میں دونوں کے دعاوی ایسے تھے کہ کسی نزاع کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ تھا اور دونوں انگلستان کی دراز دستیوں کو روکنے پر تلے ہوئے تھے۔ یہ صلح نامہ فلیوری کے طرز عمل کی کامیابی کا بیّن ثبوت تھا۔ ۱۷۲۶ء سے وہ اس فکر میں تھا کہ ہسپانیہ کو انگلستان اور فرانس کے اتحاد میں شریک کر کے اسے وسعت دے فلیوری کا طرز عمل اب وہی تھا جو اُورلیان کا اس کے آخری زمانے میں تھا یعنی باوجود اس کے کہ فرانس ہینوور کے اتحاد میں شریک تھا مگر اس نے ہسپانیہ سے بھی سمجھوتہ کر لیا

صفحہ ۸۴

یورپ میں اب فرانس خاندان بوربون کی سلطنتوں میں سر برآوردہ ہو گیا تھا اور ہسپانیہ اس کا دست نگر تھا۔ امن و امان قائم تھا اور ایک عام یورپی جنگ کو روک دینے کا سہرا وال پول اور فلیوری دونوں کے سر تھا۔ مگر دو سال تک یہ اندیشہ تھا کہ سیویل کے عہد نامے کے بعد آسٹریا اور ہسپانیہ کی فوجوں کے درمیان اطالیہ میں جنگ ہو جائیگی۔ عہد نامۂ مذکور کی وجہ سے چارلس ششم بالکل بے یار و مددگار ہو گیا تھا اور ہسپانیہ کی بدعہدی سے وہ سخت ناراض تھا۔ فرانس میں خاندان ہیپس برگ کی مخالف جماعت جنگ کے لئے شور مچا رہی تھی۔ انگلستان کی وزارت میں بھی ان معاملات کے متعلق ہم آہنگی نہ تھی۔ فلیوری اور وال پول دونوں کو اس وقت سخت دقت کا سامنا تھا۔ فلیوری اس وقت تک ہسپانیہ سے گہرا معارضانہ اور مدافعانہ اتحاد کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ Pragmatic Sanction (آسٹریا کی جانشینی کا مجوزہ تصفیہ) کی وہ توثیق پر تیار نہ تھا مگر اس کے ساتھ ہی آسٹریا سے وہ خواہ مخواہ لڑائی مول لینا نہ چاہتا تھا۔ انگریزوں کا میڈرڈ کے دربار میں بہت اثر ہو گیا تھا جسے وہ پسند نہ کرتا تھا اور سیویل کے معاہدے کی شرائط کی
تکمیل کی طرف بھی اُس نے توجہ نہ کی۔ فلیوری کی طرح وال پول بھی ایک زبردست صفحہ ۸۵
مخالف جماعت کے وجود کی وجہ سے سخت پس و پیش میں تھا۔ بشرط ضرورت وہ ان معاہدات کے ایفا پر تیار تھا جو ہسپانیہ کے ساتھ ہوئے تھے مگر ٹاؤن شینڈ کی رائے سے بھی اسے اتفاق نہ تھا جو ولار کی طرح شہنشاہ پر فوراً حملہ آور ہونے کا مؤید تھا۔ انگریزی حکومت کو اندیشہ تھا کہ اگر ایک عام یورپی جنگ چھڑ گئی تو ہینوور پر فوراً حملہ ہوگا اور آسٹروی نیدرلینڈ پر فرانس قبضہ کرلیگا۔ انگریزوں کی خواہش تھی کہ فوجی

انگلستان اور ہسپانیہ

کارروائیاں ملک متنازع فیہ یعنی شہنشاہ کے اطالوی مقبوضات تک محدود رہیں اور آسٹروی نیدرلینڈ پر کسی صورت سے حملہ نہ ہو۔ لیکن انگلستان میں وزارت کی مخالف جماعت نے انگلستان اور فرانس کے گہرے اتحاد کی پیہم مخالفت کرکے وزارت کو مجبور کر دیا اور یہ عیاں ہو گیا کہ ملک کی ایک زبردست جماعت آسٹریا کو انگلستان کا حقیقی حلیف خیال کرتی ہے کیونکہ اس کی نہ تو نوآبادیاں تھیں نہ بیڑا تھا اور ۱۶۸۸ء سے اس سے گہرے

تعلقات تھے۔ برخلاف اس کے فرانس اور ہسپانیہ جن کے بیڑے کمزور اور نوآبادیاں وسیع تھیں انگلستان کے حقیقی دشمن تھے۔ وزارت کی مخالف جماعت کا یہ طرز عمل حق بجانب اس لئے ہوگیا تھا کہ ہسپانی محافظین سواحل (Guarda Costas) انگریز تاجروں اور ملاحوں پر برابر ہسپانیہ اور ہسپانی امریکہ میں ظلم کر رہے تھے اور جارجیا کی سرحدات اور لکڑی کے کاٹنے کے متعلق جھگڑے اٹھے۔ انگریزی تجارت ایک حد تک مسدود کر دی گئی تھی اور ہسپانیوں کا یہ فعل بیجا نہ تھا کہ انگریزوں نے اعلےٰ پیمانے پر ناجائز طریقوں سے تجارت شروع کر دی تھی۔ جب تک کہ سیویل کے صلح نامے کے دفعات پر عمل نہ ہوا ہسپانی حکومت نے انگریزوں کی شکایتوں کی شنوائی نہ کی مگر نہ تو ایلی زابیتھ نہ پاتی نیو انگلستان سے قطع تعلق کرنا چاہتے تھے۔ فلپ کو قومی مفاد کا اپنی بیوی سے زیادہ خیال تھا اور اس کی ہمیشہ یہ خواہش رہی تھی کہ فرانس سے گہرا اتحاد ہو جائے مگر ایلی زابیتھ کو یہ فکر تھی کہ اس کے لڑکوں کو کسی صورت سے اطالیہ کی ریاستیں مل جائیں۔ پاتی نیو کو بھی البیرونی اور رپرڈا کی طرح انگریزوں کی تجارتی رقابت کی اہمیت کا پورا احساس تھا مگر وال پول کی طرح اس کی بھی یہی آرزو تھی کہ موجودہ مشکلات کی عقدہ کشائی بغیر لڑنے بھڑنے کے ہو جائے۔ جنوری ۱۷۳۱ء میں پارما کا ڈیوک مر گیا جسکی وجہ سے صورت حال نہایت نازک ہوگئی کیونکہ شہنشاہی فوجوں نے ڈیوک متوفی کے مقبوضات پر قبضہ کر لیا جسکی وجہ سے ایلی زابیتھ نے انگلستان اور فرانس سے اپنے معاہدوں کے ایفا کرنے کا مطالبہ کیا۔[۱] صفحہ ۸۶

اب اگر ہسپانی سپاہی اطالیہ کی سرزمین پر قدم رکھتے تو ایک عام جنگ ناگزیر ہو جاتی مگر انگلستان نے (Pragmatic Sanction) کو تسلیم کرنے کا وعدہ کر کے اس جنگ کو ٹال دیا۔ فلیوری کا قصد مصمم تھا کہ اس انتظام کو تسلیم نہ کرے مگر وال پول کو مطلق تامل نہ تھا چارلس نے پارما سے اپنی فوجوں کو واپس بلا لینے اور ڈان کارلوس کو ریاست مذکور پر قبضہ کر لینے اور اس کے متعلق انگلستان ہالینڈ اور ہسپانیہ سے معاہدہ

وائینا کا دوسرا صلح نامہ ۱۷۳۱ء

---

[۱] Iobesz, La France Sous Louis XV

کرنے پر اس شرط پر آمادگی ظاہر کی کہ دول بحری شہنشاہت کی جانشینی کے انتظامات کو صریحاً تسلیم کر لیں۔ اس تصفیے میں جو وائینا کے دوسرے صلح نامے کے نام سے موسوم ہے دو علیحدہ صلحنامے شامل تھے جن میں سے پہلا ہالینڈ اور انگلستان کے ساتھ مارچ ۱۷۳۱ء میں ہوا اور دوسرا ہسپانیہ کے ساتھ جولائی میں ہوا۔ پہلے صلح نامے کی رو سے انگلستان اور ہالینڈ نے Pragmatic Sanction کو تسلیم کر لیا اور شہنشاہ نے بیری میں اور ورڈین میں جارج دوم کو باضابطہ مسلط کرا دیا اور آسٹینڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کے کاروبار کو عارضی طور پر بند کر دینے اور چھ ہزار ہسپانی سپاہیوں کو اطالیہ کی ریاستوں میں داخل ہونے کی اجازت دینے کا وعدہ کیا۔[1] دوسرے صلح نامے میں Pragmatic Sanction کو باضابطہ تسلیم کرنے پر اصرار نہیں کیا گیا۔ ڈسمبر ۱۷۳۱ء میں ڈان کارلوس ہسپانی فوج کے ساتھ ایک انگریزی بیڑے کے زیر حفاظت اطالیہ میں پہونچا اور ۱۷۳۲ء کے اوائل میں بلا کسی مخالفت کے پارما پر قابض ہو گیا۔ ایلی زابیتھ کو اب بالآخر اپنے منصوبوں میں پوری کامیابی ہوئی کیونکہ پارما اور پیاسین زا میں ڈان کارلوس کے قدم جم گئے تھے اور ٹسکنی کے ڈیوک سے یہ طے ہو گیا تھا کہ اس کی وفات کے بعد ڈان کارلوس اس کا جانشین ہو۔ اس طور پر ملکہ ایلی زابیتھ کی لگاتار کوششوں سے صلح نامۂ یوٹریخٹ کی شرائط میں ترمیم ہو گئی اطالیہ پر آسٹریا کی گرفت کمزور ہو گئی اور پارما میں ایک ہسپانی شاہی خاندان مسلط ہو گیا بلکہ ایلی زابیتھ کو یہ کامیابی باوجود عظیم الشان اندرونی اور بیرونی مشکلات کے حاصل ہوئی تھی۔ ۱۷۱۳ء میں ہسپانیہ کمزور اور غیر متحد تھا اور یورپ کی سلطنتوں میں اس کا کوئی شمار نہ تھا مگر ۱۷۳۱ء میں اس کا شمار زبردست دول میں ہو گیا۔ اب اس کی خارجی حکمت عملی بالکل جداگانہ تھی اور دوسری سلطنتیں اس سے اتحاد کرنا اپنے لئے مفید خیال کرنے لگی تھیں۔　صفحہ ۱۰۰

وائینا کا دوسرا صلح نامہ نہ صرف ہسپانیہ کی تاریخ میں نہایت اہم ہے بلکہ دوسرے

---

[1] انگلستان نے ایک اہم خفیہ دفعہ کے ذریعہ سے یہ طے کرا لیا تھا کہ میریا تھیریسا کی شادی خاندان بوربون کے کسی شہزادے سے نہ ہو۔

دول یورپ کے طرز عمل اور خارجی حکمت عملی کے لحاظ سے بھی۔ اطالیہ میں ایک جدید ہسپانی شاہی خاندان کے قائم ہو جانے سے نہ صرف آسٹریا کے لیئے اہم نتائج مرتب ہوئے بلکہ اطالیہ کے لیئے بھی۔ چارلس ششم نے اپنے طرز عمل سے پھر ثابت کر دیا تھا کہ محض امید ہائے موہوم کے لیئے وہ اپنی زبردست قوت کا خون کر دیتا تھا اور وہ اب آسٹینڈ کمپنی کی تائید سے دست بردار ہو گیا۔ ۱۷۳۳ء میں اسلامی حکومت نے رقیب یورپی کمپنیوں کے اغوا سے بانکی پور کی تجارتی کوٹھی کو تباہ کر دیا۔ کمپنی کے حصہ داروں نے اپنی یورپی تجارت کے مرکز کو ہمبرگ یا ٹری الیسٹ میں منتقل کرنے کی کوشش کی مگر یہ بے سود ثابت ہوئی اور باد مخالف کے جھونکوں سے یہ کمپنی ۱۷۸۴ء میں دوالیہ ہو گئی اور ۱۷۹۳ء میں اسکا بالکل خاتمہ ہو گیا۔

۱۷۳۱ء میں اس معاہدے کی تکمیل سے یہ امید ہو گئی کہ اب چند سالوں تک یورپ میں امن و امان رہیگا کیونکہ فرانس اور ہسپانیہ میں جس اتحاد کے ہونے کا اندیشہ تھا وہ دور ہو گیا اور دونوں کے تعلقات اب خوشگوار نہ تھے۔ اطالیہ کی ریاستوں کے مسئلے کا تصفیہ فرانس کی معاونت کے بغیر ہو چکا تھا جس کی وجہ سے اس کا اثر کم ہو گیا اور خاندان بوربون کی قوت کی ترقی بھی رک گئی تھی جسکا انگلستان ہالینڈ اور آسٹریا کو سخت اندیشہ تھا۔ انگلستان اور ہسپانیہ اور شہنشاہ کے درمیان دوستانہ تعلقات کے جاری رہنے کی بظاہر امید ہو گئی تھی۔ نوآبادیوں کے متعلق جو نزاعیں تھیں انکا بغیر جنگ کے تصفیہ ہو گیا تھا اور جزیرہ نمائے اطالیہ کے سیاسی معاملات سے اب کسی جنگ کا اندیشہ نہ تھا۔

مگر ۱۷۳۳ء کا سکون وہ سکون تھا جو طوفان سے قبل ہوتا ہے؎

باب چہارم

پولینڈ کی جنگ جانشینی

۱۷۳۳ء تا ۱۷۳۵ء

آسٹریا ۱۷۲۰ء سے ۱۷۳۳ء تک۔ فلیوری وال پول اور پاتی نیو کے طرز عمل، انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان مخالفت کا بڑھنا پولینڈ کے بادشاہ کا انتقال ۱۷۳۳ء۔ سارڈی نیا میں وکٹر اماڈیس کی حکومت ۱۷۱۵ء تا ۱۷۳۰ء۔ فرانس کے معاہدہ سارڈی نیا اور ہسپانیہ کے ساتھ جنگ کا آغاز۔ فرانس ٹرکی کو اپنا معاون بنانے کی کوشش کرتا ہے مسائل متنازعہ فیہ کے سمجھنے میں فلیوری کی غلطی۔ پولینڈ میں روس اور آسٹریا کی کامیابی۔ اطالیہ اور رائن کے نواح میں فرانس کی فتوحات۔ ہسپانیہ اور سارڈی نیا کے متضاد مفاد۔ وائنا کا تیسرا صلح نامہ۔ یوجین کا انتقال۔ شووے لین کی معزولی۔ پاتی نیو کا انتقال۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی کی اہمیت یورپ کی تاریخ میں۔

چارلس ششم کے عہد حکومت کا بہترین زمانہ غالباً ۱۷۲۰ء سے ۱۷۳۳ء تک تھا کیونکہ اہل ہنگری اسوقت بالکل ساکت تھے اور شرقی سرحد پر بھی سکون تھا اور اس طرف سے وائنا کے دربار کو بالکل دلجمعی تھی۔ ترکوں سے **آسٹریا ۱۷۲۰ء سے ۱۷۳۳ء تک** آسٹریا نے جو اضلاع فتح کئے تھے وہ اب تک اس کے قبضے میں تھے

اور پرنس یوجین کی شہرت اس وقت نصف النہار پر تھی۔ صلح نامہ سرحدی کی شرائط اور آسٹنڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کے متعلق دول بحری کی مخالفت سے کچھ بے لطفی ضرور ہوئی تھی اور ۱۷۲۵ء کے صلح نامے سے یورپ کی سلطنتوں کو اندیشہ ہو گیا تھا مگر چارلس کی یہ خواہش تھی کہ دول یورپ اس کے مجوزہ انتظام جانشینی (Pragmatic Sanction) کو تسلیم کرلیں اور اپنی اس خواہش کے پورے ہونے کے لیئے اس نے اپنی سلطنت کے حقیقی مفاد کو قربان کردیا۔ اس کا خزانہ خالی تھا اور فوج زبردست نہ تھی اور اگر جنگ چھڑ جاتی تو آسٹریا کی حفاظت دشوار تھی، اس لیئے چارلس ہر طرح سے صلح کا خواہش مند تھا۔ وائینا کے دوسرے صلح نامے سے یورپ میں صورت حال موجودہ کا کئی سال تک قائم رہنے کا سب کو یقین ہو گیا

صفحہ ۸۹ تھا۔ انگلستان اور ہسپانیہ کے وزیر بھی قیام امن کے خواہش مند تھے اور فرانس کے وزیر فلیوری کی صلح پسندی تو مشہور تھی۔ وہ ایسی مہموں کو بالکل پسند نہ کرتا تھا

فلیوری، وال پول اور پاٹی نیو کا طرز عمل۔

جن میں کامیابی کی صرف امید موہوم ہو۔ اس کے علاوہ وہ اس وقت پیرس کے پارلی مان سے برسرِ پرخاش تھا۔ چونکہ فرانس اس وقت اندرونی نزاعوں میں مشغول تھا اور اس کے کوئی ایسے حلیف بھی نہ تھے جن پر وہ جنگ چھڑ جانے کی صورت میں بھروسا کرسکتا اس لیئے اس کی طرف سے مطلق اندیشہ نہ تھا کہ یورپ میں نقض امن کا باعث ہوسکیگا۔ انگلستان اپنی تجارت کی ترقی اور نوآبادیوں کی توسیع میں بالکل منہمک تھا اور اس کا وزیر باوجود ایک زبردست جماعت کی مخالفت اور جارج دوم کی جنگ پسندی کے امن وامان قائم رکھنے اور بشرط امکان فرانس سے دوستانہ تعلقات کے جاری رکھنے پر مصر تھا۔ فلیوری اور وال پول کی طرح پاٹی نیو بھی صلح پسند تھا۔ ہسپانیہ اور انگلستان کے تعلقات بظاہر دوستانہ تھے اور ان دونوں ملکوں کے تعلقات فرانس سے قابل اطمینان نظر آتے تھے۔ مگر باوجود ان خوشگوار حالات کے ۱۷۳۲ء میں جنگ عملاً چھڑ نہیں گئی مگر یورپ کا مطلع سیاسی غبار آلود ہو چلا تھا اور ۱۷۳۳ء میں ایک عام جنگ شروع ہو گئی جو عرصے تک جاری رہی۔ وائینا کے دوسرے صلح نامے کے بعد جیسی حالت پیدا ہوئی اگر اسے بغور دیکھا جا

تو وہ قابلِ اطمینان نہ تھی۔ فرانس میں ایک زبردست جنگ پسند جماعت موجود تھی جو قوم میں ہر دل عزیز ہو رہی تھی اور اس کی پرخاش جوئی بڑھتی جاتی تھی اس کے علاوہ لوئی پانزدہم کا قصد مصمم تھا کہ پولینڈ کا تخت جب خالی ہو تو اسٹانس لاس کو تخت نشین کرا دے۔ لوئی کا قصد اور جنگ پسند جماعت کا وجود دونوں سے اہل یورپ متنبہ ہو گئے تھے کہ فرانس پھر لوئی چہاردہم کے طرز عمل کو اختیار کرنا چاہتا ہے۔ فرانسیسی کونسل میں جنگ پسند جماعت کا سرغنہ ولار تھا جو ہسپانیہ سارڈی نیا اور جرمنی کی چھوٹی ریاستوں سے اتحاد پیدا کرنے کا حامی تھا۔ ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے کی یہ غایت تھی کہ انگلستان کی تجارت کو تباہ کر دیا جائے اور جرمنی کی چھوٹی ریاستوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے کا نتیجہ یہ ہوتا کہ شہنشاہ کو پرخاش جوئی کی ہمت نہ ہوتی؛

ان احتمالات کی اہمیت اس وقت یوں بھی بڑھ گئی تھی کہ ہسپانیہ اور شہنشاہ کے باہمی تعلقات میں کشیدگی بڑھتی جاتی تھی اور انگلستان اور فرانس اور انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان تجارت اور نوآبادیوں کے متعلق رقابت بڑھتی جاتی تھی؛ صفحہ ۹۰

ٹسکنی کی ریاست (ڈچی) پر چھ ہزار ہسپانی سپاہیوں کے قابض ہونے اور پارما میں ڈان کارلوس کی موجودگی کے سبب سے میڈرڈ اور وائنا کے درباروں میں اکثر بدمزگی پیدا ہو جایا کرتی تھی۔ اطالیہ میں ایلی زابتھ فارنیس کی خاندانی اغراض کی اب تک تکمیل نہیں ہوئی تھی اور وہ اطالیہ میں اپنے مقبوضات میں اضافہ کرنے کے لیئے موقعہ کی منتظر تھی۔ اسکو اور اس کے شوہر فلپ کو اب یہ احساس ہو گیا تھا کہ ملک گیری کے ان منصوبوں میں فرانس سے اتحاد پیدا کرنا مفید ہو گا۔ فرانسیسی حکومت بھی بذات خود ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنا چاہتی تھی تاکہ بوربون خاندان کی دونوں شاخیں انگلستان کے خلاف متحد ہو جائیں انگلستان اور فرانس کے درمیان تجارت اور نوآبادیوں کے بارے میں رقابت بڑھتی جاتی تھی اور دونوں میں ایک نہ ایک روز جنگ ہونی لابدی تھی۔ اس لیئے دونوں اس فکر میں تھے کہ ہسپانیہ کو اپنے موافق کرلیں اور میڈرڈ میں ان کے سفیر یعنی کین (انگلستان

اور روتھین بورگ (فرانس) ایک زبردست سفارتی کارزار میں مشغول تھے۔
وال پول اور پاتی نیو دونوں قیام امن کے موئید تھے۔ وال پول کی غرض یہ تھی کہ
خاندان برنس وک کی انگلستان میں حکومت جاری رہے اور پاتی نیو امن کا خواستگار
اس لئے تھا کہ ہسپانیہ کو اپنی قوت کو مستحکم کرنے اور اپنے بحریہ کی اصلاح کرنے کا موقع
مل جائے۔ فلپ حسب سابق فرانسیسی اتحاد کی طرف مائل تھا مگر ایلی زابیتھ جسے

انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان روز افزوں مخالفت

فلیوری سے نفرت تھی انگلستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات
جاری رکھنا چاہتی تھی اور پاتی نیو کا بھی یہی خیال تھا مگر سال
مذکور کے چند مہینے گزرنے کے بعد ہسپانیہ نے دفعۃً اپنے
طرز عمل کو بدل دیا اور بلا پس و پیش فرانس سے دوستی اور انگلستان کی مخالفت
کا اعلان کر دیا۔ ہسپانیہ کی حکمت عملی کے اس کایا پلٹ کی وجہ یہ تھی کہ انگلستان کے
وزرا نے ایلی زابیتھ فارنیس کو اس کی وسیع تجاویز میں کسی قسم کی ہمت افزائی نہ کی
اور فرانسیسی حکومت نے ملکۂ مذکورہ کو اطالیہ میں جدید مقبوضات کا سبز باغ دکھا کر
اسے شہنشاہ کے برخلاف اکسا دیا۔ علاوہ ازیں انگلستان اور ہسپانیہ کی تجارتی
نزاعیں اب انتہا کو پہنچ گئی تھیں۔ جنوبی امریکہ میں اس وقت وہی حالت تھی صفحہ ۹۱
جو شمالی امریکہ میں جنگ ہفت سالہ کے قبل تھی۔ ۱۷۳۲ء میں انگلستان اور ہسپانیہ
بحر الکاہل میں برسر جنگ تھے جیسا کہ ۱۷۵۴ء میں جنگ ہفت سالہ کے آغاز سے
دو سال قبل شمالی امریکہ میں انگریز اور فرانسیسی آباد کاروں میں جنگ چھڑ گئی
تھی۔ آسیان تو کا صلح نامہ اہل ہسپانیہ کی مرضی کے خلاف ہوا تھا اور جنوبی امریکہ
میں انگریزوں کو ہر سال ایک جہاز بھیجنے کا حق دیئے جانے سے ناجائز تجارت[1]
بہت بڑھ گئی تھی۔ اس کے علاوہ اور اسباب بھی تھے جن کی وجہ سے دونوں
ملکوں میں بدمزگی بڑھتی گئی۔ انگریز اور ڈچ مجوزہ فلی پائن کمپنی کے وجود میں
آنے پر معترض تھے۔ انگریزوں کے فوجی جہاز خفیف سے خفیف عذر پر محافظین
سواحل (Guarda Costas) کو گرفتار کر لیتے تھے اور ہسپانی اس کے جواب میں

[1] Armstrong, Eleizabetli Farnese

انگریزی تجارتی جہازوں کو گرفتار کر لیتے ۱۷۳۱ء میں ایک انگریزی کپتان جین کنس کو ہسپانیوں نے گرفتار کر کے اس کے کان کاٹ دیئے اور جب انگریزی حکومت نے بازپرس کی تو جواب دیا کہ یہ بحری قزاقوں کا کام تھا نہ کہ محافظین سواحل کا۔

ہسپانی محافظین سواحل انگریزی جہازوں کی تلاشی لیا کرتے تھے جس سے انگریز تاجر سخت ناراض تھے اور وہ بھی ہسپانیوں کی دل آزاری کی مطلق پروا نہ کرتے۔ انگلستان کے اخبارات بھی انگلستان کو ہسپانیہ کے خلاف اعلان جنگ کرنے پر برافروختہ کر رہے تھے اور وزارت کی مخالف جماعت بھی ان کی معاون تھی فلپ اگست میں بیمار پڑ گیا ورنہ ستمبر ۱۷۳۲ء میں انگلستان سے جنگ چھڑ گئی ہوتی۔ انگلستان کے وزیر برابر اس فکر میں لگے ہوئے تھے کہ وائنا اور سیویل کے درباروں میں مصالحت ہو جائے مگر اب فرانسیسی حکومت انکی مخالفت پر آمادہ تھی جو ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنا اور اُسے آسٹریا سے لڑا دینا چاہتی تھی پاتی نیو کی کوششوں کے باوجود ۱۷۳۳ء کے آغاز میں یہ عیاں ہو گیا کہ یورپ

شاہ پولینڈ کا انتقال فروری ۱۷۳۳ء

میں ایک عام جنگ عنقریب ہونے والی ہے۔ فروری میں آگس ٹس دوم شاہ پولینڈ نے انتقال کیا اور اس کے مرتے ہی آتش جنگ مشتعل ہو گئی اور فرانس نے تلوار اٹھانے میں سبقت کی۔ فرانسیسی حکومت اس وقت پیرس کی پارلیمان سے ایک مذہبی نزاع میں مشغول تھی اور اس کی مالی حالت بھی حد درجہ سقیم تھی مگر اس نے عامۂ قوم کی رائے کے مطابق اور فرانس کے قدیم طرز عمل کے لحاظ سے تصفیہ کر لیا کہ پولینڈ کی آزادی کو قائم رکھا جائے اور بزور شمشیر اسٹے نس لاس لی جینسکی کی تائید کی جائے جو وہاں کے تخت کا دعوے دار اور لوئی پانزدہم کا خسر تھا۔ صفحہ ۶۲

روس اور آسٹریا کی مخالفت تو یقینی تھی غالباً پرشیا بھی انھیں کا ساتھ دیتا اس لئے فرانس کو اب یہ عقدہ حل کرنا نہیں تھا کہ اسٹانس لاس کو کس طرح پولینڈ کا بادشاہ منتخب کرایا جائے بلکہ بعد انتخاب اسے کس طرح تخت پر برقرار رکھا جائے۔ اس صدی کے آغاز سے روس اور آسٹریا کو پولینڈ کے معاملات میں بہت انہماک ہو گیا تھا، پولینڈ میں فرانسیسی مداخلت کی مدافعت میں وہ پرزور

کارروائی کرسکتے تھے اور فرانسیسی امیدوار کے انتخاب کو کالعدم کرادینا انکے لئے چنداں دشوار نہ تھا۔ اس کے علاوہ سیکسنی، آسٹریا اور روس کے منصوبوں کے پورے ہونے میں معاون ہوگیا اور پولینڈ خود آسٹریا اور روس کی متحدہ قوت کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا کیونکہ اس کا کوئی واضح طرز عمل نہ تھا اور اندرونی مخالفتوں میں مبتلا تھا۔ اسٹانس لاس کا قول تھا کہ "اہل پولینڈ مجھے بادشاہی کے لئے نامزد توکردیں گے مگر عملاً میری تائید نہ کرینگے"۔ اسٹانس لاس پولینڈ پر اپنا قبضہ اسی صورت میں برقرار رکھ سکتا تھا کہ فرانس نہ صرف اس کا معاون ہو بلکہ بزور شمشیر اس کے دعاوی کو تسلیم کرانے پر آمادہ ہو۔ اس لئے باوجود فلیوری کے اظہار امن پسندی کے فرانسیسی حکومت نے شودی لین اور ولار کی آراء پر عمل کرکے قصد مصمم کرلیا کہ لوئی کے خسر کو پولینڈ میں تخت نشین کرے اور بشرط امکان اسے ملک مذکور کے تخت پر برقرار رکھے جس سے یہ بھی مقصود تھا کہ ہیپس برگ کے خاندان کو ایک زخم کاری لگے۔

جنگ جوئی۔

فلپس برگ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں ۱۷۳۳ء کے موسم سرما میں شروع کردی گئیں اور ہسپانیہ اور سارڈی نیا سے بھی نامہ وپیام کرنے میں تعجیل کو مدنظر رکھا گیا۔ ہسپانیہ میں فلپ کی جنگ پسندی ایلی زابیتھ اور پاتی نیو کے طرز عمل پر غالب آگئی اور سارڈی نیا کے نوجوان بادشاہ چارلس ایمانوئیل نے فرانسیسیوں کو اطالیہ میں داخل ہونے کی اجازت دیدی جس سے چارلس ششم کو سخت تعجب ہوا۔

صفحہ ۹۳

لیکن سارڈی نیا کا یہ نوجوان حکمراں اپنے زمانے کے عقل مند لوگوں میں تھا۔ اس کے باپ وکٹر اماڈیس نے اپنی انتہائی قابلیت سے کام لیکر سارڈی نیا کی نوخیز سلطنت کی قوت کو مستحکم کردیا تھا۔ یوٹ ریخٹ کے صلح نامے کی رو سے اسے اجازت مل گئی تھی کہ اپنی مقبوضات میں اپنی حسب مرضی قلعے بنائے، سسلی اس کے حوالے کردیا گیا تھا اور اسے بادشاہ کا خطاب بھی دیا گیا تھا جس سے امید ہوگئی تھی کہ اس کی سلطنت جلد ترقی کرجائیگی۔ کچھ روز کے بعد اسے سسلی کے معاوضے میں سارڈی نیا

سارڈی نیا وکٹر اماڈیس کے زیر حکومت ۱۷۱۵ء-۱۷۳۰ء

جبسنم اُگ دیا گیا مگر دراصل اس میں اسکا کوئی حقیقی نقصان نہ تھا کیونکہ سارڈی نیا اس سے کے اطالوی مقبوضات سے قریب تر تھا۔ مرتبۂ شاہی کے مل جانے سے وہ یورپ کی بڑی بڑی سلطنتوں کو اپنے سفیروں کے بھیجنے پر مقتدر ہوگیا جو اسکے حقوق کی نگہداشت کرسکتے اور اس زمانے کی سیاسی ریشہ دوانیوں میں شریک ہوسکتے تھے ۱۷۱۸ء سے ۱۷۳۰ء تک وہ وضع قوانین اور اہم انتظامی اصلاحات کو عمل میں لانے میں مصروف تھا اس اثناء میں اس کے اور پوپ کے درمیان پادریوں کی خالی شدہ جائدادوں کے تقرر کے متعلق ایک نزاع عرصے تک جاری تھی اور بی نی ڈکٹ چہاردہم نے بالآخر اس کے حق تقرر کو تسلیم کرلیا مگر اس نزاع سے اس کا کوئی ہرج نہیں ہوا۔ مالیات میں بھی اس نے بلا پس و پیش متعدد اصلاحیں کیں یعنی امرا ادائی محاصل سے مستثنےٰ تھے اس نے اُن پر بھی محاصل عاید کئے ریاست کی آمدنی میں اضافہ کیا، رشوت ستانی کا سد باب کردیا اور زراعت اور بھیڑوں کی پرداخت کو فروغ دیا۔ جملہ قابضین اراضی کو حکم دیا گیا کہ اپنے حق مقابضت کی سند پیش کریں اور اگر ان سندوں میں ذرا سی بھی بے ضابطگی ہوتی تو جائداد ضبط کرلی جاتی۔ تدابیر مذکور اور اسی قسم کی دوسری تدابیر سے اس نے نظام جاگیری کا اپنی حدود مملکت میں خاتمہ کردیا اور قانون کے لحاظ سے چھوٹے بڑوں کو برابر کردیا۔ وکٹر اماڈیس کی غیر معمولی کامیابی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اصلاحات مذکورۂ بالا کو عمل میں لانے میں نہ تو کوئی بغاوت ہوئی نہ سازش نہ خانہ جنگی۔ اس کی دانشمندانہ حکومت سے اطالیہ کی جدید سلطنت دوسرے طریقوں پر بھی مستفید ہوئی مثلاً بوڑھے سپاہیوں کے لئے ایک شفاخانہ بنایا گیا، سرکاری کاغذات کی ترتیب کا انتظام کیا گیا، اطالوی ادبیات کو فروغ دیا گیا۔ ۳۰ ستمبر ۱۷۳۰ء کو یہ بادشاہ سارڈی نیا کی حکومت سے دست کش ہوگیا جسکی وجہ سے وہاں کی حکومت ایک جسد بے جان ہوگئی کیونکہ اطالیہ کی ترقی کن حکومت کا بانی وہی تھا اور اطالیہ کے جذبۂ قومیت کو وجود میں لانے کا باعث وہی ہوا تھا۔ اسکا بیٹا اور جانشین چارلس ایمانوئیل اول جو ۱۷۷۳ء تک برسر حکومت تھا اب تک عیش پسند خیال کیا جاتا تھا اور اندیشہ تھا کہ

امور مملکت کا انصرام وہ دانشمندی کے ساتھ نہ کرسکیگا۔ مگر اس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کا قابل جانشین ثابت کیا اور شروع ہی سے اسے اپنے ملک کے حقیقی مفاد کا بیحد خیال تھا۔ اس پر آشوب زمانے میں اس نے اپنی دانشمندی سے اپنے ملک کو ہر قسم کے خطروں سے محفوظ رکھا اور ۱۷۴۸ء کے بعد سے اپنے باپ کے قدم بہ قدم چلنے لگا اور متعدد ایسی اصلاحیں عمل میں لایا جو اس کی رعایا کی ترقی کا باعث ہوئیں اور جن سے ان کا فلاح و بہبود متصور تھا۔

صفحہ ۹۴

یکم ستمبر کو اسٹانس لاس پولینڈ کا بادشاہ منتخب ہوا اور ۲۶ ستمبر کو فرانس اور سارڈی نیا کے درمیان ٹیورن کا معاہدہ ہوا۔ اس زمانے میں شودی لین کا عام طرز عمل بالکل اس طرز عمل کے مشابہ تھا جو ریشی لیو نے جنگ سی سالہ میں اختیار کیا تھا۔ شودی لین کے منصوبے یہ تھے آسٹریا اطالیہ سے نکال دیا جائے میلانیز اور مین ٹوا پر شاہ سارڈی نیا کا قبضہ ہو جائے ڈان کارلوس کو نیپلز، سسلی اور ٹسکنی کی بندرگاہیں مل جائیں اور پارما پیاسین زا اور ٹسکنی ڈان فلپ کو، فرانس کو اس کی امداد کے معاوضے میں سوائے دے دیا جائے مگر اس معاوضے میں چارلس ایمانویل شودی لین کا ہم خیال نہ تھا اسے معلوم تھا کہ ہسپانیہ کا شاہی

فرانس کے صلح نامے سارڈینیا اور ہسپانیہ کے ساتھ

خاندان اطالیہ میں اپنا تفوق قائم کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ شمالی اطالیہ میں ہسپانیوں کے ورود کو ناپسند کرتا تھا اور اس نے اعلان کر دیا تھا کہ ہسپانیوں کو سسلی، نیپلز اور ٹسکنی کے بندرگاہوں کو فتح کرنے پر اکتفا کرنا چاہئے کیونکہ اس کا قصد تھا کہ فرانس کی مدد سے لوم بارڈی اور مین ٹوا کو اپنے لئے فتح کرے۔ ۷ نومبر کو فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان القصر (Escurial) کا خفیہ عہد نامہ ہوا جو درحقیقت خاندان بوربون کی دونوں شاخوں کے درمیان ایک خاندانی معاہدہ تھا اور جس سے مقصود تھا کہ فرانس اور ہسپانیہ متحد ہو کر برطانیہ کی تجارتی ترقی اور نوآبادیوں کی توسیع کی مصمم مخالفت کریں اور شہنشاہ کے خلاف بھی متحدانہ کارروائی کریں۔ اس کے علاوہ دونوں دول نے ایک دوسرے کے مقبوضات کی حفاظت کی ذمہ داری لی اور یہ بھی طے پایا کہ جبرالٹر انگریزوں سے واپس لے لیا جائے۔ ہسپانیہ نے جو خاص مراعات انگریزی

تاجروں کے ساتھ کی تھیں وہ منسوخ کی جائیں اور خاندان بوربون کے متحد بیڑے انگریزی بیڑے کے حملوں کی مدافعت کریں۔

۷ نومبر ۱۷۳۳ء کا خفیہ عہد نامہ متعدد وجوہ سے ۱۷۲۱ء کے خاندانی معاہدے کے مشابہ ہے جسکو دوبوا نے مرتب کرایا تھا۔ اس کی خاص اہمیت یہ ہے کہ بوربون سلطنتوں کا فطری رجحان اب یہ تھا کہ نہ صرف جنوبی امریکہ میں انگریزی تجارت کی روزافزوں ترقی کو روکیں بلکہ شمالی امریکہ میں بھی اینگلو سیکسن قوم کی عاجلانہ ترقی میں حائل ہوں۔ انگلستان کی تجارتی اغراض ۱۵۸۸ء کے قبل ہی سے ہسپانیہ کی اغراض کے خلاف تھیں اور ۱۶۸۸ء سے فرانس سے بھی تجارتی رقابت پیدا ہوگئی تھی مگر پولینڈ کی جنگ جانشینی کے دوران میں فرانس اور ہسپانیہ زیادہ تر شہنشاہ سے برسرپیکار تھے اور انگلستان کی علانیہ مخالفت کا اظہار ہسپانیہ نے ۱۷۳۹ء تک نہ کیا۔ صفحہ ۹۵

اس جنگ میں انگلستان غیر جانبدار رہا جس سے دونوں فریقوں کو سخت تعجب تھا۔ وزارت کی مخالف جماعت نے مطالبہ کیا تھا کہ خاندان بوربون کی جیرہ دستیوں کو روکنے کے لئے پھر ایک عظیم الشان اتحاد قایم کیا جائے کیونکہ یوٹریخٹ کے صلح نامے میں فرانس کے ساتھ بہت رعایت کی گئی تھی۔ مگر فرانس نے نہایت احتیاط کے ساتھ آسٹروی نیدرلینڈ کی غیر جانب داری کی ضمانت کردی تھی اور آسٹروی سپاہ نے قریب قریب اس کا تخلیہ کردیا تھا جس کی وجہ سے اسٹیٹس جنرل نے بھی غیر جانب دار رہنے کا فیصلہ کرلیا کیونکہ سرحدی شہروں کی حفاظت سے وہ قاصر تھے۔ جب تک کہ ڈچ معاونت پر آمادہ نہوں وال پول نے بھی جنبش کرنے سے انکار کردیا۔ مگر فلیوری اس کے قبل ہی عملی کارروائی کرنے پر مجبور ہوگیا تھا اور ۲۳ اکتوبر کو شہنشاہ کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا گیا۔ مگر گو فلیوری نے دول یورپ کا ایک اتحاد آسٹریا اور روس کے اتحاد کے خلاف میں قایم کردیا تھا اور گو شہنشاہ پر اطالیہ اور رائن ندی کے نواح میں حملہ ہوسکتا تھا مگر فرانس اس وقت تک اس ٹانس لاس کے لئے کچھ نہ کرسکا تھا حالانکہ پچاس ہزار روسی سپاہی پولینڈ میں داخل ہوگئے تھے۔ لوئی کا بدنصیب خسر اور اس کے فرانسیسی معاون پولینڈ سے نکال دیئے گئے اور

جنگ کا آغاز اکتوبر ۱۷۳۳ء

ڈین زگ میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ برخلاف اس کے روس اور سیکسنی کی فوجوں کی امداد سے آگسٹس شاہ سیکسنی اہل پولینڈ کی مرضی کے خلاف اسکا بادشاہ بنادیا گیا۔ فرانس کو مجبوری یہ تھی کہ وہ جرمنی کی راہ سے فوج نہ بھیج سکتا تھا اور بالٹک میں بیڑے کے بھیجنے سے انگلستان برافروختہ ہوجاتا۔ اب اگر فرانس فی الحقیقت اسٹانس لاس کی تائید کرنا چاہتا تھا تو ضروری تھا کہ پرشیا سویڈن یا ٹرکی کو اپنی صفحہ ۹۲
امداد پر آمادہ کرے۔ ان تینوں سلطنتوں میں فریڈرک ولیم کے پاس بہترین فوج تھی روس سے اسے بغض تھا اور چارلس ششم کی طرف سے اسے اندیشہ تھا۔ مگر اس نے پہلے ہی سے طے کرلیا تھا کہ خاندان ہوہین زولرن کا اصل فریضہ یہ ہے کہ پرشیا کا جو حصہ پولینڈ کے قبضہ میں ہے اسے فتح کرے۔ تاکہ پرشیا کے دور افتادہ اضلاع بایک دیگر ملصق ہوجائیں۔ اس لئے وہ کوئی ایسی کارروائی کرنے پر آمادہ نہ تھا جس سے سلطنت پولینڈ کی تباہی و بربادی کا سلسلہ رک جائے۔ سویڈن کی حالت باہمی رنجشوں کی وجہ سے ابتر ہو رہی تھی اور وہ روسیوں کے منصوبوں کو روکنے سے قاصر تھا۔ فلیوری کو بھی یہ معلوم تھا کہ سفارتی چالوں سے کچھ روز کے بعد سویڈن ایک مفید حلیف ہوسکتا تھا مگر فی الوقت بحیرۂ بالٹک کے اطراف کی کسی سلطنت سے فرانس کو قرار واقعی امداد نہیں مل سکتی۔

فرانس ٹرکی کی امداد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے

اب صرف ٹرکی باقی تھا جو اپنے جغرافیائی موقع عظیم الشان فوج، روس کی قدیم مخالفت اور مشرق کی طرف آسٹریا کی پیش قدمی کے خوف سے بہمہ وجوہ پولینڈ کی آزادی کی حمایت میں فرانس کا شریک ہونے پر آمادہ تھا۔ روس نے ۱۷۲۱ء میں ایک حد تک سویڈن کے حصے بخرے کردئے تھے اور اب پولینڈ کی تخریب کی فکر میں تھا جس سے فارغ ہونے کے بعد اسے پیٹر اعظم کے طرز عمل کے متابعت میں ٹرکی کی طرف متوجہ ہونے کا موقع مل جاتا۔ اگر روس ٹرکی پر حملہ کردیتا تو یورپ کی دول عظام میں سے کسی کی امداد کے بغیر ٹرکی روس کی دولاکھ قواعد داں فوج کا مقابلہ نہ کرسکتا۔ پولینڈ اور ٹرکی کی حالت یکساں تھی اور دونوں کا زوال ایک ہی وقت میں ہوا۔ یرتھ کے معاہدے میں پیٹر نے پولینڈ کے اندرونی

معاملات میں مداخلت نہ کرنے کا اقرار واثق کیا تھا۔ مگر ۱۷۳۳ء میں ٹرکی کو سخت اندیشہ ہوگیا تھا اور عملی کارروائی کرنے کے لئے کافی وجوہ تھیں۔ تاتاری قبائل سے ٹرکی کو ایک زبردست گو غیر قواعد داں فوج مل سکتی تھی قبائل مذکور میں فرانس کا بہت اثر تھا اور ۱۷۳۰ء میں ان کے 'خان' نے فرانسیسی سفیر ولی نبود کو یقین دلایا تھا کہ اس ٹانس لاس کو پولینڈ کے تخت پر متمکن کرنے میں میں ضرور مدد کریگا

انگلستان کی غیر جانب داری وائینا کے دربار اور خصوصاً پرنس یوجین کو سخت ناگوار گزری کیونکہ اسے یقین کامل تھا کہ دول بحری کی امداد کے بغیر آسٹریا کا شاہی خاندان اس اتحاد کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا جو اس کے خلاف قایم ہوگیا تھا اور چند خطوط میں جو جارج دوم کے ملاحظے میں پیش کئے گئے اس نے نہایت واضح طریقے پر بتایا تھا کہ انگلستان کی غیر جانب داری کا شہنشاہت اور یورپ پر کیا اثر ہوگا۔ انگلستان کا پارلیامنٹ عرصۂ دراز سے اس اصول پر عمل پیرا تھا کہ فرانس اور آسٹریا کی قوت میں توازن قائم رہے اور گو وال پول یہ دلیل پیش کر سکتا تھا کہ پولینڈ کے مسئلۂ جانشینی سے انگلستان کو کوئی تعلق نہ تھا مگر اس امر سے انکار نہیں ہوسکتا کہ انگلستان کو فرانس کی دراز دستیوں اور اطالیہ کے حشر میں ضرور دلچسپی تھی۔ وال پول کا موجودہ طرز عمل خاندان ہینوور کے وقتی مفاد کے موافق ضرور تھا مگر اس پر یہ اعتراض بھی عائد ہوتا ہے انگلستان اور یورپ کے عام مفاد کے منافی تھا۔ بعض اشخاص کی یہ رائے ہے جو پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اگر دول بحری آسٹریا کی تائید کرتیں تو یورپ آسٹریا کی جنگ جانشینی کے مصائب سے بچ جاتا۔[لہ] شہنشاہ کو اس طور پر اطالیہ اور رائن ندی کے نواح میں بلا شرکت غیرے فرانس ہسپانیہ اور سارڈی نیا کی متحدہ افواج کا مقابلہ کرنا پڑا اور سلطنت ہائے مذکور کا یہ اتحاد فرانس کے پیرانہ سال اور امن پسند وزیر کی مساعی

صفحہ ۹۷

[لہ] Ranke, English History Principally in the 17th Century Vol. V., p. 238; Coxe House of Austria, Vol.iii. p. 183; Heeren, Historical treatieses, p. 299.

کا نتیجہ تھا۔

۱۷۳۳ء میں ولی نیو دنے ترکوں کو عملی کارروائی کرنے کا مشورہ دیا۔
لیکن گو فلیوری نے خفیہ طور پر اس ٹانس لاس کو پولینڈ روانہ کر دیا تھا اور
یہ اعلان کر دیا تھا کہ اگر پولینڈ کے معاملات میں کوئی مداخلت ہوئی تو فرانس اسے
نقض امن کے مساوی خیال کریگا مگر باب عالی نے جواب دیا کہ کوئی فوجی کارروائی
اس وقت نہیں ہوسکتی جب تک کہ فرانس آسٹریا کے خلاف میں اعلان جنگ
نہ کرے اور ٹرکی کے ساتھ ایک مدافعانہ اتحاد کرے۔ مگر فلیوری کلیسا کا ایک
رکن رکین تھا اس لئے وہ لوئی چہارم کی طرح ترکوں سے اتحاد پیدا کرنا ناپسند کرتا
تھا کیونکہ انھیں وہ کافر خیال کرتا تھا، ترکوں کو اندیشہ تھا کہ روس اور آسٹریا
اُن کے ملک پر مشترک حملہ کر دینگے اور چند سال کے بعد یہی ہوا۔ اس لئے انھوں نے
اس معاملے میں جنبش کرنے سے قطعاً انکار کر دیا جب تک کہ فرانس یہ وعدہ نہ کرے
کہ باب عالی اور روس کی جنگ کے درمیان میں آسٹریا سے صلح نہ کی جائیگی۔
بونی وَل پاشا نے بھی جو مسلمان ہو کر باب عالی کی سلک ملازمت میں داخل ہوگیا
مشورہ دیا کہ ترکی اور فرانس کے درمیان میں ایک گہرا اتحاد ہو جانا چاہئے جسمیں
سویڈن بھی شریک ہو جائیگا اور اس کا خیال تھا کہ انگلستان کو بھی بہت جلد صفحہ ۹۸
معلوم ہو جائیگا کہ ایشیا کے دور دراز ممالک میں روس بہت جلد اس کا
رقیب ہونے والا ہے جو کوہ قاف اور بحیرۂ خزر کو طے کر کے ہندوستان کی
تجارت کو اپنے قبضے میں لائیگا اور مشرق بعیدہ میں تسلط حاصل کرے گا۔ اگر
ایک عظیم الشان مغربی اتحاد قائم ہو جائے اور انگلستان ہالینڈ اور ہسپانیہ بھی
اس میں شریک ہو جائیں تو سلطان روم کے مقبوضات بالکل محفوظ ہو جائینگے۔
مگر ہسپانیہ اور فرانس کی اطالیہ اور اپنی اپنی نوآبادیوں کی ترقی کے متعلق خاص
اغراض پیش نظر تھیں جو سلطنت ٹرکی کی استقامت کے مقابلے میں انکے خیال میں
زیادہ اہم تھیں۔ باب عالی کے ساتھ اتحاد پیدا کرنے سے جو فوائد ہوتے ان کا

فلیوری صورت حال کو سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔

احساس فلیوری کو بدقت تمام ہوا۔ مگر روس خوب سمجھ گیا تھا کہ
اگر اس کے عقب یعنی جنوب مشرق سے حملہ ہو جائے تو پولینڈ

میں وہ جس کارروائی میں مشغول تھا وہ رک جائیگی۔ اس لئے اس نے ایک سفارت نادرشاہ کے پاس روانہ کی جس کا مقصد یہ تھا کہ ٹرکی اور ایران میں جنگ چھڑ جائے جس میں ٹرکی پولینڈ کے مسئلۂ جانشینی کے طے ہونے تک مشغول رہے۔ روس نے ایران کو افسر انجینیر سپاہی اور آلات حرب روانہ کئے اور ۱۷۴۱ء تک نادرشاہ روس کا حلیف اور گہرا دوست تھا۔ اکتوبر میں روس اور آسٹریا کے اثر سے

ڈین زگ کا محاصرہ

آگسٹس سوم کا انتخاب ہوا اور اس کے بعد ہی روسی فوجوں نے ڈین زگ کا محاصرہ کرلیا جو اکتوبر ۱۷۳۳ء سے جون ۱۷۳۴ء تک قائم رہا اور شمال کی جنگ کا یہ اہم ترین واقعہ ہے۔ اگر اثنائے محاصرہ میں ترک جنوب کی طرف سے پولینڈ میں داخل ہوگئے ہوتے تو اس ملک کے باشندے اس ٹانس لاس کی حمایت پر آمادہ ہوکر لڑنے کو تیار ہوجاتے اور ڈین زگ بھی بچ جاتا اور اگر ترکی مطالبات کے جواب میں فلیوری نے چند سطریں لکھکر انھیں تسلیم کرلیا ہوتا تو اس ٹانس لاس کی امداد کے لئے دولاکھ ترکی سپاہی آجاتے۔ مگر فلیوری نے کسی قطعی کارروائی کے کرنے سے انکار کردیا اور صرف سویڈن کو محصور شہر کی امداد کے لئے کمک روانہ کرنے پر آمادہ کرنے پر اکتفا کیا مگر اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی کیونکہ سویڈن نے ڈین مارک کے خوف سے جنبش کرنے سے انکار کردیا۔ چند جہاز اور تین پلٹنیں ڈین زگ کی امداد کے لئے روانہ کی گئیں اور گو ان سے کوئی خاطر خواہ نتائج مرتب نہ ہوئے مگر ایک دلچسپ واقعہ البتہ ظہور میں آیا۔ یہ جہاز واپس ہوکر کوپن ہیگن پہونچے صفحہ ۹۹ جہاں کاونٹ پلیے لو فرانس کی طرف سے سفیر تھا۔ اس نے جہازوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لی اور ڈین زگ کی طرف روانہ ہوکر روسیوں پر حملہ آور ہوا اور بالآخر مارا گیا۔ فرانسیسی اور روسی افواج کا زمانہ حال کی تاریخ میں یہ پہلا مقابلہ تھا۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ ترکوں کو وہ تحریری اقرار بھیجا جائے جس کے وہ طالب تھے یعنی "جب تک دولت عثمانی کی سلامتی کا تیقن نہ ہوجائے فرانس ہرگز صلح نہ کرے گا" مگر فلیوری نے حسب عادت اس اقرارنامے کو خشکی کی راہ سے جلدتر طریقے سے بھیجنے کے بجائے سمندر کی راہ سے بھیجا اور جس جہاز میں یہ اقرارنامہ بھیجا گیا تھا ۴۴ روز تک سمندر میں چکر لگانے کے بعد ۱۰ / جولائی کو قسطنطنیہ پہونچا مگر ۲ / جولائی کو

ڈین زک کا سقوط ہو چکا تھا اور اسٹانس لاس نے بھاگ کر پرشیا میں پناہ لی[۱]
مگر درحقیقت فلیوری کو پولینڈ کے سابق بادشاہ سے زیادہ ہمدردی نہ تھی
اور پولینڈ کی تاریخ کے اس نازک زمانے میں وہ لوئی پانزدہم کے خیالات کو پولینڈ
کی طرف سے پھر اطالیہ میں فرانسیسی کامیابیوں کی طرف متوجہ
کر رہا تھا ۱۷۳۴ء کے آخری مہینوں میں، ترک ایرانی جنگ
کو ختم کرنے کی تدبیروں میں مصروف تھے اور سویڈن بھی حملہ آور
ہونے کو تیار تھا۔ مگر فلیوری باب عالی کی سہل انگاری سے ناراض ہو گیا تھا اور باب عالی
کے خلوص نیت پر بھی اسے اعتماد نہ تھا اس لیئے اس نے اسٹانس لاس کے لئے
روس سے راست نامہ و پیام شروع کر دیئے اور ۱۷۳۵ء میں فرانس نے ترکوں
کے روس پر حملہ آور ہونے کے قصد سے نفع اٹھانے سے انکار کر دیا گو چھ مہینے
بے سود گفت و شنید میں ضائع ہو گئے ان چھ مہینوں کے بعد اسٹانس لاس
کی کامیابی کی رہی سہی امید بھی ہمیشہ کے لئے جاتی رہی اور روسیوں کا طرز عمل
پولینڈ میں کامیاب ثابت ہوا۔ چارلس ششم کو بھی کچھ کم کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ
آگسٹس سوم نہ صرف پولینڈ کے تخت پر متمکن ہو گیا بلکہ اس نے چارلس کے انتظام
جانشینی (Pragmatic Sanction) کی بھی ضمانت کر دی اور کورلینڈ کو روس کے
سپرد کر دیا تاکہ وہ شہنشاہ بیگم اینی کے محبوب بی رین کے لئے ایک ریاست
(ڈچی) بنا دی جائے۔ چارلس کو یہ کامیابی پولینڈ میں ایک آسٹروی سپاہی کے
بھیجنے کے بغیر حاصل ہوئی ؎

پولینڈ کی جنگ جانشین سے مشرقی یورپ میں فرانس کا اثر بہت کچھ زائل صفحہ ۱۰۰
ہو گیا اور ترکی کے حکام کو بھی اس کے نتائج سے متنبہ ہو جانا چاہیئے تھا فلیوری
کی متلون مزاجی اور اس کی باہم متناقض کارروائیوں سے اور ۱۷۳۴ء کے اواخر میں
ترکوں کی سہل انگاری سے اسٹانس لاس کا قلع قمع ہو گیا اور مشرق میں فرانس

پولینڈ میں آسٹریا اور روس کی کامیابی۔

---

[۱] Vandal, Une Ambassade Francaiseen Orient Small Louis ZV PP.243–5.

کی قوت کو ایک ایسا زخم کاری لگا جس سے وہ کبھی سنبھل نہ سکی اِس وقت سے پولینڈ کے شیرازے کا بکھر جانا یقینی ہوگیا اور فرانس اِس کو روکنے سے معذور تھا۔ بابِ عالی کو بھی اپنے عدم استقلال اور ناعاقبت اندیشی کا خمیازہ بھگتنا پڑا کیونکہ پولینڈ کی جنگ جانشینی کے ختم ہوتے ہی روس اور آسٹریا نے ملکر اس پر حملہ کردیا اور اسے معلوم ہوگیا کہ پولینڈ اور ترکی کا حشر یکساں ہوگا۔

فرانس کی کامیابیاں اطالیہ میں اور رائن پر ۔

مگر مغرب میں معاملات اس کے برعکس تھے جہاں فرانس ہسپانیہ اور سارڈی نیا کو چارلس ششم اور شہنشاہت کے مقابلے میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اطالیہ میں آسٹروی حکومت کبھی ہردل عزیز نہ تھی۔ اطالی فوجیں برخاست کردی گئی تھیں اور اطالیہ کے مفاد مختلف طریقوں سے آسٹریا کے مفاد پر قربان کئے جاتے تھے، لوم بارڈی اور ہردو ریاست ہائے سسلی میں بیچینی پھیلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے سارڈی نیا یا ہسپانیہ کے مقابلے میں آسٹریا کو کامیابی کی کم امید ہوسکتی تھی شہنشاہ نے یوجین کے مشورے کے برخلاف اپنی اس فوج کے بیشتر حصے کو جو ٹسکنی اور سسلی میں موجود تھی پولینڈ کی سرحد پر منتقل کردیا تھا اور من سیو میں صرف بارہ ہزار آسٹروی سپاہی رہگئے تھے۔ ۱۷۳۳ء کی خزاں میں چارلس ایمانوئیل نے میلان پر قبضہ کر لیا اور ولار ایک فرانسیسی فوج لیکر اس کی کمک کے لئے پہونچ گیا۔ ولار کو اب تورین کی طرح مارشل جنرل کا خطاب مل گیا تھا۔ چارلس ایمانوئیل نے فرانسیسی فوج کی امداد سے میلان کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا اور مین توا کے علاقے پر حملہ آور ہوا۔ ہسپانیوں نے بھی کچھ کم سرگرمی نہیں دکھائی اور ۱۷۳۴ء کے موسم بہار میں وہ ٹسکنی کے ساحل سے روانہ ہوئے اور پوپ کی ریاستوں میں سے گزر کر نیپلز پہونچ گئے اور چارلس ہشتم کی طرح انھوں نے بھی اطالیہ کو چاک (Chalk) کے ایک ٹکڑے سے فتح کرلیا۔ مونٹ مار نے آسٹریوں کو بتوں توں میں ۲۷ مئی ۱۷۳۵ء میں شکست دی۔ مئی ۱۷۳۵ء میں ہسپانیوں نے سسلی پر حملہ کیا اور اسی سال جولائی میں ڈان کارلوس کی رسم تاج پوشی پیلرمو میں منائی گئی۔ ہر دو ریاستہائے سسلی اب فتح ہو چکی تھیں اور ڈان کارلوس نے ایک شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی تھی صفحہ ۱۰۱

جو ہمارے زمانے تک قائم تھا۔

شمالی اطالیہ میں ہسپانیوں کو اس قدر کامیابی نہیں ہوئی اور سارڈی نیا کے بادشاہ کی مخالفت سے انکی امیدیں خاک میں مل گئیں۔ ہسپانیہ کی خواہش تھی کہ اسے اطالیہ میں پھر تفوق حاصل ہو جائے اور ایلی زابیتھ فارنیسس مین توا کو اپنے تصرف میں لانا چاہتی تھی چارلس ایمانوئیل کی خواہش تھی کہ یہ علاقہ یا تو اسے خود مل جائے یا باویریا کے ایلیکٹر کو اور ایلی زابیتھ فارنیسس کے بیٹوں کا اطالیہ میں اپنے قدم جمالینا بھی اسے ناگوار تھا۔ ٹسکنی کی ایک خود مختار ریاست کے قیام پر وہ لومبارڈی میں آسٹروی حکومت کے باقی رہنے کو ترجیح دیتا تھا۔ اس کے متعلق جب فلیوری اس کا اطمینان نہ کرسکا تو اس نے مین توا کا محاصرہ کرنے سے انکار کر دیا اور ولار بھی سپہ سالاری سے مستعفی ہو کر الگ ہو گیا اور بردک کے انتقال کے پانچ روز بعد ۹۲ سال کی عمر میں جون ۱۷۳۴ء میں ٹیورن میں مر گیا۔

ہسپانیہ اور سارڈی نیا کے مقاصد میں تخالف

اسی مہینے میں پارما کی جنگ ہوئی۔ فرانس اور سارڈی نیا کی فوج ولار کے جانشین کو آگ نی کے زیر کمان فتوحات حاصل کر رہی تھی۔ مرسی مارا گیا اور ستمبر میں کونگز ایگ کو گواس تالا میں شکست ہوئی۔ ۱۷۳۵ء میں انگریزوں اور ڈچ کے مدبرانہ طرز عمل کی وجہ سے ہسپانیہ سارڈی نیا اور فرانس کے درمیان عارضی طور پر مصالحت ہو گئی اور ایک ہسپانی فوج شمال کی طرف روانہ ہوئی۔ مین توا کا محاصرہ شروع کر دیا گیا مگر اب ہسپانی کامیابیاں اپنی انتہا کو پہونچ گئی تھیں۔ مین ٹوا کے محاصرہ میں فرانسیسیوں نے کو آگ نی کے جانشین نوایل کی سرکردگی میں انکی مدد کی مگر شاہ سارڈی نیا دور دور رہا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ میں دونوں بوربون سلطنتوں
یعنی ہسپانیہ اور فرانس کے بیچ میں پس جاؤنگا۔ اس نے اب اپنے خاندان کے ۱۰۲
مسلمہ طرز عمل کو اختیار کر کے بلا علم اپنے حلیفوں کے شہنشاہ سے دربردہ گفت وشنید شروع کر دی تھی۔ اسی بنا پر اس نے ہسپانیوں کو توپخانہ دینے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے انھیں لیگ ہارن اور نیپلز سے توپیں کھینچ کر لانی پڑیں اس پر یہ طرہ ہوا کہ فلیوری نے عام حالات کا لحاظ کر کے بغیر اپنے حلیفوں سے مشورہ کئے

شہنشاہ سے مصالحت کرلی جس سے مین توا کے سقوط کی رہی سہی امید بھی جاتی رہی۔
۱۷۳۳ء اور ۱۷۳۴ء میں رائن کی معرکہ آرائیوں میں فرانس کو کامیابی ہوئی اور
بروک نے باوجود اپنی پیرانہ سالی کے لارین اور ٹریوز کی الیکٹوریٹ پر تسلط حاصل
کرلیا تھا اور کیہیل پر قبضہ کرکے فلپس برگ کا محاصرہ کر رہا تھا جہاں وہ ولار کے
انتقال کے پانچ روز قبل مارا گیا۔ فلپس برگ پر باوجود یوجین اور ایک لاکھ
شہنشاہی فوجوں کے موجود ہونے کے فرانس کا قبضہ ہوگیا مگر جرمنی میں اس کی شاندار
کامیابیوں کی یہ انتہا تھی اور فلیوری نے چارلس ششم سے مصالحت کرنے میں دانشمندی
کی۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ پراٹسٹنٹ الیکٹر بھی شہنشاہ کی امداد کے لئے اپنی فوجیں
بھیجنے لگے تھے اور کونگر لیگ کی امداد کے لئے تازہ دم فوجیں بھیجی گئی تھیں اس کے
علاوہ سولہ ہزار روسی زارینا اینی کے حکم سے جرمنی کو طے کرتے ہوئے آسٹریوں
کی مدد کے لئے پہونچ گئے تھے اور یوجین کے ایک نائب سکندروف نے
فرانسیسیوں کو کلاسین میں شکست دی تھی۔ فلیوری کو ہر وقت یہ خوف لگا ہوا
تھا کہ انگلستان اور ڈین مارک شہنشاہ کو فائدہ پہونچانے کے لئے کسی طرف سے
حملہ نہ کردیں۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ شہنشاہ اور ریاتی نیو کے درمیان گفت و شنید کا
سلسلہ جاری ہے اور ریاتی نیو ایلی زابیتھ فارنیس کی جانب سے یہ کوشش کر رہا ہے
کہ میریا تھیریسا کی شادی ڈان کارلوس سے ہوجائے۔ سارڈی نیا پر تو مطلق
اعتماد نہ ہوسکتا تھا جس نے ایس کیوریل (الفقر) کے صلح نامے کی شرائط سے انگلستان کو
آگاہ کردیا تھا۔ ۵ ر اکتوبر کو فرانس اور آسٹریا کے درمیان داشنا کے تیسرے
صلح نامے کی ابتدائی شرائط پر دستخط ہوگئے گو قطعی صلح نامے کی ترتیب ۱۸ ر نومبر ۱۷۳۸ء
کو ہوئی۔ اس ٹانس لاس پولینڈ کے تخت سے دست کش ہوگیا جس کے صلے میں
اسے بار کی ڈچی عنایت ہوئی اور اس سے یہ بھی وعدہ کیا گیا کہ ٹسکنی کے گرینڈ ڈیوک
کے انتقال کے بعد جب وہ ریاست ڈیوک لارین کو ملیگی تو لارین کی ریاست (ڈچی)
اسے تاحین حیات دیدی جائیگی۔ ڈان کارلوس کو ٹسکنی کے معاوضے میں ہر دو صفحہ ۱۰۳
ریاست ہائے سسلی عطا ہوئیں اور اس کے علاوہ جزیرہ البا اور ٹسکنی کی
بندرگاہیں بھی دیدی گئیں۔ ڈان کارلوس پارما اور پیاسین زا کی ریاستوں سے

بھی دست بردار ہوگیا جو پھر شہنشاہ کے حوالے کردی گئیں جسے میلانیز کا علاقہ بھی پھر مل گیا سوائے نووارا اور تورتونا کے جو چارلس ایمانویل کے حصے میں آئے فرانس نے آسٹریا کے انتظام جانشینی (Pragmatic Sanction) کی ضمانت کردی اور یہ طے ہوا کہ اسٹانس لاس کے انتقال کے بعد بار اور لارین کی ریاستیں اس کے حصے میں آئیں ؛

۱۲ر فروری ۱۷۳۶ء کو میریا تھیری سا کی شادی فرانسس اسٹیفن ڈیوک لارین سے ہوئی جسے جیاں گاس ٹون ڈیوک اعظم ٹسکنی کے انتقال (جون ۱۷۳۷ء) کے بعد لارین کے معاوضے میں ٹسکنی کی ریاست مل گئی ۔ ۲۱ر اپریل ۱۷۳۶ء کو پرنس یوجین نے ۷۰ سال کی عمر میں انتقال کیا جو اپنے حسن اخلاق اور کمالات دماغی کی وجہ سے سالہا سال تک وائنا کے دربار کا سربرآوردہ ترین رکن اور غالباً اس زمانے کے مدبرین میں کوئی اسکا ہمسر نہ تھا۔ اس کی سیاسی زندگی آسٹریا کی تاریخ کے شاندار ترین زمانے میں گزری تھی اور اسی پیش بین مدبر نے چارلس ششم کو یہ مشورہ دیا تھا کہ ترکوں کا سر کچلنے میں اپنا پورا زور لگا دے اور ڈینیوب کے کنارے کنارے دور تک آسٹریا کے خیطہ اثر کو وسعت دے۔ انتظام جانشینی کے متعلق اسے بالکل اطمینان نہ تھا گو اس انتظام کو جو کچھ کامیابی ہوئی وہ اسی کی حسن تدبیر کی بدولت ہوئی ۔

یوجین کا انتقال ۱۷۳۶ء

آس ٹینڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کی انگلستان نے مخالفت کی تھی جس کی وجہ سے وہ بادل ناخواستہ ربرڈا کی تجاویز کی تائید پر مجبور ہوگیا تھا مگر ہسپانی اتحاد کو وہ پسند نہ کرتا تھا اور انگریزوں سے خوشگوار تعلقات رکھنے کا حامی تھا ؛

اسے یقین کامل تھا کہ آسٹریا نے پولینڈ کی جنگ جانشینی میں شرکت کرنے میں غلطی کی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کی وجہ سے مغرب میں فرانس اور ہسپانیہ کو نفع ہوگا۔ انگلستان نے اس اڑے وقت میں آسٹریا کا ساتھ چھوڑ دیا تھا جو اسے سخت ناگوار ہوا۔ اسکی یہ بھی رائے تھی کہ میریا تھیری سا کی شادی باویریا کے شہزادے سے ہو اور لارین کبھی فرانس کو نہ دینا چاہئے۔ اگر اسکی رائے کے مطابق باویریا کے شہزادے سے شادی ہوتی تو آسٹریا کی قوت جرمنی میں بے حد مستحکم ہوجاتی اور آسٹریا کی جنگ جانشینی غالباً

صفحہ ۱۱۰

ہرگز نہ ہوتی[1]۔ یوجین کے انتقال کی وجہ سے آسٹریا ایک اعلےٰ درجے کے سپہ سالار اور مدبّر کی خدمات سے محروم ہوگیا اور اس کے انتقال کے بعد ملک میں جو انحطاط شروع ہوا وہ خود اس کی دانشمندی اور فراست پر دلالت کرتا ہے۔ یوجین کا جانشین بارٹین سٹین ہوا جسے سفارتی اور قانونی معاملات میں زیادہ دسترس تھا مگر اعلیٰ درجہ کا مدبّر نہ تھا۔ عرصے کے بعد جب کانٹز کا عروج ہوا تو خاندان ہیپس برگ کو ایک ایسا مدبّر ملا جس کے حسن تدبیر سے آسٹریا کو نفع ہوا؛

فرانس کی حکومت میں بھی اہم تغیرات عمل میں آئے۔ شو وے لین فرانسیسی حکومت کی جنگ میں شریک ہونے کا زیادہ تر باعث ہوا تھا اور اس کی خواہش تھی کہ اطالیہ جرمنیوں کی حکومت سے آزاد کر دیا جائے۔ کارڈنل فلیوری کی امن پسندی کا وہ مخالف تھا اور اسی کے مساعی سے لارین کے متعلق انتظامات ہوئے۔ ۲۰ر فروری ۱۷۳۷ء کو وہ فلیوری کے ایما سے معزول کر دیا گیا اور اپنے علاقے میں خانہ نشین ہونے پر مجبور کیا گیا۔ فلیوری نے اس پر یہ الزام لگایا تھا کہ وہ درپردہ ہسپانیہ اور انگلستان کے ساتھ نامہ و پیام کر رہا تھا۔ اس کا جانشین امے لُو دی شے لُو ہوا جو جون ۱۷۴۴ء تک برسر اقتدار رہا۔ شو وی لین کے زوال کے بعد فرانس میں جنگ پسند جماعت کچھ روز کے لئے مضمحل ہوگئی اور شہنشاہ چارلس ششم کے انتقال تک سر نہ اٹھا سکی۔

شو وے لین کا زوال ۱۷۳۷ء

ہسپانیہ میں ابتدائی صلح نامے پر دستخط ہو جانے سے سخت ناراضی پھیل گئی۔ ایلی زابیتھ کو فرانسیسیوں سے ہمیشہ نفرت تھی اس لئے اب وہ انگریزوں سے ساز باز کرنے کی فکر میں ہوگئی۔ ڈان کارلوس کی میریا تھیری سا سے شادی نہ ہونے اور شمالی اطالیہ کے متعلق اس کی تجاویز کے بارآور نہ ہونے سے اسے سخت مایوسی ہوئی تھی اس لئے اس نے بالاعلان کہنا شروع کیا کہ فرانس نے ہسپانیہ کو سخت دھوکا دیا۔ چارلس ایمانوئیل بھی فرانس کی بدعہدی سے سخت برافروختہ تھا اور فلیوری کے عذرات کی سماعت سے اس نے انکار کر دیا۔ ۱۷۳۶ء میں اطالیہ کی حالت نہایت

[1] Von Arneth, Prinz Eugen von Savoyen.

ناقابل اطمینان تھی فرانسیسی ہسپانی اور شہنشاہی سپہ سالاروں میں موافقت نہ تھی اور ہر وقت اندیشہ تھا کہ کہیں ان سپہ سالاروں میں چھیڑ چھاڑ نہ ہو جس سے آتش جنگ پھر مشتعل ہو جائے۔ ۱۸ر مئی ۱۷۳۶ء کو ہسپانیہ نے وانیا کے ابتدائی صلحنامے کو تسلیم کر لیا اور ۳ر نومبر کو پاتی نیو نے انتقال کیا۔ اس عاقبت اندیش بے غرض جفاکش اور باتدبیر وزیر کا ہسپانیہ بہت کچھ مرہون منت تھا اور اس کے عہد وزارت میں ملک میں سرعت کے ساتھ ترقی ہوئی۔ تفصیلی امور سے بخوبی واقفیت رکھنے کے ساتھ ہی ہسپانیہ کی حقیقی ضروریات پر بھی اس کی نظر غائر تھی اور وہ خوب سمجھے ہوئے تھا کہ معاملات خارجیہ اور نوآبادی کے متعلق طریق عمل کیا ہونا چاہئے۔ ایلی زابیتھ فارنیس کے مزاج میں اسے دخل تھا مگر اپنے اس اثر سے اس نے ہمیشہ ہسپانیہ کے فلاح و بہبودی کے لئے کام لیا۔ فلیوری اور وال پول کی طرح اس کا بھی شمار اس زمانے کے سربرآوردہ امن پسند وزیروں میں ہے۔ فلیوری کی طرح وہ بھی اپنی مرضی کے خلاف پولینڈ کی جنگ جانشینی میں شریک ہوا تھا اور فلیوری کی طرح اسے بھی اس جنگ کے بعد اپنے ملک کے اثر اور مقبوضات کو بڑھانے میں کامیابی ہوئی۔ اس کا جانشین لاکوادرا ہوا جو بعد میں مارکوس ولاریاس کے نام سے مشہور ہوا اور ہسپانیہ کی حکومت بالکلیہ ہسپانیوں کے ہاتھ میں آ گئی؛

پاتی نیو کا انتقال ۱۷۳۶ء

پولینڈ کی جنگ جانشینی ختم ہو چکی تھی اور اب امید ہو چلی تھی کہ یورپ کو کچھ روز کے لئے امن نصیب ہو گا۔ چارلس ششم کی فوجوں کو میدان جنگ میں ہزیمت ہوئی تھی مگر نتائج کے لحاظ سے اسے کامیابی ہوئی کیونکہ اسکا نامزد کردہ امیدوار پولینڈ کا بادشاہ ہو گیا تھا اور لوئی پانزدہم اور آگسٹس سوم نے اس کے انتظام جانشینی کو تسلیم کر لیا تھا۔

پولینڈ کی جنگ جانشینی کی یورپ میں اہمیت

لارین کی ڈچی شہنشاہت کے قبضے سے نکل گئی تھی مگر اس کے ڈیوک کو جو میریا تھریسا کا شوہر تھا ٹسکنی کی ریاست مل گئی تھی اور اب آسٹریا کے مقبوضات میں شامل ہو گئی تھی۔ چارلس ششم کو ہر دو سلطنت ہائے سسلی اور ٹسکنی کی بندرگاہوں سے دست بردار ہونا پڑا تھا مگر پارما اور پیاسین زا پر اسکا قبضہ

پھر ہو گیا تھا جسکی وجہ سے اطالیہ میں اس کے مقبوضات مستحکم ہو گئے تھے۔ فرانس اور ہسپانیہ کے بوربون بادشاہ سب سے زیادہ نفع میں رہے۔ فلیوری نے لارین کی جانشینی حاصل کر کے فرانس کے لئیے ایک نہایت ہی بیش بہا علاقہ حاصل کر لیا تھا اور ہسپانیہ نے اطالیہ میں نہ صرف ایک سلطنت فتح کر لی تھی اور ایک شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی تھی بلکہ یورپ پر ثابت کر دیا تھا
صفحہ ۱۰۶ کہ اس کے سپاہیوں کی شجاعت اور فن سپہگری میں کوئی فرق نہیں آیا تھا بشرطیکہ انھیں مونت مار ایسے سپہ سالار مل جائیں۔ بعض وجوہ کے سبب سے ہسپانیہ اور فرانس کے درمیان کچھ رنجش ہو گئی تھی مگر تمام دنیا کو معلوم تھا کہ فرانس اور ہسپانیہ کے بوربون بادشاہ باہم متحد ہیں اور فرانس کے انقلاب تک انگلستان کے مدبّروں کو ہمیشہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ یہ دونوں سلطنتیں متحد ہو کر یورپ پر غلبہ حاصل کرلینگی؛

دوران جنگ مذکور میں آسٹریا اور روس کے اتحاد کی اعلےٰ درجہ کی اہمیت ثابت ہو چکی تھی کیونکہ ان دونوں دولتوں نے پولینڈ میں اپنے منصوبوں کو پورا کر لیا تھا اور یورپ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ رائن ندی پر روسی فوجوں کی موجودگی سے یورپ کی سلطنتوں کو روسی اتحاد کی قدر و قیمت معلوم ہو گئی جسکی وجہ سے مصالحت میں غالباً عجلت ہوئی۔ پولینڈ میں صلح نامہ جات تقسیم کے عہد کی یہ پہلی منزل ہے اور سویڈن کے انحطاط، روس اور پرشیا کے عروج اور روس اور آسٹریا کے اتحاد کی وجہ سے پولینڈ میں زوال میں زیادہ دقت باقی نہ تھا۔ آسٹریا نے اب محسوس کر لیا تھا کہ پولینڈ اور سائی لے شیا میں اس کی اغراض اسیقدر اہم ہیں جتنی کہ اطالیہ میں، پرشیا کے طرز عمل کا اصل اصول اب یہ ہوگا کہ کسی ایسے موقع کو نظر انداز نہ کیا جائے جس سے اس کے منتشر مقبوضات باہدیگر متصل ہو جائیں۔ اس جنگ میں سوائے نے حسب عادت غداری سے کام لیا تھا اور اس غداری کے صلے میں اسے شمالی اطالیہ میں جدید مقبوضات حاصل ہو گئے تھے؛

اس جنگ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آسٹریا اور پرشیا کے تعلقات ناخوشگوار

ہوتے جاتے ہیں۔ فریڈرک ولیم نے اپنے عہدناموں کی شرائط کے مطابق دس ہزار سپاہی شہنشاہی فوج کی امداد کے لئے روانہ کئے تھے مگر پولینڈ کے واقعات سے وہ سخت ناراض ہوگیا کیونکہ مصالحت کے نامہ و پیام میں اسکا بالکل خیال نہ کیا گیا جسکی وجہ سے اس نے اعلان کردیا کہ آسٹریا اور روس نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔ جولخ اور برگ کی جانشینی کے متعلق اسے شہنشاہ کی طرف سے بہت خدشہ تھا اور جنگ کے بعد اسکے اور شہنشاہ کے درمیان سخت کشیدگی ہوگئی۔

سترھویں صدی کے اواخر میں آسٹریا کے عاقبت اندیش مدبروں نے محسوس کرلیا تھا
کہ بران ڈین برگ کی ریاست خاندان ہیپس برگ کی رقیب ہو جائیگی۔ پولینڈ کی جنگ صفحہ ۱۰۷
جانشینی سے انکے شبہے پختہ ہوگئے تھے اور اس رقابت کے بڑھنے کی یہ ایک خاص منزل تھی۔ اس جنگ کے چند سال بعد آسٹریا اور پرشیا کے درمیان سلسلہ جنگ وجدال شروع ہوا جس سے یورپ کی تاریخ کا ایک نیا عہد شروع ہوتا ہے۔

پولینڈ کی جنگ جانشینی سے قریب قریب یورپ کی ہر ایک اہم سلطنت متاثر ہوئی۔ سسلی اور نیپلز کے ایک بادشاہ کے تحت میں متحد ہو جانے اور سارڈینیا کی سلطنت کی ترقی سے یہ جنگ اطالیہ کے لئے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اسکے علاوہ روس کے اثر کی روزافزوں ترقی کا ثبوت ہو چکا تھا۔ خاندان بوربون کی اہمیت تسلیم کرلی گئی تھی اور مسئلہ شرقی کی اہمیت اب یہ ہوگئی تھی کہ یورپ کی ہر ایک وزارت اسکی طرف متوجہ تھی۔

وائنا کے تیسرے صلحنامہ سے امید تھی کہ یورپ میں عرصہ تک امن رہیگا مگر ۱۷۳۶ء کے اختتام کے قبل ہی مشرق میں جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ ہوگیا تھا اور ۱۷۳۸ء میں انگلستان اور ہسپانیہ بظاہر جنگ کے لئے تیار ہو رہے تھے۔

باب پنجم

شمالی اور مشرقی یورپ

۱۷۱۵ء تا ۱۷۴۰ء

مسئلہ مشرقی۔ ٹرکی کی جنگ آسٹریا اور وے نس سے صلح نامہ پاسارووٹز۔ ٹرکی اور ایران۔ نادر شاہ۔ ٹرکی اور ایران کی جنگ۔ جنگ مذکور کی اہمیت یورپ میں ۱۷۲۶ء کا صلح نامہ روس اور آسٹریا کے درمیان۔ کیتھرین اول، پیٹر ثانی اور اینی ایوانووناؔ ۱۷۳۶-۱۷۳۹ء کے ٹرکی کی جنگ کے اسباب۔ مارشل میونخ۔ جنگ ٹرکی ۱۷۳۶ء کا آغاز۔ آسٹریا روس کی شرکت کرتا ہے ۱۷۳۷ء ۱۷۳۹ء کی معرکہ آرائیاں۔ ولی نیو کی سفارتی کاروائیاں۔ سویڈن کی سیاسی حالت ۱۷۳۸ء کا ڈایٹ اور فرانسیسی اتحاد۔ آسٹریا روس کا ساتھ چھوڑتا ہے۔ بلغراد کا صلح نامہ۔ فرانسیسی سفارتی کارروائیوں کی کامیابی۔

۱۷۳۶ء میں جو جنگ شروع ہوئی اور ۱۷۳۹ء تک جاری رہی اس میں ایک طرف تو تنہا ٹرکی تھا اور دوسری طرف آسٹریا اور روس تھے۔ اس جنگ سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ شمالی اور مشرقی یورپ میں اس وقت کس قسم کے اثرات غالب تھے۔ اس جنگ کے دوران میں فرانس کے جو تعلقات ٹرکی سے تھے ان کی اہمیت کا امتحان ہو گیا اور سویڈن کے انحطاط اور اُس کی حکومت کے ضعف کا بھی کافی ثبوت ہو گیا۔ مشرق اور مغربی یورپ کے معاملات کا باہم دیگر تعلق رکھنا بھی اب صاف ظاہر تھا اور روس کی موجودہ ممتاز حیثیت اور آسٹریا سے

اتحاد رکھنا گویا پیش خیمہ تھا ان کے مابعد کے باہمی اتحاد کا جو جنگ ہفت سالہ میں پرشیا کے خلاف ہوا اور ۱۸۷۰ء میں ٹرکی کے خلاف۔ لیکن یہہ جنگ زیادہ تر اہم اس وجہ سے تھی کہ یورپ کو اسی زمانہ سے اس مسئلہ کی طرف متوجہ ہونا پڑا جو صلح نامۂ کے نارڈجی کے بعد سے "مسئلہ مشرقی" کے نام سے موسوم ہے

مسئلہ مشرقی

سترھویں صدی کے اواخر سے روس اور آسٹریا نے ٹرکی کے مقبوضات کے بعض حصص پر قبضہ کرنے کا مصمم قصد کر لیا تھا صفحہ ۱۰۹

سلطان کی سلطنت کے حصے بخرے کرنے کے منصوبے علانیہ ہونے لگے تھے اور ۱۶۹۹ء میں کارلووٹز کے صلح نامے سے سلطنت ٹرکی کی باضابطہ تخریب شروع ہوئی جو ہمارے زمانہ تک جاری ہے مگر آسٹریا نہ تو کافی قوت رکھتا تھا اور نہ متحد تھا اور روس کی قوت بھی ابھی تک مستحکم نہیں ہوئی تھی۔ پیٹر اعظم نے کوشش کی تھی کہ ۱۷۱۱ء میں دولت عثمانی کو ایک ہی ضرب میں ہلا دے مگر اس جسارت کا اسے خمیازہ بھگتنا پڑا اور گویا پرتھ کے صلح نامے سے وہ خود اور اس کی فوج تباہی سے بچ گئی مگر روسیوں کو اپنے شمالی صحراؤں کی طرف رجعت اختیار کرنی پڑی اور پچیس سال تک ترکوں کو روس سے کوئی خدشہ نہ تھا۔

پاساروونز کے صلح نامے (۱۷۱۸ء) کے بعد سے ٹرکی یورپ کی کسی جنگ میں شریک نہ تھا۔ اس صلح نامے سے وہ جنگ ختم ہوئی جس کا اعلان ترکون نے دسمبر ۱۷۱۴ء میں وے نس کے خلاف کیا تھا تاکہ اپنے ان مقبوضات کو دوبارہ حاصل کر لیں جو اس اطالوی جمہوریہ نے گزشتہ صدی میں ان سے

ٹرکی کی جنگ وے نس اور آسٹریا سے

چھین لیے تھے۔ پرتھ کے صلح نامے کے ذریعہ سے ٹرکی نے سلطان احمد ثالث کے عہد حکومت (۱۷۰۳ تا ۱۷۳۰ء) میں پیٹر اعظم کو شکست دیکر آزوو پر دوبارہ قبضہ کر لیا تھا۔ ۱۷۱۵ء میں وے نس کے خلاف میں اسے اسی قسم کی کامیابی ہوئی اور اس کی فوجوں نے وزیر خطر وزیر علی قمرغی کے زیر کمان موریا کو بآسانی فتح کر لیا اور اہل وے نس کو کریٹ سے نکال دیا جنھوں نے آسٹریا سے امداد کی درخواست کی۔ پرنس یوجین نے اس درخواست کی تائید کی اور ۱۷۱۶ء کے اوائل میں آسٹریا نے جمہوریہ وے نس

سے ایک معارضانہ اور مدافعانہ اتحاد کرلیا۔ ٹرکی کے وزیر اعظم نے بھی باوجود متعدد مدبروں اور سپہ سالاروں کی مخالفت کے آسٹریا کے خلاف میں اعلان جنگ کردیا مگر وزیر اعظم نے اپنی قوت کا اندازہ کرنے میں غلطی کی اور ترکوں کو اس مہم میں ناکامی ہوئی۔ ان کے ایک بیڑے اور فوج نے جزیرہ کارفو پر حملہ کیا جسکی مخالفت بہادر شولین برگ نے کی اور بالآخر آگست ۱۷۱۶ء میں ترک محاصرہ سے دست بردار ہوگئے۔ کسی نے کہا ہے کہ "جمہوریہ وے نس کا یہ آخری شاندار جنگی کارنامہ تھا مگر اس کا سہرا ایک جرمنی سپاہی کے سر ہے"۔

آسٹریا کے خلاف میں ترکوں نے ایک فوج جولائی ۱۷۱۶ء میں مجتمع کی جو پیٹر وارڈین کے محاصرے کے لیئے روانہ ہوئی۔ دشمن کی فوج سے جو جنرل پالفی کے زیر کمان تھی صفحہ ۱۱۰
پہلے مقابلے میں ترکوں کو کامیابی ہوئی مگر ۱۳ اگست کو پیٹر وارڈین کی جنگ میں پرنس یوجین کو باب عالی کی فوجوں پر قطعی فتح حاصل ہوئی اور پانچ گھنٹوں تک جنگ کے جاری رہنے کے بعد وزیر اعظم شہید ہوا اور ترک ہمت ہار گئے۔ بیس روز کے بعد یوجین نے ٹمیس ور کا محاصرہ کیا اور چونکہ ترکوں کو اس کے بچانے میں ناکامی ہوئی اس لیئے ۲۸ نومبر ۱۷۱۶ء کو وہاں کی فوج نے ہتھیار ڈالدیئے۔ اس کے بعد اہل سرویا نے بغاوت کردی اور آسٹریوں کے شریک ہوگئے۔ اس جنگ کا اہم ترین واقعہ بلغراد پر آسٹریا کا قبضہ ہوجانا تھا۔ یوجین نے اسی ہزار سپاہ لیکر اس شہر کا محاصرہ کرلیا جس میں صرف تیس ہزار ترکی فوج تھی مگر یہ لوگ ۱۸ اگست تک اپنے مقام پر جمے رہے۔ نئے وزیر اعظم ابراہیم نے محصور فوج کو کمک پہنچانے کی کوشش کی تھی مگر یوجین نے اسے بھی شکست دی اور بلغراد پر آسٹریا کا قبضہ ہوگیا جس سے تمام یورپ متوجہ ہوگیا۔ باب عالی بھی اب مصالحت پر آمادہ تھا اور انگلستان ہسپانیہ کے دربار کے تیور دیکھکر ترکی اور آسٹریا کے درمیان مصالحت کرادینے کا خواہشمند تھا۔

چارلس ششم پہلے ہی سے سارڈی نیا کو سسلی سے بدل لینا چاہتا تھا اور سارڈی نیا پر البیرونی کے قبضہ کرلینے سے جو پیچیدگیاں پیدا ہوگئی تھیں انکے لحاظ سے وہ چاہتا تھا کہ ترکی سے مصالحت ہوجائے۔ جولائی ۱۷۱۸ء میں پاسارووٹز

صلح نامہ پاسارووٹیز ۱۷۱۸ء	کے صلحنامے پر دستخط ہو گئے۔ وے نس کی جمہوریہ صوبۂ موریا اور اضلاع زارین اَو ٹوواورزوب زی سے دست کش ہوگئی اور اس کے سابق مقبوضات میں سے صرف جزایر

آئی اونی رہگئے اور البانیہ کے ساحل پر جزیرہ کارفو کے علاوہ چند شہر اور اضلاع جوایک قطعہ ملک میں تھے جو عرض میں چار فرسخ اور طول میں بیس فرسخ تھا۔ آسٹریا بہت فائدہ میں رہا کیونکہ شہر و ضلع تمیس ور پر قبضہ ہو جانے سے تمام ملک ہنگری پر اسکا تسلط ہوگیا اور شہر بلغراد کے علاوہ سرویا کا دو ثلث حصہ اور والےشیا اور بوس نیا کے بعض حصے بھی اس کے قبضہ میں آگئے بلغراد کے جغرافیائی موقعہ کی وجہ سے آسٹریا کو ایک ایسا مقام ملگیا جہاں سے اس کو ہٹانا نہایت دشوار تھا۔ سرویا کے بیشتر حصہ پر اس کا قبضہ ہو جانے سے سالونی کا اور قسطنطنیہ اس کی زد میں ہوگئے اور چونکہ سیو ندی کے دونوں کناروں پر اس کا قبضہ تھا اس لئے وہ جب چاہتا بوس نیا پر قبضہ کر سکتا تھا۔ رومانیا کے اضلاع میں بھی اس کا اثر ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ڈینیوب کے سواحل کے ملک میں اس کی قوت بڑھگئی اور بحیرہ اسود سے بھی اسے قربت حاصل ہوگئی تھی ؎

یوجین کی باکمال قیادت سے آسٹریا کو شرقی یورپ میں ایک ممتاز حیثیت حاصل ہوگئی تھی اور اسے یہ موقع ملگیا تھا کہ اپنے فتوحات کو وسعت دے اور مستحکم کرے۔ اگر چارلس ششم اپنے ان منصوبوں سے دست بردار ہوگیا ہوتا جو ممالک غربی کے متعلق تھے اور چونکہ فرانس کی مداخلت کا بھی اندیشہ تھا اس لئے قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی میں وہ روس سے بازی لے جاتا اور بحیرۂ اسود اور بحیرۂ یونان تک پہونچ گیا ہوتا۔ مگر آسٹریا کی اس غلطی سے عثمانیوں کو اتنا ہی نفع ہوا جتنا کہ پرتھ کی کامیابی سے ہوا تھا۔ آسٹریا کا دوسرا حملہ بیس سال کے بعد ہوا اور ایسے حالات میں جو اس کے لئے سخت ناساعد تھے۔ آسٹریا نے ریاست ہائے بلقان اور ڈینیوب کے سواحل پر اپنے اثر کی توسیع کا موقعہ کھو دیا اور اس کے بعد اس نے مشرق کی طرف جو کچھ پیش قدمی کی وہ روس کی مشارکت میں تھی ؎

صفحہ ۱۱۱

پسارووٹز کی صلح کے بعد ترکوں نے روس پر حملہ کرنے کی تمام تجاویز کو رد کرکے سلطنت ایران کی طرف توجہ کی جو بدنظمی کی وجہ سے طوائف الملوکی کی حالت مین

ٹرکی اور ایران

تھی اور افغانوں کی یورشوں کا شکار ہو گئی تھی ۱۷۲۲-۲۳ء میں شاہ طہماسپ نے اپنے رقیب محمود کے خلاف امداد کی درخواست کی۔ ٹرکی اور روس نے بلاکسی وقت کے سلطنت ایران کے بعض حصوں پر قبضہ کرلیا کیونکہ علاوہ سلطنت کے متعلق اس نزاع کے ارمنوں نے بھی طہماسپ کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور ترکوں سے امداد کے متمنی تھے ؎

محمود کے انتقال کے بعد اسکا عم زاد بھائی اشرف اسکا جانشین ہوا اور جون ۱۷۲۴ء میں ترکی اور روس کے درمیان ایک عہدنامہ تقسیمی ہوا جس کا منشا یہ تھا کہ زار روس ان ایرانی اضلاع کو لیلے جو بحیرۂ خزر کے متصل ہیں اور ترک صوبجات گرجستان و آذربایجان پر قبضہ کرلیں۔

۱۷۲۷ء تک اشرف کو کامیابی حاصل ہوتی رہی جو سنی المذہب تھا اور صفحہ ۱۱۲
اسی سال میں باب عالی نے قسطنطنیہ کی رائے عامہ کا لحاظ کرکے ایران کے تاج و تخت کے متعلق اس کے دعادی کو شیعی المذہب طہماسپ کے مقابلہ میں تسلیم کرلینے کا فیصلہ کرلیا۔ مگر اس تصفیہ سے ایران کا مسئلہ جانشینی طے نہ ہوسکا کیونکہ اسی زمانہ میں نادر شاہ کو یکایک عروج حاصل ہوا جس نے طہماسپ کو بحال کرادیا اور ۱۷۲۹ء میں اس نے اشرف کو شکست دی اور ترکوں کو بھی ایران کی سرزمین سے ۱۷۳۵ء میں نکال دیا ؎

نادر شاہ۔

اس اقبال مند سپاہی کی بے نظیر شجاعت اور جفاکشی ہر چیز پر غالب آجاتی تھی۔ اپنی آیندہ کامیابی کے متعلق اسے یقین کامل تھا اور مسمرزم شناسی میں بھی اسے خاص ملکہ تھا۔ ۱۷۲۷ء سے شاہ طہماسپ کے مزاج میں اسے پورا دخل حاصل ہوگیا تھا اور اب وہ اپنی

؎۱ روسیوں نے باکو وغیرہ پر قبضہ کرلیا تھا اور انکی ان کامیابیوں سے گھبراکر ترکوں نے ان پر حملہ کرنیکا قصد کرلیا تھا مگر فرانس کے سفیر بوناک نے مصالحت کرادی۔

آیندہ عظمت کی بنیاد ڈال رہا تھا۔ اس زمانے میں اسکے ذاتی اغراض خواہ کچھ ہی ہوں مگر اس میں شک نہیں کہ بہ حیثیت ایک محب وطن اسکا مصمم قصد تھا کہ ایران سے غیر ملکیوں کو نکال دے خواہ وہ ترک ہوں یا افغانی اور بغاوت کو فرو کر کے ایران کو ایک قوی اور مستحکم سلطنت بنا دے۔ ۱۷۲۹ء میں اس نے دامغان اور مورشکور کی لڑائیوں میں اشرف اور اس کے افغانوں کو شکست فاش دی اور ۱۷۳۰ء میں پھر اشرف کو اصطخر میں ہزیمت ہوئی اور وہ بلوچستان میں مرگیا۔ افغانوں کی بیخ کنی کے بعد نادر جواب تک برائے نام طہماسپ کا نمائندہ تھا ترکوں کی طرف متوجہ ہوا تاکہ ایران کے ان صوبوں کو واپس لیلے جن پر ترکوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ ۱۷۲۸ء میں ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد نادر نے ایک سفارت قسطنطنیہ کو بھیجی مگر ٹرکی کے دار الخلافہ میں جنگ پسند جماعت کا زور تھا اور یہ سفارت بے نیل و مرام واپس آئی ؛

سلطان احمد بذات خود صلح کا خواہاں تھا مگر ینی چیری فوج کے دباؤ سے وہ مجبور ہوا کہ ایران سے پرخاش جوئی کے لیئے نئے موقعے تلاش کرے۔ نادر کو بھی

ٹرکی اور ایران کی جنگ

جب یہ معلوم ہو گیا کہ باب عالی مخالفت پر قائم ہے تو اس نے پیرانہ سال توپال عثمان پر حملہ کر کے اسے نہاوند میں شکست دی اور اس کے بعد دوسری فوجوں کو ہزیمت دیکر جو تیمور اور مصطفےٰ پاشا کے زیر قیادت تھیں تبریز پر قبضہ کر لیا۔ سلطان احمد نے جب دیکھا کہ اب جنگ کو جاری رکھنے میں کوئی فائدہ نہیں تو وہ نادر کی پیش کردہ شرائط پر صلح کرنے کو آمادہ ہو رہا تھا مگر برافروختہ ینی چیریوں نے اسے سلطنت سے دست کش ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس کے جانشین محمود اول (۱۷۳۰ء تا ۱۷۵۴ء) کی عہد حکومت کے پہلے سال میں باب عالی کو چند روزہ کامیابی ہوئی مگر یہ محض عارضی تھی یعنی جب نادر شاہ ہرات کے محاصرے میں مصروف تھا تو ترکوں نے پھر تبریز پر قبضہ کر لیا اور ۱۷۳۱ء میں شاہ طہماسپ اس شرط پر ترکوں سے صلح کرنے پر تیار ہو گیا کہ اگر وہ روسیوں کے خلاف اس کی امداد کے لیئے ایک فوج بھیجیں تو آذربائیجان کا بیشتر حصہ اور آرا کے شمال کا تمام ملک باب عالی کے سپرد کر دیا جائے گا۔

صفحہ ۱۱۳

ان واقعات کو سنکر نادر غضب ناک ہوگیا اور اس نے اس صلح نامے سے انکار کر کے ۱۷۳۲ء میں طہماسپ کو معزول کر کے اسکے شیر خوار بیٹے عباس کو جس کی عمر صرف آٹھ ماہ کی تھی تخت نشین کر دیا اور ترکی سے پھر جنگ شروع کر دی۔ ۱۷۳۳ء کے موسم بہار میں اس نے بغداد کا محاصرہ کر لیا مگر اس جسارت کا اسے خمیازہ بھگتنا پڑا اور ۱۹ر جولائی کو توپال عثمان نے اسے بمقام سوبیرا شکست دی اور اسی سال ایرانیوں کو پھر بمقام لے تان شکست ہوئی۔ ان فتوحات کو قطعی خیال کر کے ترک حفظ ماتقدم کی تدابیر سے غافل ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی سال مندیلی میں انھیں شکست فاش ہوئی اور انکا شجاع سپہ سالار توپال عثمان کام آیا۔ مگر جنگ پسند جماعت کا قسطنطنیہ میں اب بھی زور تھا اور کچھ وقفے کے بعد جنگ پھر شروع ہوگئی اور اہل یورپ کو بھی اس میں دلچسپی ہوگئی۔ فلیوری اس فکر میں تھا کہ ترکی اور ایران کی جنگ ختم ہو جائے تاکہ پولینڈ میں ترکوں سے روسیوں کے منصوبوں کو روکنے کا کام لے۔ برخلاف اس کے روس کی ملکہ اینی کی خواہش تھی کہ پولینڈ کی جنگ جانشینی کے اختتام تک ترک ایران میں مصروف پیکار رہیں۔ اس لیے اس نے نادر شاہ سے ساز باز کر لیا اور وہ ایرانی صوبے واپس کر دیئے جو ۱۷۲۴ء کے صلح نامے (پیٹر اعظم اور احمد ثالث کے درمیان) کے ذریعہ سے روس کو دے گئے تھے۔ اس کے علاوہ ملکہ مذکور نے نادر شاہ کو محاصرہ کے آلات بھی دیئے۔ ۱۷۳۴ء اور ۱۷۳۵ء میں نادر شاہ نے چند خونریز معرکوں کے بعد ترکوں کو گرجستان سے خارج کر دیا۔ ان ہزیمتوں اور روس اور آسٹریا کی مخالفانہ طرز عمل سے مرعوب ہو کر باب عالی نے ۱۷۳۵ء کے اواخر میں صلح کر لی اور ارض روم میں نادر شاہ کے ساتھ ایک صلح نامے پر دستخط ہوئے جس کے رو سے ٹرکی گرجستان اور آذر بائیجان کے صوبوں سے دست بردار ہو گیا۔ سال مابعد میں نادر شاہ جس نے ایران کو آزادی دلائی تھی اور اس کے کھوئے ہوئے صوبوں کو دوبارہ فتح کر لیا تھا بادشاہ منتخب ہوا۔ لیکن بہت بہتر ہوتا اگر ترکی نے

جنگ کی اہمیت یورپ میں

صفحہ ۱۱۴

(۱) ترکوں اور نادر شاہ کے درمیان باضابطہ صلح نامہ ستمبر ۱۷۳۶ء میں مرتب ہوا۔

ایران سے ۱۷۲۹ء ہی میں صلح کرلی ہوتی ۔ پاساروویٹز کے صلح نامے کے بعد سے اسکا طرز عمل نقصان رساں اور ناعاقبت اندیشی پر مبنی تھا۔ ۱۷۲۴ء میں جو معاہدہ روس سے پولینڈ کی تقسیم کے لیئے ہوا تھا اس سے شمالی خطرہ قطعاً دفع نہ ہوا اور ایران کی جنگ میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے ٹرکی نہ صرف پولینڈ کی جنگ کے دوران میں روس پر حملہ کرنے سے معذور رہا بلکہ اب روس اور آسٹریا کی متحدہ فوجوں کے آنے والے حملے کو دفع کرنے کی بھی اس میں تاب نہ تھی۔ احمد ثالث اور اس کے وزیر ابراہیم پاشا کا طرز عمل یہ تھا کہ دول یورپ سے خوشگوار تعلقات رہیں۔ ابراہیم کبھی یہ محسوس نہ کرسکا کہ روسی عنقریب حملہ کرنے والے ہیں اس لیئے وہ ہمیشہ اس فکر میں رہتا تھا کہ نہ صرف روس اور آسٹریا کو خوش رکھے بلکہ انکی اطاعت گزاری کرے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سواحل بحیرۂ روم پر فرانس کی مذہبی اور تجارتی اغراض معرض خطر میں پڑ گئیں۔ ٹرکی کا یہ طرز عمل سخت ناعاقبت اندیشی پر مبنی تھا کیونکہ روس ہمیشہ اس کی مخالفت پر تلا رہتا تھا۔

۱۷۲۶ء کا معاہدہ روس اور آسٹریا کے درمیان

۲۵ راگست ۱۷۲۶ء کو روس اور آسٹریا کے درمیان ایک معاہدے پر دستخط ہوگئے جس پر اس صدی میں ان دونوں ملکوں کی مشرقی پالیسی مبنی ہے۔ اس عہد نامے کی اہم ترین شرطیں یہ تھیں کہ اگر ان دونوں ملکوں میں سے کسی پر حملہ ہو تو دوسرا تیس ہزار فوج سے مدد کرے اور اگر ٹرکی سے جنگ ہو تو تمام موجودہ فوجوں سے کام لیا جائے۔ اس سے ٹرکی کو یہ اندیشہ ہوگیا کہ آسٹریا اور روس کی سلطنتیں اس پر بوقت واحد حملہ کریں گی کیونکہ دونوں اس فکر میں تھیں کہ مقبوضات عثمانی کو باہم تقسیم کرلیں صرف فرق اتنا تھا کہ آسٹریا جرمنی کے معاملات میں مشغول ہونے کی وجہ سے اپنے مقبوضات کو مشرق کی طرف وسعت دینے پر زیادہ توجہ نہ کرسکتا تھا مگر روس کے حکام باب عالی کو نقصان پہونچا کر اپنے مقبوضات کو وسعت دینے اور اپنی اغراض کو پوری کرنے کے لیئے ہر موقع سے نفع اٹھاتے تھے؛

پیٹر اعظم نے ۲۸ر جنوری ۱۷۲۵ء کو انتقال کیا اور اس کی بیوی کیتھرین اول صفحہ ۱۱۵

اس کی جانشین ہوئی جسکے عہد حکومت کا اہم ترین واقعہ یہی معاہدہ تھا جو ۱۷۲۶ء
میں آسٹریا کے ساتھ ہوا۔ اس نے اپنے مختصر عہد حکومت میں جماعت امرا کے
زور کو روکنے کی کوئی تدبیر نہ کی جس کے سربرآوردہ اراکین مین شی کوو، اپراکسن،

کیتھرین اول، پیٹر ثانی، اینی ایوانوونا کے عہد حکومت

ٹالس ٹائی، گولٹ سن، گولووکن، اوس ٹرمان تھے جو دارالعلے
مجلس راز کے رکن بھی تھے۔ ۱۷۲۷ء میں اس کا انتقال
ہوگیا۔ اور پیٹر اعظم کا پوتا پیٹر ثانی اس کا جانشین ہوا۔ اسکا
عہد حکومت بھی طویل نہ تھا۔ یہ بادشاہ سمجھدار ضرور تھا مگر مزاج میں استقلال
نہ تھا اور اس کی طرف سے پہلے مین شی کوو اور پھر الیکزس اور ایوان ڈول
گرد گی نے حکومت کی۔ ایوان کے عروج کے زمانے میں قدیم روسی جماعت کو پھر
غلبہ ہوگیا جو مغربی تمدن کے اجراء کی مخالف تھی اور بجائے سینٹ پیٹرس برگ کے
ماسکو کو روس کا حقیقی دارالسلطنت خیال کرتی تھی پیٹر نے ۳۰ر جنوری ۱۷۳۰ء
کو انتقال کیا اور چونکہ پیٹر اعظم کی اولاد ذکور میں سے کوئی باقی نہ تھا اس لئے
امرا کو اپنے اثر کو بڑھانے کا موقع ملگیا۔ ۱۱۸ سال حکومت کرنے کے بعد خاندان
رومانوو کا چراغ اب گل ہوگیا تھا[1]۔ پیٹر اعظم کی بڑی بیٹی اینی نے جسکی شادی
ڈیوک ہولسٹین سے ہوئی ۱۷۲۸ء میں انتقال کیا۔ اسکا ایک بیٹا تھا جو کچھ روز کے
بعد پیٹر ثالث کے نام سے بادشاہ ہوا۔ پیٹر اعظم کی سب سے چھوٹی بیٹی ایلی زابیتھ
موجود تھی اور ملک اور فوج میں ہر دل عزیز تھی۔ لیکن ڈول گروکن اور گولٹ سن
خاندانوں نے سلسلۂ جانشینی کو بدل دینے کا قصد کر لیا اور ۱۷۳۰ء میں
اینی ایوانوونا کو شہنشاہ بیگم قرار دیا جو پیٹر اعظم کے بڑے بھائی ایوان کی بیٹی
اور ڈیوک کورلینڈ کی بیوہ تھی۔ ان لوگوں نے ایک دستاویز مرتب کی جن میں
چند اہم دستوری تغیرات شامل تھے مگر جس سے منشا یہ تھا کہ تمام قوت امرائے
عظام کے ہاتھوں میں آجائے۔ گولٹ سن اور ڈول گرد کی کے مخالف وزیر اعظم
گولووکن اور نائب وزیر اعظم اوسٹرمان تھے جو کمتر درجے کے امرا کے مؤید تھے۔

[1] دیکھو ضمیمہ (د)

اگر اینی نے ماسکو میں آکر تمام اختیارات امیروں کی ایک مجلس اعلےٰ کے سپرد
کر دیئے ہوتے تو اس کی وہی گت بنتی جو سویڈن کی ملکہ کی بنی تھی اور روس کا صفحہ ۱۱۶
بھی وہی حشر ہوتا جو پولینڈ کا ہوا تھا۔ ۲۶ فروری کو اینی ماسکو میں داخل ہوئی۔
اپنی قوم میں وہ پہلے ہی سے ہر دلعزیز تھی اب کلیسیا اور فوج کی تائید حاصل کر کے
اس نے بالکل کایا پلٹ کر دیا یعنی امرا کی مجلس اعلیٰ کو موقوف کر دیا اور اپنی
مطلق العنان حکومت قائم کر لی جس سے امرائی جمہوریہ کے قیام کی امید جاتی رہی
اور زاران روس کی مطلق العنان حکومت حسب سابق جاری ہو گئی۔ خاندان
ڈول گروکی کے اراکین تباہ ہو گئے اور اینی نے اپنا دارمدار بالکل اپنے
منظور نظر جرمن مصاحبوں پر کر دیا جن میں سے بیرین ساکن کورلینڈ سب سے
زیادہ مشہور ہے خارجی حکمت عملی میں اینی نے کیتھرین اول کی متابعت کی بلکہ
اس سے آگے بڑھ گئی اور اس کا وزیر خارجی اوسٹرمان ویسٹ فالیا کے ایک
پادری کا بیٹا تھا۔

آسٹروی اتحاد حسب سابق برقرار رہا مگر پرشیا کے ساتھ بھی ربط وضبط
ہو گیا اور ۱۷۳۲ء میں انگلستان سے ایک تجارتی معاہدہ ہوا۔ ۱۷۲۶ء اور ۱۷۳۲ء
کے معاہدوں سے پیٹر اعظم کی خارجی حکمت عملی بالکل کالعدم ہو گئی اور سینٹ پیٹرسبرگ
میں فرانس کا اثر بالکل زائل ہو گیا۔ فلیوری کو شمالی ممالک کے سیاسیات سے
بالکل لگاؤ نہ تھا اور ۱۷۲۶ء کے اواخر میں جب کام پری دون وہاں
سے واپس بلا لیا گیا تو صرف ایک معتمد مسمی مگ نان بحیثیت نگران کار
(Charge d' affaires) وہاں فرانس کی طرف سے مقیم تھا۔ مگر رفتہ رفتہ مشہور
جرمن سپہ سالار مارشل میونخ کی سرکردگی میں ایک جماعت پیدا ہو گئی جو
آسٹروی اختلاف کی مخالف اور فرانس سے تعلقات سابقہ کی تجدید کی موید تھی۔
۱۷۳۲ء میں روسی وزیر کے بلا علم میونخ اور زارینا نے فرانس سے در پردہ
نامہ و پیام شروع کر دیا۔ زارینا نے روس کی امداد اور اسٹانس لاس کو
پولینڈ کے تخت پر برقرار رکھنے کی امید دلا کر فرانس سے یہ مطالبہ کیا کہ (۱) روس
کو پولینڈ کی سرحد اپنی اغراض کے لحاظ سے درست کرنے کی اجازت

دی جائے (۲) کورلینڈ[له] پر روس کی سیادت کو تسلیم کر لیا جائے اور (۳) فرانسیسی اپنے اثر سے ترکوں کو آمادہ کریں کہ وہ شہر آزوؔ روسیوں کے سپرد کر دیں۔ صفحہ ۱۱۷

فلیوری کے سامنے اب پھر وہی مسئلہ پیش تھا جس نے اس صدی میں فرانسیسی مدبروں کو پریشان کر رکھا تھا۔ فرانس کو دو طرز ہائے عمل میں سے ایک کو اختیار کرنا ضروری تھا یعنی یا تو روسیوں سے اتحاد کرے یا شمال اور مشرق میں اپنے قدیم طرز عمل پر قائم رہے۔ مگر فلیوری ان دونوں میں سے کسی کے متعلق فیصلہ نہ کر سکتا تھا اور اس نے کوئی قطعی معاہدہ نہیں کیا۔ نامہ و پیام کا سلسلہ کچھ روز تک جاری رہا جس کا بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ روس اور آسٹریا کا اتحاد اور بھی پختہ ہو گیا اور پولینڈ کی جنگ جانشینی مشرقی معاملات میں فرانس کے لیت و لعل اور عدم استقلال کی ایک بین مثال ہے۔

پولینڈ کی آزادی کو سلب کرنے اور پھر اسکو باہم تقسیم کر لینے کی کارروائی کا دیباچہ اس ملک کے تخت پر اپنی پسند کے حکمران کو مسلط کرنا تھا اور جب اس منصوبے کی روس اور آسٹریا میں کامیابی ہوئی تو ۱۷۳۵ء میں وائنا کے صلح نامے کے مرتب ہونے کے بعد ان کے سیاسی منصوبوں کے دوسرے جزو یعنی سلطان پر حملہ کرنے اور بالآخر سلطنت ٹرکی کے حصے بخرے کر دینے کی طرف متوجہ ہونے میں کوئی امر مانع نہ تھا۔ پیٹر اعظم کی تدبیر یہ تھی کہ پولینڈ کی راہ سے ٹرکی پر حملہ کیا جائے اور چونکہ اب پولینڈ روس کا حلقہ بگوش ہو گیا تھا اور ترک بھی ایران کی لڑائی میں پھنسے ہوئے تھے اس لیئے اینی اور اس کے مشیروں نے پرتھ کی ذلت کو مٹانے اور پیٹر اعظم کی حکمت عملی پر چلنے کے لیئے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ روس کو یہ بھی امید تھی کہ اگر اس نے ٹرکی پر حملہ کیا تو آسٹریا ۱۷۲۶ء کے معاہدے کی شرائط

جنگ ٹرکی ۱۷۳۶ء-۱۷۳۹ء کے اسباب۔

له - ۱۷۲۶ء میں مارس ڈی سیکس (آگسٹس ثانی شاہ سیکسنی اور آرورا ڈی کے نگز مارک کا بیٹا) کو روسیوں نے کورلینڈ سے نکال دیا جب کہ وہ ڈیوک منتخب ہوا اور یہ ملک گو پولینڈ کے تحت تھا مگر روس کا متوسل ہو گیا۔ ۱۷۳۷ء میں بیرین کورلینڈ کا ڈیوک بنا دیا گیا۔

کی پابندی کریگا۔ گزشتہ جنگ میں وارسا اور ڈینزگ پر قبضہ کرکے اور تمام مخالف تحریکوں کا انسداد کرکے روس نے آسٹریا کو اطالیہ اور رائن ندی پر اپنے دشمنوں سے نپٹنے کا موقع دیا تھا۔ اس لیئے اسے پوری امید تھی کہ آسٹریا شرقی معاملات میں اسکی معاونت کریگا۔

چارلس ششم خود بھی ترکوں سے لڑنے کے خلاف نہ تھا اور ۱۷۳۵ء سے واقعات کی رفتار سے مجبور ہوکر آسٹریا کی آنکھیں مشرق کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ ویسٹ فالیا کے معاہدے کے بعد سے جرمنی میں آسٹریا کا اقتدار اور اثر گھٹنے لگا تھا مگر اس کا نعم البدل یوں ہو گیا تھا کہ معاہدہ یوٹ ریخٹ اور اتحاد اربعہ صفحہ ۱۱۸ کی شرائط سے اطالیہ میں اس کے قدم جم گئے تھے۔ لیکن ۱۷۳۵ء میں خاندان بوربون نے سلطنت سسلی اور نیپلز کی بندرگاہیں حاصل کرلی تھیں اور سارڈینیا کی نوخیز سلطنت شمالی اطالیہ کے ایک حصے کی دعویدار ہوگئی تھی۔ چارلس ششم کو یہ خیال ہو چلا تھا کہ ٹرکی سے اگر جنگ ہوئی تو اس کا سکہ پھر جم جائیگا اور فتوحات سے اس کے مقبوضات میں جو اضافہ ہوگا اس سے ان نقصانات کا معاوضہ ہو جائیگا جو یورپ اور اطالیہ میں اس کے ہوئے تھے۔ پسارووٹز کے معاہدے سے آسٹریا کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ ڈینیوب کے سواحل پر پیش قدمی کی امید کرسکتا تھا اور پولینڈ کی جنگ جانشینی کے بعد ۱۷۳۶ء میں روس کو چارلس ششم کی سرگرم معاونت کی پوری امید تھی۔ نادر شاہ سے بھی امداد کی امید تھی کیونکہ اس نے ترکوں سے ابھی تک صلح نہ کی تھی اور ۱۷۳۵ء میں اس نے ایک روسی افسر کو یقین دلایا تھا کہ میں زارینا کے خلاف میں کسی قسم کی کارروائی نہ کرونگا۔ اس کے علاوہ خود سلطنت ٹرکی کی حدود کے اندر روس کے معاون موجود تھے۔

روس کے جاسوس پیٹر اعظم کے زمانے ہی میں بلغاریہ، سرویا اور رومانیا میں پہونچ گئے تھے اور جب آنے والی جنگ کی خبریں ۱۷۳۵ء میں دور افتادہ یونانیوں اور ساکنان جبل اسود (مانٹی نیگرو) کو بھی پہونچ گئیں تو ترکوں کی محکوم عیسائی رعایا میں حصول آزادی کا ایک عام جوش پھیل گیا۔ اسی وقت سے

روس نے سلطنت ٹرکی کی تخریب کے لئے جزیرہ نمائے بلقان کی اقوام کے جوش مذہبی اور قومی کو وقتاً فوقتاً مشتعل کرنا شروع کیا جس میں اسے بہت کچھ کامیابی ہوئی تھی۔

ترکی سے اعلان جنگ کے لئے کسی معقول بہانے کے ڈھونڈھنے میں بھی زیادہ وقت نہ تھی کیونکہ اس جنگ کے منصوبے اسی وقت ہو چکے تھے جب کہ اینی ۱۷۳۰ء میں تخت نشین ہوئی اور پولینڈ کی جنگ کی وجہ سے یہ جنگ ملتوی ہو گئی تھی۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی میں باب عالی کا طرز عمل مشتبہ تھا اور اس پر روس معترض بھی ہوا تھا کیونکہ باب عالی نے باوجود دوستی کے علانیہ اظہار کے آگسٹس سوم کے مخالفین کی آلات حرب سے مدد کی تھی۔ اس کے علاوہ روس کے حکام کو اعلان جنگ کے لئے ایک معقول عذر بروقت یہ رہا کرتا کہ تاتاری قبائل اکثر اوقات اگرین کی سرحدوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔ مزید براں کوہ قاف کے شمال میں دو صوبے داغستان اور قبرتاس تھے جن کے متعلق روس کے دعاوی کا ہنوز تصفیہ نہیں ہوا تھا اور اب بنائے نزاع قرار دیئے گئے۔ نادر شاہ سے جو جنگ ہوئی تھی اس کے دوران میں تاتاری فوجیں کوہ قاف کے ان دونوں صوبوں میں سے گزری تھیں اور روسی فوجوں سے مڈبھیڑ ہو گئی تھی۔ اس لئے ۱۷۳۵ء میں روس پولینڈ کی جنگ سے فارغ ہو کر اس تاتاری فوج کی راہ میں حائل ہو گیا جو کوہ قاف کے صوبوں میں سے گزر کر آرمینیا جا رہی تھی اور تاتاریوں کے ملک پر حملہ کر کے جنگ کی تیاری کرنے لگا۔ صفحہ ۱۱۹

اس جنگ میں روس کا سپہ سالار میونخ تھا اور اس کے تحت میں حسب ذیل افسر تھے جو مختلف ممالک کے باشندے تھے یعنی لیسی (آئرلینڈ) لُودین ڈال (سویڈن) ڈگ لس اور لیزبی (اسکاٹ لینڈ) برگ نی (فرانس) اس بیگل (جرمنی) آسٹریا سے بھی معاونت کے لئے نامہ و پیام شروع ہو گئے جس کا اس نے ۱۷۲۶ء میں وعدہ کیا تھا۔ روس کے مختلف الاقوام سپہ سالاروں میں مارشل میونخ سربرآوردہ ترین تھا اور اٹھارھویں صدی کے قسمت آزما سپاہیوں کا بہترین نمونہ تھا۔ یہ شخص جرمنی میں پیدا ہوا اور یکے بعد دیگرے آسٹریا، مارشل میونخ

پولینڈ اور روس کی فوجوں میں ملازمت کر چکا تھا۔ اس کے کمالات فوجی کی وجہ سے پیٹر اعظم اس کا گرویدہ ہو گیا تھا اور پولینڈ کی جنگ جانشینی کے دوران میں اس نے ڈین زگ پر قبضہ کر کے فن حرب اور سپہ سالاری میں خاص شہرت حاصل کر لی تھی شجاع اور بے باک ہونے کی وجہ سے سپاہی اس دیو زاد سپہ سالار پر فدا تھے اور اس پر کامل اعتماد رکھتے تھے۔ اپنے کمال کا اسے اس قدر غرہ تھا کہ وہ مشکلوں کو بالکل خیال میں نہ لاتا اور جس مہم میں پیٹر اعظم کو ناکامی ہوئی تھی اس میں کامیابی حاصل کرنے پر تلا ہوا تھا یعنی ڈین یوب کو عبور کر کے بلغاریوں کو اکسانے اور آزوو پر دوبارہ قبضہ کر لینے پر۔

آزوو ڈان ندی کے دہانے اور ندیوں کے ایک سلسلے کے سرے پر واقع تھا جس سے گزر کر روسیوں کو امید تھی کہ وہ بحیرہ روم تک پہونچ جائینگے سنہ ۱۶۹۹ء میں پیٹر اعظم نے اس شہر پر قبضہ کر لیا تھا مگر سنہ ۱۷۱۱ء میں وہ پھر ان کے قبضہ سے نکل گیا اور ملکہ اینی ایوا لووناکی عزیز ترین خواہش یہ تھی کہ یہ شہر پھر واپس مل جائے۔

سنہ ۳۶-۱۷۳۵ء کے موسم سرما میں میونخ نے تمام تیاریاں کر لیں اور لیسی کو آزوو کا محاصرہ کرنے کے لیے چھوڑ کر خود بلائے بے درماں کی طرح یکا یک کریمیا (قرم) پر لوٹ پڑا۔ مئی میں روسی حملے کی خبریں قسطنطینیہ پہونچیں اور ۲۸ مئی کو اعلان جنگ کیا گیا مگر اسی روز میونخ نے پیری کوپ پر دھاوا کر دیا اور کچھ روز کے بعد اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ بے سوچے سمجھے کریمیا میں گھس گیا اور ۱۷ جون کو شہر کوس لوف پر قبضہ کر لیا۔ لے سی نے اس کے قبل آزدو پر قبضہ کر لیا تھا، لیون ٹیو نے کن برن کو مسخر کر لیا تھا اور کوبان کے جنگجو تاتاریوں کو بھی ہزیمت ہو چکی تھی۔ کریمیا پر حملہ کرنے سے روسیوں کو سخت نقصان پہونچا کیونکہ بیماری اور سفر کی صعوبتوں سے ان کے تیس ہزار سپاہی ضائع ہوئے اور کتب خانوں، مدارس، عمارات عامہ اور آثار قدیمہ کو تباہ کرنے اور ناگفتہ بہ مظالم کے بعد میونخ نے مجبوراً ۲۵ اگست سنہ ۱۷۳۶ء کو کریمیا کا تخلیہ کر دیا۔ ترکوں نے پریشان ہو کر فلیوری

جنگ ٹرکی کا آغاز سنہ ۱۷۳۶ء

صفحہ ۱۳۰

اور ہالینڈ اور پرنس یوجین سے امداد کی درخواست کی جو آسٹریا کی آلک کونسل کا صدر تھا۔ آسٹریا نے بیچ بچاؤ کرنے کے لیئے فوراً اپنی خدمات پیش کیں اور باوجودیکہ بونی ویل پاشا (ایک تیز فہم فرانسیسی جو مسلمان ہوگیا تھا اور جس کا مختلف اوقات میں ترکی میں بہت کچھ اثر تھا) نے اس کی مخالفت کی مگر آسٹریا کی ثالثی منظور کر لیگئی۔ کریمیا سے خستہ حال روسی فوج کے واپس چلے جانے اور نادر شاہ سے صلح ہو جانے (ستمبر ۱۷۳۶ء) سے باب عالی کی حالت امید افزا ہوگئی تھی مگر سلطان کے مشیروں میں استقلال نہ تھا اور وہ آسٹریا کی ابلہ فریبیوں میں آگئے مگر انھیں بہت جلد معلوم ہوگیا کہ آسٹریا کی چال دراصل کیا ہے۔

آسٹریا اور روس کا اتحاد ۱۷۳۷ء

۹ر جنوری ۱۷۳۷ء میں روس اور آسٹریا میں اتحاد کا ایک خفیہ معاہدہ ہوا جس سے ۱۷۲۶ء کے معاہدات کی توثیق ہوگئی۔ عہدنامۂ حالیہ کی رو سے چارلس ششم نے ترکی کے خلاف جنگ میں شریک ہونے اور بغیر اپنے حلیف کے صلح نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ ۱۷۳۷ء کے شروع سے آخر تک آسٹریا یہی ظاہر کرتا رہا کہ وہ جنگ کے ختم ہو جانے کا خواہشمند ہے اور ایک کانگریس مصالحت کے لیئے نمی روف واقع پولش اکرین میں نومبر تک ہوئی مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ اگر ترکوں نے آسٹریا اور روس کے پیش کردہ شرائط صلح کو منظور کر لیا ہوتا تو انکی سلطنت تباہ ہوگئی تھی اور قسطنطنیہ کی حفاظت کسی صورت سے نہ ہو سکتی۔ اسی لیئے ترکوں نے شرائط مذکور پر بحث کرنے سے صفحہ ۱۲۱ انکار کر دیا۔ لطف یہ تھا کہ ایک طرف تو صلح کی گفت وشنید ہو رہی تھی اور دوسری طرف جنگی کارروائیاں جاری تھیں۔ لیسی نے جولائی میں کریمیا کو تاخت وتاراج کر دیا میونخ نے اوچاکوو کا محاصرہ کرکے لے لیا اور آسٹریوں نے دھوکے سے سردیا بوسنیا اور والے شیا پر حملہ کر دیا۔ اس معرکہ آرائی میں ترکوں نے ایک نئے وزیراعظم کے زیر قیادت اور بونے ویل پاشا کے مشورے سے نی سا پر پھر قبضہ کر لیا اور آسٹریوں کو بوسنیا سے نکال دیا؛

ترکوں کو اب معلوم ہوگیا تھا کہ انکی سلطنت کی سلامتی دشمنوں کا سختی کے ساتھ مقابلہ کرنے پر منحصر ہے۔ ۱۷۳۶ء کے آخر میں میونخ اپنی خستہ حال فوجوں کو

واپس لیکر اکرین چلا گیا اور شکست خوردہ آسٹروی سپہ سالار سکندر رُوف بھی واپس بلاکر قید کر دیا گیا۔ ترکوں کی مقاومت سے یورپ کو سخت حیرت ہوئی اور سلطنت عثمانی کی تقسیم اور تباہی کے متعلق جو پیشین گوئیاں ہو رہی تھیں غلط ثابت ہوئیں۔ ناقابل قبول شرائط صلح کو رد کر دینے سے ترکوں کا طرز عمل یکایک متغیر ہو گیا۔ انھوں نے بونے ویل کے مشورہ پر عمل کیا اور ولی نیو د کی رائے بھی لی۔ ترکوں کی تمام جماعتوں میں ایک نئی روح حلول کر گئی تھی اور باب عالی نے قصد مصمم کر لیا کہ روسی جہازوں کو بحر اسود میں داخل ہونے کی ہرگز اجازت نہ دیجائے۔

ہنگری کو شہنشاہ کے خلاف برانگیختہ کرنے کے لئے سلطان نے نوجوان یوسف راگوک زی کو ٹرین سل وے نیا اور ہنگری کا فرماں روا تسلیم کرایا۔ ۱۷۳۸ء میں بھی سنہ ماسبق کے واقعات کا قریب قریب اعادہ ہوا۔ جدید وزیر اعظم یغان محمد پاشا نے آسٹریوں پر حملہ کیا اور میڈیا واقع ہنگری کو مسخر کر لیا۔ آسٹریوں کو کونگزایگ کے تحت میں خفیف سی کامیابی ہوئی مگر جولائی میں وزیر اعظم نے سمندریہ پر قبضہ کر لیا اور اٹھارہ روز کے محاصرہ کے بعد اُدْرشُوَا پر بھی قابض ہو گیا اور دشمن کو بلغراد کی طرف بھگا دیا۔ سنہ مذکور میں ترکوں اور روسیوں میں کئی لڑائیاں ہوئیں مگر کسی فریق کو بیّن کامیابی نہیں ہوئی اور موسم خزاں میں میونخ بے نیل مرام اکرین کی طرف واپس ہوا۔ لیسی نے پھر کریمیا پر حملہ کر دیا مگر کافہ کی تسخیر میں ناکام رہا جو جزیرہ نمائے مذکور کا ایک نہایت ہی مستحکم مقام تھا۔

تتمہ ۱۲۲ ۱۷۳۸ء کی معرکہ آرائیوں کی ہزیمتوں سے میونخ کی ہمت مردانہ میں کوئی فرق نہ آیا اور وہ جنگ کے جاری رکھنے پر مصر تھا اور اسے پوری امید تھی کہ روس سلطنت ترکی کے خلاف میں اپنے منصوبوں میں ضرور کامیاب ہوگا۔ اس نے امپنی کی ملاخطے میں ایک مشرقی تجویز پیش کی جس سے مقصود یہ تھا کہ یونانی ترکوں کے خلاف بغاوت کرینگے اور روسی فتح حاصل کرکے قسطنطنیہ پر دھاوا کر دینگے۔ کچھ عرصہ کے بعد پوٹیم کن اور کیتھرین ثانی نے بھی انھیں تجویزوں پر عمل کیا۔ ۱۲ر اگست ۱۷۳۹ء کو میونخ افواج کثیر کے ساتھ مول ڈے ویا میں داخل ہوا اور ۱۸ر اگست کو ایک ترکی فوج کو خوک زم میں شکست دیکر اس نے صوبہ مذکور کے

۱۷۳۹ء کی معرکہ آرائیاں

قدیم حکمراں خاندان کے ایک رکن کو مول ڈے دیا کارٹیس قرار دیا۔ مگر قبل اسکے کہ وہ اسلطنت ترکی کے حصے بخرے کرنے کی تجاویز کے متعلق کوئی مزید کارروائی کرے اُسے آسٹریا کے ہزیمت اور صلح کی گفتگو کے شروع ہو جانے کا علم ہوا۔ کونگز ایگ ۱۷۳۷ء میں شکست کھانے کے بعد معزول کر دیا گیا تھا اور بجائے اس کے کاونٹ والس آسٹروی افواج کا سپہ سالار مقرر ہوا مگر وہ بھی اپنے دونوں پیش رووں کی طرح ناکام ثابت ہوا۔ ۲۲ جولائی کو آسٹریا کی فوج کو گروسائی کا کی جنگ میں شکست فاش ہوئی اور اس فتح کے بعد ترکوں نے بلغراد کا محاصرہ شروع کر دیا؛

ولی نیوو کی سفارتی کارروائیاں

جنگ کی اس نوبت پر فرانسیسی سفیر ولی نیوو کی وساطت سے صلح کی گفت وشنید پھر شروع ہو گئی جس میں فرانس کو ایک زبردست سفارتی فتح ہوئی فرانس کو مذہب اور تجارت کے متعلق جو مراعات حاصل تھیں انکی تجدید اور فرانس کی ساکھ کو دوبارہ قایم کرنے کے لئے جو روس اور ترکی کے اتحاد سے زائل ہو گیا تھا' فلیوری نے ۱۷۲۸ء میں ولی نیوو کو قسطنطنیہ روانہ کیا۔ روس اور ترکی کے جنگ کے آغاز اور میونخ اور لیسی کی پیہم فتوحات سے سواحل بحیرہ روم میں یورپ کے مفاد معرض خطر میں پڑ گئے تھے۔ زارینا این نے علانیہ اپنی اس خواہش کا اظہار کر دیا تھا کہ روسی تجارتی اور جنگی جہازوں کو بحیرہ اسود میں سے گزر کر بحیرۂ روم میں جانے کا حق ملجائے۔ اس سے فرانسیسیوں کو اندیشہ ہو گیا اور ولی نیوو کو ہدایت کی گئی کہ مطالبات مذکور کی پوری طور سے مخالفت کرے۔ وائنا کے ارباب حل وعقد کی آنکھوں پر بھی پردہ پڑ گیا تھا اور ان کی سمجھ میں نہ آتا صفحہ ۱۲۳
تھا کہ سلطنت ترکی میں روسیوں کے اثر کے قایم ہو جانے سے مشرق میں آسٹریا کی اغراض کو سخت نقصان پہونچیگا۔ مگر جولائی ۱۷۳۷ء تک ترکوں نے فرانس سے بیچ بچاو کرنے کی درخواست نہ کی جب کہ نمیروف کی کانگریس میں روس اور آسٹریا نے ناقابل قبول شرائط پیش کیں۔ شوولین کے معزول ہو جانے کے باوجود فرانس کی حکومت نے پرزور کارروائی کی اور ثالث بننے پر آمادہ ہو گئی گو حسب سابق اس کی بھی نیت تھی کہ ترکوں کو بحر اسود میں روسی جہازرانی کی مخالفت پر مصر رکھے؛

۱۷۳۷ء کے آخر میں ترک آسٹریا کو مغلوب کر کے نشہ فتح یابی سے مخمور ہو رہے تھے۔ ولی نیوو کا فرض یہ تھا کہ انھیں جادہ اعتدال سے منحرف نہ ہونے دے اور صلح کر لینے پر آمادہ کرے مگر وزیر اعظم کو خیال تھا کہ اس کی شہرت کا مدار جنگ کے جاری رہنے پر ہے اور بونے وال کا بھی یہی خیال تھا اور وہ اس فکر میں تھا کہ ہنگری کو آسٹریا کے خلاف میں برانگیختہ کرے اور شہنشاہ کو خود اس کی رعایا کے ذریعہ سے شکست دے۔ مگر وزیر اعظم اور بونے وال کے درمیان ناچاقی ہو گئی تھی اور وزیر اعظم ولی نیوو کی طرف زیادہ ملتفت ہو گیا تھا۔ وائنا کے دربار کی بھی عین خواہش تھی کہ جنگ کسی صورت سے ختم ہو جائے فلیوری کو آسٹریا سے کوئی عناد نہ تھا اور وہ فرانس اور آسٹریا کی اغراض کو ایک دوسرے سے متغائر خیال نہ کرتا تھا۔ چارلس ششم صلح کا خواہاں تھا کیونکہ اسے روپیہ کی سخت احتیاج تھی اور یہ فکر تھی کہ اس کا مجوزہ انتظام جانشینی تسلیم کر لیا جائے۔ ترکوں کی بے نظیر مقاومت سے بھی وہ پریشان ہو گیا تھا۔ ۱۷۳۸ء کی معرکہ آرائیوں سے گفت و شنید کا سلسلہ بالکل منقطع ہو گیا تھا اور اس سال کے اختتام پر مصالحت کی کوئی امید باقی نہ تھی کیونکہ اگر آسٹریا مصالحت کرنا بھی چاہتا تو روس جنگ کے جاری رکھنے پر اصرار کرتا اور ترک اگر زارینا کو صلح کرنے پر مجبور نہ کر سکتے تو ممکن تھا کہ وہ روس کی پیش کردہ شرائط کو منظور کر لیتے۔ مگر جو مدعا عثمانیوں کو اپنی شمشیر سے حاصل نہ ہوا وہ فرانس کی سفارتی چالوں سے حاصل ہو گیا کیونکہ گو ترکوں کی کامیابیوں سے روسی متاثر نہ ہوئے تھے مگر اہل سویڈن سے کام لیکر فرانس روس کو مرعوب صفحہ ۱۲۴ کر سکتا تھا۔ سویڈن اور روس کے درمیان میں کوئی صحرا واقع نہ تھا۔ اہل سویڈن کا فن لینڈ پر قبضہ تھا جہاں سے سینٹ پیٹرس برگ صرف چند منزلوں پر تھا اور سویڈن کے لئے پولینڈ اور ترکی کا حشر خاص اہمیت رکھتا تھا؛

۱۷۲۰ء کے انقلاب اور نس ٹاڈ کے صلح نامے کے بعد سے سویڈن قریب قریب طوائف الملوکی کی حالت میں تھا اور اس ابتری کا باعث اس کا دستور سیاسی تھا۔

سویڈن کی سیاسی حالت

یہ دستور بظاہر حریت پسندی اور حکومت شاہی کی مخالفت پر مبنی تھا مگر درحقیقت امرا کی حکومت کا مؤید تھا۔ جملہ اقتدارات

اصولاً نہ تو بادشاہ نہ سینٹ کے ہاتھوں میں تھے بلکہ ڈائٹ کے سپرد تھے جس میں چار جماعتیں تھیں، امرا، پادری، شہری، کسان۔ ہر جماعت (Estate) کی نشست الگ تھی اور مباحثے بھی علیحدہ ہوتے جس کی وجہ سے وضع قوانین کے کام میں سخت دقت واقع ہوتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سویڈن کی حکومت نے عمومیت سے منحرف ہو کر رفتہ رفتہ ایک عددیہ (Oligarchy) کی صورت اختیار کرلی۔ ڈائٹ کا اجلاس جب منعقد ہوتا تو تمام اعلےٰ عاملانہ، عدالتی اور وضع قوانین کے اقتدارات ایک خفیہ کمیٹی کے تفویض کئے جاتے جو پچاس امرا، پچیس پادریوں اور پچیس شہریوں پر مشتمل ہوتی۔ ڈائٹ کے منتشر ہونے کے بعد اور اجلاسوں کے درمیان کے وقفوں میں عاملانہ اقتدارات سینٹ عمل میں لاتی تھی جو خود مجلس خاصہ کی دست نگر تھی۔ مگر شروع شروع میں ۱۷۲۰ء کے دستور کے نقصان رساں نتائج ظاہر نہیں ہوئے کیونکہ جماعت امرا کا سرغنہ وزیر اعظم کاونٹ آروڈ ہارن، جس نے سپہگری اور تدبیر مملکت میں شہرت حاصل کی تھی فراست کے ساتھ حکومت کرتا رہا۔ بیس سال تک اس کی حکومت سے ملک میں امن وامان رہا اور اس کی سابقہ حالت عود کرنے لگی تھی۔ فرانس سے تعلقات قائم رکھنے سے وہ قصداً باز رہا۔ روس سے اس نے کوئی نزاع نہ ہونے دی اور انگلستان سے بھی دوستانہ تعلقات تھے۔ مگر رفتہ رفتہ اس کا بھی وہی حشر ہوا جو والپول اور فلیوری کا ہوا تھا یعنی اس کی مخالفت پر ایک جماعت آمادہ ہوگئی جسے اس سے حسد تھا اور جو زوردار خارجی طرز عمل کے اختیار کرنے پر مصر تھی۔ مخالفین کا سرغنہ کاونٹ گلن بورگ ایک نئے خاندان کا رکن تھا اور اس کے مویدوں میں کاونٹ ٹےہن اور نئی پود کے دوسرے افراد تھے۔ بیل ایل کی طرح گلن بورگ بھی خود پسند اور جنگ وجدال کا موید تھا۔ اس کا بھی یہ قصد مصمم تھا کہ حکومت وقت کے محتاط طرز عمل کو تہ و بالا کرا کے سویڈن کو ایک باہمت طرز عمل اختیار صفحہ ۱۲۵
کرنے پر مائل کرے جس سے اس کی سابقہ عظمت عود کر آئے۔ گلن بورگ اور اس کے پیرووں نے ہارن کی امن پسندی کے خلاف میں شور مچانا شروع کیا اور اعلان کر دیا کہ نس ٹاڈ کے ذلیل کن معاہدے کو بالکل مٹا دینا چاہئے۔ فرانس سے

اتحاد پیدا کرنے کی بھی یہ جماعت مؤید تھی۔

ان لوگوں نے اپنے مخالفوں کو "چھوٹی ٹوپیوں" کا لقب دیا اور اپنے آپکو بڑی ٹوپیاں، کہنے لگے اور گلن بورگ کی سرکردگی میں فرانس کے روپیہ کے بدلے پر ۱۷۳۸ء کے ڈائٹ میں ہارن اور اس کے معاونوں کی مخالفت کیلئے خم ٹھوک کر کھڑے ہو گئے۔

۱۷۳۸ء کا ڈائٹ، اور فرانسیسی اتحاد۔

یہ ڈائٹ سویڈن کی تاریخ میں ایک حد فاصل ہے۔ اس وقت روس اور ترکی کی جنگ خوب زوروں پر تھی۔ روس کی کامیابیوں کی وجہ سے فرانس کو اندیشہ تھا کہ اس کا اثر بڑھ جائے گا اس لئے فرانس کو یہ فکر تھی کہ زارینا کو صلح کر لینے پر آمادہ کر لے۔ اہل سویڈن کے باہمی نزاعوں اور مناقشوں سے فرانس کو وہ موقعہ ملگیا جس کا وہ منتظر تھا اور چند ہی مہینوں میں اسٹاک ہولم میں اس کا اس قدر اثر ہو گیا کہ روس سویڈن کے حملے کے خوف سے ترکی سے صلح کر لینے پر آمادہ ہو گیا یعنی فرانس نے سفارتی چالوں سے اس کام کو کر لیا جس کو سر کرنے سے عثمانیوں کی شمشیر معذور تھی۔ واقعہ یہ تھا کہ سویڈن کے امرا غریب تھے اور وہاں رشوت اور بے عنوانیوں کا زور تھا اور بیان کیا جاتا تھا کہ ہر شخص کے ایمان کی قیمت مقرر تھی۔ ڈائٹ کے ۷۰۰ اراکین میں سے صرف ۱۰۰ اراکین نے رشوت لینے سے انکار کر دیا۔ سویڈن کی حکومت کی اس کمزوری سے ممالک غیر کے وزرائے خارجیہ بہت جلد واقف ہو گئے اور ۱۷۳۸ء میں فرانس نے ڈائٹ کے اراکین کی تعداد غالب کے ووٹ (رائیں) خرید لئے جس کی وجہ سے وزارت میں انقلاب ہو گیا اور کاونٹ گلن بورگ صدارت پر فائز ہوا۔ اس خلاف ضابطہ انقلاب کا بانی فرانسیسی سفیر سائین سے وے رین (Saint Severin) تھا جس نے ڈائٹ کے اراکین کو رشوت دینے کے نازک کام میں حد درجہ ہنرمندی سے کام لیا۔ اس نے کاونٹ ٹے سن کو ڈائٹ کا مارشل منتخب کرا دیا جس کے فرائض میں خفیہ کمیٹی کی صدارت بھی شامل تھی۔ کسانوں کی جماعت کے سرغنہ کو ہموار کر لینے اور چھوٹی ٹوپیوں کو خفیہ کمیٹی سے خارج کرا دینے میں بھی اس سے

صفحہ ۱۲۶

کامیابی ہوئی اور اکتوبر ۱۷۳۸ء میں فرانس سے ایک معاہدے پر دستخط ہو گئے اس گہرے اتحاد کے صلے میں فرانس نے سویڈن کو اپنی بحری اور بری فوج کی اصلاح کے لیئے تین لاکھ کراؤن سالانہ دینے کا وعدہ اس شرط پر کیا کہ سویڈن کی خارجی حکمت عملی کی باگ فرانس کے ہاتھ میں رہے۔ اس معاہدے سے سویڈن فرانس سے وابستہ ہوگیا اور روس اور انگلستان کا اثر زائل ہوگیا۔ ہارن کے معزول ہو جانے کے بعد گلن بورگ وزیر اعظم ہوا ٹےسن پیرس میں سفیر مقرر ہوا اور "ٹری ٹوپیوں" کا زور ہوگیا۔ فرانس میں جنگ پسند جماعت کی یہ رائے تھی کہ اہل سویڈن کو فوراً سینٹ پیٹرس برگ پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا جائے اور سویڈن میں "ٹری ٹوپیوں" نے جواب برسر حکومت تھے قسطنطنیہ کو ایک سفارت سویڈن اور ترکی میں اتحاد قائم کرنے کے لئے روانہ کی۔

۱۷۳۹ء کے اوائل میں روس کی حکومت کو سویڈن کی طرف سے سخت اندیشہ ہوگیا تھا۔ سویڈن کی فوج کا ایک افسر میجر میل کام سنک لیر قسطنطنیہ سے سویڈن واپس جا رہا تھا، اسے بی رین نے قتل کرا دیا۔ یہ قتل انھیں اندیشوں کا نتیجہ تھا اور اس سے برافروختہ ہو کر سویڈن نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور روس کے خلاف اس ملک میں مظاہرے ہونے لگے۔ روس اور آسٹریا کو اب یہ فکر ہوئی کہ سویڈن کے میدان جنگ میں آنے سے قبل ٹرکی کو مصالحت پر مجبور کریں، اس لئے انھوں نے باب عالی کے خلاف میں تیسری معرکہ آرائی شروع کی۔ لیکن گو میونخ کو اپنی جسارت آمیز تجاویز میں یک گونہ کامیابی ہوئی مگر آسٹریوں کو ہزیمت ہوئی۔ اسی اثناء میں ٹرکی کا وزیر اعظم معزول ہوگیا اور اس کی جگہ پر الویاز محمد مامور ہوا جس کے مزاج میں اس قدر ضد نہ تھی۔ مصالحت کی اب کچھ کچھ امید ہو چلی تھی کیونکہ آسٹریوں کو کردیا میں ہزیمت ہوئی تھی اور ترک بلغراد کی تسخیر میں ناکام رہے تھے، اسلئے دونوں فریق صلح کے خواہاں تھے۔ چارلس ششم بھی اب زارینا سے علحدہ ہو جانے پر تیار ہوگیا تھا۔ ولی نیوو سے ثالثی کی درخواست کی گئی اور طویل نامہ و پیام کے بعد بالآخر یکم ستمبر کو باب عالی اور آسٹریا کے درمیان بلغراد کا صلح نامہ مرتب ہوا۔

آسٹریا روس کا ساتھ چھوڑتا ہے

صفحہ ۱۲۷

ٹرکی سے مصالحت اور اسٹاوورے چانی یاختن میں میونخ کی شاندار فتح
ان دونوں واقعات کی اطلاعیں وائنا میں دقت واحد میں پہونچیں جس سے چارلس ششم
کو سخت افسوس ہوا کہ اس نے ترکوں سے اس قدر دبکر صلح کیوں کی۔ اب ولی نیود
کو اپنا دوسرا فرض انجام دینا تھا یعنی فتح مند روسیوں کو مصالحت پر آمادہ کرنا۔ اس میں

صلح نامہ بلغراد ستمبر ۱۷۳۹ء

کامیابی کی بظاہر کوئی امید نہ تھی مگر خلاف امید چند واقعات
ایسے جمع ہوگئے جن سے اسے مدد ملی یعنی ختم سال پر اہل سویڈن
نے روس پر حملہ کرنے کا مصمم قصد کر لیا تھا اور خود روس میں ڈول گرد کی اور گولٹ سن
خاندانوں کے اراکین کی سرکردگی میں اینی کو معزول کرنے کی سازش ہو رہی تھی۔ آسٹریا
نے علحدہ مصالحت کر لی تھی جس سے روسیوں کو سخت مایوسی ہوئی اور زار ینا نے
جب دیکھا کہ اس کے حلیف (آسٹریا) نے اس سے بے وفائی کی اور وہ یورپ
میں اب بے یار و مددگار ہے اور سویڈن بھی اس کے ملک پر حملہ کرنے کی تاک میں
ہے تو اس نے ۱۸ ستمبر کو ولی نیود کی ثالثی اور اس کی پیش کردہ شرائط کو منظور کر لیا۔

چارلس ششم نے جس معاہدہ پر دستخط کئے اس کی رو سے آسٹریا نے بلغراد،
اور سُوڈا اور سردیا اور بوس نیا کے جو حصے اس نے ۱۷۱۸ء میں لے لئے تھے
سب ترکی کو واپس کر دیئے اور ڈین یوب اور سیو ندیاں دونوں سلطنتوں کی
درمیان میں حد فاصل قرار دیگئیں۔ ڈین یوب کے شمال میں آسٹریا کو والے شیا
سے دست کش ہونا پڑا مگر ٹمتیس وُر کے بانات (ضلع) پر اس کا قبضہ قائم رہا۔
مشرق کی طرف آسٹریا کی پیش قدمی کی تاریخ میں بلغراد کا معاہدہ ایک ایسا واقعہ
ہے جس سے اس حکمت عملی کو سخت نقصان پہونچا جس کا یوجین ہویدا تھا۔

روس اور ٹرکی کے درمیان جو معاہدہ ہوا اس کی وجہ سے روس کو زیادہ
نفع نہیں ہوا۔ آزو واس کے سپرد کیا گیا مگر اس شرط پر کہ قلعے اور فصیلیں مسمار کر دی
جائیں اور روسی فوجیں کری میا، مال ڈے ویا کروسائی کا اوچاکو وکن برن سے
مراجعت کریں۔ البتہ یوگ اور نی پر دونوں ندیوں کے درمیان کا علاقہ اسے
دیدیا گیا مگر اس کے جہازوں کو بحیرہ اسود میں داخل ہونے کی اجازت نہ مل سکی۔
ترکی اور روس کے مابین صلح ہو جانے سے سویڈن کی حالت حد درجہ نازک

ہوگئی کیونکہ اس کی حکومت نے ترکی کی معاونت پر اپنا دارومدار رکھا تھا اور اب مایوس شدہ روسی اس سے بدلہ لینے کو تیار تھے۔ روسیوں کے حملے سے سویڈن

فرانسیسی سفارتی کارروائیوں کی کامیابی۔

کو بچانے کے لئے ولی نیو کو اپنی لیاقت اور جفاکشی سے پوری طور سے کام لینا پڑا اور اپنی خداداد فراست کی وجہ سے اسے اس مہم میں بھی کامیابی ہوئی۔ ۱۷؍جولائی ۱۷۴۰ء کو ترکی اور سویڈن کے درمیان ایک معاہدے پر دستخط ہوگئے جس سے سویڈن کی جان بچ گئی آسٹریا اور ترکی کے مابین بلغراد میں معاہدہ ہونے سے روس قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی کرنے سے روک دیا گیا اور سویڈن اور ترکی کے معاہدے سے روس سویڈن سے بدلہ لینے سے باز رہا۔ بلغراد کا معاہدہ اٹھارہویں صدی میں فرانسیسی سفارت کا سب سے زیادہ شاندار کارنامہ ہے اور اس سے لوئی پانزدہم کا اثر بہت کچھ بڑھ گیا۔ فرانس نے اپنے قدیم حلیف ترکی کی سلامتی کے لئے اسی بلیغ کی تھی اور ترکی نے بھی اس جنگ میں اپنی قوت اور توانائی کا غیر مترقبہ ثبوت دیا تھا جس کے صلے میں اسے سی سالہ امن وامان نصیب ہوا۔ فرانس کا اس پر جو احسان تھا اس کے صلے میں ترکی کی حکومت نے ازروئے معاہدہ ۲۸؍مئی ۱۷۴۰ء کو اُن خاص تجارتی و مذہبی مراعات کی جو فرانسیسیوں کو مشرق میں حاصل تھیں تجدید و توثیق کی اور اس طور پر وہ مقاصد حاصل ہوگئے جن کے لئے ولی نیو قسطنطنیہ ۱۷۲۸ء میں آیا تھا۔ قسطنطنیہ میں فرانس کے اثر کے بڑھنے سے روس اور آسٹریا کا رسوخ بہت کم ہوگیا اور فرانس کو اس کی کامیاب سفارتی کارروائیوں سے ایک مزید نفع ہوا یعنی آسٹریا اور روس کا گہرا اتحاد ٹوٹ گیا آسٹریا کو یہ شکایت تھی کہ روس نے اس سے بیوفائی کی اور روس کو آسٹریا کے علیحدہ صلح کرلینے سے قلق تھا۔ دونوں شہنشاہی دربار بظاہر تو اپنے اتحاد پر قائم رہے مگر ان میں سے ہر ایک فرانس سے معاہدہ کرنے کی فکر میں تھا۔ جولیخ اور برگ کی جانشینی کے متعلق فرانس اور آسٹریا کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ جنوری ۱۷۳۹ء میں ہوچکا تھا اور فلیوری اور بارٹین سٹین کے درمیان نامہ وپیام کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا جسکی وجہ سے آسٹریا اور

فرانس میں مصالحت ہوگئی ہوتی جیساکہ بالآخر ۱۷۵۶ء میں ورسائلز کے معاہدے سے ہوا اگر چارلس ششم نے سال مابعد میں انتقال کیا اور یہ معاملات یونہی رہ گئے روس میں بھی فرانسیسی اثرات غالب آرہے تھے۔ میونخ جو گزشتہ جنگ کا سورما تھا ہمیشہ سے فرانسیسی اتحاد کا موید تھا اور اس کی سرکردگی میں سینٹ پیٹرس برگ میں ایک جماعت فرانس کی حمایت پر قائم ہوگئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پرنس کانٹی میر روس کی طرف سے سفیر ہو کر پیرس میں آیا اور لاشے تاردی فرانس کی طرف سے روس بھیجا گیا۔ فلیوری کو اس طور پر یورپ کے سیاسی معاملات میں ثالث بالخیر بنکر غیر مترقبہ کامیابی ہوئی اور ۱۷۳۹ء میں یورپ میں اس کی ایک خاص اہمیت ہوگئی جو انقلاب فرانسیسی کی لڑائیوں کے زمانے تک اسے پھر حاصل نہ ہوئی تھی۔

صفحہ ۱۳۰

باب ششم

پرشیا اور آسٹریا کی جنگ جانشینی

سنہ ۱۷۴۰ تا ۱۷۴۸ء

فریڈرک اعظم کی تخت نشینی ۔ فریڈرک ولیم اول کی اصلاحیں ۔ فریڈرک ولیم اول کی خارجی حکمت عملی ۔ سالزبرگ کے پراٹسٹنٹ ۔ فریڈرک اعظم کا زمانۂ نوجوانی ۔ آسٹریا اور پرشیا کی رقابت ۔ فریڈرک اعظم کے خصائل ۔ فریڈرک اعظم اور لوئی چہاردہم ۔ چارلس ششم کا انتقال ۔ سنہ ۱۷۴۰ء جرمنی کی تاریخ میں ایک حد فاصل ہے ۔ سنہ ۱۷۴۰ء سے ۱۷۶۳ء تک امریکا ہندوستان اور جزائر غرب الہند کے حالات ۔ سائلیشیا پر حملہ کرنے کے وقتی اسباب ۔ میریا تھیریسا اور اس کے وزیر ۔ فلیوری کا طرز عمل ۔ فریڈرک اعظم کی فیصلہ کن کارروائی ۔ سائلیشیا پر حملہ ۔ جنگ مولوٹز اور اس کے نتائج ۔ فلیوری کی حکمت عملی ۔ فرانسیسی پرشیا کے حلیف بنکر جرمنی پر حملہ کرتے ہیں ۔ روس میں انقلاب اور ایلزابتھ کی تخت نشینی ۔ میریا تھیریسا ہنگری میں ۔ صلح نامہ کلین شنیلین ڈارف ۔ چارلس البرٹ کا انتخاب تخت شہنشاہی کے لیئے ۔ فریڈرک کا حملہ موریویا پر ۔ کارٹریٹ کی خارجی حکمت عملی ۔ روس میں فرانسیسیوں کی ناکامی ۔ صلح نامہ آیو برسلا کی ابتدائی صلح اور برلن کا معاہدہ ۔

فریڈرک اعظم کی تخت نشینی

فریڈرک اعظم ۲۴؍جنوری ۱۷۱۲ء کو پیدا ہوا اور ۲۸ سال کی عمر میں ۳۱؍مئی ۱۷۴۰ء کو اپنے باپ فریڈرک ولیم اول کی جگہ پر پرشیا کا بادشاہ ہوا۔ اس کے خصائل ذاتی سے لوگ اس وقت بہت کم واقف تھے۔ اپنے باپ کی مطلق العنان وحشیانہ عہد حکومت میں فریڈرک مجبوراً ادبیات اور موسیقی کی تحصیل میں اپنا وقت صرف کرتا رہا اور علما کی صحبت میں اسے ہمیشہ لطف آتا تھا۔ تخت نشین ہونے پر اس نے جو اصلاحیں کیں وہ اس کی حریت پسندی پر دلالت کرتی ہیں۔ اخبارات کو اس نے آزادی عطا کی۔ ملزموں کی ایذادہی کے طریقے کو موقوف کرادیا۔ مذہبی رواداری کو جاری کیا اور پوٹس ڈیم گارڈ کی رجمنٹ کو تخفیف کردیا[1]۔ بعض قحط زدہ اضلاع میں اس نے غلہ کم قیمت پر تقسیم کرنیکا انتظام کیا۔ ۱۷۴۰ء کے موسم خزاں میں اس نے اپنی کتاب (Anti Machiavel) گمنام طریقہ پر شایع کی۔ چند ہی مہینوں کے بعد لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ فریڈرک کارکردگی کی اہلیت رکھتا ہے، سیاسی اور فوجی معاملات میں اسے گہری دلچسپی ہے اور اس کی خواہش ہے کہ جملہ امور مملکت کا انصرام اپنی ذات سے متعلق کرلے۔ اس کے باپ کا طرز عمل بھی اسی قسم کا تھا مگر فریڈرک اس سے بھی اس معاملے میں بڑھ گیا۔ فریڈرک ولیم اول نے نہایت زوردار طریقے سے حکومت کی تھی اور فریڈرک اعظم کا بھی منشا تھا کہ اس کی حکومت بھی اسی قدر قوی ہو جیسے کہ اس کے باپ کی۔ نظام حکومت میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوا جو پرشیا کے لیے بیحد موزوں تھا۔

صفحہ ۱۳۱

فریڈرک ولیم اول کی اصلاحیں

فریڈرک ولیم اول بہت سی ضروری اصلاحیں عمل میں لایا تھا جس سے اس کی کارکردگی، مستقل مزاجی اور ملک کی ضروریات کے احساس کا ثبوت ہوتا ہے۔

پرشیا کے نظام حکومت کی اعلیٰ ترین مجلس پریوی کونسل تھی جسکی تنظیم جواکم فریڈرک نے ازسرنو کی تھی۔ الیکٹر اعظم نے اس کونسل کی مزید اصلاح کرکے اسے ایک قومی مجلس شوریٰ کردیا جسکے اراکین مختلف اضلاع کے حکام تھے۔ فریڈرک ولیم اول کے عہد حکومت میں پریوی کونسل کی اہمیت اور وقار میں تو کوئی فرق نہ آیا مگر تجربہ سے یہ معلوم ہوا کہ بوجہ کثرت اراکین انگلستان کی پریوی کونسل

[1] فریڈرک کے باپ نے اس رجمنٹ کی تخفیف کے متعلق اسے مشورہ دیا تھا۔

کی طرح یہ بھی اپنے جدید فرائض کو کماحقہ انجام نہیں دیسکتی اور ایک چھوٹی سی مجلس جو انگلستان کے کابینہ (Cabinet) کے مماثل تھی اس کے اراکین سے بنا لیگئی اور اسی کے اراکین جن کا بادشاہ سے راست تعلق تھا، مالیہ، امور خارجی، جنگ اور معدلت کے سرشتوں کی نگرانی کرتے تھے۔ ان سرشتوں میں سے سرشتہ ہائے مالیہ و معدلت کی ماتحت مجالس تمام ملک میں تھیں۔ وزیر مالیہ کے تحت میں نظامت مالیہ، و جنگ و املاک شاہی تھی جو ۱۷۲۲ء میں نظامت ہائے جنگ و مالیہ کے امتزاج سے وجود میں آئی تھی اس سے قبل یہ دونوں نظامتیں علحدہ تھیں اور ہر ایک کے حسابات عہدہ دار اور مداخل علحدہ تھے یہ نظامت عامہ بہت جلد سلطنت کا اہم ترین سرشتہ ہوگیا بادشاہ اس کا صدر تھا اور پانچ وزیروں کے علاوہ اس میں اور بھی اراکین تھے اسکی ہر شاخ کی خاص فرائض اور ذمہ داریاں تھیں اور اجرائے کار کے لئے مفصل دستور العمل تھا۔ نظامت مذکور کے وجود سے پرشیا کے نظام حکومت کی پیچیدگی جاتی رہی اور اس کی اصلاح ہوگئی۔ اسی مجلس کے تحت میں صوبجات کی مجالس جنگ و املاک تھیں صفحہ ۱۳۲
اور مجالس صوبہ کے تحت میں اضلاع اور شہروں کی انتظامی مجالس تھیں۔ اضلاع اور شہروں کے افسران اعلے کی حیثیت شاہی افسروں کی تھی اور شہروں کی مجلسوں کو حقیقی معنوں میں آزادی حاصل نہ تھی۔ سلطنت کے ہر گوشے میں بادشاہ کا اقتدار عیاں تھا یہانتک کہ عدالتی معاملات بھی اسی کے زیر اقتدار تھے۔ اضلاع اور شہروں کی عدالتیں صوبجات کی عدالتوں کے تحت میں تھیں اور صوبوں کی عدالتوں کے فیصلوں کا مرافعہ پریوی کونسل کے سرشتہ عدالتی میں ہوتا تھا[۱]۔

فریڈرک ولیم نے انتہائی کاوش سے ایک ایسا نظام حکومت وجود میں لایا تھا جو پرشیا کے لئے مخصوص تھا اور جس کا دار و مدار ایک فرد واحد کی قوت ارادی اور فراست پر تھا۔ اٹھارھویں صدی کی خود مختار حکومتوں میں پرشیا کا یہ نظام حکومت سب سے زیادہ کامیاب اور قابل استحسان تھا۔ پرشیا کا جغرافیائی موقعہ ایسا تھا کہ ایک زبردست فوج رکھنا اس پر لازمی تھا اور اس کی حکومت پر رفتہ رفتہ فوجی رنگ غالب آگیا۔ الیکٹر اعظم کے زمانے سے ایک زبردست مرکزی حکومت رفتہ رفتہ وجود میں آگئی تھی جس کی بنا فوجی قوت پر تھی اور دانشمند فریڈرک ولیم اول نے ایک ایسی فوج تیار کردی

[۱] دیکھو ضمیمہ (ب)

یورپ سنہ ۱۷۴۰ء میں



تھی جس کے کارنامے یورپ کی تاریخ میں مندرج ہیں۔ ۱۷۱۸-۱۷۲۱ء کی شمالی جنگ سے
اسے معلوم ہوگیا تھا کہ پرشیا کے لئے ایک زبردست فوج کی ضرورت ہو جو اسے
ہر قسم کے حملوں سے محفوظ رکھ سکے۔ اسی لئے اس نے ایک قابل تعریف فوج تیار کی
اور اس کی موت سے قبل پرشیا کی فوج کی تعداد اسی ہزار تھی حالانکہ انگلستان
کی مستقل فوج صرف ۱۷ ہزار تھی۔ اس جرار فوج کے روزافزوں اخراجات کا بار قوم
پر پڑتا تھا اور اسی فوج کے وجود کی وجہ سے پرشیا کے بادشاہوں کو مطلق العنان
حکومت قائم کرنے میں کامیابی ہوئی سلطنت کی آمدنی کا حصہ کثیر فوج کی تنخواہوں
میں صرف ہوتا۔ فریڈرک اعظم جب تخت نشین ہوا تو اسے نہ صرف ایک قواعد داں فوج
ورثے میں ملی بلکہ ۲۶ ملین کا خزانہ بھی ملا۔ فریڈرک ولیم اول ایک جدید طرز حکومت
اور ایک قابل ستائش فوج کا بانی تھا۔ نپولین کی حکومت کی طرح اس حکومت کی بنیاد
فوج تھی اور فوج ہی کے ذریعے سے حکومت کو لامتناہی اقتدار حاصل تھا۔

فریڈرک ولیم نے ایک باکار نظام حکومت قایم کیا جو اس زمانہ میں پرشیا کیلئے صفحہ ۱۳۲
حد درجہ موزوں تھا جو نظام حکومت اس کے زمانہ میں موجود تھا اس میں اس نے
آہستہ آہستہ اور نہایت احتیاط اور جانفشانی کے ساتھ انتظامی اصلاحیں کیں جنکی وجہ سے
پرشیا اس قابل ہوگیا کہ اپنی زخار فوج کے مصارف کو برداشت کرسکے اور یورپ کی
سلطنتوں کی متفقہ کوششوں کا مقابلہ کرسکے۔ فریڈرک ولیم نے اپنے ورثے میں اپنے
بیٹے کے لئے نہ صرف یورپ کی سب سے زیادہ مطلق العنان حکومت چھوڑی تھی بلکہ
خارجی حکمت عملی کی وہ روایات بھی جن پر عمل کرنے سے پرشیا کا شمار یورپ کی

فریڈرک ولیم کی خارجی حکمت عملی

سربرآوردہ سلطنتوں میں ہونے لگتا۔ خارجی حکمت عملی اور
سفارتی کارروائیوں سے وہ بہت کم واقف تھا اور روس ٹرہادین
کے معاہدے اور پولینڈ کی جنگ جانشینی سے پرشیا کو یورپ میں کوئی خاص اعزاز نہیں
حاصل ہوا تھا مگر چارلس دوازدہم کے انتقال کے بعد سویڈن سے چند بیش بہا مقبوضات
اسے مل گئے اور برگ کی جانشینی اور رادین سٹین کی ریاست کے حصول کے لئے بھی
اس نے سعی بلیغ کی آسٹریا اور ہینوور پرشیا کی ترقی کن سلطنت کو حسد کی نگاہ سے
دیکھتے تھے اور ہر موقعہ پر اس کی مخالفت کرتے اور اس کی راہ میں رکاوٹیں ڈالتے

کیونکہ ہینوور کو اب تک شہنشاہت کے صوبجات میں امتیاز حاصل کرنے کی آرزو تھی مگر باوجود ان مواقع کے فریڈرک ولیم تا دم مرگ ایک زبردست جرمن محب قوم تھا۔ انتقال سے کچھ قبل اس نے محسوس کیا کہ یورپ کے مجالس شوریٰ میں اس کا زیادہ اثر نہیں اور یہ کہ چارلس ششم نے اسے برگ کے معاملے میں چرکا دیا تھا۔ فریڈرک ولیم کو سفارتی کارروائیوں میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی مگر مختلف تدابیر سے اس نے پرشیا کی حالت ایسی کر دی تھی کہ وہ رفتہ رفتہ اپنے اثر کو محسوس کرا سکتا تھا۔ اسکی فوج کا یورپ کی بہترین فوجوں میں شمار تھا اور پرشیا میں اس نے مختلف قوموں کے مستعمرین کو بسایا تھا۔ ۱۷۳۱ء میں سالزبرگ کے اسقف اعظم فرمین کے مظالم سے ہزارہا پراٹسٹنٹ اس ریاست سے ترک وطن کرنے پر مجبور ہوئے۔ سالزبرگ کے لیوتھرن لوگوں کے ساتھ اس نے شروع ہی سے ہمدردی ظاہر کی تھی۔ ان مظلوموں

سالزبرگ کے پراٹسٹنٹ

کی آہ وزاری کی طرف شہنشاہی ڈائٹ نے اپنی معمولی سنگدلی کی وجہ سے کبھی توجہ نہیں کی۔ فریڈرک کی دھمکیوں اور کوششوں سے بعض کاتھولیک رئیس بھی چونک اٹھے اور اسقف اعظم نے بھی اپنے طرز عمل کو مجبوراً کچھ بدل دیا مگر اس اثناء میں سالزبرگ کے پندرہ ہزار باشندے پرشیا میں چلے آئے جنھیں اس دور اندیش بادشاہ نے پرشیا کی سابق ڈچی (پریوسین) کے شہروں اور اضلاع میں آباد کر دیا۔ جرمنی کے شاعر گیٹی نے اہل سالزبرگ کے ترک وطن کا ذکر اپنی نظم "ہرمن وڈوڑتھیا" میں کیا ہے جس سے اسے بقائے دوام حاصل ہو گیا ہے۔ محنتی کفایت شعار اور ہوشیار کاشتکاروں اور اہل حرفہ کو پرشیا میں بسا کر اسے از سر نو آباد کرنا فریڈرک ولیم کے عظیم الشان کارناموں میں ہے۔ اسی وجہ سے موجودہ سلطنت جرمنی بہت کچھ اسکی مرہون منت ہے الیکٹر اعظم نے بھی اسی طور پر فرقہ ہیوگونو کے افراد کا خیر مقدم کیا تھا۔

پرشیا کے اس مصلح اعظم (فریڈرک ولیم) کے خاندانی تعلقات خوشگوار نہ تھے۔ اسکی ملکہ سوفیا ڈوروتھیا تھی جس سے چودہ بچے ہوئے جن میں سے دس سن بلوغ کو پہونچے

فریڈرک اعظم کا زمانہ نوجوانی

سب میں بڑی ولہلمینا تھی جس کی سوانح عمری سے فریڈرک اعظم کے لڑکپن کے حالات بہت کچھ معلوم ہوتے ہیں۔ اس کی شادی

مارکوس ہیروتھ سے ہوئی تھی۔ چار بہنیں اور تھیں یعنی لوئی سا جو مارکوس انس پاخ سے بیاہی گئی۔ چارلٹ ڈیوک پرنس وک سے بیریا مارکوس شویٹ سے اور الری کا سویڈن کی ملکہ ہوئی جس کا بیٹا گس ٹاوس سوم تھا۔ فریڈرک اعظم جو ولہی نا سے ڈھائی سال چھوٹا تھا ۲۴ جنوری ۱۷۱۲ء کو پیدا ہوا۔ اُسکے تین بھائی اور بھی تھے یعنی آگسٹس ولیم (فری ڈرک ولیم ثانی کا باپ) ہنری اور اگسٹس فرڈی ننڈ۔ فریڈرک ولیم کو اپنے بڑے بیٹے (فریڈرک اعظم) سے سخت نفرت تھی اور ایک دفعہ قریب تھا کہ اس کا بھی وہی حشر ہو جو پیٹر اعظم کے بیٹے الیگزیس کا ہوا۔ مگر پرشیا کے انتظامی محکموں میں کام سیکھکر اس نے اپنے باپ کو پھر خوش کر لیا اور ۱۷۳۲ء میں اس کی منگنی برنس وک بے ورن کی شہزادی ایلی زابیتھ سے ہوئی۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی کی ان معرکہ آرائیوں میں وہ شریک تھا جو رائن کے نواح میں ہوئیں اور پرنس یوجین کی اس نے آخری فوجی کارروائیاں دیکھیں جس کی عمر اس وقت ۷۳ سال کی تھی اور بقول اس کے "وہ اس پرانم سورما کا صرف سایہ باقی رہگیا تھا۔" اگر رائن کی معرکہ آرائیوں میں کمان فریڈرک کے ہاتھوں میں ہوتی تو ممکن تھا کہ وہ فلپس برگ کے محاصرہ کو اٹھوانے کی کوشش کرتا۔ مگر یوجین تبقاضائے عمر محتاط تھا فوج پر بھی اسے بھروسا نہ تھا کیونکہ وہ مختلف ریاستوں کی امدادی افواج پر مشتمل تھی اس لئے وہ اپنی جان جوکھم میں ڈالنا پسند نہ کرتا تھا اور شہر مذکور کے سقوط کے بعد فریڈرک کو اس معرکہ آرائی میں مطلق دلچسپی باقی نہ رہی ۱۷۳۴ء سے ۱۷۴۰ء تک فریڈرک زیادہ تر ادبیات کے مطالعہ میں مشغول رہا۔ اسکے

آسٹریا اور پرشیا کی رقابت

باپ نے اپنے آخری زمانے میں برگ کے معاملے میں چارلس ششم سے دھوکا کھایا۔ اور ۱۷۳۹ء میں انگلستان فرانس آسٹریا اور ہالینڈ متحد ہو کر اس امر پر آمادہ ہو گئے کہ جولخ اور برگ پر پرشیا کی فوجیں قبضہ نہ کرنے پائیں۔ باپ کے انتقال کے بعد فریڈرک اعظم کا یہ فرض ہو گیا کہ آسٹریا سے اس فریب کا بدلا لے اور ہنوور کو نیچا دکھا کر اسے مجبور کرے کہ آیندہ سے شمالی جرمنی میں پرشیا کے تفوق کی بیخ کنی سے باز آئے۔ اس کا باپ ایک زبردست فوج بھی اس کے لئے چھوڑ گیا تھا اور اس کا یہ بھی فرض تھا کہ اس سے کام لیکر پرشیا کے مقبوضات کو وسعت دے اور مستحکم کردے۔

صفحہ ۱۲۵

پرشیا کی عظمت کی بنا فریڈرک ولیم اول نے ڈالی تھی۔ فریڈرک اعظم کا یہ کام تھا کہ اپنے باپ کے منصوبے تکمیل کو پہونچائے یعنی اپنی سلطنت کی سرحدوں کو مستحکم کردے اور پرشیا کو یورپ کی اعلیٰ ترین سلطنتوں کا ہم رتبہ کردے۔ یورپ کی حکومتوں

فریڈرک اعظم کے خصائل

کے نظام میں یہ انقلابی تغیر ۱۷۶۳ء تک عمل میں نہیں آیا اور وہ بھی دو زبردست لڑائیوں کے بعد۔ اٹھارھویں صدی کی تاریخ میں فریڈرک کی حیثیت نہایت ممتاز ہے۔ اس کے عہد حکومت کی اہمیت یہ ہے کہ اس نے بین الاقوامی سیاسیات کے اس انقلاب میں نمایاں حصّہ لیا اور اس کے چند ممتاز خصائل اس اہمیت کے باعث ہیں یعنی انتظامی قابلیت، حسن تدبیر، فوجی معاملات سے واقفیت، اور مصایب میں مستقل مزاج رہنا۔ البتہ اس کے اوصاف ذاتی زیادہ خوشس آیند نہ تھے۔ فریڈرک عنفوان شباب میں نرم دل اور عالی دماغ تھا مگر اس کے باپ کا سلوک اس کے ساتھ اس قدر ناشفقانہ اور شبہہ آمیز تھا کہ فریڈرک رفتہ رفتہ سخت دل خود غرض اور طنز پسند ہوگیا۔ لیکن اپنی کشش ذاتی اور (صفحہ ۱۳۶) خوش کلامی سے جب وہ چاہتا تو لوگوں کے دلوں پر بہت کچھ اثر ڈال سکتا تھا اور اپنی رعایا اور سپاہیوں میں ہمیشہ ہر دل عزیز تھا۔ بحیثیت ایک بادشاہ کے فریڈرک بالکل زمانہ ساز تھا اور اس میں اسے کامیابی بھی ہوئی۔ حیدر علی کی طرح جس سے وہ کئی امور میں مشابہ تھا اس کے حواس خمسہ تادم مرگ قائم رہے اور اس نے پیرانہ سالی میں انتقال کیا۔ جارج سوم کی طرح فریڈرک نہایت محنتی تھا اور ذرا ذرا سی باتوں تک کا خیال رکھتا تھا اور اس میں ایک مزید خوبی تھی جو جارج سوم میں نہ تھی یعنی وہ نہایت ہی وسیع منصوبوں کو سوچتا اور انھیں عمل میں لے آتا۔ اپنے ملک کی فلاح و بہبود کا خاص خیال رکھنے میں وہ لوئی چہار دہم سے

فریڈرک اعظم اور لوئی چہار دہم

مشابہت رکھتا تھا۔ اپنے عہد حکومت کے اختتام کے چند سال قبل تک لوئی چہار دہم کا مطلق العنان طرز حکومت رعایا کو ناگوار نہ تھا اور اس کی وجہ سے ملک میں امن و امان قائم تھا اور ممالک غیر میں فتوحات عمل میں آرہی تھیں۔ اسی طور سے پرشیا کا طرز حکومت بھی مطلق العنانی پر مبنی تھا مگر اس طرز حکومت کے علاوہ کسی اور کے تحت میں فریڈرک اعظم اپنے ملک کو آسٹریا

کی جنگ جانشینی اور جنگ ہفت سالہ کے طوفانوں سے بچا نہ سکتا تھا۔ لوئی کی طرح وہ بھی بالکل مطلق العنان تھا مگر دونوں کی طرز حکومت میں چند اہم امور میں فرق تھا۔

فرانس اور پرشیا دونوں ملکوں میں رعایا کے حقوق قریب قریب کالعدم تھے اور دونوں ملکوں میں امرا اور پادری بادشاہ کے سد راہ نہ ہو سکتے تھے لیکن فرانس کے امرا کا امور مملکت میں کوئی حصہ نہ تھا اور لوئی چہاردہم نے انھیں بالکل بے قابو کر دیا تھا برخلاف اس کے گو فریڈرک ولیم اول نے پرشیا کے امرا کے خاص حقوق میں تخفیف کر دی تھی مگر سوائے بادشاہ کے وہ اب بھی سلطنت کے تمام عناصر سے قوی تر تھے۔ اُن کے خاص حقوق اب بھی بہت سے باقی تھے انتظام مملکت میں اب بھی انھیں رسوخ حاصل تھا فوج میں اعلیٰ عہدے انھیں کو ملتے اور عہد انقلاب فرانس تک انکی یہی حالت رہی جب کہ جدید اصلاحی خیالات کی وجہ سے پرشیا کے طبقہ امرا کی حالت میں اہم تغیرات عمل میں آئے۔ دونوں بادشاہوں کے خیالات بالکل مختلف تھے۔ مذہبی معاملات میں لوئی صفحہ ۱۴۷ بالکل تنگ خیال تھا جس سے اس کے جانشین کے زمانہ میں فرانس کو سخت نقصان پہونچا، برخلاف اس کے فریڈرک عام مذہبی رواداری کا پابند تھا۔ فریڈرک اس زمانہ کے فلسفی مزاج حکمرانوں میں غالباً پہلا اور سب سے زیادہ کامیاب تھا جو ایسی اصلاحوں کو عمل میں لائے جو فلسفیوں کے نظریات پر مبنی تھیں اور جن سے مقصود رعایا کو فائدہ پہونچانا تھا۔

دونوں بادشاہوں نے ایک دفتری طریقۂ حکومت قائم کیا جو انکے انتقال کے بعد مفقود ہو گیا فریڈرک کے وزیروں کی حالت بالکل محرروں کی تھی جنھیں نہ تو آزادی تھی اور جو نہ کسی تحریک کا آغاز کر سکتے تھے۔ نوجوان اور ہوشمند بادشاہ کی نگرانی ہر سررشتے پر تھی پرشیا کی نوخیز سلطنت کو جو رسوخ اور وقار اٹھارھویں صدی میں حاصل ہوا اس کا باعث فریڈرک اعظم تھا مگر کسی کا مقولہ ہے کہ انیسویں صدی کے آغاز میں پرشیا کے زوال کا باعث بھی وہی تھا حقیقت جو کچھ ہو مگر اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اس کی عاقبت اندیشی، قوت فیصلہ کی پختگی، زبردست قوت ارادی اور فوجی قابلیت کے بغیر پرشیا کی بھی حالت وہی رہتی جو سکسنی یا باویریا کی

تھی اور ان سے زیادہ عروج اسے حاصل نہ ہوتا؛

۲۰ اکتوبر سنہ ۱۷۴۰ء کو چارلس ششم نے انتقال کیا اور اسی سال مئی میں فریڈرک ولیم بھی راہی ملک عدم ہوا۔ ان دونوں کے انتقال سے یورپ اور نوآبادیوں کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے سنہ ۱۷۴۰ء اور سنہ ۱۷۶۳ء کے درمیان چند نہایت ہی اہم مسائل کا تصفیہ ہوگیا جن سے یورپ کا توازن قوت بہت کچھ متاثر ہوا۔ امریکا اور ہندوستان میں انگلستان اور فرانس کی جد و جہد کا بالآخر قطعی تصفیہ ہوگیا، انگلستان کا بحری تفوق قائم ہوگیا فرانس کے قبضہ سے کناڈا نکل گیا اور ہندوستان میں اسے ہزیمت ہوئی۔ برطانیہ عظمیٰ اور خاندان بوربون کی رقابت کا سلسلہ کچھ روز کے لیے بند ہوگیا اور پھر اسوقت رونما ہوا جب کہ برطانیہ اور اس کی امریکائی نوآبادیوں میں چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی

چارلس ششم کا انتقال

صفحہ ۱۴۸

سنہ ۱۷۴۰ء میں مسائل ذیل تصفیہ طلب تھے یعنی تفوق بحری، شمالی امریکا میں آیندہ تفوق لاطینیوں کو حاصل ہوگا یا جرمنی الاصل اقوام کو اور ہندوستان میں فرانس کا اثر غالب رہیگا یا انگلستان کا۔ مسائل مذکور کا سنہ ۱۷۶۳ء میں انگلستان کے حق میں فیصلہ ہوگیا؛

یورپ میں سنہ ۱۷۴۰ء اور ۱۷۶۳ء کا درمیانی وقفہ نہایت ہی اہم ہے اور اس عہد میں بھی اٹھارھویں صدی کی ممتاز خصوصیات کی متعدد مثالیں موجود ہیں یعنی ایک طرف تو جرمنی، فرانس، ہسپانیہ، اطالیہ اور دیگر ممالک میں روشن خیال بادشاہ اور مدبر جدید اصلاحی خیالات کا دم مار رہے تھے اور دوسری طرف سائلیشیا پر جبراً قبضہ کرلینے سے دراز دستیوں کا وہ دور شروع ہوگیا جس کی انتہا نیپولین پر ہوئی۔

جرمنی کے لیے سنہ ۱۷۴۰ء نہایت ہی اہم ہے کیونکہ فریڈرک اعظم کی تخت نشینی سے گویا زمانۂ حال کی سلطنت جرمنی کا آغاز ہوتا ہے۔ جنگ سی سالہ کے بعد جرمنی کے حصے بخرے ہوگئے تھے اور اس کی حالت حد درجہ ذلیل ہوگئی تھی اور مادی، اخلاقی اور دماغی لحاظ سے بھی ہر سو تباہی کے آثار نمایاں تھے۔ جذبۂ قومیت بالکل معدوم ہوگیا تھا گو لوئی چہاردہم کی دراز دستیوں سے

سنہ ۱۷۴۰ء کی جرمنی کی تاریخ میں اہمیت

یہ جذبہ پھر برانگیختہ ہو رہا تھا۔ کاتولیکی آسٹریا جو شہنشاہت کے مفاد کی طرف سے غافل اور اپنے ذاتی اغراض کے حصول میں منہمک تھا، قوم جرمن کو بلا لحاظ مذہب کوئی امید نہ دلا سکتا تھا کہ اسے اپنی شہنشاہی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔ جرمنی میں اخلاقی اور سیاسی احیاء کا امکان سلطنت پرشیا کے عروج سے ہوا جو باوجود پراٹسٹنٹ ہونے کے مذہبی آزادی کی حامی تھی ۱۷۴۰ء اور ۱۷۶۳ء کے درمیان میں پرشیا کی وجہ سے "جرمنی کے جذبۂ قومی میں ایک نئی روح پیدا ہو گئی۔ جنگ ہفت سالہ سے جرمنی کو معلوم ہو گیا کہ فریڈرک اعظم اس کا قومی سورما ہے اور لیسنگ کی نظم (Minna von Barnhelm) اور گلیم کے سپاہیوں کے گیتوں سے اس عام قومی جوش کا پتا چلتا ہے۔ اسی جنگ کے دوران میں جرمن لوگ محسوس کرنے لگے کہ وہ بھی ایک قوم ہیں ۱۷۴۰ء ہی سے برلن اور وائنا کے درباروں میں وہ رقابت شروع ہوئی جس کا سلسلہ ۱۸۶۶ء تک قائم تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ جو مصائب میریا تھیریسا کو برداشت کرنے پڑے وہ ابتدائی تماشے ہیں اس ناٹک کے سیڈووا جس کا اختتام ہے اور سیڈن جس کا آخری گیت (Epilogue) ہے[له]۔ پرشیا نے جب آسٹریا کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا تو جارج دوم اور اس کے وزیروں کی وہ امید جاتی رہی ہینوور شمالی جرمنی میں وہی رسوخ حاصل کر سکیگا جو اب پرشیا کو حاصل ہوا[ٹ]۔

صفحہ ۱۳۹

۱۷۱۵ء اور ۱۷۸۹ء کے درمیان کا زمانہ انتہائی بےچینی اور سفارتی کارروائیوں کا ہے جس کے دوران میں ایک زبردست جدوجہد یورپ، امریکا اور ہندوستان میں جاری تھی برخلاف اس کے ۱۷۴۰ء اور ۱۷۶۳ء کے درمیان ایک سیاسی ناٹک ہوا جس کے تین ایکٹ تھے ۱۷۴۰ء سے ۱۷۴۸ء تک فریڈرک اعظم سائلیشیا کی دونوں جنگوں میں مشغول تھا اور فرانس

۱۷۴۰ تا ۱۷۶۳ء میں امریکا، ہندوستان اور جزائر غرب الہند۔

له۔ جنگ سیڈووا میں ۳ جولائی ۱۸۶۶ء کو پرشیا نے آسٹریا کو شکست دی اور جنگ سیڈن میں یکم ستمبر ۱۸۷۰ء میں فرانس کو۔ مترجم۔

ٹ Karl Hillebrand, Lectures on German Thought. Lecture II

دو سلطنتوں کا مقابلہ کر رہا تھا یعنی ایک طرف تو وہ جرمنی کے چھوٹے چھوٹے حکمرانوں سے متحد ہو کے آسٹریا کی مخالفت کر رہا تھا اور اب اس فکر میں تھا کہ ہیپس برگ خاندان کے مقبوضات کے حصے بخرے کر کے اس ۲۱۲ سال کی رقابت کا خاتمہ کر دے۔ دوسری طرف شمالی امریکا جزائر غرب الہند اور ہندوستان میں اسے اپنے اغراض اور مفاد کی حفاظت کرنا اور سمندروں میں انگلستان کے ساتھ اپنی ہمسری کا قائم رکھنا بھی ضروری تھا۔ سائی لی شیا کی نزاع فرانس اور آسٹریا کی رقابت اور فرانس اور ہسپانیہ کے بوربون بادشاہوں اور انگلستان کی تجارتی اور نوآبادیات کی رقابت ان سب کے متعلق جنگ و جدال کا سلسلہ وقت واحد میں جاری رہا۔ ۱۷۴۸ء میں شرکائے جنگ خستہ حال ہو کر جنگ و جدال سے باز آتے ہیں ۱۷۴۸ء سے ۱۷۵۶ء کا سکون رہتا ہے مگر بےچینی اور سازشوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے جو جنگ ہفت سالہ کا پیش خیمہ ہیں۔ اس جنگ میں فرانس اور آسٹریا ایک طرف اور ان کے مقابلے پر انگلستان اور پرشیا۔ ۱۷۶۳ء میں اس جنگ کا خاتمہ انگلستان اور پرشیا کی فتح پر ہوا۔ انگلستان کو ہر سو کامیابی ہوئی اور سائی لے شیا پر پرشیا کا قبضہ برقرار رہا۔

فریڈرک اعظم جب تخت نشین ہوا تو انگلستان اور ہسپانیہ امریکا کے ہسپانی سمندروں پر سر جنگ تھے اور گو فرانس بھی جنگ کی تیاری میں مصروف تھا مگر تمام یورپ میں آتش جنگ کے مشتعل ہو جانے کے بظاہر کوئی آثار نہ تھے۔ فریڈرک کو ابتدا ہی سے یہ خیال تھا کہ فرانس اور روس کو اپنا دوست بنائے یا بصورت جنگ انھیں غیر جانب دار رہنے پر آمادہ کرے۔ اس لئے اس نے دونوں ممالک سے نامہ و پیام شروع کر دیا۔ ۱۷۴۰ء کے موسم سرما میں دو واقعات ایسے ہوئے

سائی لے شیا پر حملہ کرنے کے فوری اسباب

جن کی وجہ سے فریڈرک نے سائی لے شیا پر حملہ کرنے کا قطعی تہیہ کر لیا۔ ۲۰ر اکتوبر کو چارلس ششم نے انتقال کیا اور ۲۸ر اکتوبر کو روس کی شہنشاہ بیگم اینی بھی چل بسی۔ چارلس ششم کے ساتھ خاندان ہیپس برگ کی نسل ذکور کا خاتمہ ہو گیا اور شہنشاہ بیگم اینی کے انتقال کے بعد روس کے تخت و تاج کا مالک ایک نابالغ ڈیوک اعظم

صفحہ ۱۴۱

ایوان ہوا۔ اینی کے انتقال کے بعد بیرن نائب السلطنت جبراً ہو گیا تھا مگر ۱۸ار نومبر کو محل شاہی میں ایک انقلاب ہوا اور بیرن معزول ہو کر جلاوطن ہو گیا۔ روسی حکومت کا صدر اب جرمنی انسٹل میونخ تھا جسے فریڈرک نے ہموار کر لیا تھا۔ اس لئے اب فریڈرک کو قوی امید تھی کہ ایوان کی طویل نابالغی کے زمانے میں روسی حکومت آسٹریا کے انتظام جانشینی (Pragmatic Sanction) کو قائم کرنے کی غرض سے اس کے معاملات میں مداخلت نہ کریگی اور ایک عرصے تک اسے موقع ملیگا کہ آسٹریا کی موجودہ بے بسی سے نفع اٹھائے اور اپنے گہرے منصوبوں کو عمل میں لائے۔ چارلس ششم کے انتقال سے تاج شہنشاہی اور سلطنت آسٹریا کے مقبوضات پر دعویٰ کرنے کا موقع یورپ کے بعض حکمرانوں کو ملگیا۔ ۱۷۱۸ء سے چارلس کی حکمت عملی کی اصل غایت یہ تھی کہ تمام دول یورپ سے ایک حتمی وعدہ حاصل کرے کہ اس کے انتقال کے بعد اس کی بیٹی میریا تھیری سا اس کے تمام آبائی علاقوں پر قابض ہو جائیگی۔ اس کوشش میں اسے کامیابی بھی ہوئی اور بظاہر میریا تھیری سا کے لئے کوئی اندیشہ نہ تھا۔ چارلس ششم کے انتقال کے بعد انگلستان، روس، پرشیا اور ہالینڈ نے فوراً آسٹریا کے علاقوں کے متعلق میریا تھری سا کی وراثت کو تسلیم کر لیا مگر ہسپانیہ، سارڈی نیا، سیکسنی اور باویریا نے خاندان ہیپس برگ کے جملہ مقبوضات یا بعض حصوں کا دعوے کیا۔ دعویداروں میں صرف چارلس البرٹ رئیس باویریا کا دعویٰ کچھ قابل لحاظ تھا مگر وہ بھی اپنے اس دعوے کو ثابت نہ کر سکا کہ شہنشاہ فرڈی ننڈ اول نے جب ۱۵۶۴ء میں انتقال کیا تو اس نے بصورت عدم موجودگی اولاد ذکور اپنی بیٹی اینا اور اس کی اولاد کو (جس میں چارلس البرٹ بھی تھا) اپنی سلطنت کا وارث قرار دیا لیکن گو ایلی زابیتھ فارنیس چاہتی تھی کہ ڈان فلپ کو لومبارڈی کی سلطنت ملجائے اور شاہ سارڈی نیا علاقہ میلانیز کے حصول کی فکر میں تھا مگر نہ تو ہسپانیہ نہ سارڈی نیا جنگ کے لئے تیار تھے اور اگر فرانس اور پرشیا نے آسٹریا کے مقبوضات پر حملہ کر کے میریا تھیری سا کے منتشر علاقوں پر حملہ آوری کی صلائے عام نہ دی ہوتی تو آسٹریا بیرونی حملوں سے بالکل محفوظ رہتا۔

صفحہ ۱۴۱

چارلس ششم کے انتقال کے بعد میریا تھیری سا آسٹریا کی ڈچس عظمیٰ ہنگری اور بوہیمیا کی ملکہ اور آسٹریا کے تمام مقبوضات کی حکمراں قرار دیگئی۔ اس حسین و جمیل ملکہ کی عمر اسوقت ۲۳ سال تھی' اس کے الطاف و کرم کا یہ حال تھا کہ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑتا اس کے حلقہ بگوش ہو جاتے۔ ان خوبیوں کے علاوہ میریا تھیری سا صادق القول' کریم الطبع' نیک کردار' محب وطن مستقل مزاج اور جفاکش تھی۔ باوجود شروع ہی سے مصائب میں مبتلا ہونے کے کبھی ہمت نہ ہاری مذہب کے اصول کا اس پر گہرا اثر تھا اور اپنے فرائض منصبی کا پورا خیال رکھتی تھی۔ نوجوان ملکہ کو امید تھی کہ دول یورپ جنھوں نے اس کے حقوق کو برقرار رکھنے کا حتمی وعدہ کیا تھا اسکا لحاظ کرینگے۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی اپنے شوہر فرانسس اسٹیفن کو اپنے تمام آبائی علاقوں میں نائب السلطنت مقرر کردیا اور وزیروں کو جن میں سے اکثر کا سن ستر سال سے زیادہ تھا اپنے اپنے عہدوں پر برقرار رکھا۔ ان میں سے زن زین ڈارف (چینسلر اور وزیر اعظم) اور اس ٹاریم برگ (صدر سر رشتۂ مالیہ) دونوں تجربہ کار تھے۔ مگر نہ تو ان دونوں اور نہ کاونٹ جوزیف ہراخ (صدر مجلس جنگ ۱۷۳۸ء-۱۷۶۴ء) یا کنسکی (بوہیمیا کا چینسلر) کو یورپ کے موجودہ سیاسی حالات کا صحیح علم تھا اور چونکہ یہ لوگ جزوی انتظامی امور کے انصرام کے عادی تھے اس لئے نہ تو ان میں اولوالعزمی تھی نہ قوت فیصلہ اور ۱۷۴۰ء کے نازک معاملات تو بالکل انکے فہم و عقل سے بالاتر تھے۔ نوجوان ملکہ نے اولاً بارٹین سٹن اور ہربرس ٹین کو اپنا معتمد علیہ بنایا۔ بارٹین سٹین السا س کا رہنے والا تھا جو اپنی جانفشانی اور سلطنت آسٹریا کی خدمت گزاری سے وزارت کے درجے تک پہونچ گیا تھا۔ فریڈرک اعظم کی طرف سے اسے سخت اندیشہ تھا اور اس کا قول تھا کہ سوائے شاہ پرشیا کے ملکہ کا کوئی اور دشمن نہیں۔ زن زین ڈارف نے ۱۷۴۲ء میں انتقال کیا' اسٹاریم برگ نے ۱۷۴۵ء میں اور کنیسکی نے ۱۷۴۸ء میں۔ زن زین ڈارف کے مرنے کے بعد اہل فیلڈ برائے نام چینسلر ہوگیا مگر بارٹین سٹن ۱۷۴۰ء سے ۱۷۵۳ء تک وزیر خارجہ تھا اور وزرا کی خفیہ مجلس میں اس کا بہت اثر تھا۔ تدبیر مملکت سے زیادہ اسے قانون میں دخل تھا اور کانٹز کے عروج کے صفحہ ۱۴۴

بعد اہل فیلیڈ کے ساتھ یہ بھی خدمت وزارت سے معزول کردیا گیا [۱]۔

ترکی کی گزشتہ جنگ سے آسٹریا بہت کمزور ہوگیا تھا اور بلغراد کے فضیحت انگیز معاہدے سے اس کی سخت رسوائی ہوئی تھی اس کی فوج اب بالکل ناکارہ تھی اور خزانہ خالی تھا۔ یوجین کا قول تھا کہ آسٹریا کو دولاکھ سپاہیوں اور خزانہ معمور کی ضرورت تھی مگر ۱۷۴۰ء میں اس کی حکمراں ایک ناتجربہ کار ملکہ تھی فوج منتشر ہوچکی تھی اور وزیر نااہل تھے؛

آسٹریا کے اندرونی حالات سخت پریشان کن تھے ہی مگر دول یورپ کے ساتھ اس کے تعلقات اور بھی ناقابل اطمینان تھے۔ ہسپانیہ اپنے بوربون حکمراں کے تحت میں فرانس سے گہرا اتحاد پیدا کررہا تھا۔ ایلی زابیتھ فارنیس اس فکر میں تھی کہ اطالیہ میں آسٹریا کے مقبوضات میں قطع و برید کرے سیوائے کے شاہی خاندان کی اولوالعزمیوں سے بھی آسٹریا کو خطرہ تھا۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی میں شہنشاہی فوج کو کوئی سرخروئی نصیب نہیں ہوئی تھی اور انگلستان بھی اس آڑے وقت میں اپنے قدیم حلیف کی امداد پر آمادہ نظر نہ آتا تھا؛

مگر آسٹریا کو حقیقی اور فوری خطرہ پرشیا اور فرانس کی طرف سے تھا۔ ۱۷۳۸ء میں فرانس نے آسٹریا کے انتظام جانشینی کو تسلیم کرنے کا حتمی اقرار کیا تھا اور اس کے معاوضے میں اسٹانس لاس کے لیے صوبہ لارین حاصل کرلیا تھا جو اس کے انتقال کے بعد پھر فرانس کو ملنے والا تھا۔ جرمنی سے صوبہ لارین لے لینا فلیوری کا کارنامہ تھا جو برا عظم یورپ میں امن وامان کے قیام کا خواستگار تھا کیونکہ اسے خوب معلوم تھا کہ گزشتہ جنگوں سے فرانس بالکل خستہ حال ہوگیا ہے اور انگلستان سے جنگ چھڑ جانے کا ہر وقت کھٹکا لگا ہوا تھا۔ چارس ششم کے انتقال کے بعد فلیوری نے جو طرز عمل اختیار کیا وہ اس کی کارروائیوں کا بہترین نمونہ ہے۔ مکروفریب اور وعدوں کے ایفاد سے

صفحہ ۱۴۳

---

[۱] Wolf Und Zwiedineck, Oesterreich Unter Maria Theresia, Josef II, Und Leopold II., p. 27

گریز کرنے میں اسے کمال حاصل تھا۔ جنوری ۱۷۴۰ء میں اس نے اس عہد و پیمان پر قائم رہنے کا وعدہ کیا تھا جو اس نے چارلس ششم سے کئیے تھے مگر شہنشاہ کے مرتے ہی اس نے میریا تھیریسا کے حقوق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور باویریا کے الیکٹر کو یقین دلایا کہ فرانس کسی فریق ثالث کے مقابلے میں انتظام جانشینی کی تائید نہ کریگا اور یہ کہ میریا تھیریسا کو یہ حق نہیں ہے کہ اسے (الیکٹر کو) تاج شہنشاہی کیلیئے اپنا دعوٰے پیش کرنے سے باز رکھے۔ فلیوری بقائے امن کا ضرور خواہشمند تھا لیکن ایک سوفسطائی طریقے سے اس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی فریق ثالث کا حق خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات پر میریا تھیریسا سے زیادہ مرجح ہے تو پھر فرانس انتظام جانشینی کی ضمانت سے سبکدوش ہے۔ فلیوری کے مبہم طرز عمل کے دو سبب تھے یعنی دربار میں ایک زبردست جنگ پسند جماعت موجود تھی اور ثانیاً فرانس اور باویریا کے خاص تعلقات تھے ۱۷۱۴ء میں ایک خفیہ معاہدہ کے ذریعہ سے شاہ فرانس نے باویریا کے الیکٹر سے وعدہ کیا تھا کہ تخت شہنشاہی جب خالی ہو تو وہ الیکٹر کی امیدواری کی تائید کریگا ۱۷۲۷ء میں اس معاہدے کی تجدید ہوئی اور فرانس نے یہ مزید وعدہ کیا کہ خاندان ہیپس برگ کے موروثی مقبوضات کے متعلق الیکٹر کے جو دعوے ہیں انکی بھی تائید کی جائے گی۔ فرانس کے اتحاد سے تقویت پاکر چارلس البرٹ نے ۱۷۳۲ء کے ڈائٹ میں انتظام جانشینی کی تائید کرنے سے انکار کر دیا اور ۱۷۳۳ء میں فرانس نے اس سے پھر معاہدہ کرکے صاف صاف یہ وعدہ کیا کہ اگر اپنے دعاوی کی حصول کی کوشش میں اس پر کوئی حملہ کرے تو فرانس اس کی تائید کرے گا۔ فرانس کے انتظام جانشینی کو تسلیم کر لینے اور باویریا کا علانیہ اس سے روگرداں ہو جانے' ان دونوں متناقض امور کی تطبیق کے لیئے فلیوری نے بتایا کہ قبضۂ قانونی اور دعاوی محض میں فرق ہے اور فریق ثالث کے حقوق کا لحاظ بھی لازمی ہے۔ فلیوری کا دعوے یہ تھا کہ فرانس کے لیئے میریا تھیریسا کی تائید کرنا ناممکن ہو جائیگا اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اپنے مقبوضات

صفحہ ۱۴۴

کے متعلق اسے کوئی قانونی حق نہیں ہے۔ ۱۷۴۰ء میں چارلس ششم کے انتقال کے بعد فلیوری نے تامل کیا اور لیت و لعل کرتا رہا کیونکہ اسے پوری طور سے اطمینان نہ تھا۔ باویریا کے سفیر سے اس نے کہدیا کہ الیکٹر تاج شہنشاہی کا دعویٰ کر سکتا تھا کیونکہ انتظام جانشینی میں شہنشاہ کے انتخاب کے متعلق کوئی شرط نہ تھی مگر چارلس ششم کے آبائی مقبوضات کے بارے میں کسی قطعی کارروائی کرنے کے قبل وہ حسب عادت منتظر رہا اور واقعات کی رفتار کو دیکھتا رہا[له]؛

فریڈرک اعظم کی قطعی کارروائی

فریڈرک اعظم نے برخلاف اس کے مطلق تامل نہ کیا اور نہ اخلاقی موانع کی پروا کی۔ اس کے دربار میں کوئی مخالف جماعت بھی نہ تھی جو سدراہ ہو سکتی۔ اس لیئے اس نے فوراً سائی لیشیا پر قبضہ کرنے کا قصد کر لیا۔ جیسا کہ میریا تھیری سانے ۱۷۴۹ء میں کیا اس نے بھی پوڈی ولس (مشیر خاص معاملات خارجی و سفارتی) اور شوے رن (سپہ سالار) سے اظہار رائے کی درخواست کی۔ ان دونوں عہدہ داروں نے ۲۹ اکتوبر کو اسے بالاتفاق یہ مشورہ دیا کہ آسٹریا سے نامہ و پیام شروع کرے اور سائی لیشیا کے معاوضے میں برگ کے متعلق اپنے دعووں سے دست کش ہو جائے اور انتظام جانشینی کو تسلیم کرنے کا اور تخت شہنشاہی کے متعلق ڈیوک اعظم اسٹیفن کی امیدواری کی تائید کرنے کا وعدہ کرے۔ لیکن روس کی شہنشاہ بیگم اینی کے اسی زمانے میں انتقال کر جانے کی وجہ سے فریڈرک نے قصد کر لیا کہ پہلے وار کر دے اور پھر نامہ و پیام کرتا رہے اور اگر آسٹریا گفت و شنید پر راضی نہ ہو تو باویریا اور سیکسنی سے اتحاد پیدا کرے، فرانس سے امداد کی درخواست کرے، تخت شہنشاہی کے لیئے چارلس البرٹ کے انتخاب کی تائید کرے اور سویڈن سے سمجھوتہ کر کے روس کو مخالفت سے باز رکھے۔ ۱۶ دسمبر کو پرشیا کی فوج سائی لیشیا پر حملہ آور ہوئی جس کی وجہ سے آسٹریا کی جنگ جانشینی شروع ہو گئی؛

فریڈرک کی اس کارروائی کو حق بجانب قرار دینا نہایت دشوار ہے۔ اس کا

له Tuttle, History of Prussia, vol I, p. 51

خود بیان ہے کہ جن اغراض کی بنا پر یں نے حملہ کیا ان میں نام و نمود حاصل

سائی لیشیا پر حملہ۔

کرنا بھی داخل تھا۔ جو لوگ کہ اس حملہ کو حق بجانب خیال کرتے ہیں ان کا یہ دعوے ہے کہ برگ اور جولنج کے متعلق چارلس ششم نے راستی سے کام نہیں لیا تھا۔ مگر ۱۷۲۸ء کے معاہدے کی خلاف ورزی سے سائی لیشیا پر حملہ لازم نہیں آتا۔ آسٹریا اور پرشیا کا اتحاد معاہدوں کے ایک طویل سلسلے پر مبنی تھا۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی میں دونوں ایک ہی جانب تھے اور فریڈرک ولیم اول نے انتظام جانشینی کو تسلیم کر لیا تھا۔ پرشیا کے جو دعوے سائی لیشیا کے متعلق تھے ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فریڈرک کا حملہ کسی دعوے کی بنا پر تھا خواہ وہ فرضی ہی کیوں نہ ہو۔ جاگین ڈارف، بران ڈین برگ صفحہ ۱۴۵
کے الیکٹر کا مقبوضہ تھا مگر فرڈی نند ثانی نے اسے ۱۶۲۳ء میں ضبط کر لیا اور ۱۶۷۵ء میں لیوپولڈ اول نے لیگ نیز، بریگ اور وہ لا کی ڈچیوں پر قبضہ کر لیا۔ فریڈرک ثالث نے جب شوی بوش مجبوراً لیوپولڈ کو واپس کیا تو اس (فریڈرک ثالث) نے سائی لے شیا کی ڈچیوں کے متعلق باضابطہ طور پر اپنے دعووں کی تجدید کی۔ یہ اصل دعوے ایک معاہدے کی بنا پر تھے جو ۱۵۳۷ء میں جاکم ثانی (الیکٹر بران ڈین برگ) اور لیگ نیز کے ڈیوک کے درمیان ہوا تھا۔ فریڈرک ولیم اول نے کبھی ان ساقط شدہ دعووں پر اصرار نہیں کیا تھا نہ تو خاندان ہوہن زولرن کی روایات میں دعاوی مذکور کے شامل ہونے کا کوئی ثبوت ہے اور نہ اس امر کی کوئی شہادت موجود ہے کہ فریڈرک کے دماغ میں یہ خیال کبھی آیا تھا کہ سائی لے شیا پر اس کا کوئی حق ہے۔ بعض لوگوں نے یہ تاویل بھی پیش کی ہے کہ ممکن ہے کہ سیکسنی سائی لے شیا پر قبضہ کر لیتا اور چونکہ ایک عام یورپی جنگ کا ہونا یقینی تھا اسلئے فریڈرک کا دوسرے دول کے جنبش میں آنے کے قبل سائی لے شیا پر قبضہ کر لینا دانشمندی پر مبنی تھا۔ عام یورپی جنگ کا ناگزیر ہونا محض قیاسی ہے اور اس صورت میں بھی فریڈرک کا سائی لیشیا پر قبضہ کر لینا حق بجانب نہیں ہو سکتا۔ فریڈرک نے یہ کارروائی محض اپنی ذمہ داری پر کی اور جب تک کہ وہ فرانس آسٹریا اور

روس کی متحد فوجوں کے مقابلے پر اپنے جدید مقبوضات کی حفاظت کرنے پر جنگ ہفت سالہ میں مجبور نہ ہوا انگلستان یا جرمنی میں اس کے ساتھ عام ہمدردی پیدا نہ ہوئی ۔

سائی لیشیا پر حملہ آوری میں اسے پوری کامیابی ہوئی اور جنوری کے ختم پر تمام صوبہ بشمول بریس لا (دار السلطنت) وبہ استثنائے گلوگا بریگ ونیس پرشیا کے قبضے میں آگیا اور فریڈرک برلن کو واپس ہوگیا۔ مگر باوجود اس نمایاں کامیابی کے اس کی حالت نہایت نازک ہوگئی تھی کیونکہ میریا تھیری سا نے اعلان کردیا تھا کہ جب تک کہ سائی لے شیا میں پرشیا کا ایک بھی سپاہی ہے میں صلح کی گفت وشنید نہ کرونگی اور انگلستان بھی پرشیا کے خلاف میں ایک زبردست اتحاد قائم کرنے کے لئے آسٹریا سے نامہ وپیام کررہا تھا۔ سائی لے شیا کو واپس لینے کے لئے آسٹریا فوری اور وسیع تدابیر عمل میں لارہا تھا اور مارچ ۱۷۴۱ء میں میونخ کے معزول ہوجانے سے فریڈرک کو اندیشہ ہوگیا کہ روس اور آسٹریا متحد ہوکر اس کی مخالفت کرینگے۔ اپریل کے اوائل میں ایک آسٹروی فوج نیپ برگ کی سرکردگی میں سائی لے شیا کے وسط تک پہونچ گئی۔ یہ شخص صفحہ ۱۴۶ پرانی طرز کا ایک بہادر سپہ سالار تھا جسکا علم زیادہ تر کتابی تھا۔ ۱۰ اپریل کو مول وِٹز کی جنگ ہوئی جس میں پرشیا کی پیدل فوج کو فتح ہوئی۔ اس مشہور فتح کے نتائج نہایت ہی اہم ہوئے۔ پرشیا کے سپاہیوں کی بہادری جو اب تک

جنگ مول وٹز اور اسکے نتائج

مشکوک تھی اب مسلم ہوگئی اور یہ بھی تسلیم کرلیا گیا کہ یورپ میں ایک نئی سلطنت یعنی پرشیا وجود میں آگئی تھی جو خاندان ہیپس برگ کے نبرد آزما سپاہیوں کا مقابلہ کرسکتی تھی اور انھیں پنجا دکھا سکتی تھی۔ فریڈرک نے اب نشیبی سائی لے شیا اور بریگ پر بھی قبضہ کرلیا تھا اور انگلستان کے مدبروں کا اب یہ خیال ہوگیا تھا کہ میریا تھیری سا کے لئے بہتر ہوگا کہ وہ سائی لے شیا سے ہاتھ دھوئے اور فریڈرک سے صلح کرلے۔

میریا تھیری سا کو شکست ہوئی تھی مگر سائی لے شیا سے باز آنے کا خیال تک اپنے دل میں نہ آنے دیا اور مول وٹز کی شکست سے جو صورت حال

پیدا ہو گئی تھی اس کو دفع کرنے کو تیار ہو گئی ہسپانیہ، باویریا، سارڈینیا اور سیکسنی تیار تھے کہ آسٹریا کو نقصان پہونچا کر اپنا اپنا کام نکالیں اور فرانس کی حکومت نے بھی ایک اہم فیصلہ کر لیا تھا یعنی آسٹریا کے انتظام جانشینی کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے تخت شہنشاہی کے لیئے شاہ باویریا کی امیدواری کی تائید کرے اور اس طرح خاندان ہیپس برگ کی قوت کو ہمیشہ کے لیئے فنا کر دے۔

فلیوری کا طرز عمل

فرانس میں ایک ذی اثر سرگرم اور شورش کرنے والی جماعت آسٹریا پر حملہ کرنے کی موئید تھی اور اس کا سرغنہ چارلس لوئی فوکے (کاونٹ بیل آئل) ایک اولوالعزم بے اصول اور نہایت ہی قابل شخص تھا۔ دسمبر ۱۷۴۰ء میں فلیوری نے اس جماعت کی شورش سے متاثر ہو کر بیل آئل کو یقین دلایا کہ فرانس میریا تھیریسا کو ہنگری اور بوہیمیا کی ملکہ تسلیم کر لیگا مگر باویریا کے الیکٹر کی شہنشاہی کی امیدواری کی بھی تائید کریگا۔ فلیوری نے بیل آئل کو یہ بھی اطلاع دی کہ لوئی پانزدہم نے اسے جرمنی کے ڈائٹ میں سفیر مقرر کیا ہے تاکہ وہ مجلس مذکور کو فرانس کے طرز عمل کے بارآور ہونے میں امداد کرنے پر آمادہ کرے۔ فرانس کے دربار میں یہ خیال تھا کہ سائیلیشیا پر حملہ کرنے میں فریڈرک کو ناکامی ہوگی اور لوئی پانزدہم نے تو صاف صاف کہدیا تھا کہ فریڈرک پاگل ہو گیا ہے۔ فلیوری کے دماغ میں اسوقت آسٹریا کے متعلق متعدد خیالات گونج رہے تھے۔ اولاً فرانس ۱۷۳۵ء کے معاہدے کی پابندی کر کے اپنی قوت کو محفوظ رکھ سکتا تھا۔ فرانس کے لیئے یہ طرز عمل بہترین تھا کیونکہ عنقریب اس کے اور انگلستان کے درمیان جنگ و جدال کا ایک طویل سلسلہ شروع ہونے والا تھا۔ ثانیاً فرانس فرانسس اسٹیفن کو شہنشاہ منتخب ہونے میں اس شرط پر مدد دے سکتا تھا کہ میریا تھیریسا اسے (فرانس کو) لکزیمبورگ یا نیدرلینڈ کا ایک حصہ دے دیتا۔ ثالثاً فرانس کے لیئے یہ بھی ممکن تھا کہ آسٹریا کے انتظام جانشینی کی پابندی کرتا مگر اپنی روایات اور ۱۷۱۴ء کے خفیہ معاہدے کے لحاظ سے جو باویریا سے ہوا تھا، تخت شہنشاہی کے لیئے چارلس البرٹ کی امیدواری کی تائید کرتا۔ مگر اس طریقے پر عمل کرنا دشوار تھا

صفحہ ۱۴۷

کیونکہ الیکٹر میریا تھیریسا کے تمام موروثی مقبوضات کا دعویدار تھا۔ رابعاً آخری اور بدترین طرز عمل فرانس کے لئے یہ ہوسکتا تھا کہ سابق کے تمام معاہدوں کو توڑکر اور اس موقع سے نفع اٹھاکر آسٹریا کے حصے بخرے کردے۔"

جیساکہ ہم بیان کرچکے ہیں مول وٹز کی جنگ تک فلیوری کا رجحان صورتہائے مذکورۂ بالامیں سے تیسری صورت کی طرف تھا اور اس نے بیل آئل کو فرانک فورٹ بھیجا تھا تاکہ وہ ڈائٹ میں باویریا کے الیکٹر کے انتخاب کے لئے کوشش کرے۔ یہ طرز عمل صریحاً قابل اعتراض تھا۔ جرمنی کے معاملات میں فرانس کی مداخلت سے انگلستان کی آتش حسد بھڑک اٹھتی اور وہ طوعاً وکرہاً آسٹریا کی تائید پر تیار ہوجاتا اور پھر وہی طرز عمل اختیار کرتا جس پر اُس نے ہسپانیہ کی جنگ جانشینی میں عمل کیا تھا یعنی جرمنی کی تمام ریاستوں کا ایک زبردست اتحاد فرانس کے خلاف میں قائم کردیتا۔ فلیوری کے اس تلوّن کا خمیازہ نہ صرف فرانس کو بھگتنا پڑا بلکہ جرمنی کو بھی میریا تھیریسا نے اس کی ظاہری صلح پسندی سے دھوکا کھاکر جنگ مول وٹز کے بعد نہایت حقارت کے ساتھ فریڈرک سے نامہ وپیام کرنے سے انکار کردیا اور وال پول کے مشورے کو بھی رد کردیا جس کی رائے تھی کہ وہ سائلی ےشیا سے دست بردار ہوجائے اور فرانس کے خلاف میں پرشیا سے متحد ہوجائے۔ شاہ پرشیا بھی باوجود اپنی متواتر کامیابیوں کے اب بالکل بے یار و مددگار رہگیا تھا اس لئے وہ بھی مجبوراً فرانس کی طرف متوجہ ہوا۔"

فریڈرک کی فتح یابی سے بیل آئل کو اپنے منصوبوں پر عمل کرنے کا موقع ملگیا یعنی ایک اتحاد قائم کرنا جس میں فرانس، پرشیا، ہسپانیہ، باویریا، سویڈن اور سیکسنی شامل ہوں۔ اس اتحاد کے قیام کی غایت یہ تھی کہ آسٹریا کے حصے بخرے کردیئے جائیں، باویریا کا الیکٹر شہنشاہ ہوجائے اور جرمنی کا ملک متعدد مساوی سلطنتوں میں تقسیم کردیا جائے جن میں سے کوئی فرانس کا مقابلہ کرنیکی اہلیت نہ رکھتا ہو۔ فرانس کو اس طور پر یورپ میں سیاوت حاصل ہوجاتی اور وہ

فرانسیسی پرشیا سے اتحاد پیدا کرکے جرمنی پر حملہ کرتے ہیں۔

صفحہ ۱۴۸

جرمنی کی آزادی کا محافظ ہو جاتا اور وہ نشیبی ممالک کا صوبہ اسے مل جاتا۔ ۲۸ اپریل کو وہ فریڈرک کے خیمہ گاہ میں پہونچا جہاں ممالک غیر کے سفیر پہلے ہی سے پہونچ گئے تھے مگر فریڈرک لیت و لعل کرتا رہا اور بالآخر اس نے ۴ جون کو فرانس کے ساتھ ایک معاہدے پر اپنی دستخط ثبت کی کیونکہ نہ تو وہ باویریا کے الیکٹر کی قوت کے بڑھنے کو پسند کرتا تھا اور نہ یہ چاہتا تھا کہ جرمنی میں فرانس کی وہی حیثیت ہو جائے جو آسٹریا کی تھی۔ مگر جب انگلستان کو مصالحت کی کوششوں میں بالکل ناکامی ہوئی اور آسٹریا سے جنگ کے طول کھینچنے کا اندیشہ ہو گیا تو فریڈرک مجبوراً فرانس سے اتحاد کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ ۴ جون کو صلح نامے پر دستخط ہو گئے جس کی رو سے فریڈرک نے باویریا کے الیکٹر کے انتخاب کے لیے رائے دینے اور جولخ اور برگ کے متعلق اپنے دعاوی سے دست کش ہو جانے کا وعدہ کر لیا۔ اس کے معاوضے میں شاہ فرانس نے وعدہ کیا کہ وہ نشیبی سائی لے شیا اور بریس لا پر فریڈرک کے قبضے کی تائید کریگا، باویریا کو امداد پہونچانے کے لیے جرمنی میں فوج بھیجے گا اور سویڈن کو روس کے خلاف اعلان جنگ کرنے پر آمادہ کریگا تاکہ روس میریا تھیریسا کو فریڈرک کے خلاف مدد نہ پہونچا سکے۔ بیل آئل نے اس کے قبل ہی ہسپانیہ اور باویریا سے ایک سمجھوتہ کر لیا تھا جو نم فن برگ کے معاہدے کے نام سے مشہور ہے اور وعدہ کیا تھا کہ فرانس سپاہیوں اور روپیہ سے الیکٹر کی مدد کریگا۔ فرانس نے جنگ کا اعلان نہیں کیا کیونکہ اس کا منشا یہ تھا کہ اس کی حیثیت صرف یہ رہے کہ وہ باویریا کے الیکٹر کو تاج شہنشاہی اور آسٹریا کے جرمانوی مقبوضات کا ایک حصہ دلانے میں معاون ہے۔ بیل آئل کو اپنی کوششوں میں باوجود فلیوری کے لیت و لعل اور عدم استقلال کے کامیابی ہوئی اور ۱۶ اگست کو ایک فرانسیسی فوج باویریا کی معاونت کے لیے جرمنی میں داخل ہوئی اور ایک مہینے کے بعد ایک دوسری فوج میلے بوا کے تحت میں ویسٹ فالیا میں پرشیا کی معاونت اور ہالینڈ اور ہینوور کو روکنے کے لیے داخل ہوئی۔ پاسا سے فرانس اور باویریا کی متحد فوج نے بالائی آسٹریا میں پہونچ کر ۱۱ ستمبر کو لنتر پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت تک کسی مشکل کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ انگریز من حیث القوم میریا تھیریسا

کی طرف مائل تھے اور انگلستان اور فرانس کے درمیان ایک عظیم الشان جنگ ہونے والی تھی مگر نہ تو جارج دوم نہ وال پول کو جرمنی میں فرانس کی درازدستیوں کو روکنے کا کچھ خیال تھا۔ جارج دوم ہینوور کا الیکٹر ہونے کی وجہ سے چارلس البرٹ کے شہنشاہ منتخب ہونے کا مخالف نہ تھا کیونکہ دوسرے جرمن فرمانرواؤں کی طرح وہ بھی جرمنی میں خاندان ہیپس برگ کے اقتدار کے بڑھنے کا مخالف تھا اور پھر اسے اپنی آبائی ریاست (ہینوور) کی سلامتی کی بھی فکر تھی۔ اس لیئے اس نے اپنی ریاست کے غیر جانب دار ہونے کے متعلق فرانس سے ایک معاہدہ ۷ر ستمبر کو کر لیا۔ وال پول کو بھی ممالک غیر کے سیاسی مناقشات سے نفرت تھی اس لیئے اس نے اپنی تمام کوششیں پرشیا اور آسٹریا کے درمیان مصالحت کرانے میں صرف کر دیں۔ انگلستان کی سہل انگاری سے بیل آئل کو یہ امید ہو گئی تھی کہ انگلستان یا ہالینڈ کے میدان میں آنے سے قبل اس کی تدبیریں بارآور ہو جائینگی۔ روس نے ۱۷۲۶ء کے معاہدے کے مطابق تیس ہزار سپاہی میریا تھیری سا کی امداد کے لیے روانہ کرنے کا وعدہ کیا تھا اس لیئے روس کو اس قصد سے باز رکھنے کے لیئے قطعی کارروائی کی ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ فریڈرک اعظم نے بھی فرانس سے جو معاہدہ حال میں کیا تھا اس میں بھی یہ شرط تھی کہ فرانس سویڈن کو اپنے اثر سے روس پر حملہ آور ہونے پر آمادہ کرے۔ چنانچہ اہل سویڈن نے ۴ر اگست ۱۷۴۱ء کو روس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا؛

متحدین کو اب روس کی مداخلت کا مطلق خطرہ نہ تھا اور اسکی اندرونی حالت کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ وہاں کی حکومت اسی میں منہمک ہو گئی تھی۔ ۱۸ر نومبر ۱۷۴۰ء کو میرمن معزول ہوا، میونخ وزیر اعظم ہو گیا اور اوسترمن امیر البحر اعظم مقرر ہوا۔ میونخ بھی مارچ ۱۷۴۱ء میں مستعفی ہو گیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سینٹ پیٹرس برگ کے لوگ آسٹریا کے طرفدار تھے۔ لیکن روسیوں کو اب اپنے ملک میں جرمنوں کا برسر اقتدار ہونا شاق گزر رہا تھا اور ایک فرانسیسی طبیب مسمی لیس توک نے ایک سازش کی بنا ڈالی جس کے روسی من حیث القوم مؤید تھے۔ دسمبر میں محل شاہی میں ایک انقلاب ہوا جس کی بدولت پیٹر اعظم کی بیٹی

روس میں انقلاب۔
ایلزابیتھ کی تخت نشینی۔

صفحہ ۱۴۹

ایلی زابیتھ تخت شاہی پر متمکن ہوئی۔ سینٹ پیٹرس برگ میں فرانس کا اثر اب انتہا کو پہونچ چکا تھا۔ نوجوان شہزادہ ایوان قید کردیا گیا۔ میونخ اوسترمن اگولودکن وغیرہ سائی بے زیا کو جلاوطن کردیئے گئے۔ ایلی زابیتھ کے تخت نشین ہونے سے پیٹر اعظم کے منصوبوں کو عمل میں لانے کی کارروائی پھر شروع ہوگئی جو اس کے جانشینوں کے زمانے میں حالت تعطل میں تھی۔[1]

لوئی چہاردہم کے عہد حکومت میں پلاٹینٹ کے ضلع کو فرانسیسیوں نے تاخت وتاراج کردیا تھا جس کی وجہ سے جرمنی کی اکثر ریاستوں میں فرانس کے خلاف میں ناراضی پھیل گئی تھی اور اس ناراضی سے فرانس کو دقت کا اندیشہ تھا فریڈرک اعظم نے والوری سے کہا تھا کہ باویریا کے الیکٹر کو فرانس کا مدد دینا جرمنی کے اکثر حکمرانوں کو ناگوار ہوگا اور اس لیئے الیکٹر مذکور کو فرانس کی امداد سے بجائے نفع کے نقصان ہوگا۔ بیل آئل اس منافرت کے وجود سے بخوبی واقف تھا اور اس نے خود جرمنی سے فلیوری کو لکھا تھا کہ ”جرمنی کے لوگوں کو خاندان آسٹریا سے خاص عقیدت ہے اور فرانس سے انھیں جو بغض ہے اسے رفع کرنا ناممکن ہے، مگر اس زیرک اور فریس مدبر نے کمال دانشمندی سے جرمنی کی ریاستوں کی بدگمانیوں کو رفع کردیا۔ فرانس کی فوجیں جب جرمنی میں سے گزریں تو اُن سے کوئی حرکت ایسی سرزد نہیں ہوئی جو وہاں کے باشندوں کو ناگوار ہو اور سازشوں اور رشوتوں کے ذریعہ سے اس چالاک مدبر نے ٹریئر، کولن اور مینز کے الیکٹروں کو فرانس کا مؤید بنالیا۔ سیکسنی کا الیکٹر جو شاہ پولینڈ بھی تھا آسٹریا سے متحد ہوجانے کی طرف مائل تھا اور اس کے وزیر برُہل کو بھی پرشیا کا عروج شاق تھا۔ مگر جب پرشیا کو مول وٹز میں فتح ہوئی تو سیکسنی کے ارباب حل وعقد کی آنکھیں کھل گئیں۔ اسی اثنار میں بیل آئل بھی ڈریسڈن پہونچ گیا۔ مارس ڈی سیکس نے بھی اپنا اثر ڈالا اور فرانس اور باویریا کی فوجیں بالائی آسٹریا میں پہونچ گئیں۔ ان امور کا مجموعی اثر بیل آئل کے حسب خواہش ہوا۔

بیل آئل کی کامیابی

صفحہ ۱۵۰

[1] Vandal, Louis XV et Elisabeth de Russie, pp., 134 – 135

اور ۱۹ ر ستمبر کو یعنی لنز کے سقوط کے پانچ روز بعد سکسنی بھی حلیفوں کے ساتھ ہو گیا۔
جنوبی یورپ میں بھی آسٹریا کے مخالفین اسی طور پر سرگرم تھے۔ چارلس ششم کے انتقال کے بعد ہسپانیہ نے اپنی دعووں کو تسلیم کرانے کے بہانے سے آسٹریا کے اطالوی مقبوضات پر حملہ آور ہونے کے لئے وسیع پیمانے پر تیاریاں شروع کر دی تھیں گو اس سے دراصل غرض یہ تھی کہ اطالیہ میں ڈان فلپ کے قدم جم جائیں۔ فلیوری حسب عادت لیت ولعل کرتا رہا اور چارلس ایمانویل کو اس نے یہ سمجھایا کہ آسٹریا کے اطالوی مقبوضات آپس میں تقسیم کر لئے جائیں مگر ہسپانیہ کی اس نے کما حقہ تائید نہ کی۔ اطالیہ میں ہسپانیہ کی قوت کے بڑھنے کا چارلس ایمانویل مخالف تھا مگر دسمبر ۱۷۴۱ء میں ہسپانیہ کی فوجیں اُوربی تیلو میں پہونچ گئیں اور باوجود آسٹریو اور شاہ سارڈی نیا کی مخالفت کے نیپلز کی فوجوں کے ساتھ مل کر دریائے پُو کی طرف کوچ کر گئیں۔ میریا تھیری سا گویا اب ہر طرف گھر گئی تھی اور بیل آئل کو اپنی امیدوں سے زیادہ کامیابی ہو چکی تھی کیونکہ چارلس البرٹ شاہ باویریا عنقریب شہنشاہ منتخب ہونے کو تھا، پرشیا اور سیکسنی فرانس کے حلیف ہو چکے تھے، ہسپانیہ آسٹریا کے اطالوی مقبوضات کے حصے بخرے کرنے کی فکر میں تھا، روس اور سویڈن برسر جنگ تھے اور جارج دوم نے ہینوور کی غیر جانب داری کے متعلق معاہدہ کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ خود اہل وائنا کی وفاداری متزلزل ہو گئی تھی اور ۱۷۴۱ء کے موسم خزاں میں میریا تھیری سا کے لئے کوئی سہارا باقی نہ تھا۔ مگر ستمبر کے اواخر سے اسکا ستارۂ اقبال پھر چمکا۔ موسم گرما اس نے پریس برگ میں بسر کیا جہاں ۲۵ ر کو اس کی

میریا تھیری سا ہنگری میں

بہ حیثیت ملکہ ہنگری تاج پوشی ہوئی یالائی آسٹریا پر جب حملہ ہوا تو اس نے بحالت یاس فراخ حوصلہ اہل ہنگری سے امداد طلب کی۔ ۱۱ ر ستمبر کو ہنگری کے ڈائٹ نے بغاوت کو فرد کر دیا اور فرانسس اسٹیفن کو نائب السلطنت منتخب کیا۔ ۲۱ ر ستمبر کو وہ قابل یادگار واقعہ ہوا جب کہ ملکہ نے اپنے شیر خوار بیٹے کو ہنگری کے امراء کبار کی خدمت میں پیش کیا اور وہ یک زبان ہو کر چلا اٹھے ”میریا تھیری سا ہم اپنے بادشاہ کے لئے اپنی جان دیدینگے“ نوجوان ملکہ کا گیار قوم سے اس خوش اسلوبی سے امداد کا طالب ہونا اس کے حسن تدبیر پر

دلالت کرتا ہے اور اس کے اس فعل سے وہ عداوت ایک حد تک رفع ہوگئی جو عرصے سے اہل ہنگری اور اہل آسٹریا کے درمیان چلی آتی تھی اہل ہنگری اس کے بندۂ بے دام ہو چکے تھے مگر باوجود اس کے ڈائٹ کے اراکین نے بے بس ملکہ سے بہت سی رعایتیں حاصل کرلیں۔ ملکہ کو البتہ یہ فائدہ ہوا کہ ہنگری کے غیر قواعد داں سپاہیوں کا ایک غول کا غول اس کے ساتھ ہوگیا جس نے مغربی یورپ میں جاکر ہل چل مچادی؛

ادھر میریا تھیری سا کو اپنی مشرقی رعایا سے امداد کے گراں بہا وعدے حاصل ہو رہے تھے اور اُدھر اس کے دشمنوں میں نزاعیں پیدا ہو رہی تھیں۔ فریڈرک اعظم نے بادل ناخواستہ فرانس سے اتحاد پیدا کیا تھا کیونکہ اسے انکی طرف سے نفرت تھی اور اسے بہت جلد معلوم ہوگیا کہ اس کے اور بیل آئل کے مقاصد ہم آہنگ نہیں ہیں؛

لنز پر قبضہ کرلینے کے بعد حلیفوں کو چاہیئے تھا کہ آگے بڑھکر وائنا پر بھی قبضہ صفحہ ۱۵۲
کرلیتے مگر بیل آئل یہ نہیں چاہتا تھا کہ باویریا زیادہ طاقت ور ہو جائے اور فریڈرک کی طرف سے ابھی اسے شبہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وائنا پر قبضہ ہو جانے سے جنگ ختم ہو جائیگی اور سائلے شیا پر اسکا قبضہ یقینی ہو جائیگا۔ اسی خیال سے اس نے اصرار کیا کہ آسٹریا کے دار السلطنت پر حملہ کیا جائے۔ مگر بیل آئل اور باویریا کا الیکٹر دونوں اس رائے کے خلاف تھے اور انھیں کی رائے کے مطابق فرانس اور باویریا کی متحدہ فوج نے لنز میں ایک زبردست محافظ جماعت چھوڑ کر پریگ کی طرف کوچ کردیا اور اس کا محاصرہ کرلیا (۱۹-۲۶ نومبر)۔ فن حرب کے اصول کے لحاظ سے یہ ایک سخت غلطی تھی اور جب کہ متحدہ فوج اس غلط کارروائی میں مصروف تھی فریڈرک اپنے حلیفوں سے علحدہ ہوگیا۔ کیونکہ اسے معلوم ہوگیا تھا کہ فلیوری یہ نہیں چاہتا کہ گلاٹز پر اس کا قبضہ ہو جائے جو ملک بوہیمیا کی کلید تھا۔ اس کے ساتھ ہی فریڈرک کو یہ بھی معلوم ہوا کہ میریا تھیری سا نے ایک خفیہ معاہدے کو منظور کرلیا ہے جو انگریزی سفیر لارڈ ہنڈفورڈ کی مساعی سے ہوا تھا اور جس کا منشا یہ تھا کہ نیپ برگ کو جسکی فوج کامیابی کے ساتھ نیس کی حفاظت کر رہی تھی مورے ویا کی طرف واپس جانے دیا جائے کیونکہ اس کی فوج

کلین شنٹے لین ڈورف کا صلح نامہ۔

کی وائینا کی حفاظت کے لئے ضرورت تھی اور اس کے معاوضے میں نیس ایک دکھاوے کے محاصرے کے بعد فریڈرک کے حوالے کردیا جائے اور سائی لے شیا کا پورا صوبہ بھی اسے دیدیا جائے۔ فریڈرک ۹ ر اکتوبر کو بمقام کلین شنیلین ڈورف اس معاہدے کو اس شرط سے منظور کیا کہ وہ خفیہ رکھا جائے ورنہ میں انکار کردونگا۔ اپنے حلیفوں کے ساتھ فریڈرک کی اس غداری کے اسباب کا معلوم کرنا ناممکن ہے اور گو کارلائل نے اس کے اس فعل کو حق بجانب قرار دیا ہے مگر اس کے دلائل کافی نہیں۔ نیس پر قبضہ کرلینا فریڈرک کے لئے نہایت ضروری تھا مگر جب تک کہ نیپ پرگ کی فوج وہاں موجود تھی یہ ناممکن تھا۔ اور اس مقام پر قبضہ ہو جانے سے اسے موقع ملگیا کہ نشیبی سائی لے شیا میں اپنی قوت کو مستحکم کرکے اپنے خستہ حال سپاہیوں کو تازہ دم کرے اور مزید مقبوضات حاصل کرے۔ جرمنی کی سیاسیات میں فرانسیسیوں کی مداخلت فریڈرک کو شاق تھی اور اسے امید نہ تھی کہ بوہے میا کے حلے میں حلیفوں کو کامیابی ہوگی۔ اس کی غداری تمام یورپ میں بہت جلد مشہور ہوگئی اور نیپ پرگ اور ڈیوک اعظم فرانسس کی متحد فوجوں نے بوہے میا کی طرف پیش قدمی کرکے حلیفوں
صفحہ ۱۵۲ کی کامیابیوں کو روک دیا۔ فریڈرک نے اس اثنا میں گلاٹز کے ضلع پر قبضہ کرلیا جو حکومت بوہے میا کی ایک جاگیر (Fief) تھی اور یکم نومبر کو وہ نیس پر بھی قابض ہوگیا۔ کلین شنیلین ڈارف کے معاہدے کا راز جب افشا ہوا تو فریڈرک نے اپنی شرکت سے انکار کردیا مگر اس انتظام سے میریا تھیریسا کو بہت فائدہ ہوا کیونکہ اسے اپنی اکیلی آسٹروی فوج سے کام لینے کا موقع ملگیا تھا۔ فریڈرک نے اپنے مقاصد کو حاصل کرکے آسٹریا کو خیرباد کہا اور پھر حلیفوں کی طرف رخ کیا۔ یکم نومبر کو آسٹریا کے حصے بخرے کرنے کے لئے اس نے سیکسنی اور باویریا سے معاہدہ کیا اور چارلس نے جو اپنے آپ کو بوہے میا کا حقیقی بادشاہ خیال کرتا تھا گلاٹز کا ضلع اسے دیدیا۔ دسمبر میں فریڈرک نے اس ضلع کی فتح کو مکمل کردیا سائی لے شیا کے نظام حکومت کو اس نے پرشیا کے نمونے پر درست کردیا اور ۲۷ ر دسمبر کو مورے ویا کی طرف پیش قدمی کرکے اس نے اولمٹز پر قبضہ کرلیا۔

مگر فریڈرک کی فاتحانہ پیش قدمی سے میریا تھیریسا کو مطلق ہراس نہ ہوا۔ پریگ

بھی ۲۹ نومبر کو فتح ہو گیا مگر اس نازک وقت میں جب کہ اتحاد کو برقرار رکھنے کیلئے پر زور کارروائی کرنے اور استقلال دکھانے کی ضرورت تھی فلیوری کا طرز عمل حسب سابق لیت و لعل پر مبنی تھا۔ فریڈرک کی حرکتوں سے فرانسیسیوں کو اس کیطرف سے سخت شبہ ہو گیا تھا اور ۱۷۴۲ء میں مورے ویا میں جن بے سود معرکہ آرائیوں میں وہ مصروف تھا اُن کی ناکامی کا باعث زیادہ تر اس کے فرانسیسی اور سیکسن حلیفوں کا طرز عمل تھا۔ پریگ پر قبضہ ہو جانے کے بعد فلیوری نے مارشل بروگلی کو بوہے میا میں سپہ سالار مقرر کیا جسکی عمر اب ستر سال تھی اور جس سے نہ صرف فریڈرک کو بلکہ اس کے افسروں کو بھی نفرت تھی۔ اس نے خندقیں کھدوا کر پی سیک میں چھاؤنی ڈال دی جہاں اس کی فوج کو جس کی تعداد سولہ ہزار تھی ایک آسٹروی فوج نے گھیر لیا۔ اسی زمانے میں خیوین ہولر نے لنز پر قبضہ کر لیا اور میونخ کی طرف بڑھ گیا

چارلس البرٹ کا شہنشاہ منتخب ہونا ۲۴ جنوری ۱۷۴۲ء

اور جس روز لنز کا سقوط ظہور میں آیا اسی روز ۲۴ جنوری ۱۷۴۲ء کو چارلس شہنشاہ منتخب ہوا۔

بوہے میا میں آسٹروی فوج کی نقل و حرکت کو روکنے اور وائنا کی طرف ہنگریوں کی پیش قدمی کو روکنے کی غرض سے فریڈرک اُدل مُنز کی طرف ۲۸ جنوری کو روانہ ہوا اور اپنی دوسری معرکہ آرائی کا آغاز کیا۔ مگر جب صفحہ ۱۵۴

مورے ویا پر فریڈرک کا حملہ ۱۷۴۲ء۔

اس نے دیکھا کہ مورے ویا کے کسان اسے ہر طرح سے پریشان کر رہے ہیں اور بروگلی کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک آسٹروی فوج بڑھی چلی آتی ہے اور سیکسنوں اور فرانسیسیوں کا طرز عمل مشتبہ ہے تو وہ مجبور ہو کر اپریل میں مورے ویا سے تلوار کو بنیام سے نکالے بغیر واپس ہو گیا اور اُدل مُنز سے بھی دست بردار ہو گیا۔

اس اثناء میں گو بیل آئل کو یہ کامیابی ہوئی کہ ۱۲ فروری کو اس نے شہنشاہ چارلس البرٹ کی تاج پوشی کی رسم ادا کرادی مگر اسی روز مین زیل کے وحشی اور غیر قواعد داں فوج نے میونخ پر قبضہ کر لیا اور بیل آئل کچھ نہ کر سکا۔ بدنصیب شہنشاہ فرانک فورٹ میں جا کر پناہ گیر ہوا اور منصب شہنشاہی کے برقرار رکھنے کے لئے مالی اور فوجی امداد کا طلب گار ہوا۔ بیل آئل کی پیچ در پیچ تدابیر اب بے سود

ثابت ہو رہی تھیں ؛

دیگر امور کے لحاظ سے بھی اب میریا تھیری سا کی قسمت نے پلٹا کھایا تھا۔ ۱۷۴۲ء میں وال پول کے زوال کے بعد انگلستان بھی پر زور کارروائی کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ ول منگ ٹن برائے نام وزیر اعظم تھا مگر سلطنت کے امور خارجی کی

کارٹے ریٹ کا خارجی طرز عمل

عنان کارٹے ریٹ کے ہاتھوں میں تھی جس کا خیال تھا کہ میریا تھیری سا کی امداد کے لیئے انگلستان کو اس جنگ میں سرگرمی کے ساتھ شرکت کرنی چاہیئے۔ کارٹے ریٹ کے برسر خدمت ہوتے ہی بحری اور برّی فوجوں میں اضافہ ہوا۔ سولہ ہزار انگریزی سپاہی ممالک نشیبی کو روانہ کیئے گئے اور سولہ ہزار ہینوور کے سپاہی ملازم رکھے گئے۔ ہالینڈ کی مجلس عامہ بھی جنگ کے لیئے تیار ہوگئی اور لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ سائی لے شیا کی نزاع ایک ایسی جنگ میں متبدل ہونے والی ہے جس میں اہم تر امور معرض بحث میں آجائینگے ؛

کارٹے ریٹ کو اپنی خدمت کا جائزہ لینے پر معلوم ہوا کہ وائنا محفوظ ہے، باویریا پر میریا تھیری سا کا قبضہ ہے، بوہے میا میں فرانسیسی فوج کی حالت خطرناک ہے اور فریڈرک کو مورے ویا کی معرکہ آرائی میں ناکامی ہو رہی ہے۔ میریا تھیری سا کی معزولی کو روکنے کی خواہش میں قوم اور بادشاہ دونوں اس کے ساتھ تھے مگر اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ انگلستان کے اثر کو یورپ میں پھر قائم

صفحہ ۱۵۵

کردے اور آسٹریا اور پرشیا میں مصالحت کرا کے فرانس کی تذلیل کے لیئے جرمنی کی سلطنتوں کا اتحاد قائم کرادے۔ جارج کی طرح اسے بھی چارلس البرٹ کے شہنشاہ منتخب ہونے پر کوئی اعتراض نہ تھا اور اسکا اصل منشا یہ تھا کہ فرانس کی قوت کو توڑ کر اسکی وہی حالت کردے جو یوٹ رنجٹ کے صلحنامے کی ترتیب کے زمانے میں تھی۔

کارٹے ریٹ کے پر زور طرز عمل کا اثر اطالیہ میں بھی ہویدا ہوگیا جہاں آسٹریوں کے مقابلے پر ہسپانی کھڑے ہوگئے تھے جن کا مؤید فلیوری تھا گو حسب سابق اسکی تائید محض نمائشی تھی۔ مگر شمالی اطالیہ میں ہسپانی اثر کی مزید توسیع میں چارلس ایمانوئل کی حمایت حاصل کرنے میں فلیوری کو ناکامی ہوئی اور یکم فروری ۱۷۴۲ء کو شاہ سارڈی نیا نے میریا تھیری سا سے معاہدہ کرکے یہ وعدہ کیا کہ ہسپانیوں کے خلاف میں

آسٹریوں کو میلانیز موڈی ناپارما پیاسین زا کے تحفظ میں امداد دیگا۔ نیپلز اور ہسپانیہ کی متحد فوجوں پر آسٹریوں اور چارلس ایمانویل کو فتح ہوئی اور انھوں نے موڈی نا اور میران ڈولا پر قبضہ کر لیا۔ اس اثناء میں انگریزی جہازوں کا ایک بیڑا امیر البحر میتھیوز کی سرکردگی میں بحیرۂ روم پر حاوی تھا اور پانچ انگریزی جہازوں نے نیپلز پر گولہ باری کرنے کی دھمکی دیکر ڈان کارلوس کو مجبور کیا کہ نیپلز کی فوج کو شمالی اطالیہ سے واپس بلانے کے متعلق ایک صلح نامے پر دستخط کر دے۔ اس کے نتائج یہ ہوئے کہ لوُمبارڈی میں ایک ہسپانی ریاست کے قیام کی امیدیں خاک میں مل گئیں اور ایلی زابیتھ نے مجبوراً اپنی امیدوں سے کم پر قناعت کی۔ چارلس ایمانویل ایک خطرے سے بچ گیا جو اسکی سلطنت کی آیندہ توسیع میں مانع ہونے والا تھا اور ختم سال کے قریب تک میریا تھیری سا کے تمام مقبوضات محفوظ ہو گئے اور موڈی نا کا ان میں اضافہ ہوا گو جنوبی اطالیہ میں ہسپانی اثر کے بجائے آسٹروی اثر کے قائم کرنے میں انگریزوں اور شاہ سارڈی نیا اور پوپ نے اسے مدد دینے سے انکار کر دیا۔

آسٹریا کی حالت نہ صرف وسطی اور جنوبی یورپ میں سنبھل گئی تھی بلکہ روس اور فرانس میں باہم کشیدگی پیدا ہو جانے سے روس بھی اسکی طرف مائل ہونے لگا تھا۔

روس میں فرانس کو ناکامی
صلح نامۂ آبو۔

اگر روس اور فرانس میں گہرا اتحاد ہو گیا ہوتا تو میریا تھیری سا کے لیئے فریڈرک کو اس اتحاد سے جدا کرنا مشکل ہوتا۔ فرانس کے لیئے نہایت ضروری تھا کہ ہر طرح سے روس کے ساتھ اپنے صفحہ ۱۵۶ دوستانہ تعلقات کو برقرار رکھنے کی کوشش کرے۔ مگر فرانس کی حکومت نے فراست سے کام نہ لیا اور دونوں ملکوں میں کشیدگی پیدا ہو گئی۔ ایلی زابیتھ کی تخت نشینی فرانسیسی سفیروں کی عیاریوں کی وجہ سے عمل میں آئی تھی اور اس کی وجہ سے روس کی فوجی جماعت جرمنی کے طرفداروں پر غالب آگئی اور ایلگ زس بیس ٹوژیو وزیر اعظم مقرر ہوا۔ روس کی صورت حال فرانس کے موافق تھی مگر حد درجہ احتیاط کی ضرورت تھی کیونکہ روس سویڈن سے برسر جنگ تھا اور سویڈن اپنے کھوئے ہوئے مقبوضات کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیئے فرانس کی شہ سے اس جنگ کے لیئے تیار ہوا تھا۔ فرانس کے مدبر اگر عقل سلیم رکھتے تو انھیں چاہیئے تھا کہ ایلی زابیتھ کی تخت نشینی

کے بعد روس اور سویڈن میں حالات موجودہ کی بنا پر صلح کرادیتے۔ ۱۷۴۲ء کے اوائل میں روس اور سویڈن کے درمیان ایک مجلس شوریٰ سینٹ پیٹرس برگ میں منعقد ہوئی مگر فرانسیسی حکومت نے جو طرز عمل اختیار کیا وہ غیر دانشمندانہ اور اس کے مفاد کے خلاف تھا یعنی شتاردی نے سویڈن کے دعاوی کی تائید شروع کردی اور سویڈن اور ڈین مارک میں گہرا اتحاد پیدا کرنے کے لیئے ڈین مارک سے مارچ میں معاہدہ کرادیا۔ اسی طرح قسطنطنیہ کے فرانسیسی سفیر نے سویڈن اور ترکی کے مابین ایک معارضانہ اتحاد قائم کرنے میں اپنی قوت صرف کردی۔ مگر فرانسیسی وزیر آمیلو کا ایک خط جو اس نے قسطنطنیہ کے فرانسیسی سفیر کو لکھا تھا روس کی حکومت کے ہاتھ میں پڑ گیا جس سے فرانس کی سازشیں منکشف ہوگئیں اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بیس ٹوزیو شتاردی کا سخت مخالف ہوگیا فرانس اور روس کے دوستانہ تعلقات منقطع ہوگئے اور شتاردی جون ۱۷۴۲ء میں سینٹ پیٹرس برگ سے رخصت ہوگیا۔ ۷ا؍ اگست کو روس اور سویڈن کے مابین آبو میں صلح نامہ ہوگیا جس کی رو سے روس کو جنوبی فن لینڈ کیومین ندی تک ملگیا۔ اس کے علاوہ اڈالفوس فریڈرک (ناظم ریاست (ڈچی) ہاس ٹین) ڈین مارک کے ولی عہد کے مقابلے میں سویڈن کا آیندہ حکمراں منتخب ہوا۔ اس طور پر روس نے سویڈن اور ڈین مارک کے اتحاد کے امکان کا خاتمہ کردیا اور سویڈن کو حسب سابق اپنے زیر اثر کرلیا۔ دسمبر ۱۷۴۳ء میں شتاردی پھر سینٹ پیٹرس برگ میں پہونچا مگر ۱۲؍ جون ۱۷۴۴ء کو اسے حکم دیا گیا کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر روس سے چلا جائے۔ اسکی تنزیل کے بعد روس اور فرانس کے متحد ہونے کا امکان عرصے تک باقی نہ رہا اور فرانس پر سخت مصیبت آگئی کیونکہ ایک طرف روس اور پرشیا نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا اور دوسری طرف انگلستان اور آسٹریا اسکے مقابلے میں خم ٹھوک کر کھڑے ہوگئے۔

مورے ویا سے فریڈرک کے پس پا ہونے کے بعد لارڈ ہنڈ فورڈ کی وساطت سے پرشیا اور آسٹریا کے مابین نامہ و پیام ہونے لگے تھے۔ فریڈرک کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ چونکہ انگلستان اور ہالینڈ بھی جنگ کے لیئے تیار ہوگئے ہیں اس لیئے فرانس کو کامیابی کی اب بہت کم امید ہوسکتی ہے۔ مگر میریا تھیریسا ابھی تک

صفحہ ۱۵۱

قسمت آزمائی کرنے کے لیے تیار تھی اور ابتدائی نقل و حرکت کے بعد دونوں فوجوں کا مقابلہ ۱۷ مئی کو چوٹوسٹز (بوہیمیا) میں ہوا۔ پرشیا کی فوجیں خود فریڈرک کے زیر کمان تھیں اور آسٹریا کی فرانسس رئیس لارین کے۔ اس جنگ میں پرشیا کو پوری فتح

برسلا اور برلن کے صلح نامے ۱۷۴۲ء

ہوئی اور میریا تھیری سا صلح کرنے پر آمادہ ہو گئی۔ صلح کے ابتدائی امور ۱۱ جون ۱۷۴۲ء کو طے ہوئے اور قطعی معاہدے پر برلن میں ۲۸ جولائی کو دستخط ہو گئے جس کی رو سے آسٹریا نے بالائی اور نشیبی سائی لے شیا بشمول شہر و ضلع گلاٹز پرشیا کے سپرد کر دیئے مگر ٹیسین جینڈر و پو اور جاگرن ڈورف کی ریاستیں علحدہ کر کے بوہیمیا میں ملحق کر دی گئیں۔ فریڈرک نے یہ بھی وعدہ کیا کہ بوہیمیا سے پرشیا کی تمام فوجیں سولہ روز کے اندر واپس بلائی جائینگی اور اس نے ایک قرضہ بھی اپنے ذمہ لیلیا جو انگریز اور ڈچ ساہوکاروں نے سائی لے شیا کے محاصل کی کفالت پر دیا تھا۔ شاہ پرشیا کی وہ اغراض اب پوری ہو گئی تھیں جن کے حصول کے لیے وہ جنگ کے لیے تیار ہوا تھا اور چونکہ اس کے حلیفوں کی حالت اب ابتر ہو گئی تھی اس لیے اس نے ان کا ساتھ چھوڑ دینا حق بجانب خیال کیا کیونکہ اسی میں اس کے اور اس کے ملک کی سلامتی اور بہبودی تھی۔

باب ہفتم

آسٹریا کی جنگ جانشینی صلح نامہ آبریس لا کے بعد

۱۷۴۲ تا ۱۷۴۸ء

پرشیا اور سیکسنی کا فرانسیسی اتحاد سے علیحدہ ہونا۔ پریگ سے پسپائی۔ فلیوری کا انتقال۔ آسٹریا پر فرانسیسی حملہ کی ناکامی۔ لوئی پانزدہم نے فلیوری کا کوئی جانشین مقرر نہیں کیا۔ ڈیوک دی رشی لیو۔ لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں۔ آسٹریا کا قبضہ بادیریا پر۔ جون ۱۷۴۳ء۔ جنگ ڈی ٹن گین ۲۶ جون ۱۷۴۳ء ہیتا کی "تجویز" جولائی ۱۷۴۳ء۔ صلح نامہ ورمس ۱۳ ستمبر ۱۷۴۵ء صلح نامہ فون تین بلیو۔ جنگ ایک جدید شکل اختیار کرتی ہے۔ فرانس انگلستان کے خلاف ۱۵ مارچ اور آسٹریا کے خلاف ۴ اپریل ۱۷۴۴ء کو جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ اطالیہ نیدرلینڈ اور رائن پر جنگ۔ سائی لیشیا کی دوسری جنگ کے اسباب۔ فرانک فورٹ کا اتحاد۔ پرشیا فرانس اور شہنشاہ کے درمیان معاہدہ۔ روس کے ڈیوک اعظم پیٹر کی شادی ان ہالٹ زربسٹ کی شہزادی سے۔ پرشیا کی شہزادی آل ری کا کی شادی سویڈن کے ولی عہد سے۔ سائی لے شیا کی دوسری جنگ۔ شہنشاہ کا انتقال۔ صلح نامہ فیوسین۔ فریڈرک اعظم کا بے یار و مددگار ہو جانا۔ فون تے نائے کی جنگ۔ ہینوور کا معاہدہ۔ فرانسس اسٹیفن کا

شہنشاہ منتخب ہونا۔ ڈریس ڈین کا معاہدہ۔ اطالیہ میں وارثران سون کی ناکامی۔ جنگ باسگ نانو۔ اطالیہ کے متعلق دارثران سون کی تدابیر۔ شمالی اطالیہ سے فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کا اخراج۔ فلپ پنجم کا انتقال ۹ر جولائی ۱۷۴۶ء۔ فلینڈرس میں فرانسیسی معرکہ آرائیاں۔ دارثران سون کا زوال۔ ۱۷۴۷ء کی لڑائیاں۔ ہالینڈ میں انقلاب۔ جنگ کا اختتام۔ اے لاشاپل کا معاہدہ۔ ۱۷۴۸ء میں دول یورپ کی حالت ایک دوسرے کے مقابلے میں۔ اے لاشاپل

وجہ سے رضی تھی؟

پرشیا اور سیکسنی کا فرانسیسی اتحاد سے علٰحدہ ہونا۔

برلن کے صلح نامے (۲۸ر جون ۱۷۴۲ء) کے بعد ہی ۷ر ستمبر کو سیکسنی اور آسٹریا میں بھی مصالحت ہوگئی۔ ان دونوں معاہدوں کی وجہ سے بیل آئل کے وہ تمام منصوبے خاک میں مل گئے جو آسٹریا کو پاش پاش کردینے کے متعلق اس نے سونچے تھے اور اطالیہ میں ہسپانیہ کی حالت بھی اب امید افزا نہ تھی۔ فرانسیسی اتحاد سے سیکسنی اور پرشیا کے علٰحدہ ہوجانے سے بوہیمیا میں فرانسیسی سپاہ کی حالت نہایت نازک ہوگئی اور میریا تھیریسا کو لومبارڈی میں اپنی فوجوں کے لئے کمک بھیجنے کا موقع مل گیا فلیوری نے اس خطرے کو محسوس کرکے نہ صرف ایلی زابیتھ فارنیس اور چارلس ایمانوئل کے درمیان ایک سمجھوتہ کرانے کی کوشش کی بلکہ آسٹریا سے بھی مصالحت کرنے کی کوشش کی مگر اس میں ناکامی ہوئی۔ میریا تھیریسا نے بلا سوچے سمجھے فلیوری کی تجاویز پر غور کرنے سے انکار کردیا اور اس کے خطوں کو شایع کردیا۔ اس لئے فرانس کے حکام اب صرف یہ کرسکتے تھے کہ باویریا میں پر زور کارروائی کرکے پریگ کی محصور فوج کو رہائی دلادیں اور میلی بوا نشیبی رائن کی طرف سے پیش قدمی کرے۔ بارین سٹیس اور اس ٹاریم برگ کے ہمت دلانے سے میریا تھیریسا نے پھر وہی ہمت مردانہ دکھائی اور انگلستان نے بھی جنگ میں زیادہ سرگرمی دکھانے کا قصد کرلیا میلی بوا کی فوج جب بوہیمیا کی سرحد کی طرف پیش قدمی کرنے لگی تو ڈیوک اعظم فرانیس نے پریگ کا محاصرہ اٹھالیا جس کی وجہ سے بروگ لی آٹھ دس ہزار سپاہی اپنے ساتھ لیکر بچ نکلا؟

صفحہ ۱۵۹

ماریس ڈی سیکس نے جب اگر پر قبضہ کر لیا تو میلی بوا نے پریگ کو اس کی قسمت پر چھوڑ دیا اور بروگ لی سے باد یریا میں جا ملا جہاں شہنشاہ کو آسٹریا کے مقابلہ میں اپنے سپہ سالار سکندورف کو عارضی کامیابی سے ۷ر اکتوبر کو میونخ کی تسخیر اور تمام ملک باد یریا پر (بہ استثنائے شاردنگ و پاسا) دوبارہ قبضہ کرنے کا موقع ملگیا تھا۔ بیل آئل کے زیر کمان اٹھارہ ہزار سپاہی پریگ کی محافظت کر رہے تھے مگر اس کی حالت اب مایوس کن تھی کیونکہ لوب کو دٹز لمک کے ساتھ فیں ٹلکس کی امداد کے لئے بھجا گیا تھا جو بارہ ہزار سپاہیوں کو لیکر شہر مذکور کے حالات کو دیکھ رہا تھا۔ مگر لوب کو دٹز کی بے پروائی سے نفع اٹھا کر ۱۶ر ڈسمبر کی شب میں نہایت ہوشیاری کے ساتھ بیل آئل پریگ سے اپنے سب سپاہیوں کو لیکر نکل گیا اور صرف پانچ ہزار شے ویر کی سرکردگی میں وہاں رہگئے۔ سردی کی شدت اور دشمن کے سواروں کے حملوں کے باوجود بیل آئل ۲۷ر دسمبر کو اگیر پہونچ گیا اور اس کے صرف ڈیڑھ ہزار آدمی اس پسپائی میں ضائع ہوئے۔ اوائل فروری میں وہ خود اور اسکے سپاہی سلامتی کے ساتھ رائن ندی کے پار چلے گئے اور اس اثناء میں شے ویر کو لوب کو دٹز نے اعزاز کے ساتھ پریگ سے جانے کی اجازت دیدی جس پر ۲۵ر دسمبر کو آسٹریا کا قبضہ ہو گیا۔ شے ویر کی فوج اگر کو چلی گئی جس پر فرانس کا قبضہ بحال رہا

صفحہ ۱۶۰

آسٹریا نے اس طور پر ۱۷۴۲ء کے اختتام تک بوہیمیا کے قریب قریب تمام ملک پر اپنا قبضہ دوبارہ جمالیا گو باد یریا میں اس نے جو اضلاع فتح کئے تھے ان میں سے اکثر اس کے قبضے سے نکل گئے۔ فرانسیسی فوج کی اس ہزیمت کے بعد بروگلی نے جو میلی بوا کا جانشین ہوا تھا پاسو پر دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کی گمنا کام رہا۔ آسٹریا کو بھی کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہوئی ہو

۱۷۴۳ء کی معرکہ آرائی کے آغاز کے قبل دو واقعات ایسے ہوئے جن سے جنگ کے آئندہ سلسلے پر بہت کچھ اثر ہوا۔ نومبر ۱۷۴۲ء میں فریڈرک اعظم نے انگلستان سے ایک مدافعانہ معاہدہ کیا مگر اس سمجھوتے پر کہ جرمنی میں جو انگریزی فوج بھیجی جائے گی وہ فرانس کے خلاف میں لڑیگی نہ شہنشاہ کے۔ دوسرا واقعہ یہ تھا کہ

فلیوری کا انتقال

۲۹ر جنوری ۱۷۴۳ء کو فلیوری نے ۸۹ سال کی عمر اور ۱۷ سال تک

وزیر رہنے کے بعد انتقال کیا۔ اس کی حکمت عملی کا اصل اصول یہ تھا کہ اندرون و بیرون ملک میں امن و امان رہے مگر پیرس کے پادریوں اور وہاں کے بارلی مان کے آئے دن کے جھگڑوں کو وہ بہ مشکل دفع کر سکا اور جب اس نے انتقال کیا تو فرانس ایک زبردست جد و جہد میں پھنسا ہوا تھا۔ اس کی وجہ سے نہ صرف برّ اعظم یورپ بلکہ سمندر اور نو آبادیوں اور ہندوستان میں بھی جنگ ہو رہی تھی۔

فرانس اب تک لوئی چہار دہم اور نائب السلطنت اورلیان کے تباہ کن اسراف کا خمیازہ بھگت رہا تھا۔ فلیوری نے حد درجہ کفایت شعاری کر کے اس بار اسے سبکدوش کرنے کی کوشش کی اور آری کی امداد سے جون ۱۷۲۶ء سے ۱۷۴۳ء تک سررشتۂ مالیہ کا افسر اعلیٰ تھا اس نے مالیہ کی از سر نو تنظیم شروع کر دی مگر نہ تو وہ اہم نقائص کو دفع کر سکا اور نہ محاصل کو ملک کے تمام طبقوں کے لئے مساوی کر سکا۔ اس کے علاوہ اس نے شاہی بیگار (Corve'e royale) کے طریقہ کو سڑکوں کی مرمت کے لئے جاری کیا جس سے دیہات کے رہنے والوں پر ایک بار اور بڑھ گیا اور طبقۂ ادنےٰ کی شکایتوں میں اضافہ ہو گیا۔

سیویل اور بلغراد کے معاہدے اور اسٹانس لاس لچنسکی کو لارین کا رئیس کرا دینا اور اس ریاست کا اس کے انتقال پر فرانس کے قبضے میں آ جانے کا انتظام یہی بس اس کے سفارتی کارنامے ہیں فلیوری نے ہسپانیہ کو حسب سابق فرانس کا متوسل بنا دیا مگر باوجود اس اتحاد کے لوئی پانزدہم نے ہسپانیہ کے شاہی خاندان کی نہ تو ان کے اطالوی مہموں میں مدد کی اور نہ انگلستان کے خلاف ہی۔ اس کی وزارت میں فرانس کا طرز عمل انتہائی احتیاط اور تنگ دلی پر مبنی ہونے کے علاوہ یکساں اور واضح نہ تھا۔ بوربون خاندان کی اولوالعزمیوں کو وہ شبہے کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ پیچیدہ نامہ و پیام میں اسے بہت لطف آتا تھا مگر اس کی کارروائیاں ہمیشہ ادھوری رہتی تھیں۔ صفحہ ۱۶۱

انگلستان کے متعلق اس نے دوبوا اور بوربون کے طرز عمل کو برقرار رکھا اور اس کے حین حیات میں دونوں ملکوں میں کبھی علانیہ جنگ نہیں ہوئی

بلکہ اسے ایک ایسی بات میں بھی کامیابی ہوئی جس میں بوربون اور ڈوبوا کو ناکامی ہوئی تھی یعنی ہسپانیہ کے تعلقات کو فرانس اور انگلستان کے ساتھ دوستانہ کرانے میں ہسپانوی اتحاد کی اسے زیادہ پروا نہ تھی مگر جب انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان ۱۷۳۹ء میں جنگ شروع ہوگئی تو گویا اس نظام سیاسی کا خاتمہ ہونے لگا جو ۱۷۱۷ء میں ہینوور اور اورلیان کے شاہی خاندانوں کی خاص اغراض کی وجہ سے وجود میں آیا تھا۔

فرانسیسی دربار کی جنگ پسند جماعت کو انگریزی اتحاد کا برقرار رہنا اسی قدر ناگوار تھا جتنا کہ آسٹریا کے متعلق فلیوری کا ہنری چہارم رشی لیو مزارین اور لوئی چہاردہم کے طرز عمل کے اختیار کرنے سے انکار کرنا۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی میں فرانس نے جو کارروائی کی تھی اس پر بھی وہ مطمئن نہ تھے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ جب شہنشاہ نے آسٹینڈ ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی تو فلیوری کو چاہئے تھا کہ ہسپانیہ اور دول بحری کو علانیہ مخالفت پر آمادہ کرکے شہنشاہ کو تباہ کرا دیتا۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ ۱۷۳۴ء میں جب فرانسیسیوں نے اطالیہ میں کامیابی حاصل کی تھی اور فلپس برگ پر قبضہ کرلیا تھا تو اس وقت آسٹریا پر ایک زبردست وار کرنے کا زریں موقع تھا مگر فلیوری نے اسے ہاتھ سے جانے دیا اور بجائے اس کے کہ وہ فرانس کے قدیم دشمن کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیتا اس نے لارین کی واپسی پر قناعت کی اور آسٹریا کے انتظام جانشینی کی ضمانت کر دی چار سال کے بعد اس نے ٹرکی کے متعلق جو کارروائی کی اس پر بھی جنگ پسند جماعت کو یہ سخت اعتراض تھا کہ اسے چاہئے تھا کہ بجائے بلغراد کا صلح نامہ کرانے کے ہسپانیہ اور سارڈینیا کو شریک کرکے ترکوں کی مدد کرتا اور آسٹریا کی قوت کو توڑ دیتا۔ صفحہ ۱۶۲

فلیوری کا طرز عمل ولارشو دلین، بیل آئل اور ان کے ہم خیال لوگوں کے منشا کے بالکل خلاف تھا کیونکہ اس کی نیت کبھی یہ نہ تھی کہ خاندان ہیپس برگ کی حکومت کا خاتمہ کر دیا جائے بلکہ ۱۷۳۹ء اور پھر ۱۷۴۰ء میں اس نے ہیپس برگ اور فرانسیسی بوربون خاندانوں میں خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کی

جو کچھ دنوں کے بعد کانٹز نے کر دکھایا۔ مگر نا مساعدت زمانہ کی وجہ سے وہ کچھ نہ کر سکا اور وال پول کی طرح اسے بھی جنگ پسند جماعت سے دبنا پڑا۔ اس پر اور جماعت مذکور پر یہ الزام بھی آتا ہے کہ انھوں نے فرانسیسی حکومت کو بالکل یورپ کے مناقشوں میں منہمک کرا دیا حالانکہ فرانس کو چاہئے تھا کہ وہ پرشیا اور ہسپانیہ کو جرمنی اور اطالیہ میں اپنے مفاد کی حفاظت کرنے دیتا اور اپنے تمام ذرائع کو اپنی نو آبادیوں اور ہندوستان، شمالی امریکہ اور جزائر غرب الہند کی تجارتی مقامات کی حفاظت میں صرف کر دیتا۔ اپنے قبل اور بعد کے فرانسیسی مدبروں کی طرح اس پر بھی ناعاقبت اندیشی کا الزام لگایا جاتا ہے مگر بذات خود اس پر یہ الزام ہے کہ اس نے بحری اور برّی فوج کی طرف سے سخت غفلت کی۔

اس نے اپنی سیاسی زندگی میں شروع سے آخر تک کبھی ان اہم معاملات پر توجہ نہ کی جو شمالی امریکہ ہندوستان اور بحیرۂ روم میں انگلستان اور فرانس کے درمیان مابہ النزاع تھے۔ اس نے یہ بھی کبھی محسوس نہیں کیا کہ دونوں ملکوں کے درمیان جنگ ناگزیر ہے اور یہ کہ فرانس کی کامیابی کے لئے ہسپانیہ کے ساتھ گہرا اتحاد ہونا ضروری ہے۔ فرانس کی تاریخ کے اس نازک زمانے میں فلیوری نے سخت ناعاقبت اندیشی دکھائی۔ فرانس کے بیڑے کو قوی کرنے یا جہازوں کے درست کرانے کی اس نے مطلق کوشش نہ کی اور نہ ہسپانیہ کے انتظامی امور کی اصلاح یا ہسپانیہ کے بیڑے کو قابل کار بنانے میں اس نے ہسپانیہ کے وزیروں کی ہمت افزائی کی۔ تادم مرگ اسے صرف یہی فکر تھی کہ برّاعظم یورپ میں خاندان بوربون کی اغراض پوری ہوں اور اس میں اسے کامیابی بھی ہوئی۔ اگر فرانس کی نو آبادیاں نہ ہوتیں اور انکو ترقی دینے کی اسے خواہش نہ ہوتی تو ۱۷۲۹ء، ۱۷۳۵ء اور ۱۷۳۹ء میں جو عیارانہ سفارتی کارروائیاں اس نے کیں
صفحہ ۱۶۲ ان کی وجہ سے اس کا شمار فرانس کے وزیروں کی صف اولین میں ہوتا۔ مگر اس نے فرانس کے حقیقی مفاد پر خاندان بوربون کی جزدی اغراض کو ترجیح دی اور انگلستان کی ناگزیر جنگ کو سفارتی کارروائیوں سے ملتوی کرنے کی احمقانہ کوشش میں مصروف رہا۔ اس کے علاوہ وہ جذبات قومی اور عوام کی قوت کا بھی

وہ بالکل اندازہ نہ کرسکتا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے بالکل ناکامیابی ہوئی کیونکہ نہ تو وہ ۱۷۳۹ء میں ہسپانیہ کی مدد کرسکا اور نہ بحیرۂ روم میں انگریزی بیڑے کے تفوق کو روک سکا جس کا بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کو ہندوستان اور شمالی امریکہ میں فتح ہوئی۔ اسی کی وجہ سے فرانس خاندان اسٹوارٹ کو کافی مدد نہ دے سکا اور لابوردونے کی مدد کے لئے کوئی زبردست بیڑہ نہ بھیج سکا جس کے بغیر ہندوستان میں فرانس کو کامیابی نہ ہوسکتی تھی۔ فلیوری کو سفارتی کارروائیوں میں متعدد کامیابیاں ہوئیں مگر آخری زمانے میں اس کی خارجی حکمت عملی فرانس کی ضروریات کے لئے بالکل ناکافی تھی اور گو ۱۷۴۸ء میں فرانس کی سرحدوں پر کسی قسم کا خطرہ نہ تھا مگر ہندوستان اور شمالی امریکہ میں اس کے قدم ہل چکے تھے۔ پرشیا کو عروج فلیوری کی بدولت حاصل ہوا تھا مگر نوآبادیوں اور بحری جنگوں میں فرانس کا جو نقصان ہوا تھا اسکا یہ معاوضہ نہ ہوسکتا تھا۔

ایسے مدبر کہ نہ تو خود اس کے ملک میں کوئی ہوا خواہ ہو سکتے ہیں نہ بیرونی ممالک میں اس کی قابلیت کا اعتراف ہوتا ہے۔ آسٹریا کی جنگ جانشینی کے آغاز تک فرانس نے اس کی احتیاط، فراست اور امور خارجہ کی معلومات سے نفع اٹھایا مگر ۱۷۴۲ء کے بعد سے لوگ اس کے زوال کے خواہاں ہوگئے ہسپانیہ میں اس کے غیر ایفا شدہ وعدوں اور زبانی امداد سے ایلی زابیتھ فارنیس بیزار ہوگئی اور اسے معلوم ہوگیا کہ ۱۷۲۱ء کے "خاندانی معاہدہ" کی طرح ۱۷۳۳ء کا معاہدہ بھی بالکل بیکار ہے۔ شاہ سارڈی نیا اور انگلستان کے وزیروں کو بھی اس پر اعتماد نہ تھا۔

آسٹریا پر حملہ کرنے میں فرانس کو ناکامی۔

آسٹریا کی جنگ جانشینی میں فلیوری اور بیل آئل کا طرز عمل فرانس کے لئے سخت مضر ثابت ہوا۔ وائنا پر حملہ نہ کرنا ایک سخت غلطی تھی جس سے میریا تھیریسا کو دم لینے کا موقع ملگیا اور فرانس کا سخت نقصان ہوا۔ فرانس نے چارلس ہفتم کو شہنشاہ منتخب کرادیا تھا مگر اس کا کوئی اثر نہ تھا اور کئی ہزیمتیں بھی اس نے اٹھائی تھیں۔ لوم بارڈی پر حملہ کرنے میں فرانس کو کوئی کامیابی نہ ہوئی فریڈرک اعظم

صفحہ ۱۶۴

فرانس کے اتحاد سے علیحدہ ہوچکا تھا سارڈی نیا آسٹریا کی مدد کرنے کی تیاری سرگرمی سے کررہا تھا، اس کے علاوہ گوسائی لے شیا آسٹریا کے قبضہ سے نکل گیا تھا مگر میریا تھیری سا کے باقی تمام مقبوضات محفوظ تھے اور اس کے باپ کا انتظام جانشینی بھی برقرار تھا۔ روس میں سفارتی کارروائیوں میں فرانس کو ناکامی ہوئی تھی اور سوئیڈن کی جنگ سے بھی اسے کوئی نفع نہیں ہوا۔ انگلستان میں وال پول کے معزول ہونے کے بعد کارے ریٹ وزیر خارجہ ہوگیا تھا اور اس کے حسب ہدایت ایک انگریزی فوج عنقریب جنگ میں شریک ہونے والی تھی جس کا رُخ اب بالکل بدل گیا تھا۔ انگلستان اور اسٹریا کی شرکت اس جنگ میں اب اس غرض سے نہ تھی کہ خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات کو دوسروں کی دست برد سے بچائیں۔ بلکہ انگلستان اب برسرپیکار اس لئے تھا کہ جرمنی سے فرانسیسی فوجوں کو خارج کرادے۔ اور آسٹریا کا مقصود یہ تھا کہ لوئی پانزدہم کے بے وجہ حملوں کا انتقام لے اور الساس اور لارین اور "تینوں اسقفی اضلاع" کو فتح کرلے۔ تاکہ سائی لے شیا کے نقصان کی اس سے تلافی ہوجائے۔

فرانس کا مستقبل امید افزا نہ تھا۔ مگر بالکل مایوسی بھی نہ تھی۔ کیونکہ اولاً انگریزوں اور آسٹریوں میں موافقت نہ تھی، ثانیاً فلیوری کے انتقال کے بعد ہسپانیہ بھی کچھ جاگ اٹھا تھا اور ثالثاً چارلس ایمانویل نے قصد مصمم کرلیا تھا کہ جب تک آسٹریا کی طرف سے کوئی ملک بطور صلہ کے دیے جانے کا قطعی وعدہ نہ کیا جائے۔ وہ جنگ کو جاری نہ رکھے گا۔

لوئی پانزدہم فلیوری کا جانشین مقرر کرنے سے انکار کرتا ہے۔

بہرصورت ضرورت یہ تھی کہ فلیوری کا جانشین کوئی لائق آدمی ہو۔ لوئی پانزدہم کو فرانس کی نازک حالت کا مطلق خیال نہ تھا۔ اس نے اعلان کردیا کہ کارڈنل متوفی کا کوئی جانشین نہ ہوگا اور عنان حکومت میں اپنے ہاتھوں میں رکھوں گا۔ مگر بادشاہ کے اس فعل کے نتائج سخت اندوہناک ثابت ہوئے کیونکہ انتظام مملکت میں یکسانی باقی نہ رہی اور بادشاہ پر اثر غالب حاصل کرنے کے لیے متعدد اشخاص کوشاں ہوئے۔ مستقل وزیر اس وقت حب ذیل تھے

داگیسو وزیر اعظم (چانسیلر) اُوری کنڑولر جنرل۔ آمیلوؔ وزیر خارجیہ مورے پا وزیر بحریہ۔ کاونٹ دارژان سون وزیر جنگ وزراء مذکور میں سے کاونٹ دارژان سون مارکوس دی بری تیول کے انتقال پر، ۷ر جنوری ۱۷۴۳ء کو اپنے عہدے پر مقرر ہوا تھا جب کہ بلیل، نوایل اور بروگلی کی ناکامیوں کی وجہ سے سرگرمی دکھانے کی ضرورت تھی۔ اپنے عہدے پر وہ یکم فروری ۱۷۵۷ء تک قائم رہا اور اس عرصے میں اس نے نہایت جانفشانی سے اپنی خدمات کو انجام دیکر متعدد اصلاحیں کیں اور اس کی پرجوش معاونت ایک حد تک مارشل اسیکس کی فتوحات کا باعث ہوئی۔ نومبر ۱۷۴۴ء میں وہ وزیر خارجیہ مقرر ہوا۔ اس سے قبل امور خارجی اور داخلی کی عنان مارشل دِی نوایل کے ہاتھوں میں تھی گو وہ کسی سرکاری عہدے پر فائز نہ تھا؛ ١٦٥

ڈیوک دی رشی لیو۔

نوایل کی شادی میڈیم دی مین تے نون کی ایک بھتیجے سے ہوئی تھی اور اسے آرزو تھی کہ امور مالی اور فوجی دونوں میں نام حاصل کرے۔ لوئی کو خواب غفلت سے جگانے کا بھی اس نے قصد کیا تھا اور اسی کے اثر اور ڈیچیس دی شاتورو کی تائید کا نتیجہ تھا کہ بادشاہ نے لوئی چہاردہم کی طرح خود سپہ سالار بننے کا قصد کیا۔ نوایل کا مخالف ڈیوک دی رشی لیو تھا بادشاہ پر اس کا اثر فرانس کے حقیقی مفاد کے لئے حد درجہ مضر ثابت ہوا۔ رشی لیو میں فرانس کے امرا کے تمام عیوب موجود تھے۔ جوانی میں اس نے نائب السلطنت اورلیان کے ساتھ خوب جشن منائے تھے، والیٹر کا دوست تھا اور فیشن کا شیدا۔ رشی لیو میں نہ تو اپنی ذمہ داری کا احساس تھا نہ حب قوم، اس کے علاوہ بالکل ناسمجھ، چھچھورا اور بد چلن تھا۔ البتہ وہ بہادر تھا اور فن حرب سے مناسبت رکھتا تھا یہ شخص طبقۂ امرا کا گل سرسبد تھا جنھوں نے کچھ تو اپنی نااہلیت اور غفلت سے اور کچھ نام نہاد فلسفی تحریک کی احمقانہ تائید کر کے اور طبقۂ ادنے پر ظلم و ستم روا رکھکر اس انقلاب کا باعث ہوئے جو انھیں اپنے سیلاب میں بہا لے گیا۔ لوئی پانزدہم پر اس کا اثر سخت تباہ کن ثابت ہوا اور جب سیٹز میں بادشاہ کی

بیماری کے بعد نوایل کا چند روزہ اثر زائل ہوگیا اس نے اس کمزور بادشاہ کو
عیاشی کی چاٹ لگادی جس سے فرانس میں حکومت شاہی کی استواری کو سخت ۱۶۷
صدمہ پہونچا۔ بیماری کے بعد گو اس کی ہر دل عزیزی جاتی رہی اور ۱۷۴۴ء
کے موسم خزاں میں نوایل کی معزولی سے ایک بہی خواہ کے نیک مشوروں سے
وہ محروم ہوگیا مگر بین الاقوامی معاملات میں وہ دخل دیتا رہا جس سے
عجیب وغریب نتائج پیدا ہوئے جو فرانس کے لئے مفید نہ تھے؛

فلیوری کی وفات کے بعد سے لوئی پانزدہم کی وہ مشہور خفیہ مراسلت
شروع ہوئی جو اس کے باقی ماندہ ایام حکومت میں فرانس کی خارجی حکمت عملی
کی کمزوری کا باعث ہوئی۔ لوئی سمجھدار تھا مگر خارجی حکمت عملی
کے متعلق اس کے چند خاص خیالات تھے۔ وزرائے سلطنت
کا اثر جو اس کے منصوبوں میں حائل تھا اسے ناگوار تھا

لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں؛

اس لئے اپنے منصوبوں کو بارآور کرنے کے لئے اس نے سازش اور
فریب سے کام لینا چاہا اس کام کے لئے اس نے جاسوس مقرر کئے اور
ان سے خفیہ مراسلت شروع کرکے انھیں ہدایتیں دیتا رہا جو اکثر اوقات
ان احکام کے خلاف ہوتیں جو انھیں وزارت خارجیہ سے ملتے ۱۷۴۴ء میں
میٹنز میں بیمار ہونے تک لوئی بغیر کسی وزیر اعظم کے مقرر کرنیکے حکومت کرتا رہا
اور ایک رومی کے ذریعے سے خود سلطنت کا کاروبار انجام دیتا رہا۔ اس
طریق حکومت سے جو دقتیں پیدا ہوئی ہیں اس کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں
اور لوئی چہاردہم کی اس نقل سے ۱۷۴۳ء اور ۱۷۴۴ء میں انگریزوں اور آسٹریوں
کے خلاف میں فرانس کی فوج کو کامیابی کی کوئی امید نہ ہوسکتی تھی؛

۱۷۴۳ء میں تین معرکہ آرائیاں جاری تھیں یعنی باویریا اور مغربی جرمنی
اور اطالیہ میں، فرانس کو بیرونی حملوں سے محفوظ رکھنے، بروگلی کی فوج سے
ملجانے اور پراگ ہانک، فوج کو باویریا میں چارلس شہزادہ لارین کی فوج
سے ملنے سے روکنے کے لئے نوایل ایک فوج رائن
کے پار لیگیا اور نیکار اور مین کے درمیان آگے بڑھا۔

باویریا پر آسٹریوں کا قبضہ جون ۱۷۴۳ء۔

مگر آسٹریوں نے چارلس شہزادہ لارین کی سرکردگی میں اور منفے ویٹن ہولز اور لوب کووٹز کی فوجوں کی معاونت سے مئی میں باویریا کی فوج کو جو سکندر روف کے زیر کمان تھی یکایک سخت ہزیمت دی اور برو گلی نے بغیر سکندر روف کو کسی قسم کی مدد دینے یا نوایل کی امداد کا انتظار کرنے کے اِن گوس ٹاٹ اور ڈونا ورتھ کو بغیر مقابلہ کرنے کے خالی کردیا اور اس کے بعد رائن کو عبور کرکے پسپا ہوگیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باویریا کی فوج سوائے بیا کی طرف فرار
۱۴۷ ہوگئی میونخ پر پھر آسٹریوں کا قبضہ ہوگیا اور شہنشاہ فرنیک فورٹ کو بھاگ گیا ۲۷ جون کو سکندر روف نے نی ورشون فیلڈ میں ایک معاہدے پر دستخط کردئے جس کی روسے جنگ ملتوی کردی گئی باویریا کی فوج کو غیر جانب دار رکھنے کا اقرار کرلیا گیا اور معاہدے کی تکمیل تک باویریا کا تمام ملک سوائے اِن گوس ٹاٹ کے آسٹریا کے قبضے میں رہگیا۔ برو گلی کے عدم استقلال اور بودے پن سے باویریا فرانس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس کے بعد ہی وہ معزول ہوگیا اگست میں ایگر پر بھی آسٹریا کی فوج نے قبضہ کرلیا جو ۱۷۴۱ء کے فرانسیسی حملہ کی آخری یادگار تھا۔

مغربی جرمنی میں بھی فرانس کی فوج کو کوئی سرخروئی نہ ہوئی۔ ہالینڈ کی طرف سے ۱۷۴۳ء کے اوائل میں انگلستان ہینوور اور ہیس کی ایک مخلوط فوج جرمنی میں داخل ہوئی مارچ میں نیپ برگ اس فوج سے آملا اور اپریل میں ڈیوک آریم برگ (آسٹروی نیدرلینڈ کا سپہ سالار) بیس ہزار آسٹروی معاون فوج ساتھ لیکر شریک ہوا۔ یہ فوج جو (Pragmatic Army) کے نام سے موسوم تھی لارڈ اسٹیر کے زیر کمان تھی جو ایک زمانے میں مارلبرو کا ماتحت تھا۔ رائن کے نواح میں اس فوج کی موجودگی کی وجہ سے اپریل میں آسٹریا کا ایک طرفدار مینز کا اسقف منتخب ہوگیا۔

جنگ ڈی ٹن گین
۲۶ جون ۱۷۴۳ء

مئی میں ہالینڈ سے بیس ہزار سپاہیوں کے بھیجنے کا وعدہ لیکر لارڈ اسٹیر نے باویریا کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ اس کا قصد تھا فرانس سے برو گلی

کے ذرائع آمد و رفت کو منقطع کردے مگر نوایل نے نیکار کے خط پر قبضہ کر کے اس کے اس منصوبے کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد اسیٹر نے جنوب مشرق کا رخ کیا تاکہ چارلس شہزادہ لارین کی فوج سے جا ملے مگر اسے معلوم ہوا کہ مین ندی کا بالائی حصہ فرانسیسیوں کے قبضے میں ہے۔ ۲۰ ؍ جون کو جارج دوم نے (Pragmatic) فوج کی کمان لی مگر ۲۶ ؍ جون کو نوائل نے ہینا کا راستہ بند کر دیا جس کی وجہ سے جارج کو مجبوراً ڈی ٹن گین میں لڑنا پڑا۔ گو اس جنگ سے انگلستان اور آسٹریا میں بہت جوش پھیل گیا اور باویریا اور پرشیا کو سخت مایوسی ہوئی مگر فرانسیسیوں کی ہزیمت سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ چارلس لارین نے الساس پر قبضہ کرنے کا قصد کیا مگر اس صوبہ کی حفاظت کے لیئے کوانگنی کے زیر کمان ایک فرانسیسی فوج کافی ثابت ہوئی ۱۶۸
انگریزی فوج کا سپہ سالار اب اسیٹر کے بجائے ویڈ تھا مگر اس کے حملوں سے فرانس کو نوایل کی فوج نے محفوظ رکھا۔ گو فرانسیسی جرمنی سے بالکلیہ خارج کر دیئے گئے اور شہنشاہ نے جو انکا حلیف تھا آسٹریا سے غیر جانب دار رہنے کا عہد کر لیا تھا۔ اطالیہ میں ٹران نے کامپوسانٹو میں ہسپانیوں کو ہزیمت دی جس کی وجہ سے ڈان فلپ پیڈمنٹ میں داخل نہ ہوسکا اور یہ اغلب ہو گیا کہ متحدین فرانس میں داخل ہو جائینگے۔

دونوں فریقوں کی حالت اس وقت قریب قریب مساوات کی تھی۔ جولائی میں جارج دوم اور کارٹے ریٹ نے یریا تھیری سا اور شہنشاہ کے مابین مصالحت کرانے کی ایک زبردست کوشش کی مصالحت کی یہ تجویز "ہینا کی تجویز" کے نام سے مشہور ہے اور اسے شہنشاہ اور اس کے نائب ولیم رئیس ہیس کیاسیل نے بالکلیہ تسلیم کر لیا تھا اور اس کی شرائط ایسی تھیں کہ جرمنی کے دوسرے رئیس بھی اس سے اتفاق کرتے اس تجویز سے مقصود یہ تھا کہ آسٹریا اور باویریا اپنے مختلف دعاوی سے باز آئیں اور ایک دوسرے کے مقبوضات واپس کر دیں۔ چارلس ہفتم کا خطاب شہنشاہی برقرار رہے اور

ہینا کی تجویز۔ جولائی ۱۷۴۳ء

شہنشاہی کے متعلق تمام معاملات میں بوہیمیا کے فرمان روا کا ووٹ[(۱)] (رائے) جائز تسلیم کیا جائے۔ یہ بھی خیال تھا کہ باویریا کے رئیس کو بادشاہ قرار دیا جائے اور شہنشاہ کو فرانس کا ساتھ چھوڑ دینے کے صلے میں اور شہنشاہی کی عظمت قائم رکھنے کے لئے انگلستان کی طرف سے رقوم کثیر بطور معاونت دیجائیں جو مساوی ہوں اُن رقوم کے جو اس کو فرانس سے ملتی تھیں؛

جرمنی کے ایک حکمراں کی حیثیت سے تاج شہنشاہی کا خاندان ہیپس برگ کے ہاتھوں سے نکلکر ایک دوسرے خاندان پر منتقل ہو جانا جارج دوم کو مطلق ناگوار نہ تھا اور اس وقت نہ صرف آسٹریا کے مقابلے میں جرمنی کے حکمرانوں کے حقوق کی تائید کا بہت اچھا موقع ملگیا تھا بلکہ جرمنی میں امن و امان قایم کرنے اور تمام ملک جرمنی کو فرانس کے خلاف میں متحد کرنے کا بھی۔ جرمنی کے باشندوں کو یہ تجویز دانشمندانہ اور حسن تدبیر پر مبنی نظر آتی ہو گی کیونکہ انکا ملک دو سو سال سے پیہم فرانیسی حملوں سے برباد ہو رہا تھا مگر جارج کی موجودہ حکمت عملی بالکل جرمنی کے مصالح پر مبنی تھی اس لئے اس پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ اس نے انگلستان کے مفاد کو اپنی خاندانی حکومت ہینوور پر قربان کر دیا۔ ۱۶۹

کارٹے ریٹ نے اس موقع پر صرف شہنشاہی میں جارج دوم کی موجودہ حیثیت کا لحاظ رکھا اور نو آبادیات اور بحریہ کے متعلق ان مسائل کا بالکل خیال نہ کیا جو مابہ النزاع تھے اور جو انگلستان کے لئے نہایت ہی اہم تھے۔ کارٹے ریٹ کی یہ خواہش تھی کہ نہ صرف اس طرز عمل کی طرف عود کرے جو دھگ جماعت نے ملکہ این کے عہد حکومت میں اختیار کیا تھا بلکہ ان سے بھی ایک قدم آگے بڑھ جائے یعنی جرمنی کو متحد کرا کے فرانس کے مقابلے پر کھڑا کر دے اور اس طور اس کام کی تکمیل کر دے جو یوٹ ریخٹ کے صلح نامے سے رک گیا تھا۔ اگر اس

---

(۱) چارلس ہفتم کے انتقال کے وقت بوہیمیا کا ووٹ اس وجہ سے خارج کر دیا تھا کہ میریا تھیری سا عورت ہونے کی وجہ سے نہ تو خود ووٹ دے سکتی تھی نہ اپنا ووٹ اپنے شوہر پر منتقل کر سکتی تھی؛

حکمت عملی پر عمل کیا جاتا تو جارج دوم کا شمار جرمنی کے سربرآوردہ حکمرانوں میں ہوتا اور دوسرے الیکٹروں پر اسے تفوق حاصل ہو جاتا۔

عہد نامہ ورمس
۱۳ ستمبر ۱۷۴۳ء

مگر فریڈرک اعظم ہینوور کا ماتحت بننے پر آمادہ نہ تھا اور میریا تھیری سا اپنی جائز فتوحات کی وجہ سے چارلس ہفتم کی چیرہ دستیوں کو معاف کرنے پر تیار نہ تھی۔ انگلستان کے وھگ وزرا ہنری پیلہم کی سرکردگی میں (جو جولائی میں ول منگ ٹن کی وفات کے بعد وزیر اعظم ہوا تھا) اور رائے عامہ کی تائید سے جارج دوم اور کارٹے ریٹ کے جرمنی منصوبوں سے خائف تھے اور ہینوور کی فوج کے قیام کو ناپسند کرتے تھے اس لئے انھوں نے باویریا کے مجوزہ انتظام کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا چارلس ہفتم کو کوئی رقم بطور معاونت دینے سے انگلستان کی تمام جماعتوں نے اپنا اختلاف ظاہر کیا کیونکہ وہ میریا تھیری سا کا علانیہ دشمن اور فرانس کا موروثی حلیف تھا۔ اہل انگلستان کو درحقیقت فرانس اور ہسپانیہ سے مخالفت تھی اور جرمنی کی بڑی معرکہ آرائیوں پر وہ بحری جنگ کو ترجیح دیتے تھے۔

کابینہ میں کارٹے ریٹ کی سخت مخالفت ہوئی اور اس کی حکمت عملی پر جو حملے ہو رہے تھے ان کا وہ مقابلہ نہ کر سکا اس لئے باویریا وغیرہ سے نامہ و پیام کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ کارٹے ریٹ کے مجوزہ انتظامات کے بجائے انگلستان کے کابینہ نے یہ قصد کیا کہ میریا تھیری سا سے گہرا اتحاد پیدا کیا جائے اور سارڈی نیا اور آسٹریا کو متحد کر کے فرانس کے خلاف میں سرگرمی کے ساتھ جنگ شروع کر دی جائے۔ اطالیہ میں جملہ امور کا دارمدار چارلس ایمانوئل پر
۱۷۰ تھا جو فرانس اور ہسپانیہ کی حکومتوں سے نامہ و پیام کر رہا تھا۔ اس نے صاف انکار کر دیا کہ جب تک اہل آسٹریا مجھے چند اضلاع بطور معاوضہ دینے کا حتمی وعدہ نہ کریں میں ہرگز ان کا شریک نہ ہونگا۔ اس کا مطالبہ تھا کہ پاویا کا ایک حصہ اور فائنیل اور پیاسین زا اسے دیدیئے جائیں۔ اس پیچیدگی کو رفع کرنے اور وائنا کے دربار پر دباؤ ڈالنے کے لئے انگلستان کی وساطت کی ضرورت ہوئی۔ سائی لے شیا کے نکل جانے کا غم ابھی میریا تھیری سا

کے دل میں تازہ تھا اور اس کے متعلق انگلستان کا طرزِ عمل اسے سخت ناگوار ہوا تھا انگلستان کی اب یہ دوسری درخواست کہ وہ اپنے چند مقبوضات چارلس ایمانویل کے حوالے کر دے اُسے اور بھی ناگوار ہوئی۔ دورمس میں جو نامہ و پیام ہو رہے تھے ان میں وہ اپنے حق پر اڑی رہی مگر چارلس ایمانویل نے بالکل دھمکی دی کہ میں فرانس کی تجاویز کو قبول کر لونگا۔ میریا تھیری سا اب مجبوراً اپنے حقوق کی قربانی پر تیار ہو گئی۔ ۱۳ ستمبر کو انگلستان، آسٹریا، ہالینڈ سارڈی نیا اور سیکسنی نے دورمس کے معاہدہ پر دستخط کر کے آسٹریا کے انتظام جانشینی اور یورپ میں توازن قوت کو برقرار رکھنے پر اتفاق ظاہر کیا میریا تھیری سا نے پادیا، پیاسین زا، وگے وانو انگیارا کے شہروں اور ملحقہ اراضی کو چارلس ایمانویل کے سپرد کر دیا اور جمہوریہ جینوا سے فائنیل کی ریاست کو دوبارہ خریدنے کے حق سے بھی وہ دست بردار ہو گئی جس سے چارلس ششم اس وقت دست بردار نہ ہوا تھا جب کہ اس نے ریاست مذکور کو جمہوریہ کے ہاتھ فروخت کیا تھا اس کے صلہ میں چارلس ایمانویل نے چالیس ہزار فوج سے میریا تھیری سا کے اطالوی مقبوضات کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا اور آسٹریا کی فوج بھی جس کی تعداد تیس ہزار تھی اس کے زیر کمان کر دی گئی۔ مائی لَن کی ڈچی کے متعلق اپنے دعادی سے وہ دست بردار ہو گیا اور چند خفیہ دفعات کے ذریعہ سے اس نے خاندان بوربون کو اطالیہ سے خارج کرنے کا سمجھوتہ کر لیا یعنی ڈان کارلوس کو ہر دو سسلی کی حکومت سے بے دخل کرنے کے بعد سسلی سارڈی نیا کو دیدیا جائے اور نیپلز اور ٹسکنی کے بندرگاہ آسٹریا کے قبضے میں آ جائیں مجوزہ انتظامات کو آسانی سے عمل میں لانے کے لئے انگلستان نے فائنیل کے خرید کرنے کے لئے روپیہ قرض دینے اور آئندہ جنگ کے لئے رقمی امداد دینے کا وعدہ کیا اس طور پر قریب تھا کہ ایلی زابیتھ فارنیس کی تمام عمر کی کوشش رائگاں جائے اور جنوبی اطالیہ میں پھر غیر ہر دل عزیز جرمنی حکومت قائم ہو جائے۔

معاہدہ دورمس کے جواب میں فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان

۱۷۱ صلح نامہ فون تین بلو ۲۵ر اکتوبر ۱۷۴۳ء

فون تین بلو کا معاہدہ ۲۵ر اکتوبر کو لوئی پانزدہم کی خواہش سے ہوا ۱۷۴۳ء کے صلح نامہ کے باوجود فلیوری کے حین حیات فرانس اور ہسپانیہ کے درباروں میں کوئی مستقل اتحاد نہ تھا۔ مگر وورمس کے اتحاد کے قیام سے جو فرانس اور ہسپانیہ کے خلاف قایم ہوا تھا ان دونوں ملکوں میں مستقل اتحاد کا قیام لازمی ہوگیا۔ اس عہدنامے کی رو سے خاندان بوربون کی دونوں شاخوں نے ایک دوسرے کے موجودہ اور آئندہ مقبوضات کی حفاظت کا عہد کرلیا۔ فرانس نے اطالیہ کے مختلف حصص پر فلپ اور ایلی زابیتھ فارنیس کے وسیع دعاوی کو تسلیم کرلیا اور میلانیز، پارما اور پیاسین زا کو ڈان فلپ کے لیئے فتح کرنے میں مدد دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے علاوہ یہ بھی طے ہوا کہ جبرالٹر، پورٹ ماہون اور جارجیا انگلستان سے چھین لئے جائیں اور چارلس ایمانویل شاہ سوائے سے وہ اضلاع جو یوٹریخٹ کے صلح نامہ کی رو سے اسے دئے گئے تھے۔ فرانس تے سارڈی نیا اور انگلستان کے خلاف میں باضابطہ جنگ کا اعلان کرنے کا وعدہ کیا اور یہ بھی طے ہوا کہ دونوں فریق اس جدید خاندانی معاہدے کے اس وقت تک پابند رہینگے جب تک کہ دونوں اپنے دشمنوں سے بالاتفاق صلح نہ کرلیں۔

جنگ کا نیا دور

دورمس اور فون تین بلو کے معاہدوں کے ہو جانے سے جنگ کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اور یورپ کی یہ عام جنگ آسانی سے سمجھ میں آنے لگتی ہے انگلستان اس سے قبل آسٹریا کا محض ایک حلیف تھا مگر اب فرانس اور انگلستان کے خلاف ایک زبردست اتحاد کا سرخیل تھا اور لندن اور ورسالز میں اب یہ تسلیم کرلیا گیا تھا کہ اس جنگ سے محض آسٹریا کے انتظام جانشینی کا برقرار رکھنا مقصد نہ تھا بلکہ اصل امور تصفیہ طلب یہ تھے کہ سمندروں میں تفوق کس کا ہوگا، شمالی امریکا میں لاطینی عنصر غالب رہیگا یا ٹیوٹن اور ہندوستان میں سیادت انگلستان کو نصیب ہوگی یا فرانس کو۔ فلیوری کے سوفسطائی مغالطوں کو ترک کرکے فرانس اب خم ٹھونک کر براعظم یورپ میں آسٹریا کے مقابلے

کھڑا ہو گیا تھا اور سمندروں اور نو آبادیوں میں انگلستان کے مقابلے پر جنگ میں اس طور پر ایک نئی جان پڑ گئی اور ہر طرف زور شور سے جاری تھی۔ آسٹریوں کے حملے کے اندیشے اور انگلستان کی قدیم دشمنی کی وجہ سے اہل فرانس کا جذبۂ قومی برانگیختہ ہو گیا تھا اور فلپ پنجم جو صلح نامہ ورمس کے کچھ ۱۶۲
قبل انگلستان سے مصالحت کرنے پر آمادہ تھا اب مزید جانفشانی پر تیار ہو گیا اکتوبر ۱۷۴۳ء میں ایک متحد فرانسیسی اور ہسپانی فوج ڈان فلپ کے زیر کمان جنوبی فرانس میں جمع ہوئی اور سوائے پر قبضہ کرنے کے بعد کوہ آلپس کو طے کرنے کی اس نے کوشش کی مگر ناکام رہی۔ لوئی پانزدہم نے نوایل اور ڈچس شارتورو کے ایما سے لوئی چہاردہم کی متابعت میں قصد کیا کہ موجودہ معرکہ آرائیوں میں بذات خود سرگرمی کے ساتھ شریک ہو۔ ۱۷۴۴ء کا آغاز ہو چکا تھا اور فرانس کے تمام ملک میں جنگ کے لئے عام جوش پھیلا ہوا تھا۔

مارس ڈی سیکس نے پندرہ ہزار آدمی لیکر چارلس ایڈورڈ (انگلستان کے تخت کا دعویدار) کی طرف سے انگلستان پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی اور فروری

فرانس کا اعلان جنگ، انگلستان کے خلاف ۱۵؍ مارچ۔ آسٹریا کے خلاف ۲۴؍ اپریل ۱۷۴۴ء۔

میں فرانس اور ہسپانیہ کے متحد بیڑوں نے جو ۱۷۴۳ء میں تولون میں محروس تھے انگریزی بیڑے پر حملہ کرکے جو متھیوز کے زیر کمان تھا کھلے سمندر میں پہونچ گئے۔ بریسٹ کا بیڑہ بھی انگلستان کے ساحل کے قریب آگیا اور کینٹ کے سواحل بالکل غیر محفوظ تھے مگر طوفان کی وجہ سے انگلستان محفوظ رہا۔ انگلستان کے خلاف میں ۱۵؍ مارچ کو باضابطہ جنگ کا اعلان کر دیا گیا اور ۲۴؍ اپریل کو آسٹریا کے خلاف فرانس نے گویا اس طرح انگلستان کے بحری اور تجارتی تفوق اور براعظم یورپ میں آسٹریا کی سیادت کو توڑنے کا بیڑا اٹھا لیا۔ سنہ مذکور کے وسط تک

اطالیہ، فلانڈرس اور رائن کی معرکہ آرائیاں ۱۷۴۴ء

جب کہ فریڈرک اعظم نے سائی لے شیا کی دوسری جنگ چھیڑ دی بڑی معرکہ آرائیاں زیادہ تر اطالیہ فلانڈرس اور رائن پر ہوتی رہیں۔ اطالیہ فریقین نے شمال اور جنوب میں بہت زور لگایا۔ جنوب میں آسٹروی جنرل لوب کوڈٹز نے نیپلز پر قبضہ کرنے کی

کوشش کی مگر ڈان کارلوس کی مساعی سے وہ ناکام رہا جس کی امداد کے لئے ایک ہسپانی فوج موجود تھی اور بالآخر اسے ویلیتری میں شکست ہوئی۔ شمال میں جہاں اب مون تے مار کے مجائے گے جیز ہسپانی افواج کا سپہ سالار تھا شدید جنگ ہو رہی تھی مگر گے جیز بحیرہ ایڈریاٹک کی طرف لوب کووٹز کی مراجعت کو روک نہ سکا اور ڈان فلپ پیڈمنٹ کو فتح کرنے کی بے سود کوشش کے بعد ڈافنی کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور ہوا؀

مگر گو بہ حیثیت مجموعی اطالیہ میں اس سال کی جنگ میں دونوں فریق برابر ۱۷۴
رہے مگر فلاندرس اور رائن کے نواح میں فرانس کا پلہ بھاری تھا۔ مئی میں ایک زبردست اور کثیر التعداد فوج مارس ڈی سیکس کے زیر کمان حلیفوں کے مقابلے پر روانہ ہوئی۔ لوئی پانزدہم اس فوج کا برائے نام سپہ لار تھا اور اب تک ڈچس ڈی شار تورو کے زیر اثر تھا۔ ویڈ، آریم برگ اور لوئی رٹیس نیسا علی الترتیب انگریزی، آسٹروی اور ڈچ فوجوں کے سپہ سالار تھے مگر ان میں اتفاق نہ تھا اور نا اہل بھی تھے۔ اس کے علاوہ بہت سی انگریزی رجمنٹیں انگلستان کی حفاظت کے لئے واپس بلائی گئیں اور اہل ہالینڈ میں بالکل استقلال نہ تھا۔ فرانسیسی فوج نے اس سے نفع اٹھایا اور کورت رائی، اپیر، مِنن فورنے اور متعدد مستحکم مقامات پر آسانی سے اس کا قبضہ ہو گیا قریب تھا کہ تمام ملک فتح ہو جائے مگر اس اثناء میں آسٹریا نے السالس پر حملہ کر دیا جس کی فریڈرک اعظم نے پیشین گوئی کی تھی۔ اس حملے کی وجہ سے فرانس کی فوج کا بیشتر حصہ لوئی پانزدہم کے زیر کمان واپس ہو گیا۔ نیدرلینڈ پر جب شاہ فرانس حملہ آور ہوا تو چارلس شہزادہ لارین نے مشہور ماہر فن حرب مارشل ٹران کے مشورہ سے ستر ہزار فوج لیکر الساس پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ باویریا کی ایک فوج کو جو سکندروف کے زیر کمان تھی چکمہ دیکر اور پھر اسی طرح کواگنی کی فرانسیسی فوج کی نظر بچا کر آسٹروی فوج نہایت تیزی اور ہوشیاری سے کوچ کرتی ہوئی۔ رائن پر پہونچ گئی اور ۳۰ جون کو اسے عبور کر کے الساس کو تاخت و تاراج کر دیا۔ لوئی دل بھی اس کی زد پر تھا اور اگر لوئی پانزدہم نہ پہونچ گیا ہوتا تو لارین پر بھی اس کا

قبضہ ہو جاتا۔ آسٹریوں کی اس جانبازی اور کمال فن حرب کی فریڈرک اعظم نے بھی داد دی ہے۔ لوئی سنیدرلینڈ میں مارس ڈی سیکس کے زیر کمان ۵۰۰۰۰ سپاہ چھوڑ آیا تھا۔ مگر ۴ اگست کو میٹز میں لوئی ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہوگیا اور ڈچس دی شارتورو بھاگ کھڑی ہوئی۔ صحت یاب ہونے پر تمام ملک میں خوب جشن منائے گئے اور اسے Bienaime کا خطاب دیا گیا اور گو ڈچس مذکور پھر باریاب ہوگئی مگر اس کی ہر دل عزیزی چند روز تک باقی رہی۔ ڈچس کچھ روز کے بعد یکایک مر گئی۔ مگر قبل اس کے کہ نوایل اور ۱۷۴
کوانگنی کی فرانسیسی فوجیں چارلس شہزادہ لارین کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک دوسرے سے مل جانے کی کوشش کریں آسٹریا کی فوجوں کو واپس جانا پڑا کیونکہ بوہیمیا پر فریڈرک اعظم نے حملہ کر دیا تھا۔ نوایل بھی چند روز کے لئے معزول ہوگیا کیونکہ اس نے شہزادہ مذکور پر حملہ کرنے میں سخت نااہلی ظاہر کی تھی۔

متعدد اور وقت واحد میں ایسے جمع ہو گئے تھے جن کی وجہ سے فریڈرک اعظم نے آسٹریا پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ ۱۷۴۳ء میں میریا تھیری سا کی مسلسل کامیابیوں سے وہ متفکر ہو چلا تھا اس کے علاوہ وورمس کے

سائی لے شیا کی دوسری جنگ کے اسباب ۱۷۴۴ء

صلح نامہ کو بھی وہ اپنے مفاد کے لئے سخت مضر خیال کرتا تھا کیونکہ گو اس کی مدد سے سابق کے متعدد عہدناموں کی توثیق کی گئی تھی مگر اس میں صلح نامہ برلن کا مطلق ذکر نہ تھا جس کی رو سے وہ سائی لے شیا پر قابض تھا۔ ڈسمبر ۱۷۴۳ء میں آسٹریا اور سیکسنی کے درمیان وائینا کا معاہدہ ہوا جس سے فریڈرک کے شبہات اور بھی بڑھ گئے کیونکہ اس معاہدہ کی رو سے آسٹریا کے تمام مقبوضات کی بلا کسی استثنا کے توفیق کی گئی تھی میریا تھیری سا کی روز افزوں اولوالعزمیاں اب پروشیا کے مفاد کے لئے خطرناک نظر آنے لگی تھیں اور یورپ کے فرمان رواؤں میں وہی ایک تھی جسے صلح کی خواہش نہ تھی اور وہ مزید فتوحات اور اپنے نقصانوں کی تلافی کے لئے کوشاں تھی بوہیمیا کو دوبارہ فتح کر لینے اور باویریا پر قبضہ کر لینے

سے اسے اطمینان نہ ہوا بلکہ وہ اس فکر میں تھی کہ السلس اور لارین کو بھی دوبارہ حاصل کرلے اور باویریا کو آسٹریا کے مقبوضات میں شامل کرلے۔ اسکے علاوہ اس کی یہ بھی خواہش تھی کہ گزشتہ انتخاب شہنشاہی کو کالعدم کرکے شہنشاہ کو معزول کرادے۔ فریڈرک کو وائنا کی خبروں سے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ وہ سائی لے شیا کو بھی دوبارہ فتح کرنا چاہتی تھی فریڈرک کو اندیشہ تھا کہ اس کے جدید مقبوضات اس کے ہاتھ سے نکل جائینگے اور زیادہ تر اسی اندیشے کی وجہ سے اس نے از سر نو جنگ کی تیاری شروع کردی اور دستور شہنشاہی کے متعلق آسٹریا کا جو طرز عمل تھا اس سے فریڈرک کے شبہات اور بھی پختہ ہوگئے فریڈرک شہنشاہ چارلس ہفتم کا طرفدار تھا اس لئے باویریا پر آسٹریا کا قبضہ اُسے سخت ناگوار تھا۔ اور میریا تھیری سا کا حکومت شہنشاہی کو خاندان ہیپس برگ کی ملک خیال کرنا بھی اسے ناپسند تھا۔ آسٹریا کا اصل مقصد یہ تھا کہ باویریا کو اپنے مقبوضات میں شامل کرے اور خاندان وٹیلس باخ کی طرف میریا تھیری سا کا طرز عمل وہی تھا جو اس کے متعلق جوزیف ثانی نے ۱۷۷۸ء اور ۱۷۸۵ء میں اختیار کیا اور فرانسیس دوم نے ۱۷۹۳ء اور ۱۷۹۴ء میں۔ اگر جنوبی جرمنی میں ایک مسلسل آسٹروی سلطنت قائم ہو جاتی تو اس سے خاندان ہیپس برگ کا اثر بہت بڑھ جاتا۔ اور خاندان ہوہین زولرن کا اثر اسی قدر گھٹ جاتا۔ مگر فریڈرک کا خیال یہ تھا کہ آسٹریا کا باویریا پر دوامًا قبضہ کرلینا حکمرانان جرمنی کے حقوق کا غصب کرلینا تھا اور دستور شہنشاہی کی خلاف ورزی تھی۔ اس کے علاوہ آسٹریا کے اس فعل سے خود اس کی حکومت (پرشیا) معرض خطر میں پڑگئی تھی۔

۱۷۴۴ء کے آغاز ہی سے فریڈرک کو آسٹریا سے برسر جنگ ہونے کا خیال ہوگیا تھا اور اُسے یہ بھی امید تھی کہ اگر جنگ چھڑ گئی تو ممکن ہے کہ پرشیا کے مقبوضات میں اضافہ ہو۔ اس زمانہ میں شاوگ بی جو اٹھارھویں صدی کے قابل ترین اور نہایت تجربہ کار سفیروں میں تھا میونخ میں فرانس کا سفیر تھا۔ ۲۲ مئی کو فریڈرک نے اس کی معاونت سے "فرانک فورٹ کا اتحاد" قایم کیا جس میں شہنشاہ چارلس ہفتم

فرانک فورٹ کا اتحاد مئی ۱۷۴۴ء

چارلس فلپ رئیس سلزباخ، الیکٹر پالاٹائن اور رئیس ہیس کیاسیل شریک ہوئے۔ فرانس بھی اس اتحاد میں ایک خفیہ دفعہ کی رو سے شریک ہو گیا بظاہر اتحاد مذکور کے قیام کی غایت یہ تھی کہ جرمنی میں امن و امان قایم کیا جائے، باویریا کو آسٹریا کے پنجے سے آزاد کرایا جائے اور شہنشاہ تسلیم کیا جائے گو اس اتحاد کو جرمنی کے اکثر حکمرانوں نے تسلیم نہیں کیا اور گو اس کی شرائط میں فریڈرک کی حقیقی اغراض کا ذکر نہ تھا مگر اس سے جرمنی کے معاملات کے متعلق فریڈرک نے آیندہ جو طرز عمل اختیار کیا اتحاد مذکور سے صاف ظاہر ہے اس کی وجہ سے گویا وہ حکمرانوں کے حقوق اور دستور جمہوری کا محافظ ہو گیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو اس سے ہمدردی ہو گئی سنہ ۱۷۴۳ء کے اوائل میں اس نے کاونٹ روتھین برگ کو ایک خفیہ سفارت پر فرانس کے دربار میں بھیجا تھا۔ اس سفارت کا مقصد یہ تھا کہ فرانس کو پرشیا سے ایک معاہدہ کرنے پر آمادہ کرے جس کی رو سے چارلس ہفتم کو آسٹریا کے پنجے سے چھڑانے اور دوبارہ تخت پر متمکن کرنے کے صلے میں سائی لے شیا کا باقی ماندہ حصہ دلایا جائے جو اب تک آسٹریا کے قبضہ میں تھا اور اس کے علاوہ بوہے میا کا ایک حصہ۔ روتھین برگ نے ڈچس شاتوروتین سین اور رشی لیو کی تائید حاصل کی اور جون میں اس کی کوشش سے آمے لو معزول ہو گیا ۱۷۶
جو اس تجویز کا مخالف تھا۔ آمے لو کے زوال کے بعد جو شووے لین کی برطرفی (سنہ ۱۷۳۳ء) کے بعد سے وزیر خارجیہ تھا مارکوس دار ژان سون کے تقرر (سنہ ۱۷۴۴ء) تک خارجی معاملات کا انتظام ایک بے ضابطہ کمیٹی کے سپرد تھا جس میں کاونٹ شاوگ نی، مارشل نوایل اور رُدوتیل (میرنشی) شریک تھے انگلستان اور آسٹریا کے خلاف فرانس کی طرف سے مارچ اور اپریل میں جنگ کا اعلان کیا جانا فریڈرک کی خواہش کے مطابق تھا اور اس کے بعد ہی پرشیا، فرانس اور شہنشاہ کے درمیان ان اضلاع کی تقسیم کے متعلق ایک معاہدہ ہوا جو آسٹریا سے فتح کئے جائیں۔ اس معاہدے کی رو سے فرانس کو نیدرلینڈ میں متعدد مستحکم مقامات ملنے والے تھے، چارلس ہفتم کو بالائی آسٹریا اور تمام ملک

معاہدہ ابین پرشیا فرانس وشہنشاہ ۵ر جون ۱۷۴۱ء

بوہیمیا بہ استثنائے اضلاع کونگ گرائز، لیٹ مرٹز، پارڈو بیز و بنزلاؤ جو سائی لیشیا کے اس حصے کے ساتھ جو برلن کے معاہدے کی رو سے پرشیا کو نہیں ملے تھے فریڈرک کے سپرد کئے گئے فرانس سے جو نامہ وپیام ہو رہے تھے ان کی تکمیل ایک فوجی معاہدے سے ہوئی جو پیرس میں ۵ر جون کو مرتب ہوا۔ شاہ فرانس نے وعدہ کیا کہ وہ نیدرلینڈ اور ہینوور پر حملہ کریگا اور اگر چارلس شہزادہ لارین فریڈرک کا مقابلہ کرنے کے لئے آسٹریا کو واپس کرے تو وہ اُس کا تعاقب کریگا۔ فریڈرک نے یہ وعدہ کیا کہ روس اور سویڈن سے معاہدوں کے ہو جانے کے بعد وہ ایک غدار فوج کو لیکر بوہیمیا پر حملہ آور ہوگا۔ ۲۴ر جولائی کو شہنشاہ سے ایک خفیہ معاہدہ ہوا جس کی رو سے چارلس ہفتم نے وعدہ کیا کہ جیسے ہی بوہیمیا فتح ہو کر اسکے قبضہ میں آجائے وہ بوہیمیا کے چاروں اضلاع مذکورہ بالا فریڈرک کے سپرد کر دیگا۔ اب فریڈرک کے تمام مجوزہ انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔ فرانک فورٹ کے اتحاد کے قیام سے نہ تو جرمنی میں شہنشاہ کے ساتھ کسی کو ہمدردی ہوئی اور نہ اس میں متعدد رئیس شریک ہوئے اور چند روز کے بعد اس کا زور ٹوٹ گیا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فریڈرک نے فرانس کی معاونت حاصل کرنے میں نہایت دور اندیشی کی جہاں رائے عامہ بالکل آسٹریا کے خلاف تھی۔

فرانس سے اتحاد پیدا کرنے کے علاوہ شاہ پرشیا نے دوسرے طریقوں سے بھی اپنی قوت کو مستحکم کرنے کی تدبیریں کیں۔ ۲۵ر مئی کو چارلس ایڈورڈ حکمران مشرقی فریس لینڈ نے انتقال کیا۔ فریڈرک نے فوراً اس صوبے پر ان دعاوی کی بنا پر فوراً قبضہ کر لیا جنھیں ۱۶۸۶ء میں شہنشاہ نے تسلیم کر لیا تھا اور ۱۷۷
صوبۂ مذکور پر ہالینڈ اور ہینوور کے دعاوی کا مطلق لحاظ نہ کیا۔ مشرقی فریس لینڈ کا صدر مقام ایمڈین تھا، اس پر قبضہ کر لیا گیا اور صوبہ کا انتظام از سر نو پرشیا کے نمونہ پر کیا گیا مگر فریڈرک کو زیادہ تر اندیشہ روس کی طرف سے تھا اور اس کی حملہ آوری سے بچنے کی وہ تدبیر کر رہا تھا۔ جنگ ہفت سالہ میں روس نے جو طرز عمل اختیار کیا تھا اس سے فریڈرک کا شبہ اور بھی قوی

ہوگیا تھا اور روس ہی کے خوف سے اس نے اپنی فوج کو بہت بڑھا دیا تھا اور صلح نامہ برسلا کے بعد اس نے اپنے جنگی خزانے کو بھی معمور کردیا تھا ۱۷۴۱ء میں اگر روس نے پرشیا پر حملہ کردیا ہوتا تو فریڈرک کی تمام تجوزیں خاک میں مل گئی ہوتیں مگر سویڈن کی جنگ نے روس کو حملہ کرنے سے باز رکھا۔ فریڈرک کو اب بھی فکر تھی کہ روس کو حملہ آور ہونے سے کس طرح باز رکھے۔ روس کا وزیر اعظم بیس ٹوزیو ایک زبردست جماعت کا سرغنہ تھا جو روس میں پرشیا کی مخالف تھی اور بہت انتظار کے بعد سال کے آخر میں یعنی ۱۲ نومبر ۱۷۴۲ء کو روس نے صلح نامہ برلن کو تسلیم کرلیا۔ فریڈرک کے سفارتی کارپردازوں نے روس کی مخالفت کو دور کیا اور انھیں کی کوششوں سے روس کے ولی عہد ڈیوک اعظم پیٹر کی نسبت

روس کے ڈیوک اعظم اور ان ہالٹ زربسٹ کی شادی۔

ان ہالٹ زربسٹ کی شہزادی صوفیہ سے قرار پائی جس نے کلیسۂ یونان میں داخل ہوکر کیتھرین کا نام اختیار کیا اور جس کا شمار روس کے مشہور حکمرانوں میں ہے یہ نسبت فروری ۱۷۴۴ء میں قرار پائی اور پرشیا کے مخالف بیس ٹوزیو کا اثر چند روز کے لئے زائل ہوگیا جس سے فریڈرک کو امید ہوگئی کہ آسٹریا کی جنگ میں اب روس کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

سویڈن سے بھی فریڈرک گہرے تعلقات پیدا کرنا چاہتا تھا کیونکہ بوقت ضرورت اس دوستی سے روس پر ایک قسم کی روک ہوسکتی تھی۔ سویڈن کے دربار سے سیاسی اور قرابتی تعلقات کے متعلق نامہ و پیام شروع ہوگئے جس میں کامیابی ہوئی۔ جون ۱۷۴۴ء میں فریڈرک کی ہمشیر ال رکا کی شادی سویڈن کے ولی عہد سے ہوگئی اور سویڈن اور پرشیا میں دوستانہ تعلقات قائم ہوگئے

پرشیا کی شہزادی ال رکا کی شادی سویڈن کے ولی عہد سے۔

جن کی اہمیت اب فریڈرک کے لئے بہت زیادہ ہوگئی تھی کیونکہ ۱۷۴۴ء ۱۷۸
کے موسم گرما میں اسے معلوم ہوا کہ روسی اتحاد کی اب کوئی امید نہیں ہوسکتی۔ فرانس کا سفیر شتاردی جو حال ہی میں روس میں واپس آیا تھا اسے حکم دیا گیا تھا

کہ روس سے جون میں چلا جائے اور بیس ٹوزیو کا اثر دوبارہ قائم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے فرانس اب ۵ر جون کے معاہدے کی شرائط کو ایفا نہ کر سکتا تھا اس لئے از روے شرائط معاہدہ شاہ پرشیا کو یہ حق حاصل تھا کہ جو فرائض اس نے اپنے ذمہ لئے تھے ان کے انجام دینے سے انکار کر دے۔

مگر فریڈرک کو خوب معلوم تھا کہ میریا تھیری سا کبھی مخالفت سے باز نہ آئیگی

فریڈرک کے مقاصد کا خلاصہ جن کی وجہ سے اس نے سائی لے شیا کی دوسری جنگ کو چھیڑ دیا۔

اور یہ کہ اس کا قصد مصمم ہے کہ سائی لے شیا کو دوبارہ فتح کرے۔ جارج دوم کو ہینوور کا الیکٹر ہونے کے در پردہ اس سے حسد تھا' اس کا بھی اسے علم تھا اور اسے یقین کامل تھا کہ باویریا کو آسٹریا کے پنجۂ ستم سے نجات دلانا اور باویریا کے الیکٹر کو جرمنی کی فرماں رواؤں کی جماعت میں دوبارہ جگہ دلانا پرشیا اور جرمنی کے لئے نہایت ہی اہم تھا انھیں وجوہ کے سبب سے باوجود روس کی مخالفت کے امکان کے اور گو فرانس اپنے وعدوں کو ایفا نہ کر سکتا تھا مگر فریڈرک نے ۵ر جون کے عہد نامے کو عمل میں لانے کا قصد کر لیا اور بوہے میا پر حملہ آوری کی تیاری شروع کر دی تاکہ فرانس سے چارلس شہزادہ لارین اور اس کی غدار فوج کو مراجعت کرنی پڑے۔ اس جنگ سے فریڈرک کا مقصد یہ تھا کہ شہنشاہی کے متعلق میریا تھیری سا کی اولوالعزمیوں اور انقلابی طرز عمل کو روکے اور سائی لے شیا کے باقی ماندہ حصہ پر قبضہ کرنے کے علاوہ بوہے میا کے ایک جزو پر بھی قابض ہو جائے۔

فریڈرک نے معرکہ آرائیوں کے لئے جو تجویز پیش کی تھی بالکل عام فہم تھی یعنی فرانس کی ایک فوج نیدرلینڈ میں جنگ شروع کرے اور جیسے ہی بوہے میا پر فریڈرک کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے چارلس لارین الساس سے مراجعت کرے ایک دوسری فرانسیسی فوج اس آسٹروی فوج کا تعاقب کرے۔ ۷ر اگست کو پرشیا کے سفیر ڈوہنا نے آسٹریا کے وزیر اعظم کو مطلع کیا کہ فریڈرک شہنشاہ اور دستور شہنشاہی کی تائید کرنے کا قصد رکھتا ہے

اور ۱۵ اگست کو پرشیا کی فوج نے پریگ کی طرف کوچ شروع کر دیا اور ڈرلیس ڈین کو چھوڑ کر تاکہ سیکسنی سے علانیہ مخالفت ہو چار حصوں (Columns) میں سیکسنی میں سے ہوتی ہوئی بوہے میا میں داخل ہوئی اور باوجود متعدد دقتوں کے پریگ کا محاصرہ کر کے اس پر ۱۶ ستمبر کو قبضہ کر لیا اس کے بعد بیل آئل کے مشورہ سے جو پرشیا کی فوج میں موجود تھا اور جس نے اپنا رسوخ پھر کچھ پیدا کر لیا تھا فریڈرک نے اپنی ذاتی رائے کے خلاف جنوب کی طرف پیش قدمی کر کے تمام بوہے میا کو فتح کرنے اور خود وائنا پر حملہ کرنے کی دھمکی دینے کا قصد کیا۔ مگر یہ تدبیر سخت نقصان رساں ثابت ہوئی کیونکہ باتھیانی کی بے قاعدہ فوج نے پرشیا کے ذرائع رسل و رسائل کو منقطع کر دیا سیکسنی کے حکمراں آگسٹس نے عہد نامہ وائنا (دسمبر ۱۷۴۳ء) کے مطابق بیس ہزار کی فوج میریا تھریسا کی مدد کے لئے روانہ کی۔ اس کے علاوہ آسٹریا کی وہ فوج جو السا س میں چارلس لارین اور ٹران کے زیر کمان تھی وہ بھی واپس آ گئی اور ۲ اکٹوبر کو باتھیانی کی فوج سے میر وٹیٹز میں مل گئی جس کی وجہ سے پرشیا کی فوج سخت خطرے میں پڑ گئی۔ آسٹریوں نے باوجود نوایل اور کواگ نی کی فوجوں کی موجودگی کے ۲۳ اگست کو رائن کو دوبارہ عبور کر لیا تھا اور ۱۰ ستمبر کو ڈونادرتھ میں پہونچ گئے۔ فرانسیسیوں نے فریڈرک سے جو عہد و پیمان کئے تھے اس کے مطابق انھوں نے آسٹروی فوج کا تعاقب کر کے اس کو پریشان نہ کیا۔ نوایل نے صرف باویریا میں سیگور کے تحت میں امدادی فوج روانہ کرنے اور فرائی بورگ کا محاصرہ کرنے پر اکتفا کیا اور سکندروف نے سیگور اور ہیس اور پلاٹینیٹ کی فوجوں کی امداد سے باویریا کو دوبارہ فتح کرنا شروع کر دیا اور ان پر چارلس ہفتم کا قبضہ کرا دیا۔ غریب فریڈرک کی کسی نے پروا نہ کی۔ ٹران نے اپنی فوج کو شاہ پرشیا اور پریگ کے درمیان میں ڈال کر فن حرب کی اس چال میں فریڈرک کو مات دیدی اور اپنی قابل تعریف چالوں سے فریڈرک کو پریگ سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا۔ اس مایوسی اور بدنامی کے بعد فریڈرک نے بوہے میا کا بھی تخلیہ کر دیا اور سائی لے شیا کی طرف مراجعت کی۔ وہاں بھی

فریڈرک کے برلن واپس ہو جانے کے بعد آسٹروی ۱۷۴۴-۱۷۴۵ء کے موسم سرما میں پہونچ گئے مگر جنوری میں لیوپولڈ آف ڈیسا نے ان کو وہاں سے بھگا دیا ۱۷۴۴ء کے اواخر میں فریڈرک خاندان ہیپس برگ کے پورے بوجھ سے دبا جا رہا تھا اور اسے اب معلوم ہو گیا کہ اس کے فرانسیسی حلیف مطلق قابل اعتبار نہیں مگر اس نے بھی ان کے ساتھ ۱۷۴۲ء میں غداری کی تھی اور اب انھوں نے بھی اس کے ساتھ وہی سلوک کیا۔

اس معرکہ آرائی سے صرف فریڈرک ہی کو نقصان نہیں پہونچا تھا کیونکہ گو آسٹریوں کا بوہے میا پر دوبارہ قبضہ ہو گیا تھا مگر باویریا ان کے قبضہ سے نکل گیا تھا اور صرف ان گولڈس ٹاٹ شارڈنگ اور بروناد پر اسکا قبضہ رہگیا تھا۔ شہنشاہ بھی ۲۳ر اکتوبر کو میونخ میں داخل ہو گیا۔ اس کے علاوہ فرانسیسیوں نے فرائی بورگ پر قبضہ کر لیا تھا نیدرلینڈ کے جن مقامات کو مارشل سیکسن نے فتح کر لیا تھا ان پر اس کا قبضہ برقرار تھا اور ۱۸ر نومبر کو مارکوس دارژان سون وزیر خارجیہ ہو گیا تاہم ۱۷۴۵ء کے آغاز میں بمقابلہ پرشیا آسٹریا کی حالت بہتر نظر آتی تھی اور شاہ پرشیا جنگ سے عاجز آگیا تھا اور ایسی شرائط قبول کرنے پر آمادہ تھا جن کی رو سے سائی لے شیا اس کے قبضہ میں رہ جا شہنشاہ چارلس ہفتم کے مویدبیل آل کو انگریزوں نے گرفتار کر کے قید کر دیا تھا اور اس کے دو مہینے بعد ۲۰ر جنوری ۱۷۴۵ء کو ۴۸ سال کی عمر میں افکار اور مایوسیوں اور امراض کا شکار ہو کر شہنشاہ مذکور نے انتقال کیا اس کے انتقال سے فرانس کی حکمت عملی کو سخت صدمہ پہونچا اور فرانکفورٹ کے اتحاد کا خاتمہ ہو گیا۔ فریڈرک اعظم اب شہنشاہ کے حقوق کا حامی ہونیکا دعوے نہ کر سکتا تھا اور آسٹریا کی مخالفت کا اب اسے تنہا مقابلہ کرنا تھا۔ پرشیا کی طرح فرانس کو بھی جرمنی کے معاملات میں دخل دینے کا کوئی حیلۂ شرعی باقی نہ رہا کیونکہ اب تک اسے چارلس ہفتم کا موید ہونے کا دعوے تھا اس لئے عزت آبرو کے ساتھ صلح ہو جانے کی کوئی اور صورت سوائے اسکے باقی نہ تھی کہ جنگ پر پورا زور دیا جائے فرانس میں رائے عامہ وسطی یورپ کے

معاملات میں دخل دینے کے خلاف ہورہی تھی کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوچکا تھا کہ جرمنی کے معاملات میں دخل دینا حماقت ہے۔ انگلستان میں کارٹے ریٹ کے زوال کے بعد جو اٹھارھویں صدی کے زبردست وزرائے خارجیہ میں سے تھا دھگ جماعت پھر متحد ہوگئی اور اس نے معزول شدہ وزیر کی حکمت عملی کو وسعت دیکر اختیار کرلیا اور گو ہینوور کی سپاہ برخاست کردی گئی مگر جرمنی کی ریاستوں کو رقمی امداد دینے کے طریقے کو ترقی دیگئی۔ بالمختصر انگلستان اور فرانس کی حکومتیں اپنے سیاسی معاہدوں سے عہدہ برانہ ہوسکتی تھیں اور جنگ اسی نہج پر جاری رہی مارکوس دارژان سون نومبر ۱۷۴۴ء میں فرانس کا وزیر خارجیہ ہوا۔ خارجی معاملات کی مطلق بڑی بڑی تجویزیں اس کے پیش نظر تھیں اور اسے امید تھی کہ ایک زمانہ آئیگا جب کہ یورپ میں فرانس کا بول بالا ہوگا۔ اس نے آگسٹس سوم شاہ پولینڈ کو تخت شہنشاہی کا دعویدار بناکر کھڑا کردیا اور باویریا میں فرانسیسی اثر کو برقرار رکھنے کی فکر کی۔ مگر میونخ کے فرانسیسی سفیر شاوگ نی کی کوششیں رائیگاں گئیں کیونکہ دارژان سون نے باویریا کے مفلوک الحال الیکٹر کو روپیہ دینے سے انکار کردیا اور میریا تھیری سا نے نہایت دانشمندی اور سرگرمی دکھائی۔ اپنے حسن تدبیر سے کام لیکر اور اپنے موجودہ تفوق کا صحیح اندازہ کرکے اس نے قصد کرلیا تھا کہ اپنے شوہر کو شہنشاہ منتخب کرادے اور سائلے شیا پر دوبارہ قبضہ کرلے۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ سب سے پہلے باویریا کے نوجوان الیکٹر کو مصالحت پر مجبور کرے۔ یہ نوجوان ابھی صرف ۱۸ سال کا تھا' اس کی ماں خاندان ہیپس برگ کی ایک شہزادی تھی اور سکندروف کے ساتھ وہ بھی آسٹریا سے مصالحت کی خواہشمند تھی آسٹروی سفیر کولوریڈو نے کی شرائط کو قبول کرنے سے نوجوان الیکٹر نے ٹامل کیا کیونکہ ان کی غایت یہ تھی کہ حالت سابقہ کو بحال رکھا جائے مگر میریا تھیری سا نے باتھیانی کے زیر کمان اپنی فوجیں باویریا میں بھیجدیں ۲۴ مارچ کو اس سپاہ نے دریائے ان کو عبور کیا اور فرانسیسی امدادی فوج کو باویریا سے نکال کر میونخ کے قریب پہونچ گئے۔ الیکٹر آگس برگ کو بھاگ گیا

اور جب اسے معلوم ہوا کہ فرانسیسیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے اس کا ملک آسٹریوں کے قبضہ میں آگیا ہے اور آریم برگ جنوب کی طرف پیش قدمی کرنے والا ہے تو اس نے مجبوراً سر تسلیم خم کیا؛

۲۲ اپریل کو نوجوان الیکٹر اور میریا تھیریسا کے درمیان فیوسین کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے وہ خاندان ہیپس برگ کا متوسل ہو گیا اور آیندہ انتخاب شہنشاہی میں باویریا کا ووٹ اس نے فرانسس اسٹیفن کو دینے کا وعدہ کر لیا سیکسی می ڈیلن (الیکٹر باویریا) نے آسٹریا کے انتظام جانشینی کو تسلیم کر لیا مگر اسے آسٹریا کے ساتھ پرشیا اور فرانس کا مقابلہ کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا گو ایک خفیہ دفعہ کی رو سے اس نے دول بحری کو بارہ ہزار سپاہ سے اس شرط پر مدد دینے کا وعدہ کیا کہ اسکو اسی قدر رقم دی جائے جو اسے فرانس سے اس کے باپ کو ملتی تھی

باویریا کے مغلوب ہو جانے اور عہد نامہ فیوسین کے نتائج فوراً ظاہر ہو گئے فرانس کی مداخلت سے جرمنی کا جذبۂ قومی ہمیشہ برانگیختہ ہو جایا کرتا تھا اس لئے سیگور اور اس کی فوج کے اخراج کا باویریا میں جشن منایا گیا اور جرمنی کی تمام چھوٹی ریاستوں کو آسٹریا سے پھر ہمدردی ہو گئی۔ ہیگ (ہالینڈ) میں بھی جنگ کو جاری رکھنے کی خواہش بڑھ گئی اور سیکسنی کا الیکٹر میریا تھیریسا کے سفیر کے سمجھانے سے پوری طور پر شاہ پرشیا کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا اور اس نے بہ عجلت وارسا کے معاہدہ پر دستخط کر کے فرانسس اسٹیفن کے انتخاب کی تائید کرنے اور آیندہ معرکہ آرائی میں آسٹریا کی امداد کے لئے فوج بھیجنے کا وعدہ کر لیا۔ خدمات مذکورۂ بالا کے صلہ میں اس سے وعدہ کیا گیا کہ آسٹریا کی طرف سے اسے شوی بوس دیا جائیگا اور پرشیا سے جو اضلاع ملینگے اس میں بھی اسے حصہ ملیگا۔

۱۸ مئی کو وارسا کا معاہدہ مرتب ہوا جس کے متعلق گفت و شنید جنوری میں ہو چکی تھی۔ اس کی رو سے آسٹریا اور سیکسنی مستقل طور پر متحد ہو گئے۔ دونوں حکومتوں نے پرشیا کے حصے بخرے کر دینے کا تہیہ کر لیا اور یہ بھی قصد کر لیا کہ اسکی حدود آیندہ وہی رہیں جو

فریڈرک اعظم اکیلا تنہا رہجاتا ہے۔

بران ڈین برگ کی قدیم ریاست (Margraviate) کی بھیں میر یا تھیری سا نے اس طور پر باویریا اور سیکسنی کے ووٹ حاصل کر لیئے اور فریڈرک کو بالکل بے یار و مددگار کر دیا۔ انتخاب کے بالکل قریب تک جو ستمبر میں ہونے والا تھا دار ثران سوں آگسٹس کو شہنشاہی کی امیدواری کے لئے کھڑا کرنے کی بے سود کوشش کرتا رہا مگر فریڈرک کو معلوم ہو گیا تھا کہ آگسٹس کو اپنا طرفدار بنانا بالکل ناممکن تھا کیونکہ وہ آسٹریا کا متوسل ہو گیا اور اس کے وزیر کولن اور ٹریز کے الیکٹروں کی طرح انگلستان سے تنخواہیں پا رہے تھے۔ فریڈرک کو جب معلوم ہوا کہ فرانس جنگ کو جاری رکھنا چاہتا ہے تو اسے سخت تعجب ہوا کیونکہ اسے امید تھی کہ انگلستان عام مصالحت کے لئے کوشش کریگا۔ روس سے بھی کسی امداد یا دوستانہ وساطت کی امید نہ ہو سکتی تھی کیونکہ وہاں کی ملکہ نے اپریل ہی میں اعلان کر دیا تھا کہ وہ برلن کے معاہدے کی توثیق نہیں کر سکتی۔ انگلستان نے آسٹریا کو صلح پر آمادہ کرنا چاہا تھا مگر اس میں مطلق ناکامی ہوئی۔ فریڈرک کے لئے سوائے اپنی سلطنت کے ذرائع اور اپنے سپاہیوں کی بہادری کے کوئی سہارا نہ تھا اور سائی لے شیا کی طرف سے اسے سخت بے اطمینانی تھی۔

آسٹریا کی حملہ آوری کے قبل فرانس کو فون تے نائی کی جنگ (۱۱ ر مئی) میں فتح ہوئی جس کی وجہ سے فرانسیسی سپاہ کی فوجی شہرت ایک حد تک بحال ہو گئی۔ ایک فوج مالے بوا کے زیر کمان اطالیہ بھیجی گئی دوسری فوج کونتی کے زیر کمان الساس کی حفاظت کے لئے متعین کی گئی اور تیسری مارس وی سیکس کے زیر کمان جس کے ہمراہ لوئی پانزدہم بھی تھا نیدرلینڈ کی طرف روانہ ہوئی۔ فلینڈرس میں زیادہ زور لگانے میں لوئی پانزدہم اور اس کے وزرا رائے عامہ پر عمل کر رہے تھے۔ شہنشاہی میں دخل دینے اور جرمنی کے مناقشات سے نفع نہ اٹھانے میں فرانس کا طرز عمل اگر نیک نیتی پر مبنی نہ تھا تو کم از کم قابل فہم ضرور ہے۔ فریڈرک اعظم نے طنزاً کہا تھا کہ تورنے پر قبضہ ہو جانے سے اسے اسی قدر نفع ہو گا جتنا طہماسپ قلی خان کو بابل کے محاصرہ سے مگر سیکس نے

جنگ فون تے نائی ۱۱ ر مئی ۱۷۴۵ء۔

۳۰ر اپریل کو تورنے کا محاصرہ شروع کر دیا۔ حلیفوں کی فوجیں کمبرلینڈ کے زیر کمان تھیں جس کی ماتحتی میں آسٹروی جنرل کونگزایگ تھا اور ڈچ فوج والڈیک کے شہزادہ کے تحت میں تھی۔ کمبرلینڈ اور کونگزایگ نے تورنے کا محاصرہ اٹھانے کی ایک زبردست کوشش کی اور ۱۱ر مئی کو فون تے نائی کی جنگ ہوئی جس میں ڈچ فوج کی سہل انگاری سے باوجود انگریزوں اور ہینووریوں کی جاں بازی کے مارشل سکس کو ایک حد تک فتح ہوئی۔ اس کے چند روز بعد کمبرلینڈ کو جیکوبائٹ فریق کی بغاوت کے سبب سے انگلستان کو واپس جانا پڑا اور انگریزی سپاہ کے واپس ہو جانے سے فرانسیسیوں نے لووین داہل کی سرکردگی میں تورنے، ژان، بروژے، اودے نارد، دان درموند، ادستان، نیوپور اور آتھ[1] پر قبضہ کر لیا۔

فریڈرک نیدرلینڈ کی معرکہ آرائیوں کو پسند نہ کرتا تھا کیونکہ ان سے بوہے میا میں اسے کوئی مدد نہ ملسکتی تھی اور اس کی برابر یہی رائے تھی کہ جرمنی میں فتوحات حاصل کی جائیں لیکن فون تے نائے کی فتح سے اسے امید ہو چلی تھی کہ انگریز اب صلح کرنے پر آمادہ ہو جائینگے۔ مگر اس جنگ کے بعد ہی آسٹریا اور سیکسنی کی ایک متحد فوج جس میں ۰۰۰ ،۵۰ سپاہی تھے شہزادہ چارلس کے زیر کمان سائی لے شیا میں داخل ہوئی۔ فریڈرک نے ستر ہزار سپاہ لیکر شہزادہ مذکور کو ۵ر جون کو ہوہین فریڈبرگ میں شکست دی اور بوہے میا میں دشمن کا تعاقب کر کے تین مہینے تک وہاں اس امید میں مقیم رہا کہ فرانس سیکسنی کے خلاف جنگ کا اعلان کریگا اور رکونتی کو جرمنی کی طرف بھیجیگا۔ فریڈرک اب تک صلح کا خواہاں تھا کیونکہ اس کے ذرائع آمدنی سب ختم ہو چکے تھے

معاہدہ ہینوور ۲۶ر اگست

فرانسس اسٹیفن کا شہنشاہ منتخب ہونا۔ ۱۳ر ستمبر ۱۷۴۵ء

---

(۱) جرمنی میں جنگ مابعد کے لئے دیکھو۔ Duc de Broglie,
Marie Therese, Imperatice 2 Vols.

فرانس سے بھی اسے کوئی رقمی امداد نہیں مل رہی تھی اور جنگ فون تے نائے کے بعد جب کونتی اور اس کی فوج رائن کے پار چلی گئی تو جرمنی میں ایک فرانسیسی سپاہی بھی باقی نہ رہا جس کی وجہ سے سیکسنی کو فرانس کی مداخلت کا کوئی خوف باقی نہ رہا۔ برخلاف اس کے فرانک فورٹ جہاں شہنشاہ کا انتخاب ہونے والا تھا میریا تھیری سا کی فوجوں سے گھرا ہوا تھا اور آسٹریا کی حکومت کو انگلستان سے کافی رقمی امداد مل رہی تھی۔

مگر ان ہمت شکن مشکلات سے فریڈرک کو جارج دوم نے ایک حد تک نجات دلائی۔ انگلستان اس وقت جیکو بائٹ فریق کی بغاوت کو فرو کرنے میں تمام وکمال مصروف تھا اور جرمنی میں جو انگریزی فوج تھی وہ چارلس ایڈورڈ کے مقابلہ کیلئے واپس بلائی گئی تھی جو ۴ر اگست کو انگلستان میں داخل ہوا۔ جارج دوم کو اندیشہ تھا کہ شاہ پرشیا ہینوور پر حملہ کر بیٹھے گا اس لئے اس نے ۲۶ر اگست کو ہینوور کے معاہدہ پر دستخط کر کے اپنے اور اپنے حلیفوں کی طرف سے سائی لے شیا پر فریڈرک کے قبضہ کو برقرار رکھنے کی ضمانت کی اور برلن کے معاہدے کی توثیق کر دی۔ مگر شاہ انگلستان کی مصالحت پسندی سے اس کے حلیفوں نے اتفاق نہیں کیا۔ ایک ماہ قبل وائنا کے انگریزی سفیر راین سن نے انگلستان کی طرف سے صلح کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کر دی تھی مگر اہل فیلڈ نے مطلق شنوائی نہ کی اور ۱۳ر ستمبر کو ڈیوک اعظم فرانسس اسٹیفن فرانسس اول کے لقب سے شہنشاہ منتخب ہو گیا۔

میریا تھیری سا کے اہم مقاصد میں سے ایک اب حاصل ہو گیا اور صرف سائی لے شیا کو دوبارہ فتح کرنا باقی تھا۔ ہینوور کے معاہدے سے وہ اپنے غدار حلیف انگلستان سے ناراض ہو گئی اور اس کے اتحاد سے علٰحدہ ہو جانا ضروری خیال کیا اسی اثناء میں بروہل نے مارکوس دی دول گرے نان کو یہ سمجھایا کہ آسٹریا اور فرانس کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو جانے چاہئیں شاوگ نی نے بھی ۱۳ر ستمبر کو میونخ سے لکھا کہ وہاں آسٹروی سفیر نے سیکسنی کے سفیر سے کہا تھا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ وائنا اور درسائلز کے

سائی لے شیا کی دوسری جنگ کا خاتمہ اور ڈریس ڈین کا معاہدہ ۲۵ دسمبر ۱۷۴۵ء

دربار ایک دوسرے کی طرف رجوع ہوں۔ مگر لوئی پانزدہم اور دارژان سون کی مخالفت کی وجہ سے آسٹریا کی یہ پیش قدمی بے سود اور فرانس اور پرشیا کا اتحاد برقرار رہا ۳۰ ستمبر کو کونگ گراٹز سے واپس ہوتے ہوئے فریڈرک نے آسٹریوں کو پھر سوہر میں ہزیمت دی اور سائی لے شیا کی طرف مراجعت کو جاری رکھا۔ مگر آسٹریوں نے باوجود موسم سرما کی قربت کے اہل سیکسنی کی شرکت سے بران ڈین برگ پر حملہ کرنے کا قصد کیا جس سے فریڈرک کو سخت تعجب ہوا۔ فریڈرک اس اثنا میں برلن کو واپس ہو گیا تھا جہاں اسے روس کے اس اعلان کا حکم ہوا کہ روس اگسٹس ثالث کے ملک پر کسی حملے کو روا نہ رکھیگا۔ میریا تھرسی سا کی اس جسارت کا حکم فریڈرک کو کاونٹ بروہل کی حماقت سے ہو گیا اور روس کے حملہ کی کچھ پروا نہ کرکے سیکسنی پر اس نے حملہ کرنے کا قصد کر لیا شہزادہ چارلس کی فوج کے مقابلہ پر وہ سیکسنی میں بمقام لوساشیا یکایک پہونچ گیا اور اس فوج کو ۲۳ نومبر کو گراس ہنرس ڈارف کی جنگ میں ہزیمت دیکر بوہے میا کی طرف بھگا دیا۔ ۱۵ دسمبر کو ڈیسا کے شہزادہ نے لیپ سگ پر قبضہ کرکے آسٹریا اور سیکسنی کی متحد فوج کو شکست دی جو مارشل سیکس کے سوتیلے بھائی کاونٹ روٹوسکی کے زیر کمان تھی اس کے بعد تین روز بعد فریڈرک سیکسنی کے دار السلطنت میں داخل ہوا جہاں اس نے سب لوگوں کو اپنے اخلاق اور اعتدال پسندی سے خوش کر دیا۔ اس نازک موقع پر ڈریس ڈین کے آسٹروی سفیر ہراخ نے ودل گرے نان کے سامنے فرانسیسی اتحاد کی قطعی تجاویز پیش کیں مگر اس وقت تک نہ تو لوئی پانزدہم نہ دارژان سون فرانس کی خارجی حکمت عملی میں کسی انقلابی تغیر کو عمل میں لانے کے لئے تیار تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آسٹریا اور پرشیا کے درمیان ۲۵ دسمبر ۱۷۴۵ء کو ڈریس ڈین میں معاہدہ ہو گیا جس سے سائی لے شیا کی دوسری جنگ ختم ہو گئی۔ اس معاہدے کی رو سے ہینوور کے صلح نامے کی توثیق کی گئی اور پرشیا کے ساتھ سائی لے شیا کا الحاق تسلیم کر لیا گیا۔ فریڈرک نے بھی نئے شہنشاہ کو تسلیم کرنے کا وعدہ کر لیا؛

سائی لے شیا کی دوسری جنگ پرشیا کی تاریخ میں نہایت ہی اہم ہے کیونکہ ملک مذکور ایک تباہ کن ہزیمت سے خود فریڈرک کی جسارت اور جانبازی سے بچ گیا تھا۔ اس جنگ کے اختتام کے بعد وہ پھر سائی لے شیا کا بادشاہ تسلیم کرلیا گیا اور جرمنی میں پرشیا کا اثر ہمیشہ کے لئے قائم ہوگیا۔ فرانس کو ڈریس ڈین کے معاہدہ سے سخت صدمہ ہوا کیونکہ شاہ پرشیا اب اس سے بالکل علیحدہ ہوگیا تھا اور سال زیر تذکرہ کے نتائج سال ماسبق (۱۷۴۵ء) سے زیادہ مایوس کن تھے جبکہ باویریا اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور ہینوور کے معاہدے کے بعد فرانسس اول شہنشاہ منتخب ہوگیا۔ اب صرف فلانڈرس اور اطالیہ میں فرانس کو کامیابی کی کچھ امید ہوسکتی تھی مگر اطالیہ میں بھی فرانس پر ۱۷۴۶ء میں ایک سخت مصیبت نازل ہوئی میریا تھیری سا کا ڈریس ڈین کے معاہدہ کو منظور کرلینا اسی قدر غیر مترقب تھا جتنا کہ لوئی چہاردہم کا صلح نامہ رس وک کو تسلیم کرلینا مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ

دار ژان سون مین کی اطالیہ میں ناکامی

اسی اثناء میں خبر آئی تھی کہ مائی لن پر دشمن کا قبضہ ہوگیا ہے اور قریب ہے کہ آسٹریا کے تمام اطالوی مقبوضات اس کے ہاتھ سے نکل جائیں ۱۷۴۵ء میں خاندان ہیپس برگ کو اطالیہ میں نقصان پر نقصان اٹھانے پڑے۔ فرانس نے جواب فون مین بکو کے معاہدے نے ہسپانیہ سے پورے طور پر متحد ہوگیا تھا ایک فوج اطالیہ میں سیلی بوا کے زیر کمان ہسپانی افواج کی امداد کے لئے بھیجی تھی جو ڈان فلپ کے زیر کمان تھی۔ جینووا جو فائی نیل کو سارڈی نیا سے بچانا چاہتا تھا ہسپانیہ کا حلیف بن گیا اور کیجیز نے فروری ۱۷۴۵ء میں لوب کو وٹز کو مقبوضات پاپائی سے موڈنیا کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور کیا وہاں لوب کو وٹز کو معزول کردیا اور بجائے اس کے شولین برگ مقرر ہوا۔ کیجیز کو حکم دیا گیا کہ جینووا کی طرف کوچ کرکے فرانیسی اور ہسپانی فوجوں سے جاملے جو سیلی بوا اور ڈان فلپ کے زیر کمان تھیں ایلی زابیتھ کا قصد تھا کہ میلانیز فتح ہوجائے لیکن گو فرانیسی بظاہر اس کی تائید پر تھے مگر مارکوس دار ژان سون کو اس کے مقاصد سے ہمدردی نہ تھی۔ مگر ایلی زابیتھ کا جوش تمام مشکلوں پر غالب آیا

باسگ نانو کی جنگ
۲۷ ستمبر ۱۷۴۵ء۔

اگست میں شولین برگ اور چارلس ایمانویل نے باسگ نانو میں اپنی فوجیں جمع کیں۔ ہسپانیوں نے جینوا کی ایک زبردست فوج کی مدد سے ٹوڑ ٹونا پارما پیاسین زا اور پاریا پر ستمبر میں قبضہ کر کے مائی لن پر حملہ کرنے کی دھمکی دینے لگے۔ شولین برگ نے میلانیز کو معرض خطر میں دیکھکر چارلس ایمانویل کا ساتھ چھوڑ دیا جسے صرف اپنے مقبوضات کی حفاظت کی فکر تھی اور لومبارڈی کے صدر مقام کی حفاظت کیلئے بہ عجلت روانہ ہوا شاہ سارڈی نیا آسٹروی فوج کے چلے جانے سے اب تنہا رہگیا تھا اس لئے گیجیز نے اس پر حملہ کر دیا اور ۲۷ ستمبر کو اسے باسگ نانو کی جنگ میں شکست دی۔ اس کے بعد اس نے لومبارڈی کی تسخیر شروع کر دی جو فرانسیسی سپہ سالاروں کو ناپسند تھی کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ پیڈمنٹ فتح کیا جائے میلی بوا اور لاس کی الیس سانڈریا کی تاکہ بندی کئے ہوئے تھے اور گیجیز کاسال کو فتح کر کے مائی لن میں ۱۶ دسمبر کو فاتحانہ داخل ہوا گو قلعہ شہر پر ابھی قبضہ نہیں ہوا تھا پرنس لخٹینس ٹین نے جو بجائے شولین برگ کے سپہ سالار مقرر ہوا تھا چارلس ایمانویل کے ساتھ پیڈمنٹ میں رہنا ضروری خیال کیا تاکہ وہ آسٹروی اتحاد پر قائم رہے اس لئے پرنس مذکور ہسپانی پیش قدمی کو روکنے سے مجبور رہا اور معرکہ آرائی خاندان ہیپس برگ کے لئے سخت مضر ہوئی ۔ میریا تھیری سا نے اب محسوس کر لیا تھا کہ اطالیہ میں آسٹروی افواج کو کمک بھیجنے کے لئے پرشیا سے صلح کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ چارلس ایمانویل کو یہ بجا شکایت تھی کہ اس جنگ میں اس کی ناکامی کی وجہ یہ تھیں کہ میریا تھیری سا پرشیا کی جنگ میں بالکل منہمک تھی اطالیہ میں آسٹریا کی فوج ناکافی تھی اور آسٹریا کو صرف میلانیز کی حفاظت کا خیال تھا۔ چارلس ایمانویل نے یہ خیال کر کے کہ آسٹریا نے اس کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا تھا وہ دارژان سون کی تجاویز کی طرف متوجہ ہوا اور یہ مناسب خیال کیا کہ خاندان ہیپس برگ کا ساتھ چھوڑ کر فرانس سے مصالحت کرے۔ اطالیہ میں خاندان بوربون کے مقاصد کے حصول اور اس کے اثر کی توسیع میں سارڈی نیا حائل تھا کیونکہ

وہ آسٹریا کا حلیف تھا اور انگریزوں سے اسے مالی امداد ملتی تھی۔ باسگ نانو کی ہزیمت اور ۱۲ر ڈسمبر کو الیس سانڈریا کے سقوط سے چارلس ایمانویل نے اپنی موجودہ حالت پر غور کرنا شروع کیا اس کے خاندان کی حکمت عملی یہ تھی کہ خاندان ہائے بوربون وہیپس برگ کے درمیان توازن قوت کو قائم رکھا جائے ۱۷۴۵ء کے موسم خزاں میں آسٹریا سے قرار واقعی امداد ملنے سے اسے مایوسی ہوگئی تھی اس لئے جب دارژان سون نے اس سے آسٹریا اور سارڈی نیا کے اتحاد کو توڑنے کی غرض سے نامہ وپیام شروع کیا تو اس پر چارلس ایمانویل نے پوری توجہ کی۔

اطالیہ کے متعلق دارژان سون کی تجویزیں اور ان کا بار آور نہ ہونا۔

دارژان سون نے اس کے قبل ہی نہایت غور وفکر کے ساتھ چند تجویزوں کو حوالہ قلم کیا تھا جنکی غایت یہ تھی کہ جرمنی، سوٹ زرلینڈ اور ممالک متحدہ کے نمونہ پر اطالیہ کی حکومتوں کا ایک دوامی اتحاد اور جمہوری حکومت قایم ہو جائے تاکہ غیر ملکی حکومت کا نام ونشان سرزمین اطالیہ میں باقی نہ رہے اور اطالی نژاد حکمرانوں کے درمیان ایک رشتہ جاگیری (Fendal) پیدا ہو جائے۔ اطالیہ کے احیاء کی یہ تحریک اگر کچھ اہمیت رکھتی ہے تو وہ صرف اطالیہ کی آزادی کی تاریخ میں ہے مگر اس وقت وہ بالکل ناقابل عمل تھی اور اس کے متعلق چارلس ایمانویل اور اس کے مشیروں کا یہی خیال تھا۔ کیونکہ یہ امید نہ ہوسکتی تھی کہ ڈان کاروس نیپلز کا تخلیہ کردیگا یا ڈان فلپ پارما اور پیاسین زا کے متعلق اپنے دعاوی سے دست بردار ہو جائیگا۔ اطالیہ میں ابھی تک اتحاد قومی کا احساس پیدا نہیں ہوا تھا اور چارلس ایمانویل فرانس کا بندۂ فرمان ہونے کے بجائے شہنشاہ کی برائے نام سیادت کے باقی رہنے کو پسند کرتا تھا۔ دارژان سون نے اس کے قبل ستمبر میں تحریک پیش کی تھی کہ فرانس، ہسپانیہ اور سارڈی نیا متحد ہو کر آسٹریا کو اطالیہ سے خارج کردیں۔ یہ تحریک پسند کی گئی اور جنگ باسگ نانو اور شہر الیس سانڈریا کے سقوط کے بعد جب کہ بوربون خاندان کی فوجیں ہر طرف فتح یاب ہو رہی تھیں چارلس ایمانویل

نے گفت وشنید کے سلسلہ کو پھر شروع کر دیا۔ ۲۶ ہر دسمبر کو سارڈی نیا کے وزیر خارجیہ گورزیگ نو نے فتح مند بوربون خاندان سے مصالحت کرنے کی ضرورت کو محسوس کر کے ٹیورن میں ایک یادداشت پر دستخط کر دئے جس میں وہ شرطیں مندرج تھیں جن پر فرانس اور سارڈی نیا کو اتفاق ہو سکتا تھا شرایط مندرجہ سارڈی نیا ڈان فلپ، وعیس موڈنیا اور جینوا کے درمیان اطالیہ کے آسٹروی مقبوضات کے تقسیم کئے جانے سے متعلق تھیں۔ فرانس کا کارپرداز شام پوجو چارلس ایمانوئیل کو آسٹروی اتحاد سے علٰحدہ کرنے اور میلانیز کی اسی لالچ دلانے کی غرض سے ٹیورن بھیجا گیا تھا۔ پیرس کو اس نوشتے کے ساتھ واپس آیا۔ مگر مونٹ گارڈی نو نے جو سارڈی نیا کی طرف سے پیرس میں سفیر تھا شرایط صلح پر بحث کرنے سے انکار کر دیا۔ اس لئے قطعی تصفیہ کرانے اور ابتدائی گفت وشنید کی بنا پر ایک باضابطہ معاہدے کے مرتب کرانے کے لئے شام پو پھر ۳۰ ہر جنوری کو ٹیورن بھیجا گیا اور اسی اثنا میں دارژان سون نے میلی بوا کو مطلع کیا کہ خفیہ نامہ وپیام ہو رہے ہیں اس لئے اسے صرف مدافعت کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ ہسپانی حکومت کو بھی اس نامہ وپیام کی اطلاع کر دی گئی جس سے وہاں سخت ناراضی پھیل گئی اور آسٹریا سے گفت وشنید ہونے لگی۔ فرانس میں بھی دارژان سون کے طرز عمل پر سخت ردوقدح ہو رہی تھی۔ ٹیورن میں سارڈی نیا کے وزیروں کا خیال تھا کہ دارژان سون کی تجویز کا اصل مقصود یہ نہ تھا کہ اطالیہ کو آزادی نصیب ہو بلکہ فرانس کی قوت میں اضافہ کرانا منظور تھا اس کے علاوہ چونکہ جنوبی اطالیہ میں ڈان کارلوس کے قدم جم گئے تھے اور شمالی اطالیہ میں اغلب تھا کہ ڈان فلپ کے قدم جم جائیں اس لئے اطالیہ سے آسٹریا کے اخراج سے پیڈمنٹ کے حکمرانوں کے لئے ایک سخت مصیبت کا سامنا تھا سارڈی نیا کے مدبروں کی اس رائے کو انگلستان اور جرمنی کے حالیہ واقعات سے اور بھی تقویت ہوئی۔ چارلس ایڈورڈ کی ہزیمت سے انگلستان کو اپنی سخت تر پریشانیوں سے نجات مل گئی اور جس روز کہ ٹیورن کے ابتدائی معاہدہ پر

دستخط ہوئے اسی روز ڈریس ڈین کا معاہدہ بھی مرتب ہو گیا۔

۴ جنوری ۱۷۴۶ء کو سائی لے شیا کی دوسری جنگ کے ختم ہونے کی اطلاع ٹیورن پہونچی اور ۱۳ جنوری کو سارڈی نیا کے دربار کو یہ اطلاع ملی کہ تیس ہزار آسٹروی سپاہی اطالیہ کی طرف کوچ کر رہے ہیں چارلس ایمانوئل کے لئے بہترین طرز عمل یہ تھا کہ فرانس سے جو نامہ و پیام ہو رہے تھے انھیں چند روز کے لئے اور طول دیدے۔ اس نے جنگ کے التوا پر اصرار کیا اور دار ژان سون نے اس کے فریب میں آکر ۱۷ فروری ۱۷۴۶ء کو التوائے جنگ کے اس مشہور معاہدے پر دستخط کر دئے جس میں نہ کوئی شرط تھی نہ کوئی استثنا تھا اور جس میں ایک خاص شرط الیس سانڈریا کے محاصرہ کو فوراً اٹھا دینے کے متعلق تھی۔ جنگ اس معاہدے سے فروری کے آخر تک ملتوی کی گئی۔

۲۸ فروری کو میلی بوا (خرد) جو ٹیورن میں سفیر با اقتدار مقرر ہو کر آیا تھا ٹیورن کے معاہدہ التوائے جنگ کو شایع کرنے کے لئے پیری یان سون میں پہونچا۔ مگر شاہ سارڈی نیا نے اب بالکل قابو پا لیا تھا۔ آسٹروی فوج براون کی سرکردگی میں بالکل قریب پہونچ گئی تھی اور ۴ مارچ کو کاونٹ دی میلی بوا کو جبکہ دیگر جو رودی میں تھا اور اُس کے باپ مارشل دی میلی بوا کو منتشر کر کے سارڈی نیا کی فوج نے بیرن ڈی لیوٹ روم کے تحت میں ۸ مارچ کو آسٹی پر قبضہ کر لیا اور چند روز کے بعد الیس سانڈریا کا محاصرہ بھی اٹھ گیا جس کی وجہ سے ہسپانیہ کی محاصرہ کن فوج نے ٹو رون ٹو کیطرف مراجعت کی۔ اس طور پر پولینڈ کی جنگ جانشینی کے آغاز کے بعد سے دوسری مرتبہ خاندان سوائے نے آزاد شدہ اطالیہ میں شاہ سارڈی نیا کو سربرآوردہ حکمراں بنانے کی فرانسیسی تجویز کو رد کر دیا۔

شمالی اطالیہ سے ہسپانیوں اور فرانسیسیوں کا اخراج

ہسپانیہ کی حکومت جس نے بہت منت سماجت کے بعد ۸ مارچ کو التوائے جنگ کے معاہدے پر دستخط کئے تھے اب سخت غضب ناک ہو گئی اور پیرس میں بھی آسٹی کے سقوط کے بعد رائے عامہ بالکل

دارژان سون کے خلاف ہوگئی۔ لوئی پانزدہم رائے عامہ سے متاثر ہو کر دارژان سون کے طرز عمل سے روگرداں ہوگیا اور حکومت ہسپانیہ سے مصالحت کرنے کے لئے نوایل کو روانہ کیا۔ میلی بوا کو بھی اس نے حکم دیا کہ ہسپانی جنرلوں کے تحت میں کام کرے۔ دارژان سون کے طرز عمل سے جو مناقشات اور بدگمانیاں پیدا ہوگئی تھیں انکی وجہ سے فرانسیسی اور ہسپانی سپاہ میں اتحاد عمل ناممکن ہوگیا تھا اس لئے آسٹریا اور سارڈی نیا کی فوجیں سوائے چند مقامات کے ہر جگہ فتح یاب رہیں۔ ہسپانیوں نے ۱۹ر مارچ کو مائی لن کا تخلیہ کر دیا اور پھر پارما اور دوسرے مقامات کا اس کے بعد آسٹریوں نے ڈان فلپ اور گیچیز کو پیاسین زا میں محصور کر لیا۔ ۱۴ر جون کو میلی بوا ڈان فلپ کی کمک پر پہونچ گیا اور دوسرے روز پیاسین زا کی جنگ ہوئی جس میں آسٹریوں کا پلہ بھاری رہا اور اگر اہل سارڈی نیا سے رنجش نہ ہوتی تو حلیفوں کی فوج کی مراجعت کو وہ ناممکن کر سکتے تھے آسٹریا کی حکومت نے گفت وشنید کے اس سلسلہ کو منقطع کر دیا جو سال ماسبق سے اس کے اور ہسپانیہ کے مابین جاری تھا۔ ۱۷۴۶ء کے اختتام کے قبل فرانسیسی اور ہسپانی فرانس میں بھگا دیئے گئے، چارلس ایمانویل نے فائی نیل اور ساوونا پر قبضہ کر لیا اور ستمبر میں آسٹروی جینوا میں داخل ہو گئے۔

فلپ پنجم شاہ ہسپانیہ نے ۹ر جولائی کو انتقال کیا اور اس کا انتقال زیادہ تر نقصانات مندرجہ بالا کا باعث ہوا جو خاندان بوربون کو برداشت

فلپ پنجم کا انتقال ۹ر جولائی ۱۷۴۶ء

کرنے پڑے اس کا جانشین اس کا بیٹا فرڈی نند ششم ہوا جو اس کی پہلی بیوی کے بطن سے تھا۔ فرڈی نند نے بجائے نبرد آزما گیچیز کے ایک نا اہل شخص لاس میناس کو سپہ سالار مقرر کر دیا جس نے سوائے کی طرف مراجعت اختیار کی حالانکہ اس زمانہ میں آسٹروی سپہ سالار بوٹا (لخ ٹین سٹین کا جانشین) اور وکٹر ایمانویل میں ناموافقت ہوگئی تھی جس کی وجہ سے گزشتہ ہزیمتوں کی تلافی کرنے کا اچھا موقع تھا۔ جینوا کی فتح کے بعد آسٹریوں اور سارڈی نیوں

میں آئندہ معرکہ آرائیوں کے متعلق اختلاف ہوگیا۔ آسٹریا کی حکومت کی خواہش تھی کہ اپنی حالیہ فتوحات سے نفع اٹھا کر ہسپانیوں کو جنوبی اطالیہ سے بالکل خارج کردے اور ہردو صوبجات سسلی پر قبضہ کرے مگر چارلس ایمانویل کو اطالیہ میں آسٹروی حکومت کی مزید وسعت شاق تھی۔ مارشل سیکس کی فتوحات کے مدنظر انگریزوں نے بھی اپنا زور لگا کر یہ طے کرایا کہ فلینڈرس پر فرانس کے دباو کو ہلکا کرنے کی غرض سے پرووانس پر حملہ کردیا جائے اور تولوں پر قبضہ کرلیا جائے جہاں فرانس کا بہت بڑا بحری اسلحہ خانہ تھا؛

پر دوانس پر حلیفوں نے فروری ۱۷۴۷ء میں حملہ کیا مگر بالآخر پسپا ہوگئے اس کی وجہ کچھ یہ تھی کہ فرانسیسی فوج کا افسر اعلےٰ بیل آئل اپنے فن میں نہایت ہی ہوشیار تھا اور آسٹریا کا سپہ سالار مارکوس دو بوٹا بدقماش آدمی تھا اور کچھ یہ کہ اہل جینوا نے بغاوت کردی اور آسٹریوں اور اہل پیڈمنٹ میں پھران بن ہوگئی کہ فرانسیسیوں کو گوکہ جرمنی میں ناکامی ہوئی اور اطالیہ میں بھی ۱۷۴۶ء میں مگر فلاندرس میں انکی فتوحات پر دوانس پر حلیفوں کے حملہ کی ناکامی ان کے لئے ضرور باعث مسرت تھی؛

جنوری ۱۷۴۶ء میں ڈیوک دی رشی لیو کے زیر کمان گیارہ ہزار کی سپاہ بھیجکر انگلستان یا اسکاٹ لینڈ پر چارلس ایڈورڈ کی طرف سے یورش کرانے کا فرانس نے ارادہ کیا تھا مگر اس کا کچھ نتیجہ نہ ہوا گو اس سے انگلستان کو کچھ تشویش ضرور ہوئی مگر جنوری ہی میں مارشل سیکس نے بروسیلز کا محاصرہ کرلیا اور ۲۰ر فروری کو وہاں کے صوبہ دار کانٹز نے ہتیار ڈالدئے اور فتح مند سیکس پیرس کو واپس ہوا۔ بروسیلز کے سقوط کی سیاسی اہمیت بہت تھی کیونکہ ہالینڈ اب بالکل فرانس کی زد پر تھا اور دار ژان سون اگر چاہتا تو اسٹیٹس جنرل کو غیر جانب دار رہنے یا فرانس سے علٰحدہ صلح کرنے پر مجبور کرسکتا تھا۔ اس کی حکمت عملی کے بار آور ہونے کا انحصار فوری کارروائی پر تھا قبل اس کے کہ انگلستان ہالینڈ کی مدد کے لئے ایک زبردست فوج بھیجے۔ مگر کسی قسم کی سرگرمی ظاہر کرنے کے بجائے دار ژان ڈچ سفیہ

واسے نائز سے عام مصالحت پر بحث کرتا رہا اور نیدرلینڈ کی معرکہ آرائیاں جاری رہیں۔ اینٹ ورپ کے محاصرہ میں لوئی پانزدہم خود موجود تھا اور شہر مذکور سقوط کے بعد قلعہ شہر کی سپاہ نے بھی ۳ ر جون کو ہتیار ڈالدے۔ مقامات مون اور شارل روا بھی فرانس کے قبضے میں آگئے۔ ان شکیں نقصانات سے آسٹریا کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ ۱۶ ر اپریل کو انگریزوں کو کلوڈین میں فتح حاصل ہوئی جس کی وجہ سے انھیں نیدرلینڈ کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ملا اور ملک مذکور میں فرانسیسیوں کی فتوحات کے سلسلے کو روکنے کے لئے ستمبر میں انھوں نے برٹمنی پر یورش کر دی۔ مگر لوریان کی تسخیر میں انھیں ناکامی ہوئی اور مارشل سیکس کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ حلیفوں کی فوج کا سپہ سالار نااہل چارلس شہزادہ لارین تھا اور اسے پیہم متعدد ہزیمتیں نصیب ہوئیں نامور بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور ۱۱ ر اکتوبر کو سیکس کو خنگ رڈکو میں فتح ہوئی جس پر اس معرکہ آرائی کا خاتمہ ہو گیا اور تمام آسٹروی نیدرلینڈ بہ استثنائے لگزمبرگ ولگ زیم برگ فرانس کے قبضہ میں آگیا ؛

نیدرلینڈ میں تو فرانس کو کامیابی حاصل ہوئی مگر اطالیہ میں اسے ناکامی ہوئی اور جولائی ۱۷۴۶ء میں فلپ پنجم کے انتقال کے بعد سے اس کے اور ہسپانیہ کے باہمی تعلقات میں کشیدگی بڑھتی گئی ؛

فرانس کی حالت اب یہ تھی کہ باویریا نے جو اس کا حلیف تھا آسٹریا سے فیوسین کا صلح نامہ کر کے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور پرشیا بھی اس سے علٰحدہ ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ سمندروں اور نوآبادیوں میں وہ انگلستان کے مقابلے سے عاجز آگیا تھا۔ اس لئے فرانس اب اس فکر میں تھا کہ کسی صورت سے اپنے دشمنوں سے مصالحت کرلے۔ مصالحت میں سب سے زیادہ مارکوس دارژان سون حائل تھا مگر ۱۱ ر جنوری ۱۷۴۷ء کو وہ معزول ہو گیا اور اس طرح یہ رکاوٹ بھی دفع ہو گئی ؛

شمالی اطالیہ میں خاندان بوربون کی ناکامی کا باعث بالاتفاق یہی وزیر قرار دیا جاتا تھا اور چارلس ایمانویل سے نامہ و پیام کرنے میں اس نے

دارژان سون کی معزولی اس کی حکمت عملی۔

جو طرز عمل اختیار کیا تھا اس پر اس کے مخالفین نے سخت نکتہ چینی کی ہسپانیہ کے ساتھ جو اس کا طرز عمل تھا اس کی وجہ سے بہت سے دشمن اس کے پیدا ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ نیدرلینڈ کے متعلق مارشل سیکس کی تجویزوں کی مخالفت کر کے اس نے مارشل مذکور کو بھی اپنا دشمن بنا لیا تھا۔ سیکس کی خواہش تھی کہ ہالینڈ پر حملہ کر دیا جائے اور وہاں کی حکومت کو علحدہ صلح کرنے پر مجبور کیا جائے پرنس کونتی کے سپہ سالار اعظم مقرر ہونے سے مارشل سیکس دارژان سون سے اور بھی بدظن ہو گیا گو اس تقرر کا باعث وہ نہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مارشل سیکس نے میڈیم دی پوم پادور اور خود کونتی کو سے ساز و باز کر کے اور کونسل وزرا اور ہسپانیہ اور سوائے کی تائید حاصل کر کے دارژان سون کو معزول کرنے کی کوشش کی جس میں اسے کامیابی ہوئی دارژان سون کے خلاف جو سازشیں ہو رہی تھیں انکو تکمیل پر پہونچانے کے لئے نوایل نے ایک یادداشت قلم بند کر کے پادشاہ کے ملاحظہ میں ۱۵ر ڈسمبر ۱۷۴۶ء کو پیش کی اس یادداشت میں دارژان سون پر یہ الزام لگائے گئے تھے کہ اس نے ڈچ سے ساز و باز کر لیا تھا ہسپانیہ کو ناراض کر دیا اور ہر طرح سے فرانس کو ذلیل کیا۔ فرانس کی موجودہ سیاسی حالت کا ذمہ دار بھی وہی قرار دیا گیا اور جہالت، جسارت، ناعاقبت اندیشی اور انتہائی غفلت کے الزام بھی اس پر لگائے گئے۔ فریڈرک اعظم بھی اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ دارژان سون کی وزارت بالآخر ۱۰ر جنوری ۱۷۴۷ء کو ختم ہو گئی۔ دشمن اسکے بہت سے پیدا ہو گئے تھے مگر دوست ایک بھی نہ تھا۔

اس کی حکمت عملی کی بنیاد پرشیا سے اتحاد قائم رہنے پر تھی اور اس کا قول تھا کہ فرانس اور پرشیا کا اتحاد ایک ایسا نظام سیاسی ہے جس کی بنیاد نہایت ہی مضبوط ہونی چاہیے۔ اسی تیقن کے سبب سے ۱۷۴۵ء میں آسٹریا سے مصالحت کی گفت و شنید میں ناکامی ہوئی اور اگر اس وقت مصالحت ہو جاتی جو بالآخر ۱۷۵۶ء میں جا کر ہوئی تو فرانس بہت فائدے میں رہتا۔ اتحاد اطلاوی

کے قیام کے ذریعے سے اطالیہ کے احیاء اور آزادی کے لئے اس نے جو تدبیر سوچی تھی قابل قدر ضرور تھی لیکن اگر اس پر عمل ہوتا تو اطالیہ فرانس کا ایک صوبہ بن جاتا شوو ی کن کے خیال میں اطالیہ کی آزادی صرف اس لئے قابل قدر تھی کہ وہ جزیرہ نمائے مذکورہ سے خاندان ہیپس برگ کے اخراج اور تذلیل کا باعث ہو سکتی تھی مگر برخلاف اس کے وارژان سون اطالیہ کی آزادی کو فی نفسہ ایک اچھی چیز خیال کرتا تھا اس کے متعلق اس کی مساعی کی ناکامی سے فرانس کے دربار میں ہسپانیہ کے ہوا خواہوں کو اس پر حملہ کرنے کا ایک موقع ملگیا اور یہی ناکامی اس کے زوال کا باعث ہوئی حالانکہ یہ کوشش اس کا ایک شاندار کارنامہ ہے۔

اہل فرانس کو ایلی زابیتھ فارنیس کی اغراض کے ساتھ زیادہ ہمدردی نہ تھی اور یہی خیال دارژان سون کا بھی تھا۔ دونوں ملکوں کے باہمی تعلقات میں زیادہ گرمجوشی نہ تھی۔ فلیوری کا طرز عمل بھی ہسپانیہ کے ساتھ یہی تھا' دارژان سون بھی اس کے قدم بقدم اس معاملے میں چلتا رہا اور اس کے جانشین نے بھی ہسپانیہ کے ساتھ اسی طرز عمل کو جاری رکھا۔ صلح نامہ فون تین بلو کے متعلق اس کا طرز عمل وہی تھا جو فلیوری کا معاہدہ القصر کے متعلق تھا' اسی وجہ سے ہسپانیہ کے دربار کو اس سے بھی نفرت قلبی تھی۔

آسٹریا اور انگلستان کی مخالفت کی حکمت عملی پر وہ بھی عمل کرتا تھا مگر اس کے عام خیالات ایسے نہ تھے جیسے مارشل سکس یا فرانیسی بالعموم پسند کرتے اس کا خیال تھا کہ مقبوضات میں اضافہ فرانس کی قوت میں ضعف کا باعث ہوگا اور اس کی خواہش تھی کہ لوئی پانزدہم تمام یورپ کا ثالث بالخیر اور محافظ" تسلیم کرلیا جائے۔ اس کا یہ بھی خیال تھا اگر سائی سے شیا پر رشیا کا قبضہ برقرار رہے اور آسٹریا کمزور رہے تو فرانس کو ہر طرح مطمئن رہنا چاہیے۔ انھی وجوہ کے سبب سے وہ چاہتا تھا کہ اگر عام مصالحت ہو جائے تو فرانس کو جزیرہ راس برٹن کے معاوضے میں اپنی تمام فتوحات سے دست بردار ہو جانا چاہیئے ڈیوک ڈی برد گلی

نے لکھا ہے کہ "وہ دارژان سون کو دوسرے مدبّروں پر جو فوقیت بلاشک وشبہ حاصل تھی وہ یہ تھی کہ وہ اپنی ذکاوت کی وجہ سے معاملات کے اصل اصول پر بخوبی حاوی ہو جایا کرتا تھا مگر سیاسیات میں اپنی اس قابلیت سے اُسے بہت کم مدد ملتی تھی کیونکہ اسمیں چند معمولی صفتیں نہ تھیں مثلاً مردم شناسی اور امکانات کے احساس کی قوت اور عقل سلیم"

دارژان سون ایک ایماندار وزیر تھا مگر مدبر نہ تھا اور اپنے زمانے کی سفارتی کارروائیوں اور سازشوں کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ آگسٹس کے انتقال کے بعد پولینڈ کا تخت حاصل کرنے کے متعلق کونتی کی خفیہ کوششوں کی اس نے علانیہ مخالفت کی جس کی وجہ سے وہ دارژان سون کا دشمن ہو گیا۔ شاہ پرشیا سے عقیدتمندی رکھنے کی وجہ سے باتر بروہل اس کا سخت مخالف ہو گیا جسے معلوم تھا کہ فرانس اور سیکسنی کے مابین دوستانہ تعلقات قائم ہونے کے لئے دارژان سون کا زوال ازبس ضروری ہے اور ان دونوں ملکوں کے دوستانہ تعلقات سے آسٹریا سے بھی مصالحت ہو سکتی ہے۔ فلپ پنجم شاہ ہسپانیہ اور اس کی بیٹی کے انتقال کے بعد سے جو فرانس کی ولی عہد بیگم تھی فرانسیسی سفارتوں کارروائیوں میں سیکسنی کو بہت کچھ دخل ہے۔ فرانسیسی دربار کی ہسپانی پارٹی جس کے سرغنے نوایل اور مورے پا تھے اور جس کا موید فرڈی ننڈ ششم شاہ ہسپانیہ تھا یہ چاہتے تھے کہ ولی عہد بیگم متوفیہ کی شادی ولی عہد سے ہو۔ مگر لوئی پانزدہم اور دارژان سون دونوں اس تجویز کے مخالف تھے اس لئے یہ طے ہوا کہ آگسٹس سوم شاہ سیکسنی کی بیٹی سے ولی عہد کی شادی کرنے کے لئے نامہ وپیام کئے جائیں۔

۱۱ر جنوری ۱۷۴۷ء کو یہ شادی بمقام ڈریس ڈین ہوئی۔ اسی روز دارژان سون معزول ہوا اور سیکسنی حسب سابق آسٹریا کا حلیف رہا۔ شادی کے نامہ وپیام کے اثنا میں دارژان سون کی یہ کوشش تھی کہ سیکسنی اور آسٹریا میں جو تعلقات تھے انکو توڑ کر سیکسنی کو پرشیا کا حلیف بنا دے اور اس کے بعد پرشیا اور فرانس کی متحد قوت سے

پولینڈ کے تخت وتاج کو سیکسنی کے شاہی خاندان میں موروثی کردیا جائے۔ اگر اس تجویز میں کامیابی ہوتی تو پرشیا اور آسٹریا کی قوت کو سخت صدمہ پہونچتا اور مشرقی یورپ میں فرانس کا رسوخ بہت بڑھ جاتا۔

اس حکمت عملی کے مخالف دو شخص تھے ایک تو کونتی جو آگسٹس کے انتقال کے بعد پولینڈ کا بادشاہ بننا چاہتا تھا۔ دوسرا مخالف بروہل تھا جو پرشیا کے اتحاد کو سخت ناپسند کرتا تھا۔ مارکوس دیزجی سار ڈریس ڈین میں کونتی کی خواہش کے مطابق سفیر مقرر کیا گیا جس کی سازشوں کی وجہ سے اس زمانے سے لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں شروع ہوتی ہیں۔

دارژان سون کو درباری سازشوں کا علم نہ تھا اس لئے اس نے اپنے سفیر کو حکم دیا کہ کوئی ایسی کارروائی نہ کرے جو سیکسنی کے الیکٹر کو ناگوار ہو کونتی کو جب یہ معلوم ہوا کہ دارژان سون اس کی سازشوں کی حائل ہے تو اس نے وزیر مذکور کے خلاف میں سازش شروع کردی بروہل کو بھی ایک زبردست موید مارس ڈی سیکس ملگیا جس کی اصل غایت یہ تھی کہ اپنی برادرزادی کو ولی عہد سگم بنوادے۔ مگر وہ بنات خود دارژان سون کا مخالف تھا اور اس لئے سیکسنی کے وزیر کی حکمت عملی کی تائید پر آمادہ تھا۔ میڈیم ڈی پوم پادور اور نوائل کی تائید حاصل کرے بروہل اور دارژان سون کی جنگ کا اس نے بروہل کے حق میں فیصلہ کرادیا اور دارژان سون کی مدبرانہ تدابیر جو دانشمندی پر مبنی تھیں خاک میں مل گئیں سیکسنی حسب سابق آسٹریا اور روس کا حلیف بنا رہا اور پولینڈ کو ایک انتخابی ملکیہ (Monarchy) بنانے اور اس کے آنے والی تباہی سے بچانے کا ایک عمدہ موقع جاتا رہا۔[1]

اس کا عزل حق بجانب تھا اور اسکی وجوہ حسب ذیل تھیں۔ اطالیہ کے

(1) Duc de Broglie, Maurice de Saxe et Marquis D'Argenson, Vol ii

متعلق اس کی تدبیریں بار آور نہ ہوئیں ۱۷۴۲ء کے آغاز میں اس نے ہالینڈ کو غیر جانب دار رہنے پر مجبور نہ کرنے میں سخت غلطی کی شاہ پرشیا کی وفاداری پر اس نے اعتماد کلی کرتے ہیں بھی غلطی کی سیکس اور کونتی سے معاملہ کرنے میں اس نے حسن تدبیر سے کام نہیں لیا۔ اگر اسکی جگہ کوئی دوسرا باتدبیر وزیر ہوتا جس میں اس کے برابر بلند پروازی نہ ہوتی تو نہ صرف اپنے مخالفوں کے جتھے سے واقف رہتا بلکہ اس کو توڑنے کی بھی فکر کرتا۔

دارژان سون کی جگہ پر نا اہل لوئی بر ولار دی بیلر مارکوس دی پوی سیل مقرر رہوا اور اس کا بھائی کاونٹ دارژان سون وزیر جنگ کی خدمت پر مستقل ہوگیا اور جنگ کا سلسلہ کچھ روز تک جاری رہا۔ ۱۷۴۶ء کے موسم خزاں میں جو کانفرنس بریڈا میں ہونے والی تھی ناکام ثابت ہوئی کیونکہ میریاتھریسا اس وقت جنگ کو جاری رکھنا چاہتی تھی جب تک کہ اسے سائی لے شیا اور ان اضلاع کا معاوضہ نہ ملجائے جو چارلس کو دورمس کے معاہدے کی رو سے دیئے گئے تھے۔ اطالیہ میں آسٹروی شولین برگ کے زیر کمان دو ماہ تک جینوا کا محاصرہ کئے ہوئے تھے مگر اس کو تسخیر نہ کرسکے۔ سارڈینیوں نے ۱۹ر جولائی کو ایک فرانسیسی فوج کا ایکزیلیس میں مقابلہ کیا جو کول دا سی تو پر واقع ہے اس جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرانسیسی افسر اعلےٰ شوالیر بل آئل مارا گیا اور فرانسیسی ڈافنی کی طرف بھاگ گئے جہاں فرانسیسی اور ہسپانی فوجوں کے سپہ سالار مارشل بیل آئل اور لاس میناس بیکار بیٹھے ہوے تھے۔ اس وقت سے ۱۷۹۶ء تک یعنی نپولین کی پہلی فرانسیسی معرکہ آرائی تک فرانسیسی فوجیں پھر سرزمین اطالیہ میں داخل نہیں ہوئیں۔

نیدرلینڈ میں جہاں فرانس دول بحری اور آسٹریا سب سے برسرپیکار ہوسکتا تھا پوئی سیو نے وہ طرز عمل اختیار کیا جس کا دارژان سون مخالف تھا یعنی ڈچ کو اس نے صلح کرنے پر مجبور کیا۔ سیکس اور لووین ڈاءل کے زیر کمان فرانسیسی فوجوں کو مسلسل فتوحات حاصل ہوئیں۔ ۲ر جولائی کو

ڈیوک آف کمبرلینڈ کو مارشل سکس نے لانفیلڈ میں شکست دی اور گومیس ٹرخٹ پر قبضہ نہیں ہوا مگر لووین ڈائل نے متعدد دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ۱۶ ستمبر کو اس نے برگین اوپ زوم کے زبردست قلعے کو فتح کر لیا۔ انگریزوں کو گو نیدرلینڈ میں ناکامی ہوئی مگر سمندر میں انھیں کا پلہ بھاری تھا۔ دو زبردست بحری شکستوں نے فرانیسی بحریہ اور تجارت کو تباہ کر دیا ۱۷۴۸ء کے آغاز میں بحری سیادت کا سہرا انگلستان کے سر تھا۔

۱۷۴۷ء میں نیدرلینڈ پر جو حملے ہوئے اور انگلستان کی بحری کامیابیوں سے دو نتایج مترتب ہوئے۔ جمہوری حکومت کے خلاف میں ہالینڈ میں انقلاب برپا ہوگیا۔ جماعت اشرافیہ مغلوب ہوگئی اور ولیم چہارم رئیس آرینج (جارج دوم کا داماد) اسٹاٹ ہولڈر منتخب ہوگیا۔ چند مہینوں کے بعد یہ عہدہ اس کے خاندان میں مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے موروثی کر دیا گیا۔

ہالینڈ کا انقلاب ۱۷۴۷ء۔

جنگ کا اختتام

دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ عام مصالحت کے لئے ہر طرف سے کوشش ہونے لگی۔ ۱۰ نومبر ۱۷۴۷ء کو جارج دوم نے پارلیامنٹ کا افتتاح کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ایک کانگریس صلح پر غور کرنے کے لئے عنقریب اسے لاشاپیل میں منعقد ہوگی۔

شرکاء جنگ میں سے انگلستان ہسپانیہ ہالینڈ اور فرانس جنگ کے جاری رہنے سے بیزار تھے۔ فرانس کا خزانہ خالی تھا۔ چارلس ایڈورڈ (انگلستان کے تخت کا دعویدار) کا اب کوئی پرسان حال نہ تھا، فرانس کا جھنڈا سمندر سے بالکل غائب ہوگیا تھا وہاں کی حکومت نے اعلان کر دیا تھا کہ وہ اضافہ ملک کی خواہاں نہ تھی، علاوہ ازیں فرانس میں ہسپانیہ کے دعاوی کا اب کوئی مؤید نہ تھا۔ ہالینڈ بھی مصالحت کا مخالف نہ تھا کیونکہ مارشل سکس اور اس کی فوج ظفر موج اسکا گلا دبائے ہوئی تھی۔ انقلاب سلطنت کے بعد ہالینڈ کو کوئی فوجی کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی اور اس کے مالی حالات ایسے نہ تھے کہ مزید فوجی اخراجات کو برداشت کر سکے۔ فرڈی ننڈ ششم کے زیر حکومت

ہسپانیہ کے طرزِ عمل سے ظاہر تھا کہ اب وہ ایلی زابیتھ فارنیس کے حریفانہ طرزِ عمل کا پابند نہیں ہے بلکہ صلح کا خواہاں ہے۔ انگلستان اور آسٹریا کے تعلقات کشیدہ ہوتے جاتے تھے۔ ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کی طرح انگلستان نے اس جنگ میں بھی آسٹریا کو رقوم خطیر بطور امداد دی تھیں اور آسٹریا نے اس روپے کو اپنی اطالوی فوجوں پر صرف کیا تھا۔

۱۷۱۵ء سے وائینا میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ نیدرلینڈ کی حفاظت دول بحری پر چھوڑ دینی چاہئے اس لئے کہ اس ملک میں فرانسیسی سیادت کے قیام کا انگلستان کو ناگوار ہونا اس کی حفاظت کی کافی ضمانت تھی جنگ کے اخراجات کا بار حسب سابق زیادہ تر انگلستان کو برداشت کرنا پڑا تھا مگر انگریزی حکومت اب اپنے سرد مہر حلیف (آسٹریا) کے لئے زیادہ نقصان برداشت کرنے پر تیار نہ تھی برادران پیل ہم اب کارٹے ریٹ کے طرزِ عمل کے موید نہ تھے بلکہ وال پول کی امن پسندی کو انھوں نے بھی اختیار کر لیا تھا۔ اہل انگلستان کو بالعموم فرانس کے بحریئے کے تباہ ہو جانے سے اطمینان ہو گیا تھا میس ٹرخٹ کا سقوط اب بالکل قریب تھا، اہل ہالینڈ نے روس کے تیس ہزار سپاہیوں کی آمد و رفت کے اخراجات ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا جو زارینا نے حلیفوں کے حوالہ کر دئے تھے اور یہ فوجیں اب تک پہونچی بھی نہ تھیں۔ ان سب امور کی وجہ سے صورت حال نہایت اندیشہ ناک ہو گئی تھی اس لئے انگریزی حکومت نے ابتدائی صلح پر دستخط ہو جانے میں عجلت کی آسٹریا کو صلح کی مطلق خواہش نہ تھی۔ میریا تھیری سا کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو گیا تھا کہ صلح نامہ جات برلن، درسس اور ڈریس ڈین کی وجہ سے جو نقصان اسے برداشت کرنے پڑے تھے ان کا باعث زیادہ تر انگلستان تھا جس کی نیت اب بھی یہ تھی کہ آسٹریا شاہ سارڈی نیا کو مزید علاقہ جات حوالہ کرے۔ ۲۲ رمئی ۱۷۴۶ء کو آسٹریا اور روس کے مابین ۱۷۲۶ء کے معاہدے کی تجدید کی گئی اور اس میں چند خفیہ دفعات شریک کئے گئے۔ ۱۷۴۸ء کے اوائل میں

میریا تھیری سا مصالحت کی مخالفت کرتی ہے

روسی پولینڈ میں داخل ہوئے اور انھوں نے اپنا کوچ جاری رکھا کیونکہ اگسٹس سوم ان کے مقابلے پر نہ آیا اور قریب تھا کہ میریا تھیری سا اور اس کے حلیفوں کے ان وحشی معاونوں کے میدان جنگ میں آجانے سے نیدرلینڈ میں مارشل سیکس کی فتوحات کالعدم ہو جائیں۔ مگر باوجود ان جنگی تیاریوں کے صلح اب بالکل قریب تھی۔ انگلستان نے فرانسیسی حکومت سے صلح کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کر دی تھی۔ اور میریا تھیری سا نے بھی انگلستان اور سارڈی نیا کی غداری سے خائف ہو کر اور یہ معلوم کر کے کہ انگلستان اور ہالینڈ مصالحت کے خواہش مند ہیں کاونٹ لوس (پیرس میں سیکسنی کا سفیر) کے ذریعے سے پوئی سیو سے گفت و شنید شروع کی ہے[1]

ڈریس ڈین کے معاہدے کے بعد اور پھر سیکسنی کی شہزادی کی جب فرانس کے ولی عہد سے شادی ہوئی تو آسٹریا اور فرانس کے درمیان مصالحت کرانے کی کوشش کی گئی تھی مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی کیونکہ دارژان سون اس کا مخالف تھا اور اسکا جانشین مستقل مزاج نہ تھا۔ مگر سیکسنی کا وزیر ان ناکامیوں سے مایوس نہ ہوا اور اس نے تیسری مرتبہ سفارتی تعلقات میں ایک انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کی جس سے انگلستان اور سارڈی نیا کو زک پہونچے اور فرانس اور آسٹریا کا نفع ہو۔ مارس ڈی سیکس میس ٹرخٹ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا جس پر ہالینڈ کی سلامتی کا دار و مدار تھا مگر اسی اثناء میں صلح کی کانگریس اپریل ۱۷۴۸ء میں اے لاشاپیل میں منعقد ہوئی۔ ہسپانیہ سارڈی نیا ہالینڈ موڈی نا اور جینوا کے نائبوں کے علاوہ آسٹریا کی طرف سے کانٹز شریک تھا، فرانس کی طرف سے کاونٹ دی سائیں سے وے ریگن اور موسیو دی لاپورٹ دوتیل اور انگلستان کی طرف ارل آف سینڈویچ اور سر ٹامس رابن سن۔ میریا تھیری سا چاہتی تھی کہ وہ اضلاع اسے مل جائیں

میریا تھیری سا فرانس سے اتحاد پیدا کرنیکی کوشش کرتی ہے

(1) Due de Broglie, La Paix d Aix-la-chapelle

جو دورنس کے معاہدے کی رو سے اس نے سارڈی نیا کے حوالے کئے تھے۔ اس کی یہ بھی خواہش تھی کہ فرانس سائی لے شیا پر پرشیا کے قبضے کی ضمانت آیندہ کے لئے نہ کرے سائین سے وے رین نے پہلے تو بظاہر اس کی تجویز سے اتفاق ظاہر کیا مگر پھر یکایک اپنا رخ بدل دیا اور اس نے انگلستان کی تجویزوں کو منظور کر لیا۔ یریا تھری سا کو بھی مجبوراً تسلیم کرنا پڑا کہ وہ بغیر سارڈی نیوں کی مدد کے اطالیہ میں اور بغیر انگریزوں اور ڈچ کی مدد کے فلینڈرس میں جنگ کو جاری نہ رکھ سکتی تھی۔ اس کی حالت نہایت سقیم تھی اس لئے مجبوراً اسے بھی انھیں شرائط کو منظور کر لینا پڑا جس پر انگریز اور فرانسیسی متفق ہو گئے تھے ؎

قبل اس کے کہ عام مصالحت کی تجاویز پر آسٹریا اور ہسپانیہ اپنا قطعی اتفاق ظاہر کریں انگلستان فرانس اور ہالینڈ کے سفیروں نے مبادیات صلح

معاہدہ اے لاشاپیل ۱۷۴۸ء

پر ۳۰ ہر اپریل ۱۷۴۸ء کو دستخط کر دئے مگر قطعی معاہدہ ۱۵ ہر اکتوبر تک ہوا اس معاہدے کی رو سے سائی لے شیا اور کلائز پر پرشیا کا قبضہ تسلیم کر لیا گیا سوا سے اورنیس چارلس ایمانوئل کے حوالہ کئے گئے گو اسے فائی نیل سے دست کش ہونا پڑا اگر لوم بارڈی میں جو علاقے اسے صلح نامہ دورنس کے ذریعے سے ملے تھے ان پر اس کے قبضے کو تسلیم کر لیا گیا۔ جینوا اور ڈیوک آف موڈنیا کے جو علاقے چھن گئے تھے وہ واپس کرا دئے گئے۔ فرانس نے فرانسس کو شہنشاہ اور جارج دوم کو انگلستان کا بادشاہ تسلیم کر لیا، سرحدی قلعے ہالینڈ کو واپس کر دئے اور ڈنکرک کی ساحلی فصیلوں کو مسمار کر دینے آسٹروی نیدر لینڈ کا تخلیہ کرنے اور انگلستان کے تخت کے دعویدار چارلس ایڈورڈ کو اپنے ملک سے خارج کر دینے کا وعدہ کر لیا۔ ہندوستان میں مدراس انگلستان کو واپس کیا گیا اور لوئی برگ اور جزیرۂ والس برٹین فرانس کو واپس مل گئے ہسپانیہ نے شہنشاہ کو تسلیم کر لیا اور انگلستان کے حق آسیان تو کے معاہدہ کی توثیق کر دی جس کی رو سے انگریزوں کو ہر سال ایک جہاز

جنوبی امریکا کو بھیجنے کی اجازت تھی۔ ڈان فلپ کو پارما پیاسین زا اور گواس ٹالا ایک موروثی ریاست کے طور پر مل گئے مگر یہ شرط لگا دی گئی کہ اگر اس کے ورثاء ذکور باقی نہ رہیں تو ریاست مذکور آسٹریا کے قبضے میں آ جائے۔ مستثنیات مذکورۂ بالا کے علاوہ آسٹریا کا انتظام جانشینی برقرار رہا۔ شہنشاہ کا انتخاب تسلیم کر لیا گیا اور اثناء جنگ میں جو علاقے فتح ہو گئے تھے سب واپس کروئے گئے۔

پرشیا کے علاوہ دول بری میں سے کسی کو اس جنگ کے نتائج سے مسرت ہوئی ہوگی۔ چارلس ایمانوئیل کو فائنیل کی ریاست سے محروم کر دئے جانے سے سخت مایوسی ہوئی کیونکہ یہ علاقہ اس کے اطالوی مقبوضات اور سمندر کے درمیان حائل تھا۔ پیاسین زا سے بھی طوعاً و کرہاً دست بردار ہوا کیونکہ یہ شہر اس کو دورمس کے معاہدے کی رو سے ملا تھا۔ مگر اسے مجبوراً سر تسلیم خم کرنے پڑا کیونکہ ہسپانیہ کا اب تک سوائے اور ہینس پر قبضہ تھا اور ریلانیز کے ایک جزو پر اس کا قابض ہونا آسٹریوں کو شاق تھا۔ فرانس اور دول بحری کی پیش کردہ شرائط کو اس نے منظور کر لیا مگر صاف کہدیا کہ انگلستان نے مجھے سخت دھوکا دیا۔

اسی طور پر ہسپانیہ فرانس سے ناراض ہو گیا لیکن اب فلپ پنجم اور ایلی زابیتھ کا زمانہ باقی نہ تھا لیکن فرڈی ننڈ ششم نے گو وہ فرانس سے سخت ناراض تھا مگر سوائے اور ہنیس سے دست کش ہو جانا منظور کر لیا اور اس کے معاوضے میں اپنے سوتیلے بھائی ڈان فلپ کے لئے پارما پیاسین زا اور گواس ٹالا لیلیا انگلستان کے بحری تفوق کی وجہ سے مزید مقابلہ بالکل ناممکن تھا اس لئے فرڈی ننڈ نے مجبوراً ان شرائط کو منظور کر لیا۔ اگر ہسپانیہ اور سارڈی نیا کا شرائط صلح سے شاکی ہونا بجا تھا تو ان کے مقابلے میں میریا تھیریا کا غیظ و غضب اور بھی حق بجانب تھا۔ برلن، ڈریس ڈین اور دورمس کے معاہدے انگلستان کے مشورے سے ہوئے تھے اور اب پھر چوتھی مرتبہ انگلستان کا مشورہ تھا کہ میریا تھیریسا اپنے کچھ اور مقبوضات سے دست کش

ہو جائے ساؤے شیا سے ہمیشہ کے لئے دست بردار ہوجانا اسے سخت ناگوار تھا اور وہ یہ چاہتی تھی کہ جو علاقے سارڈی نیا کو دورس کے معاہدے کی رو سے ملگئے ہیں اسے واپس دلائے جائیں۔ چارلس ایمانویل کے مقبوضات میں مزید توسیع ہونے اور پارما میں ڈان فلپ کے برسر حکومت ہونیکی بھی وہ مخالف تھی۔ اہل ہالینڈ فرانس سے اپنے آپ کو محفوظ نہ رکھ سکتے تھے اور سرحدی شہروں سے فرانس کے حملے رک نہ سکتے تھے۔ یہ ہر دو امور گزشتہ جنگ میں پوری طور پر ثابت ہو گئے تھے اس لئے کانٹز نے اعلان کر دیا کہ میں انتظامات سابقہ کے بحال کرنے کی تجویز سے کبھی اتفاق ہنیں کرسکتا۔ مگر اس اعلان کی اصل وجوہ یہ تھیں کہ میریا تھیری ساکو یقین کامل ہوگیا تھا کہ ہالینڈ بالکل انگلستان کا دست نگر ہے اور ملکۂ مذکور نے قصد مصمم کرلیا تھا کہ آیندہ کے لئے انگریزی حکومت کی ممنون احسان نہ رہے۔ اس لئے کانٹز نہایت ہوشیاری سے سائین سے دی زین کو اپنا ہم خیال بنانے اور انگلستان فرانس اور ہالینڈ کے اتحاد کو کالعدم نے کی فکر میں ہوگیا۔

مگر انگلستان اور ہالینڈ گو ہالینڈ کا شمار اب دول عظمیٰ میں نہ تھا اسپنے اتحاد پر قائم رہے اور لوئی سیو نے بھی نہ تو آسٹریا کی کسی صورت سے ہمت افزائی کی اور نہ آسٹریا کے باقی ماندہ مقبوضات کی سلامتی کی ضمانت اس طرح پر کی جیسے کہ ساؤے شیا پر پرشیا کے قبضہ کی ضمانت کی گئی تھی جرمنی میں روسیوں کی موجودگی کی وجہ سے مصالحت میں مزید تاخیر خطرناک تھی اس لئے انگریزی حکومت نے میڈیم دی پوم پادور کی پوری تائید سے اے لاشاپیل کے معاہدے کی تکمیل کے لئے سرگرمی سے کوشش شروع کردی فرانس کو ہموار کرنے کے لئے میریا تھیری سا اس کے بعد بھی کوشاں رہی، مگر اب وہ بالکل بے یار و مددگار تھی اور اسے اندیشہ تھا کہ چارلس ایمانویل اس کا ساتھ چھوڑ کر پھر فرانس سے مل جائے گا اس لئے اس نے مجبوراً انگلستان ہالینڈ اور فرانس کی پیش کردہ شرائط کو منظور کرلیا

جیساکہ چارلس ششم نے بدرجہ مجبوری ۱۷۱۳ء میں کیا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے لئے کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ آسٹریا اگر انگلستان کا ساتھ چھوڑ دیتا تو انگلستان اپنی بحری فوج کے زور پر جنگ کو جاری رکھ سکتا تھا لیکن آسٹریا اگر اطالیہ میں سارڈی نیا کی فوج کی امداد سے محروم ہو جاتا اور فلینڈرس میں ڈچ اور انگریز اس کی کمک پر نہ ہوتے تو وہ ایک روز بھی جنگ کو جاری نہ رکھ سکتا۔

۱۶ر اکتوبر ۱۷۴۸ء کو انگلستان فرانس اور ہالینڈ نے اے لاشاپیل کے معاہدے پر دستخط کر دئے۔ ہسپانیہ نے ۲۰ر اکتوبر کو معاہدۂ مذکور سے اپنا اتفاق ظاہر کیا، آسٹریا نے ۸ر نومبر کو اور سارڈی نیا نے ۲۰ر نومبر کو

مگر باوجود ان علاقوں کے اس کے ہاتھ سے نکل جانے کے ۱۷۴۸ء میں آسٹریا کی حالت بمقابلہ ۱۷۴۱ء کے بہتر تھی جب کہ یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ وہ آسٹریا کا خاندان شاہی دنیا سے مٹ گیا"۔ ۱۷۴۸ء میں خاندان ہیپس برگ کا اثر یورپ میں خاندان بوربون سے زیادہ تھا کیونکہ ہنگری بمقابلہ سابق کے اس سے زیادہ متحد ہوگیا تھا اور مشرقی صوبجات کے فوجی

۱۷۴۸ء میں دول عظمٰی کی قوتوں میں باہمی تناسب۔ آسٹریا۔

ذرائع کا اب وائینا میں بخوبی احساس ہوگیا تھا۔ اس لئے علاوہ باویریا اور سیکسنی کی حالت اس کے متوسلوں کی تھی اور ۱۷۴۶ء کے روسی اتحاد سے اسے مزید تقویت تھی فرانس سے اتحاد پیدا ہونیکی کارروائی جاری تھی۔ اور پروٹسٹنٹ سلطنتوں کے خلاف میں کاتولیک سلطنتوں کا ایک اتحاد قائم کرنے کا خیال آسٹریا اور پیرس کے اہل سیاست کے پیش نظر تھا۔

آسٹریا کے منافع اس کے نقصان سے کہیں زیادہ تھے اور جنگ سے اس کی قوت میں ضعف نہیں آیا بلکہ اس نے اپنے نظام حکومت میں زبردست اصلاحیں کر کے اپنی خارجی حکمت عملی پر نظر ثانی شروع کر دی اور مرکزی حکومت کو قوی تر کرنے اور حملہ انتظامات کو پختہ کرنے کا کام شروع کر دیا مگر اس جنگ کے بعد پرشیا سارڈی نیا اور روس کی نئی سلطنتوں نے

توازن قوت   عہد ششم



پرشیا اور اطالیہ

ترقی کی طرف اپنے قدم بڑھانے شروع کئے۔ پرشیا اب دفعتہً دول عظمےٰ میں شامل ہوگیا اس کی فوج یورپ میں بہترین تھی اسی وجہ سے ہر سلطنت اس سے اتحاد پیدا کرنا چاہتی تھی۔ اس کی حصول ملک کی امنگوں سے روس اور آسٹریا کو اس سے سخت مخالفت ہوگئی تھی۔ سارڈی نیا نے اپنی مرکزی قوت کو تقویت دینے اور اپنے مقبوضات میں اضافہ کرنے کے لئے دوسری تدبیریں اختیار کی تھیں۔ اس جنگ سے اس کے مقبوضات میں بھی اضافہ ہوا تھا دارژان سون کی مساعی کارگر ثابت نہوئیں مگر ایلی زابیتھ کی کوششیں بالآخر بارآور ہوئیں اور پولینڈ اور آسٹریا کی جنگ ہائے جانشینی سے اطالیہ کی حالت بہتر ہوگئی ہسپانی بوربون خاندان کی دو شاخیں اطالیہ میں مسلط ہوگئیں سارڈی نیا کے مقبوضات میں اضافہ ہوا اور گولادین کے ہیپس برگ خاندان کا ایک شہزادہ ٹسکنی کا حکمراں مقرر ہوا گر یوٹ ریخٹ کا صلح نامہ پس پشت رکھ دیا۔ اور اطالیہ جرمنی حکمرانوں کی حکومت سے بہت کچھ آزاد ہوگیا[1]

روس

زاری نا ایلی زابیتھ کے زیر حکومت روس نے ترقی کی وہ راہ اختیار کرلی تھی جو پیٹر اعظم بتا گیا تھا اور یورپ کی سربرآوردہ حکومتیں اس سے اتحاد پیدا کرنے کی خواہاں تھیں اور اس کے روزافزوں اثر کو فرانس اندیشے کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ ۱۷۵۶ء میں وائینا اور آسٹریا کے درباروں میں گہرے اتحاد کا پیدا ہوجانا میریا تھیریسا کا ایک زبردست کارنامہ تھا جس سے فریڈرک کو سخت خطرہ تھا۔ بالمختصر روس کی روزافزوں اہمیت سے تمام یورپ متاثر ہوتا تھا جرمنی میں ۱۷۴۸ء میں ایک روسی فوج کی پیش قدمی اور زارنیا کے اس مطالبے سے کہ اے لاشاپیل کی مصالحت میں اسے بھی شرکت کا موقع

---

[1] اطالیہ اور یورپ پر ایلی زابیتھ فارنیس کے اثر کے متعلق دیکھو:-

Armstrong, Elezabeth Farnese. p. 398

دیا جائے یہ صاف ظاہر تھا کہ وہ نہ صرف مشرق میں روس کے اثر کو بڑھانا چاہتی ہے بلکہ مغربی یورپ کے سیاسی معاملات میں بھی دخل دینا چاہتی ہے روس اور پرشیا کے عروج کے ساتھ ہی ساتھ فرانس کی قوت میں ضعف کے آثار نمودار ہوگئے۔ روس کی تدبیروں کو رد کرنے میں فرانسیسی مدبروں کو ہمیشہ دقت ہوتی تھی ۱۷۴۸ء کے بعد یہ دقت اور بھی بڑھ گئی۔ اس جنگ سے فرانس کے مقبوضات میں کوئی کمی نہیں ہوئی مگر فلیوری کی غفلت سے

فرانس

اس کی تجارت کو سخت نقصان پہونچا تھا اس کا بیڑہ قریب قریب نیست و نابود ہوگیا تھا اور قریب تھا کہ اسکی نوآبادیاں اس کے ہاتھ سے نکل جائیں۔ مصالحت میں عجلت زیادہ تر میڈیم دو پوم پادور کے اثر سے ہوئی اور اہل فرانس کو اس کی شرائط سے سخت مایوسی ہوئی۔ ان کا خیال تھا کہ بلجیم کی فتح کے بعد فرانس کو اس کا کچھ حصہ اپنے قبضے میں رکھنا چاہئے تھا کیونکہ اس کے ایک لاکھ آدمی اس جنگ میں ضائع ہوئے تھے مگر بجائے کسی نفع کے اس کا قرضہ بیحد بڑھ گیا تھا سائی لے شیا فریڈرک اعظم کو مل گیا، ڈان فلپ کو ایک ریاست ملگئی اور تاج شہنشاہی تین سال کے لئے چارلس ہفتم کو ملا۔

دوران جنگ میں ہندوستان میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے مقابلے

ہندوستان میں باوجود فرانسیسی حکومت کی غفلت کے ڈوپلے کی کوشش اور قابلیت سے فرانس کا پلہ بھاری رہا۔ لاکی کارروائیوں سے تجارتی اولوالعزمیوں میں بیحد ترقی ہوئی تھی اور فرانسیسی کمپنی جسکی بنیاد کولبیر نے ڈالی تھی ہندوستان کی تجارت میں انگلستان کی ایک زبردست رقیب بنگئی تھی۔ اس کے قبل انگلستان کا رقیب ہالینڈ تھا مگر مسلسل لڑائیوں سے وہ اس قدر کمزور ہوگیا تھا کہ اس نے فرانس اور انگلستان کی اس کشمکش میں کوئی حصہ نہ لیا۔ انگریزوں کے صدر مقامات ہندوستان میں بمبئی مدراس اور کلکتہ تھے اور فرانسیسیوں کی تجارتی کوٹھیاں سورت مچھلی پٹن، چندرنگر اور پانڈی چیری میں تھیں۔ بحر ہند میں جزائر فرانس و بوربون بھی

ان کے قبضے میں تھے۔ ڈوپلے سنہ ۱۷۴۱ء سے پانڈی چیری کا گورنر تھا اور سنہ ۱۷۳۱ء میں چندر نگر کا گورنر مقرر ہوا۔ اس کے پیش رو فرانسوی مارتن اور دوما تھے جنھوں نے نہایت قابلیت کے ساتھ فرانسیسی کمپنی کے اثر کو بڑھایا اور اس کی تجارت کو ترقی دی مگر دوپلے نے ایک کامیاب تجارتی مشارکت کے صدر ہونے پر قناعت نہ کی بلکہ اس کی آرزو تھی کہ انگریزوں کو ہندوستان سے خارج کر دے اور ہندوستان میں ایک زبردست فرانسیسی سلطنت اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس نے بوسی کی امداد سے ہندوستانی حکمرانوں کی سازشوں میں دخل دینا شروع کیا اور ہندوستانی سپاہیوں کو یورپ کے طریقے پر قواعد سکھانی شروع کی۔ مگر سنہ ۱۷۴۴ء میں جب انگلستان اور فرانس کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو فرانس کی بحری قوت کے ضعف کی وجہ سے اس کی تجارت کو سخت نقصان پہونچا۔ مگر ماری شیش کے گورنر لابوردونائی نے جسے فن حرب میں بمقابلہ دوپلے کے زیادہ دخل تھا جہازوں کے بیڑے کے رکھنے کی اہمیت کو محسوس کر کے چند جہاز بہ عجلت جمع کئے اور دوپلے کی امداد کے لئے روانہ ہوا۔ ۱۲ ستمبر سنہ ۱۷۴۶ء کو اس نے مدراس پر قبضہ کر لیا۔ وہاں کے باشندوں نے اپنا شہر اس شرط پر اس کے حوالے کر دیا تھا کہ پھر چار لاکھ چالیس ہزار پونڈ پر خرید لیا جائیگا۔ لابوردونائی پر الزام لگایا جاتا ہے کہ مدراس کی انگریزی کونسل کے اراکین نے اسے رشوت دی تھی، برخلاف اس کے دوپلے چاہتا تھا کہ انگریزوں کو ہندوستان سے بالکل خارج کر دیا جائے۔ اس لئے شہر مدراس کی حوالگی کی شرائط کے متعلق دونوں میں سخت نزاع ہو گئی۔ دوپلے نے بالآخر مدراس کو واپس کرنے کا وعدہ کر لیا اور لابوردونائی اپنے افعال کی جواب دہی کرنے کے لئے فرانس واپس گیا۔ سنہ ۱۷۴۹ء سے سنہ ۱۷۵۱ء تک وہ قید خانہ پاس تیل میں قید رہا اور گو وہ الزامات مذکورۂ بالا سے

(۱) یہ جزیرے اب ماری شیش کے نام سے مشہور ہیں اور ہندوستان اور راس امید کے درمیان ان کا موقع نہایت ہی اہم ہے۔

بری ہوگیا مگر اس بدسلوکی سے وہ ۱۷۵۳ء میں مرگیا۔ اس اثناء میں دوپلے نے نواب کرناٹک کو ہزیمت دیکر فرانس کی فوجی شہرت کو بڑھادیا تھا۔ مدراس کو اس نے اپنا قلعہ برقرار رکھکر قلعہ سینٹ ڈیوڈ پر حملہ کردیا۔ بوس کاوین اور ایک انگریزی بیڑے نے قلعۂ مذکور کو بچالیا مگر پانڈی چیری پر حملہ کرنے میں انھیں کامیابی نہیں ہوئی اے لاشاپیل کے صلحنامہ کی رو سے دونوں فریق اپنی اپنی فتوحات سے دست بردار ہوگئے لیکن ۱۷۵۴ء تک جب کہ دوپلے واپس بلالیا گیا ہندوستان میں انگلستان کے مقابلے میں فرانس کا اثر غالب تھا۔ دوپلے کی واپسی کے بعد ہندوستان میں فرانسیسی حکومت کے قیام کی کوئی امید باقی نہ رہی ؏

امریکا میں لوئی برگ جزیرہ راس برٹین کا صدر مقام اور کناڈا کے فرانسیسی مقبوضات کی کلید تھا مگر فرانسیسی اس کی حفاظت نہ کرسکے اور وہ ان کے قبضے سے نکل گیا۔ جزیرۂ مذکور کے انکے ہاتھوں سے نکل جانے سے فرانسیسی شمالی امریکا میں سینٹ لارینس اور کناڈا کی حفاظت کا کوئی ذریعہ باقی نہ رہا اور بحری ہزیمتوں کی وجہ سے فرانس اپنے آبادکاروں کی امداد سے مجبور تھا۔ صلح نامہ اے لاشاپیل میں لوئی برگ مدراس سے بدل لیا گیا اور شمالی امریکا میں فرانسیسی اور انگریزی مقبوضات کی حدود کے تعین کے لئے کمشنر مقرر کئے گئے۔ امریکا اور ہندوستان میں جس نہج پر جنگ ہوئی اس سے ثابت ہوگیا کہ فلیوری نے بحریہ کو کس مپرسی میں چھوڑدینے میں کس قدر غفلت کی تھی اور اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ فرانس نے اپنی دور افتادہ نوآبادیوں اور ان کے گورنروں کے ساتھ جو طرز عمل اٹھارھویں صدی کے وسط میں اختیار کیا کس قدر غلط تھا ؏

برطانیہ عظمےٰ کی بحری سیادت میں اب کوئی شک وشبہ نہ تھا اور گو فرانس فلینڈرس میں فتح یاب ہوا اور ہندوستان میں اسکی حالت حسب سابق تھی مگر داخلی اور خارجی معاملات میں اس کا ضعف ظاہر تھا اور اس کے دانشمند ترین وزیر اس بات کو دنیا سے اب نہیں چھپاسکتے تھے

کہ فرانس میں اب حسن انتظام یا اعلےٰ درجہ کی حکومت کا نام تک نہ تھا جو لوئی چہاردہم کے عہد حکومت کی ممتاز خصوصیات میں تھے۔ اے لاشاپیل کا

اے لاشاپیل کی صلح محض عارضی تھی۔

معاہدہ شرکاء جنگ کے خستہ حال ہو جانے سے ہوا تھا اس لئے اس سے حقیقی مصالحت نہیں ہوئی۔ مثلاً امریکا میں انگریزی اور فرانسیسی آبادکاروں کی نزاعوں کا تصفیہ نہیں ہوا اور اس کے دفعہ ۱۸ کی رو سے الیکٹر پلاٹین کے ان دعاوی کے تصفیہ کو ملتوی کر دیا گیا جو اس نے دول بحری اور آسٹریا کے خلاف میں پیش کئے تھے۔ اس صلح نامے کی ترتیب میں افسوسناک عجلت سے کام لیا گیا، آسٹریا اور پرشیا کے درمیان جو نزاع سائی لے شیا کے متعلق تھی اس کا کوئی تصفیہ نہ ہوا اور انگلستان فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان جو ناگزیر جنگ نو آبادیوں اور ہندوستان میں ہونے والی تھی آٹھ سال کے لئے ملتوی ہو گئی جس میں یورپ میں امن ضرور تھا مگر سکون قلب کسی کو نہ تھا۔

کسی کا قول ہے کہ "وہ کوئی ایسی جنگ نہیں ہوئی جس میں اتنے اہم واقعات ہوئے ہوں اور اس قدر جانوں اور روپیہ کا نقصان ہوا ہو اور پھر اس کے اختتام پر ان اقوام کی جو اس میں شریک تھیں قریب قریب وہی حالت رہی ہو جو اس کے آغاز میں تھی"۔ اس سے ظاہر ہے کہ اے لاشاپیل کی صلح محض عارضی تھی۔

باب ہشتم

انقلاب سفارتی

۱۷۴۸ء تا ۱۷۵۶ء

۱۷۴۸ء سے ۱۷۵۶ء تک ایک تغیرات کا عہد ہے۔ آسٹریا کی اصلاحیں۔ میریا تھیریسا کے مقاصد کانیٹز کی حکمت عملی۔ انگلستان اور وائینا میں کشیدگی کا بڑھنا۔ آرچ ڈیوک جوزیف کے "شاہ روما" منتخب ہونے کا مسئلہ۔ ماشول کی کوششیں اصلاح کے لئے۔ پیرس کے پارلی مان کی جدوجہد دربار اور پادریوں سے۔ لوئی پانزدہم۔ فرانس کی شاہی حکومت کا انحطاط۔ فرانس اور آسٹریا اور روس کے سفارتی تعلقات۔ ۱۷۵۳ء میں جنگ کا اندیشہ انگلستان اور فرانس امریکا اور ہندوستان میں۔ فرانس اور پرشیا کا اتحاد۔ فرانسیسی حکمت عملی مشرقِ یورپ میں۔ فریڈرک اعظم کی حیثیت۔ اس کے تعلقات فرانس سے انگلستان جنگ کی تیاری کرتا ہے۔ ویسٹ منسٹر کا معاہدہ۔ فرانس اور آسٹریا کے درمیان نامہ و پیام ۱۷۵۵ء و ۱۷۵۶ء ورسائلز کا پہلا صلح نامہ یکم مئی ۱۷۵۶ء۔ انقلاب سفارتی ۱۷۵۶ء۔

۱۷۴۸ء تا ۱۷۵۶ء تغیرات کا عہد۔

۱۷۵۶ء میں قدیم نظام سفارتی شکست ہوگیا اور بجائے اسکے ایک نیا نظام وجود میں آیا۔ آسٹریا اور فرانس نے دوسو سال کی مخالفت کے بعد اپنی باہمی رقابت کو خیر باد کہا اور ایک اتحاد قائم کرلیا جو فرانسیسی انقلاب تک باقی تھا۔ آسٹریا نے دول بحری سے اپنے قدیم تعلقات کو منقطع کردیا اور پرشیا آسٹریا کا حلیف ہوگیا۔

اے لاشاپیل کے معاہدے سے کسی کو خوشی نہ ہوئی۔ فرانس کو اُس جنگ سے کوئی نفع نہ ہوا۔ انگلستان کو اپنی فتوحات سے دست بردار ہونا پڑا۔ پرشیا کو سائی لے شیا کی سلامتی کی طرف سے تشویش تھی اور آسٹریا کو اس صوبے کے ہاتھ سے نکل جانے کا قلق تھا اور جنگ میں انگلستان کی روش کا بھی وہ شاکی تھا۔ سائی لے شیا کے علاوہ اطالیہ میں بھی آسٹریا کا نقصان ہوا۔ اور جنگ میں اس کا خرچ بھی بہت ہوا تھا۔ میریا تھیری سا کے شکووں کا انگریزی سفیر نے یہ جواب دیا کہ ڈی ٹین گین اور فون تے نائی کی لڑائیاں آسٹریا کی طرف سے بغیر آسٹروی فوجوں کی امداد کے لڑی گئی تھیں۔ پرشیا نے برلن اور ڈریس ڈین کے معاہدے کر کے فرانس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا مگر فریڈرک بھی یہ جواب دیسکتا تھا کہ کم از کم ایک دفعہ فرانس نے بھی اس کے ساتھ غداری کی تھی۔

انقلاب سفارتی اتفاقات یا سازشوں یا میڈیم دی پوم پا دور کی تنک مزاجی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ عام اسباب پر مبنی تھا جو عرصے سے موجود تھے۔ یورپ کے دول عظمے کے باہمی تعلقات کی یہ کایا پلٹ جس کی وجہ سے ایک جدید توازن قوت وجود میں آیا ۱۷۵۶ء تک مکمل نہیں ہوا گو اے لاشاپیل کے معاہدے کے بعد کے آٹھ برس میں اس کا اثر ظاہر ہو چلا تھا۔ مکمل ہوجانے کے بعد وہ ایک سفارتی انقلاب کا باعث ہوا جس کے نتائج ۱۷۱۳ء کے اتحاد ثلاثہ سے بھی زیادہ دور رس تھے۔ اس انقلاب کے دو اہم اسباب تھے اولاً پرشیا کا عروج اور ثانیاً سائی لے شیا پر فریڈرک اعظم کے غاصبانہ قبضے کی وجہ سے برلن اور وائینا کے درباروں کی نہ مٹنے والی دشمنی۔ اسی لئے میریا تھیری سا اے لاشاپیل کے معاہدے کی شرائط کو قطعی تسلیم کرنے پر مائل نہ تھی۔ انگلستان اور فرانس کے درمیان ہندوستان اور امریکا میں جو امور مابہ النزاع تھے انکا بھی اس معاہدے سے تصفیہ نہیں ہوا۔ آسٹریا اور پرشیا کی باہمی رقابت صرف عارضی طور پر دب گئی تھی اور امن و امان کے قیام کی اس معاہدے سے

کوئی امید نہ ہوسکتی تھی ۱۷۵۶ء تک جب کہ سفارتی انقلاب عملاً وجود میں آیا یورپ دو گروہوں میں منقسم تھا۔ ایک اتحاد میں انگلستان، آسٹریا، روس اور پرتگال شریک تھے اور دوسرے میں فرانس، پرشیا، ہسپانیہ، ڈینمارک پولینڈ اور ٹرکی مگر فرڈی ننڈ کے عہد حکومت میں ہسپانیہ غیر جانب داری کی طرف مائل تھا اور انگلستان اور آسٹریا سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اسی طور پر انگلستان گو روس کا دوست تھا مگر پرشیا کے متعلق روس اور اسٹریا کے مقاصد جو درپردہ تھے ان میں شریک نہ تھا۔ روس اور آسٹریا میں ۱۷۴۶ء سے گہرا اتحاد پیدا ہوگیا تھا اور دونوں اس فکر میں تھے کہ شاہ پرشیا کی قوت کو توڑدیں اور اس کے مقبوضات کو آپس میں تقسیم کرلیں۔ انگلستان اور فرانس کو زیادہ تر اپنی تجارت اور نوآبادیوں کا خیال تھا اور ہندوستان اور امریکا میں دونوں ملکوں کے درمیان نزاعات کا جو سلسلہ جاری تھا اس وجہ سے اندیشہ تھا کہ جنگ کسی نہ کسی وقت ضرور چھڑ جائیگی۔ موجودہ اتحادوں کی استواری اور مضبوطی کا امتحان اگر ہوسکتا تھا تو صرف جنگ کے چھڑ جانے سے ۔

پرشیا کے عروج نے یورپ کی سلطنتوں کے باہمی تعلقات میں ایک انقلاب پیدا کردیا تھا اور ہر سلطنت کے وزیروں کو فکر ہوگئی تھی کہ اپنے اپنے ملکوں میں فوجی اور دوسری اصلاحات عمل میں لائیں۔ گزشتہ جنگ میں گو آسٹریا نہ صرف فنا ہونے سے بچ گیا تھا بلکہ کچھ نفع میں رہا تھا مگر فریڈرک اعظم اور میریا تھیریسا کی ذاتی دشمنی یورپ کے سیاسیات کا محور بنگئی تھی اور اسی کی وجہ سے خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات کی مکمل تنظیم از سر نو ہوئی۔ ملکہ مذکور کا قصد مصمم تھا کہ سائلیشیا کو دوبارہ حاصل کرے، اس وجہ سے یہ دشمنی اور بھی بڑھتی جاتی تھی۔ آسٹریا کے دستور میں اشرافی عنصر غالب تھا اور تمام اقتدارات معدودے چند خاندانوں کے ہاتھ میں جمع ہوگئے تھے۔ مرکزی عاملانہ نظام کی کمزوری، مختلف صوبجات کے متضاد مفاد، امرا کی

خود غرضی اور صوبجات کی مجالس میں ان کے حد سے زیادہ اقتدار سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ مرکزی حکومت کی تنظیم خوبی کے ساتھ کی جائے اور اس کے اقتدار کو بڑھایا جائے۔ مالی، عدالتی اور تمدنی اصلاحات کی بھی ضرورت تھی۔ اس زمانے کے بعد سے فوج کے اخراجات کے لئے ہر صوبے سے ایک مقررہ رقم لی جانے لگی اور اس غرض سے ایک خاص محصول ہر درجے کے اشخاص پر عاید کیا گیا۔ نظام عدالتی میں بھی اسی قسم کی اصلاحیں کی گئیں۔ پرشیا کی حکومت مرکزی تھی اور آسٹریا کے مختلف مقبوضات باہم دیگر ملصق نہ تھے، گزشتہ جنگ میں دونوں ملکوں کے نظام حکومت کا یہ بیّن فرق صاف ظاہر ہو گیا تھا۔ مصالحت ہو جانے کے بعد پرنس جارج آف ہاگ وٹز جو سیکسنی کے ایک جنرل کا بیٹا تھا اور جس نے سائلیشیا کے باقی ماندہ حصے کی صوبہ داری کے زمانے میں بہت کچھ تجربہ حاصل کیا تھا چینسلر مقرر ہوا اور وہ متعدد اصلاحیں عمل میں لایا جس کی میریا تھیری سا نے کماحقہ تائید کی۔ اسی طور پر رُوڈولف چوٹیک نے جو حال میں سررشتہ مالیہ کا افسر اعلیٰ مقرر ہوا تھا اور جو ہاگ وٹز کا رقیب تھا اپنا کام زور شور سے شروع کر دیا۔ ہاگ وٹز نے مرکزی حکومت کی تنظیم جدید فوراً شروع کر دی اس کا مقصد یہ تھا کہ مرکزی حکومت میں یکسانی عمل پیدا کرے، رشوت ستانی کو موقوف کرے اور مختلف مجالس کے اقتدارات کو گھٹا دے خصوصاً ان اقتداروں کو جن کا تعلق مالی اور فوجی معاملات سے تھا۔ علاوہ ازیں قوانین کی تدوین کی ضرورت تھی، امرا کے عدالتی اقتدارات بہت زیادہ تھے، پادریوں کے اثر پر نگرانی کی ضرورت تھی اور ابتدائی تعلیم کی آسٹریا میں بمقابلہ فرانس و پرشیا بہت کم اشاعت ہوئی تھی۔

ہاگ وٹز نے باوجود پیرانہ سال وزیروں اور امرا اور پادریوں کی مخالفت کے بہت سی قابل قدر اصلاحیں کیں جن کی بنا پر جوزیف ثانی کو مزید اصلاحوں کے عمل میں لانے کا موقع ملا۔ اس وقت تک سیاسی اور عدالتی کام کا بیشتر حصہ آسٹریا، ہنگری اور بوہیمیا کی وزارتوں سے متعلق تھا۔ ہر وزارت اس فکر میں رہتی تھی کہ محاصل کے بوجہ سے بچ جائے، اپنے ملک کے مفاد کو اغراض شاہی پر

ترجیح دے اور سر رشتہ مالیہ (Hofkammer) اور شہنشاہ کی قوت کو کم کرے۔ آسٹریا کی جنگ جانشینی میں بوہے میا کے وزیر اعظم کینسکی نے جنگ سے اسکے ملک پر جو بار پڑتا تھا اس کو کم کرنے کے لئے فوج کو تباہ کر دیا۔ اس لئے مہارئی ۱۷۴۹ء کے فرمان کی رو سے سر رشتہ عدالت عام انتظامات سے علحدہ کر دیا گیا اور آسٹریا اور بوہے میا کی وزارتیں آپس میں ضم ہو کر پہلے (Directorum in internis (نظامت داخلی) اور پھر (Kaiserliche Konigliche vereinigte Hofkanzlei) کے نام سے موسوم ہوئیں یہ گویا وزارت داخلی تھی جس کے سپرد مالی اور عاملانہ کام تھے اور جس کا صدر ہاگ وٹز مقرر کیا گیا۔ عدالتی کام ایک جدید عدالت العالیہ (Hofrath) کے تفویض کیا گیا۔ وزارت داخلی چند روز کے بعد دو سر رشتوں میں تقسیم کر دی گئی جس میں سے ایک سر رشتہ مالیہ (Hofkammer) اور دوسرا سر رشتہ عاملانہ (Hofkanzlei) تھا۔ ۱۷۶۰ء میں ایک "مجلس ملکی" (Staatsrath) تمام سر رشتوں کے کام کی نگرانی کے لئے مقرر کی گئی۔ اس کے علاوہ یہ بھی طے ہوا کہ مجالس صوبجات بجائے ہر سال روپیہ اور سپاہی دینے کے آئندہ دس سال کے لئے سالانہ ایک مقرر رقم دیا کریں اور یہ کہ فوجی معاملات کا انتظام ان کے ہاتھ سے نکال لیا جائے۔ مجالس مذکور کے سیاسی اختیارات گھٹا دئیے گئے اور مرکزی حکومت کے نمایندوں کے سپرد کر دے گئے۔ مقامی حکومت جو سابق میں بالکل امیروں کے ہاتھ میں تھی اب بالکل کالعدم ہو گئی، غرض ہر طرف اصلاحیں عمل میں لائی گئیں جن سے مقصود یہ تھا کہ خاندان ہیپس برگ کی سلطنت میں مرکزی حکومت کو تقویت دیجائے، امرا کے اثر کو گھٹایا جائے اور کسانوں کو ان کی دست برد سے بچایا جائے۔(۱)

میریا تھیری سا کی اکثر اصلاحوں کی غایت یہ تھی کہ کسانوں کی حالت بہتر ہو جائے اور امرا کا اثر کم ہو۔ اس غرض سے اس نے امرا کے اُن حقوق کو کالعدم کر دیا جنکی رو سے اُن کی اراضیات لگان سے مستثنےٰ تھیں اور انھیں وائینا میں آکر قیام کرنیکی

(۱) دیکھو ضمیمہ (الف)

ترغیب دی۔ ان تمام اصلاحات کا مجموعی اثر یہ تھا کہ حکومت شاہی کی مرکزی قوت بڑھ جائے اور اس کے اقتدارات پختہ ہو جائیں۔ اصلاحات مذکور مبنی نوع انسان کی ہمدردی کے ان خیالات پر مبنی ہیں جو اس زمانے میں مقبول ہونے لگے تھے۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ میریا تھیری سا اپنے حکومت کے مختلف اجزاء کو متحد کر کے ایک ایسی حکومت شخصی قایم کرنا چاہتی تھی جو نیک نیتی پر مبنی تھی۔ اصلاحات کی اجراء کا باعث یہ تیقن بھی تھا کہ سلطنت کے مختلف سرشتوں کی تنظیم جدید اور کارکردگی سے پرشیا کی آئندہ جنگ میں بہت مدد ملیگی اور کامیابی کا دار مدار سرشتہ ہائے مذکور کے حسن انتظام پر ہوگا۔ ہاگ وٹز کے انتقال کے بعد میریا تھیری سا نے خود لکھا تھا کہ اس نے انتہائی ابتری کو دور کر کے انتظامات ملکی کی کماحقہ اصلاح کی۔ اس کا یہ قول بالکل صحیح ہے کیونکہ جس عزم و استقلال سے اصلاحات عمل میں لائی گئیں اس کی مرکزی حکومت ضرور ممنون احسان ہے۔

اخراجات کو کم کرنے اور آمدنی کو بڑھانے کے لئے تعلیم، تجارت، صنعت و حرفت اور مالیہ میں بھی اصلاحیں کی گئیں۔ فروری ۱۷۶۰ء میں وائینا کی جامعہ کے اساتذہ کی نامزدگی کا اقتدار بادشاہ کے سپرد کیا گیا۔ یہ پہلی تدبیر تھی جس کے ذریعہ سے سرشتہ تعلیمات بالکلیہ سلطنت کے زیر نگرانی ہو گیا۔ بحیرۂ روم اور بحیرۂ ایڈریاٹک کے سواحل پر سفارت خانے قائم کئے گئے، تجارتی جہاز بنائے گئے اور ٹری ایسٹ کو ترقی دینے کے لئے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ چوٹیک کے زیر نگرانی سڑکوں اور نہروں کی حالت میں بہت اصلاح ہوئی، اندرونی محصول خانے یا تو بند کر دے گئے یا اس کا کام روک دیا گیا اور سرشتہ ڈاک کی بھی اصلاح کی گئی۔ آمدنی پر محصول عاید کیا گیا اور رعایا میں سے ہر شخص پر حسب حیثیت ایک خاص محصول عاید کیا گیا۔ تدبیروں سے آسٹریا کی آمدنی بہت کچھ بڑھ گئی اور اس کی ساکھ بڑھ گئی۔

میریا تھیری سا کا مصمم ارادہ تھا کہ سائلے شیا پر دوبارہ قبضہ کرے اس لئے فوجی اصلاحوں کی شدید ضرورت تھی۔ آسٹریا کے تمام مقبوضات میں سوائے ہنگری اور ٹائرول میلانیز اور نیدرلینڈ کے جبری فوجی خدمت کا طریقہ جاری کیا گیا سپاہیوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا، نااہل افسر برطرف کر دئے گئے اور فوجی مدرسے قایم

کئے گئے۔ پرشیا کی فوج کے نمونے پر ڈرل (قواعد) میں اصلاحیں کی گئیں اور اخراجات میں تخفیف اور حسن انتظام کی تاکید کی گئی۔ فوج کی عام اخلاقی حالت کی اصلاح اور اس کو آرام پہونچانے کی طرف بھی توجہ کی گئی۔ زمانہ صلح میں آسٹریا کی فوج کی تعداد ایک لاکھ مقرر کی گئی جس میں زمانہ جنگ میں مستحفظ فوجوں اور ہنگری کے بے قاعدہ سپاہیوں کی تعداد سے اضافہ ہوسکتا تھا۔ اس لئے ۱۷۵۳ء میں اندازہ کیا گیا تھا کہ میدان جنگ میں آسٹریا ۱۹۵۰۰۰ سپاہی بھیج سکتا ہے۔ جنگ ہفت سالہ میں میریا تھیری سا نے ایک قابل تعریف فوج میدان جنگ میں بھیجی اور اس کا توپ خانہ یورپ میں سب سے بہتر تھا؛

میریا تھیری سا گزشتہ جنگ کے نتائج سے مطمئن نہ تھی اور سائی لے شیا کو دوبارہ حاصل کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ سائی لے شیا کا شمار آسٹریا کے بڑے جرمنی صوبوں میں تھا اور اس کے نکل جانے سے نہ صرف آسٹریا کے سطوت وجبروت کو سخت صدمہ پہونچا بلکہ سلطنت مذکور کے سلاو عناصر کو تقویت ہوگئی جس کی وجہ سے وائینا کی حکومت کو اکثر دقتوں کا سامنا رہتا تھا؛

میریا تھیری سا پھر جنگ چھیڑ کر قسمت آزمائی کرنا چاہتی تھی جس کے لئے سب سے پہلے حلیفوں کا انتخاب ضروری تھا۔ آسٹریا کی خارجی حکمت عملی کا اصل اصول یہ تھا کہ دول بحری سے اتحاد رہے مگر پولینڈ کی جنگ جانشینی میں انگلستان کا غیر جانب دار رہنا اور سائی لے شیا کی جنگوں میں اس کا تحکمانہ انداز میریا تھیری سا کو حد درجہ شاق گزرا تھا اور اسے یقین کامل تھا کہ اس کے نقصانات کا باعث اس کا غدار اور خود غرض حلیف (انگلستان) تھا نہ کہ فرانسیسیوں اور پرشیا کی فتوحات۔ ۷ر مارچ ۱۷۴۹ء کو اس نے اپنے ہر ایک وزیر کو حکم دیا کہ دو ہفتے کے اندر آسٹریا کے آئندہ خارجی حکمت عملی کے متعلق اپنی تحریری رائے پیش کرے۔

وزیروں کی رایوں میں اختلاف تھا۔ شہنشاہ فرانسس کو جسے زیادہ تر دلچسپی مالی معاملات اور علم کیمیا سے تھی، پیرانہ سال وزیروں سے اتفاق تھا جو قدیم نظام کو برقرار رکھنا چاہتے تھے! اس کا خیال تھا کہ آسٹریا کے صرف تین دشمن ہیں فرانس، پرشیا اور ٹرکی اور ان کے علاوہ سارڈی نیا اور پارما ہیں۔ ان سے

مقابلہ کرنے کے لئے آسٹریا کو دول بحری کی امداد اور روس اور سیکسنی کے اتحاد کی ضرورت تھی۔ ان کی یہ بھی رائے تھی کہ پرشیا کو جنگ کی تجدید کا موقع نہ دینا چاہئے اور اس اثناء میں آسٹریا کو اپنی فوج اور سررشتہ مالیہ کی تنظیم از سر نو کرنی چاہئے مگر اُن کی رائے کانٹز نے نہایت قابلیت اور آزاد خیالی سے رد کر دی۔ یہ شخص آسٹریا کے کابینہ یا کانفرنس کے اراکین میں سب سے کم سن تھا۔

کانٹز کی حکمت عملی

اینٹن وین گیل فان کانٹز ۱۷۱۱ء میں وائینا میں پیدا ہوا۔ اس کے والدین کی خواہش تھی کہ وہ کلیسیہ میں داخل ہو مگر اس کے چاروں بڑے بھائیوں کے انتقال کی وجہ سے اس کی زندگی کا رخ بدل گیا اور سفارتی ملازمت کے لئے وائینا۔ لیپزگ اور لائیڈن کی یونیورسٹیوں میں تعلیم پاکر آلک کونسل کے رکن کی حیثیت سے چارلس ششم کی سلک ملازمت میں داخل ہوا۔ آسٹریا کی جنگ جانشینی میں وہ علے الترتیب روما، ٹیورن اور برسیلز میں سفیر تھا اور اکس لاشاپیل کی کانگریس میں بھی آسٹریا کی طرف سے شریک تھا۔ لوگ اُسے عیاش اور فیشن کا شیدا خیال کرتے تھے اور اس کی صحت بھی خراب تھی مگر سفارتی کارروائیوں میں اُس نے اپنی قابلیت کو ثابت کر دیا تھا۔ باوجود اپنی ظاہرا روش کے سیاسی معاملات میں وہ غور و فکر اور دانائی سے کام لیتا تھا اور اس نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ اس زمانے کے زیرک ترین مدبروں میں سے ہے۔ اس کی لیاقت میں کوئی شک نہ تھا، نہایت سرگرم تھا مگر جلد بازی اس سے کبھی سرزد نہ ہوئی، نکتہ چیں حاسدوں میں وہ گھرا ہوا تھا مگر ہمیشہ استقلال دور اندیشی اور حسن تدبیر سے کام لیتا۔ اس کی فریسانہ سفارتی کارروائیاں دانشمندی اور پیش بندی پر مبنی تھیں اور اس کے حب قوم سے ان کارروائیوں کو تقویت پہونچتی تھی۔ اسی حب قوم کی وجہ سے میریا تھیریسا کو اس پر اعتماد کلی تھا اور فریڈرک اعظم کو تسلیم کرنا پڑا کہ کانٹز اس کا خطرناک ترین مخالف ہے۔

کانٹز نے ۴۰ سال کی عمر میں سفارتی کارروائیوں میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور ۴۰ سال تک آسٹریا کا وزیر خارجہ رہا۔ اپنے مشہور یادداشت میں

جو حجم میں دوسرے وزیروں کی یادداشتوں کے مجموعے کے دو چند تھی اس نے ثابت کردیا کہ پرشیا کے عروج سے آسٹریا کو نقصان پہونچا تھا اور چونکہ پرشیا آسٹریا کا اصل دشمن تھا اس لئے جب تک سائی لے شیا آسٹریا کے قبضے میں پھر نہ آجائے اس کی سلامتی کے متعلق تیقن نہ ہوسکتا تھا۔ فرانس اور باب عالی کا شمار بھی آسٹریا کے دشمنوں میں ہوسکتا تھا مگر پرشیائی مخالفت میں کوئی شک نہ تھا اور اس سے جنگ چھڑ جانے کا ہر وقت اندیشہ تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ آسٹریا بلا کسی تاخیر کے سائی لے شیا پر قبضہ کرے مگر اس حکمت عملی کو عمل میں لانے کے لئے موجودہ اتحادوں پر اعتماد ناممکن تھا۔ جارج دوم اور فریڈرک اعظم میں صفائی نہ تھی مگر شاہ پرشیا انگلستان میں ہر دل عزیز تھا اور چونکہ تجارتی اور نوآبادیات کے معاملات سے انگریزوں کو زیادہ لگاؤ ہوتا جاتا تھا اس لئے جرمنی کے معاملات کی انھیں اب زیادہ پرواہ نہ تھی۔ ہالینڈ اپنی اندرونی مشکلات میں محو تھا، اس کے ذرائع روز بروز سقیم ہوتے جاتے تھے اس لئے وہ انگلستان کی متابعت کرنے پر مجبور تھا روس کی خارجی حکمت عملی کا دارومدار بادشاہ وقت کی مرضی پر تھا اس لئے اس پر بھی اعتماد نہ ہوسکتا تھا۔ سیاسی حالات کے اس تجربہ سے کانٹز نے دو نتیجے مستخرج کئے یعنی سائی لے شیا کے دوبارہ حاصل کرنے میں آسٹریا کے حلیفوں میں سے کسی سے مدد نہیں مل سکتی اور اس لئے فرانس سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی پوری کوشش ہونی چاہئے کیونکہ دول عظمےٰ میں ایک فرانس ہی تھا جس سے آسٹریا کو پرشیا کے خلاف اپنی اس مہم میں امداد مل سکتی تھی۔ کانٹز نے یہ بھی ثابت کیا تھا کہ فرانس اور پرشیا کے تعلقات دراصل دوستانہ نہیں ہیں اور اسے امید تھی کہ لوئی پانزدہم بہ آسانی اس کا ہم خیال ہونے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے پرشیا ہی ایک دشمن تھا جس پر آسٹریا حملہ کرنا چاہتا تھا اور سائی لے شیا کو دوبارہ فتح کرنا اس کا مقصد واحد تھا۔ لیکن اولاً تو اس کی فوج نہایت زبردست تھی اور ثانیاً اس کا اثر اب بہت بڑھ گیا تھا اس لئے ضروری تھا کہ فریڈرک اعظم کے غرور کے توڑنے کے لئے سلطنت ہائے یورپ کا ایک اتحاد قایم کیا جائے اور اس اتحاد کا صدر فرانس ہو۔ بالمختصر کانٹز کی حکمت عملی امور ذیل پر مبنی تھی۔

(۱) سائلی سے شیا کو واپس لینے کا قصد مصمم (۲) صوبہ مذکور کے واپس لینے کے لئے پرشیا کے خلاف میں انگریزی اتحاد محض بیکار ہے (۳) فرانس سے اتحاد پیدا کرنا اب بالکل ناگزیر ہے ؟

کانٹز کی یہ رائیں زیادہ تر صحیح تھیں۔ آسٹروی نیدرلینڈ یا اطالیہ کے دو رو دراز صوبجات کی اسے زیادہ پرواہ نہ تھی۔ میٹرنخ کے طرز عمل کے خلاف وہ خاندان ہیپس برگ کے جرمنی صوبجات کے انتظامات کو پختہ کرنا چاہتا تھا خواہ اس طرز عمل کی وجہ سے میلانیز یا نیدرلینڈ آسٹریا کے قبضے میں رہیں یا نہ رہیں۔ آراء مذکورۂ بالا کو مدنظر رکھکر اس نے اور جوزیف ثانی نے ۱۷۷۸ء اور ۱۷۸۵ء میں باویریا کو سلطنت آسٹریا میں شامل کر کے جنوبی جرمنی میں ایک زبردست جرمن سلطنت بنانا چاہا تھا۔ بالمختصر جرمنی میں وہ آسٹریا کی سیادت کو از سر نو قائم کرنا چاہتا تھا جو ویسٹ فالیا کے معاہدے سے زائل ہوگئی تھی اور ان اثرات کو روکنا چاہتا تھا جنکی وجہ سے آسٹریا بجائے ایک مغربی قوت کے ایک مشرقی قوت ہو رہا تھا۔ فرانسیسی اتحاد کی تجویز کوئی نئی نہ تھی۔ ۱۷۲۶ء میں ریپرڈا کے کارپردازوں میں سے ایک نے تحریک کی تھی کہ فرانس وائنا کے اتحاد میں شریک ہو جائے اور خود فلیوری آسٹریا سے دوستانہ تعلقات کے قیام کو ناپسند نہ کرتا تھا۔ آسٹریا کی جنگ جانشینی کے آخری دور میں بارٹین سٹیین نے تسلیم کر لیا تھا کہ فرانس کو پرشیا کے اتحاد سے علحدہ کرنا قرین مصلحت ہے اور ہیپس برگ اور فرانسیسی بوربون خاندانوں میں اتحاد کے قیام پر علانیہ بحث ہونے لگی تھی۔ برنہل نے ۱۷۴۵ء میں مارکوس دی ووُل گری نان کو بتا دیا تھا کہ پرشیا کے غدار بادشاہ کو سزا دینے سے آسٹریا اور فرانس کو کیا نفع ہو سکتا ہے اور اسی زمانے میں جو نیک (میونخ کا آسٹروی سفیر) نے مارکوس مذکور سے کہا تھا کہ اب وقت آگیا ہے کہ وائینا اور ورسالز کے درباروں میں اتحاد ہو جائے۔ یہ بھی اغلب ہے کہ اگر فرانس کی طرف سے اتحاد کی طرف پیش قدمی ہوتی تو میریا تھیری سا کو کوئی عذر نہ ہوتا۔ فرانس کے وزرانے دول گری نان کے توسط سے نامہ و پیام شروع کیا مگر چونکہ فریڈرک کے پنجے سے سائلی سے شیا کے نکالنے میں وہ دخل نہ دینا چاہتے تھے اس لئے اس نامہ و پیام کا کوئی نتیجہ نہ ہوا ؟

کانٹز کی تجاویز کی شہنشاہ اور ہرانخ اور راہل فیلڈ نے سخت مخالفت کی مگر میریا تھیری سا اس کی تائید پر کھڑی ہوگئی اور اپنی عادتی گرمجوشی کے ساتھ تجاویز مذکور کو منظور کر لیا کیونکہ ان سے سائی لے شیا کے حاصل کرنے کی اسے امید ہوئی تھی جس کا اسے سب سے زیادہ خیال تھا۔

ملکہ کے ذاتی اثر اور آسٹریا اور رودل بحری کے درمیان کشیدگی کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے کانٹز کی تجاویز کی مخالفت رفتہ رفتہ زائل ہوگئی۔ میریا تھیری سا کا خیال تھا کہ سائی لے شیا کے معاملے میں انگلستان نے اسے دھوکھا دیا اور پھر اے لاشابیل کے معاہدے کو تسلیم کرنے پر مجبور کیا! انگلستان کے خلاف میں آسٹریا کے خیالات اس قدر خراب ہو گئے تھے کہ دونوں ملکوں میں کشیدگی کو بڑھانے کے لئے زیادہ کوشش کی ضرورت نہ تھی۔

انگلستان کے خلاف آسٹریا میں ناراضی۔

گزشتہ جنگ میں انگریزی کابینہ نے جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ میریا تھیری سا کو سخت ناگوار تھا۔ اے لاشابیل کے معاہدے کے مرتب ہو جانیکے بعد میریا تھیری سا نے انگلستان سے ایک لاکھ پونڈ کا مطالبہ کیا جو اس کے بیان کے مطابق واجب الادا تھا اور جب انگلستان کے پارلیامنٹ نے رقم مذکور کے ادا کرنے سے انکار کیا تو اس نے اپنا غصہ انگریزی سفیر کیتھ پر اتارا۔ انگلستان نے ۱۷۵۰ء میں ۱۷۴۶ء کے اس عہد نامہ کو تسلیم کر لیا جو روس اور آسٹریا کے درمیان ہوا تھا اور جارج دوم نے میریا تھیری سا کے غصے کو دفع کرنے کے لئے ڈائٹ میں آرچ ڈیوک جوزیف کو "شاہ روما" منتخب کرانے کا وعدہ کیا مگر ان دونوں باتوں سے میریا تھیری سا کو اطمینان نہ ہوا۔ دو سال تک اس کے متعلق نامہ و پیام ہوتے رہے جن میں تمام انتخاب کنندہ فرمانروا منہمک تھے اور فرانس اور روس کو بھی جرمنی کے معاملات میں دخل دینے کا موقع ملگیا۔ جارج دوم کے ایما سے آرچ ڈیوک کو منتخب کرانے کے بہترین طریقوں پر غور کرنے کے لئے جولائی اور اگست میں ہینوور میں مجالس شوریٰ منعقد ہوئیں۔ چونکہ مینز اور ٹری یر کے الیکٹر آسٹریا کے طرفدار تھے اور باویریا کولن اور سیکسنی کے الیکٹر انگلستان کے زیر اثر خیال کے

آرچ ڈیوک جوزیف کا شاہ روما منتخب ہونے کا مسئلہ ۱۷۵۰ء تا ۱۷۵۲ء

جاتے تھے اس لئے جماعت منتخب کنندہ میں کثرت رائے حاصل کرنے میں زیادہ دقت کا اندیشہ نہ تھا مگر جارج کی اس کوشش کی خود وائینا سے بہت کم تائید ہوئی کیونکہ میریا تھیری سا کو اب فرانس کو پرشیا کے اتحاد سے علیحدہ کرلینے کی امید ہو چلی تھی اور اسے نہ صرف انگلستان کے دربار کا طرز عمل ناگوار تھا بلکہ اسے معلوم تھا کہ الیکٹران آسٹریا سے روپیہ اور علاقہ جات کے طلب گار ہونگے۔ اسکا یہ خیال صحیح ہوا کیونکہ باویریا کے الیکٹر نے ایک زبردست سالانہ امداد طلب کی کولن کے الیکٹر کی خواہش تھی کہ ایک سالانہ رقم (Mois Romains) معاف کردی جائے جو قرون وسطے سے تاج پوشی کے لئے شہنشاہ کے روما جانے کے اخراجات کے لئے دی جاتی تھی۔ الیکٹر پالاٹائن نے انگلستان اور ہالینڈ سے پچاس ہزار پونڈ کا مطالبہ کیا جو ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے زمانے سے واجب الادا تھا اس کے علاوہ گزشتہ جنگ میں اپنے نقصانات کی تلافی کے لئے آسٹریا سے علاقوں کا خواہش مند ہوا۔ چارلس تھیوڈور الیکٹر پالاٹائن ۱۱ دسمبر ۱۷۲۴ء کو پیدا ہوا اور جان کرسچن پرنس پالاٹائن آف سلزباخ کا بیٹا تھا۔ ۱۷۴۲ء میں چارلس تھیوڈور چارلس فلپ کا جانشین ہوا جو شاخ نیوبرگ کا آخری الیکٹر تھا۔ چونکہ آسٹریا کی جنگ جانشینی میں وہ فرانس کا شریک تھا اس لئے معاوضے کے لئے جو دعوے اس نے آسٹریا کے دربار کے خلاف میں کیا اسے میریا تھیری سا نے حقارت سے رد کردیا۔ ۱۷۵۱ء و ۱۷۵۲ء کے پیچیدہ مباحث میں فرانس کے وزیر خارجیہ پوئی سیونے اور سائین کون تیس نے ورژین کو کاب لینز اور ہینوور کو فرانس کے مفاد پر نگاہ رکھنے کے لئے بھیجا اور اس کو ہدایت دی کہ معاہدہ اے لاشاپیل کے دفعہ ۱۸ کی تائید کرے جس پر الیکٹر پالاٹائن کے دعاوی مبنی تھے اور یہ کہ فریڈرک اعظم جو طرز عمل اختیار کرے اس کی تائید پر آمادگی ظاہر کرے۔ ہینوور میں مختلف سلطنتوں کے سفیروں کے درمیان عرصے تک بحث کا سلسلہ جاری رہا جس میں گری مالڈی (ہسپانی سفیر سویڈن میں) بھی ورژین اور فرانسیسی حکمت عملی کی تائید کے لئے آکر شریک ہوگیا۔ مگر ان مباحث سے جارج دوم کی یہ کوشش بارور نہ ہوئی کہ اس کی ریاست (الیکٹریٹ) کے اقتدار اور اثر میں اضافہ ہو۔ شاہ انگلستان باوجود

میریا تھیری سا کی علانیہ ناراضی کے الیکٹر پالاٹائن کی تائید پر مجبور تھا اور اس کی وجہ سے اس کے اور آسٹریا کے درمیان دلخراش مراسلت شروع ہوگئی جوزیف کا انتخاب جب زیر بحث تھا فریڈرک اعظم نے اعلان کر دیا کہ "شاہ روما" کے انتخاب کے لئے الیکٹروں کی کثرت رائے کافی نہ تھی اور انگلستان کے کابینہ کی بھی یہی رائے تھی۔

آسٹریا کی ناراضی

اس گفت وشنید میں انگریزی سفیروں نے شروع سے آخر تک مطلق حسن تدبیر سے کام نہیں لیا اور انگلستان کے تحکمانہ لہجے کی وجہ سے وائینا میں سخت ناراضی تھی۔ انتخاب بالآخر ۲۷ مارچ ۱۷۶۴ء کو جا کر ہوا۔ جارج دوم نے کوشش کی تھی کہ میریا تھیری سا کا غصہ رفع ہو جائے مگر نتیجہ بالعکس ہوا اور ملکہ پہلے سے بھی زیادہ انگریزی حکومت سے ناراض ہوگئی؛

سرحدی قلعے

دونوں سلطنتوں کی باہمی ناراضی نیدرلینڈ کی سرحد کے مسئلے سے اور بھی بڑھ گئی تھی۔ آسٹروی نیدرلینڈ گویا براعظم یورپ میں آسٹریا کی ایک نوآبادی تھی اور اس کی وجہ سے آسٹریا کو ہمیشہ دقتیں پیش آتی تھیں شیلٹ ندی کو تجارت کے لئے بند کر دینا، صلح نامہ سرحدی کی شرائط اور انگلستان اور ہالینڈ کا اس ملک کو فرانس کے حملوں سے محفوظ رکھنے کی فکر میں رہنا یہ سب امور ایسے تھے جن سے شہنشاہ کی حکومت کالعدم ہوگئی تھی اور آسٹریا کی وزیر صوبہ مذکور کے ذرائع تحفظ کو تقویت دینے کی طرف سے بے پرواہ ہوگئے تھے۔ میریا تھیری سا کو انگلستان کی سیاسی اور تجارتی غلامی نہایت شاق تھی اور اس نے ۱۷۴۸ء میں ۱۷۱۵ء کے انتظامات کی تجدید کو بادل ناخواستہ منظور کیا۔ مگر انگلستان اور ہالینڈ کے لئے یہ معاملہ نہایت ہی اہم تھا اس لئے ۱۷۵۳ء میں سرچارلس ہنبری ولیمس بطور سفیر خاص کے وائینا بھیجا گیا۔ مگر بدقسمتی سے اس زمانے کے انگریزی سفیروں کی طرح اس نے میریا تھیری سا سے گفتگو کرنے میں حسن تدبیر سے کام نہیں لیا اور نتیجہ برعکس ہوا اور ملکہ نے قصد مصمم کر لیا کہ وہ انگریزی سفیروں کے مطالبات کو منظور نہ کرے گی؛

کاؤنٹز کی سفارت فرانس کو ۱۷۵۰ء

۱۷۵۰ء میں کاؤنٹز آسٹریا کی طرف سے سفیر مقرر ہو کر پیرس گیا؛ اور اسکی سفارت کی غایت یہ تھی کہ فرانس اور آسٹریا کی موروثی دشمنی کو دور کر کے دونوں میں اتحاد پیدا کرے۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ فرانسیسی

سفیروں کے سامنے آسٹریا اور فرانس کے اتحاد کے امکان کو پیش کرے اور اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے شاہ پرشیا کے خلاف میں ان کے شبہوں کو تقویت دے۔ فرانس میں وہ ۱۷۵۳ء تک رہا مگر اس کی سفارت کو خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی فرانس میں جب وہ پہونچا تو اس نے دیکھا کہ حد درجہ ابتری پھیلی ہوئی ہے۔ لوئی پانزدہم کی ہر دل عزیزی بالکل معدوم ہوگئی تھی اور میڈیم دی پوم پادور کا عروج تھا۔ ممالک غیر کے سفیر اسکی دربارداری کرتے تھے اور فرانس کے وزیر بھی ترقی مدارج کی امید اسی سے رکھتے تھے دربار شاہی کے اثرات کی کوئی انتہا نہ تھی اور محاصل کے غیر مساوی اور بھاری ہونیکی وجہ سے تجارت تباہ ہو رہی تھی۔ اے لاشا پیل کے معاہدے سے سخت ناراضی پھیلی ہوئی تھی اور اندیشہ تھا کہ اہل پیرس کی عام ناراضی سے کہیں انقلاب نہ ہو جائے۔ پیرس کا پارلی مان نہایت دقت کے ساتھ ایک جنگی محصول منظور کرنے پر آمادہ ہوا جو آمدنی کے دسویں حصے پر تھا۔ جنگ کے اختتام کے بعد پارلی مان پھر حکومت کے خلاف میں فریق جان سینی کا حامی ہوگیا۔ ماشول نے جو کنٹرولر جنرل (افسر اعلے سررشتہ مالیہ) تھا تمام طبقات ملک پر ایک مستقل محصول آمدنی کے بیسویں حصے پر لگانا چاہا تھا مگر پارلی مان نے اس محصول کی مخالفوں کی سرکردگی اختیار کی۔ ماشول درنوویل کاونٹ دارژان سون کا رقیب ۱۷۴۵ء میں بجائے آری کے کنٹرولر جنرل مقرر ہوا تھا۔ یہ شخص پہلے ہینول میں مجسٹریٹ تھا اور اس کو عروج میڈیم دی پوم پادور کی نظر عنایت سے نصیب ہوا تھا جو اس کے اکھڑپن اور اصول کے پابند ہونے سے واقف تھی۔

ماشول کی اصلاحی کوششیں

ماشول نے انتہا درجہ کی کفایت شعاری سے سررشتۂ مالیہ کی اصلاح کی کوشش کی مگر آسٹریا کی جنگ جانشینی کے بعد بیسویں حصے کے محصول کے عائد ہونے کے متعلق جو فرمان شاہی صادر ہوا اس سے سخت ناراضی پھیل گئی۔ برٹنی میں بلوے ہونے لگے، مجالس صوبہ بھی مقابلے پر تیار ہوگئیں، پیرس کے پارلی مان نے فرمان مذکور کو درج رجسٹر کرنے سے انکار کر دیا اور پادریوں نے بھی اس کے خلاف میں صدائے احتجاج بلند کی۔ وہی جماعتیں جنھوں نے زمانہ مابعد میں تورگو کی اصلاحی کوششوں کی مخالفت کی تھی فرمان مذکور کے عمل میں آنے میں ہارج ہوئیں۔ ماشول نے پادریوں پر براہ راست بھی حملہ کیا۔ اس کی خواہش تھی کہ بہت سی زنانہ خانقاہیں

بند کردی جائیں اور جدید مذہبی ادارات زیادہ قایم ہونے نہ پائیں۔ اسکا یہ بھی قصد تھا کہ کلیسیہ کی املاک کو ناقابل انتقال قرار دینے کے متعلق ایک قانون نافذ کرائے اور کلیسیہ کے بطور وراثت روپیہ اور اراضی حاصل کرنے پر قیود عاید کرے۔ زراعت کو ترقی دینے کے لئے وہ فرانس کے تمام رقبے میں تجارت کی آزادی چاہتا تھا۔ مگر یہ قابل قدر تجاویز بارآور نہ ہوئیں۔ پادریوں نے اس پر کفر کا فتوے لگا دیا اور غلہ کے قسمت آزما تاجروں نے اس کی مخالفت شروع کردی۔ اگر ماشول کے نظام عمل پر توجہ کی جاتی تو ان سے اصلاحوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا جس سے فرانس انقلاب سے بچ جاتا اور بوربون خاندان کی حکومت اس ملک میں باقی رہتی مگر وزیر کے خلاف میں جو شورش پیدا ہوگئی تھی اس کو لوئی پانزدہم فرو نہ کرسکتا تھا، اس لئے جولائی ۱۷۵۴ء میں اس نے ماشول کو وزارت بحری پر منتقل کردیا۔

پیرس کے پارلی مان کی نزاعیں پادریوں اور لوئی پانزدہم کے ساتھ۔

مگر بادشاہ کی طرح، پیرس کا پارلی مان پادریوں کی دھمکی میں نہ آیا گو بادشاہ خود ان کا موید تھا۔ پیرس کے متعصب اسقف اعظم نے حکم دیدیا تھا کہ کسی شخص کو عشاء ربانی (Sacrament) نہ دیجائے جب تک کہ وہ ایک ٹکٹ نہ پیش کرے کہ اس نے فرمان (Unigenitus) کو تسلیم کرلیا ہے۔ اسقف اعظم مذکور نے پیرس کے شفاخانوں کو بھی اپنی نگرانی میں لینا چاہا تھا پیرس کے پارلی مان نے صوبجات کے پارلی مانوں کی تائید سے اسقف اعظم کی سختی کے ساتھ مخالفت کی پارلی مان نے ۱۷۵۲ء میں ٹکٹ ہائے مذکور کے رواج کو بند کردیا اور ان پادریوں کو سخت سزا دی جنھوں نے اس کے احکام کی تعمیل نہ کی مگر ۱۷۵۳ء میں حکومت پادریوں کی تائید پر آمادہ ہوگئی اور ۸ مر اور ۹ مر مئی کو پیرس کے پارلی مان کے تمام اراکین جلاوطن کردئے گئے سوائے مجلس عظمے (Grand Chamber) کے جو پونتوآس اور پھر سواسون کو بھیجدیگئی۔ مگر پارلی مان نے جد و جہد کو جاری رکھا اور اس کو رائے عامہ، جامعہ پیرس اور پارلی مان ہائے صوبجات کی تائید حاصل تھی۔

پارلی مان کے معاملات میں دربار شاہی کی دست اندازی اور حکومت ملکی میں پادریوں کی رخنہ اندازی پر اس کے اراکین سخت معترض ہوئے۔ پیرس کی گلیوں میں

سوار گشت لگاتے تھے، مختلف مقامات میں بلوے ہونے لگے اور مغویانہ تحریریں دیواروں پر لگائی جانے لگیں۔ دارژان سون نے اسی زمانہ میں لکھا تھا کہ "ملک کے تمام طبقات میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے بلووں سے بغاوت ہونے کا اندیشہ ہے اور بغاوت سے ممکن ہے کہ زبردست انقلاب پیدا ہو جائے"۔ امید کی جاتی تھی کہ پارلی مان اسٹیٹس جنرل کے منعقد کئے جانے کا مطالبہ کریگا۔ مارچ ۱۷۵۴ء میں دارژان سون نے لکھا کہ ہر طرف سے خانہ جنگی کا اندیشہ ہے۔ لوئی پانزدہم نے میڈیم دی پوم پادور کے مشورے سے پارلی مان کے اراکین کو واپس بلالیا، قید شدہ حکام کو رہا کر دیا اور چونکہ پیرس اور آئی کے اسقفان اعظم اور اورلیان اور تروائے کے اسقفوں نے اپنے طرز عمل کو بدلنے اور فرقہ جان سینی پر اپنے حملوں سے باز آنے سے انکار کر دیا تھا لہذا انھیں اس نے جلاوطن کر دیا۔ تدابیر مذکورہ سے بغاوت کا اندیشہ دفع ہو گیا۔

۱۷۵۶ء میں دی بومون نے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی جس سے اہل ملک کے جذبات پھر برانگیختہ ہو گئے۔ پوپ بے نے ڈکٹ چہاردہم نے حکومت کے ایما سے ایک سمجھوتے کو پیش کیا تھا مگر پارلی مان نے اسے منظور کرنے سے انکار کر دیا اور عامہ قوم کی تائید سے پوپ کے فرمان کو نظر انداز کر دیا۔ پارلی مان کے دعاوی سے خائف ہو کر اور فرمان کے متعلق اس کی کارروائی سے سخت ناراض ہو کر بادشاہ نے ڈسمبر ۱۷۵۶ء میں "مسند معدلت" منعقد کیا اور اعلان کر دیا کہ میں فرمان پاپائی کو جبراً تسلیم کراؤنگا اور کلیسیہ کے معاملات میں پارلی مان کے اقتدارات کو کم کر دونگا۔ مگر عام رائے یہ تھی اسٹیٹس جنرل کی عدم موجودگی میں اگر کوئی قوت بادشاہ کی مطلق العنانی کو روک سکتی تھی تو وہ
پارلی مان کی تھی اس لئے اس کا یہ دعویٰ کہ کوئی فرمان شاہی جب تک کہ وہ رجسٹر نہ ہو جائے ۲۲۳
قابل تسلیم نہیں بالعموم مان لیا گیا۔ اس کے طرز عمل میں اگر سقم تھا تو صرف یہ تھا کہ مالی اصلاحوں کی وہ مخالف تھا اور قدیم مراعات کے برقرار رکھنے کے متعلق اسکا طرز عمل قدامت پسندی پر مبنی تھا (۱)

1. Roquain, L' Esprit Revolutionnaire avant la Revolution pp. 54-72

لوئی پانزدہم
۱۷۱۵ء تا ۱۷۷۴ء

مگر چونکہ لوئی پانزدہم کی حکومت شاہی کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا مطلق احساس نہ تھا اس لئے پارلی مان کی قوت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اےلاشاپیل کے معاہدے کے مرتب ہونے تک لوئی ہر دل عزیز تھا۔ اس میں چند پسندیدہ خصائل ضرور تھے مثلاً وہ عندالموقع سرگرمی اور قابلیت سے کام لے سکتا تھا، خارجی حکمت عملی کے مسائل میں اسے دخل تھا اور وہ لوئی چہاردہم کی متابعت کا خواہاں تھا جس کا وہ حد درجہ احترام کرتا تھا۔ اپنی بیوی سے جسے ڈیوک بوربوں نے فرانس کی ملکہ بنادیا تھا وہ عمر میں چھوٹا تھا مگر دس سال لوئی نے اسکے ساتھ ہنسی خوشی سے گزار دیے اور اس کے بطن سے ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں تھیں ان لڑکیوں میں سے لوئیس ایلی زابیتھ کی شادی ۱۷۳۹ء میں ڈان فلپ سے ہوئی اور ۱۷۴۸ء سے ۱۷۵۹ء تک وہ ڈچیس آف پارما کے لقب سے مشہور تھی۔ اس کی دوسری بہنوں میں سے کسی کی شادی نہیں ہوئی۔ لوئی کاہل الوجود اور آرام طلب تھا اور بدقسمتی سے اسے ولی رائے اور فلوری ایسے اتالیق ملے تھے ولی رائے نے اسے بادشاہوں کے انتہائی مطلق العنانی کی تعلیم دی اور فلیوری نے اسے مذہبی معاملات میں تعصب اور تنگ خیالی کی طرف مائل کیا۔ بوربون کے اثر سے نکلنے کے بعد اس نے فلیوری سے یہ خواہش کی کہ وہ دربار شاہی میں لوئی چہاردہم کے زمانہ کے اصول اور رواج کو جاری کرے۔ ۱۷۳۵ء سے وہ خاندان نیسل کی چار بہنوں کے زیر اثر ہو گیا جن میں سے ڈچیس دی شاتورو مشہور ترین ہے لیکن میٹز میں لوئی کے بیمار ہونے کے چند ہی روز بعد جب کہ
اس کی ہر دلعزیزی نصف النہار پر پہونچ گئی ژین پوآسون کا ستارہ اقبال طلوع ہوا ۲۲۴
جو ایک ساہوکار لی نورمان دی تیول کی بیوی تھی اور ۱۷۴۵ء میں میڈیم دی پومپادور کے نام سے مشہور ہوئی۔ دربار شاہی میں اس کے دخل پانے سے موجودہ خرابیوں

بقیہ حاشیہ نمبر ۲۲۱۔ Aubertin, L Esprit Public au XVIII e Siecle pp 260-272, Lecky History of England in the XVIII Century Vol V p. 325-333

کی اصلاح کی امید مطلقاً جاتی رہی اور فوج ہائے بری و بحری، سر رشتہ مالیہ اور خارجی حکمت عملی کے نظام کی تنظیم جدید کی امیدیں بھی معدوم ہوگئیں۔ اے لاشاپیل کے معاہدے کی ترتیب میں جو عجلت کی گئی وہ اسی کے اثر کے سبب سے تھی اور جنگ کے ختم ہو جانے کے بعد وزیروں کا عزل و نصب اس کی مرضی پر منحصر ہوگیا ۱۷۴۸ء اور ۱۷۵۶ء کے درمیان میں فرانسیسی حکومت کو چاہئے تھا کہ نوآبادیوں کے متعلق انگلستان سے جو نزاعیں تھیں ان کا تصفیہ کرالیا جاتا۔ مارشل سیکس نے ۱۷۵۰ء میں انتقال کیا اور لووین ڈاہل نے ۱۷۵۵ء میں حکومت کو چاہئے تھا کہ لایق جنرلوں کو تربیت دیکر ان کا جانشین بنایا جاتا۔ اسی طور پر بحری اور بری فوجوں اور سر رشتہ مالیہ کی اصلاح کے متعلق کاونٹ دارژان سون زوای لے اور ماشول کی کوششوں کی سرگرمی کے ساتھ تائید کرنی چاہئے تھی۔ لیکن میڈیم دی پوم پادور کی مسلسل دست اندازیوں کی وجہ سے اس ضروری حکمت عملی کو قابل اطمینان طریقہ پر عمل میں نہیں لاسکتی تھی۔

فرانس کی حکومت شاہی کا انحطاط ۱۷۴۸ء تا ۱۷۶۳ء

اس سے صاف ظاہر تھا کہ بادشاہ کو عیش و عشرت میں منہمک ہونے کی وجہ سے اپنی ذمہ داریوں کا مطلق احساس نہ تھا اور ہر سال خاندان بوربون کی حکومت کا مستقبل تاریک ہوتا جاتا تھا۔

جنوری ۱۷۵۷ء میں لوئی پانزدہم پر دامیان کے حملہ کرنے اور جنگ ہفت سالہ کے آغاز کی وجہ سے عام بغاوت نہ پھیلی مگر بیچینی اور مغویانہ کارروائیوں کا دفعیہ نہ ہوا۔ مذہب کی طرف سے شکوک بڑھنے لگے، سلطنت کے بنیادی اصول پر بحثیں ہونے لگیں اور حکومت شاہی کے سلطنت و جبروت میں روز بروز فرق آتا جاتا تھا۔ اسکی حکومت میں نہ تو استقلال تھا نہ تو قوت فیصلہ اس لئے اس پر "فضول خرچ موسم تبانے والے مرغ" کی پھبتی بیجا نہ تھی۔

لیکن فرانسیسی حکومت نے باوجود اپنی غیر استوار اور متلون داخلی طرز عمل کے خارجی حکمت عملی میں اس طرز عمل کو ترک کرنے کے کوئی آثار ظاہر نہیں کئے جس کی وہ قریب قریب ڈھائی سو سال سے پابند تھی۔ اکتوبر ۱۷۵۰ء میں مارکوس دوت فور ۲۲۵
بجائے بلون دیل کے وائینا میں سفیر مقرر ہوا اور ۱۷۵۳ء میں سیئور دوبی تیر اسکا جانشین ہوا۔ فرانس کے ان سفیروں کی جو آؤبھگت ہوئی اس سے صاف ظاہر تھا کہ

فرانس اور آسٹریا کے سفارتی تعلقات ۱۷۴۸ء تا ۱۷۵۶ء عیسوی۔

آسٹریا کی حکومت فرانس سے اتحاد چاہتی ہے اور وائینا کے انگریزی سفیر کیتھ نے ہوا کا رخ فوراً پہچان لیا۔ ان سفیروں کو جو ہدایتیں دی گئی تھیں ان سے ظاہر تھا کہ فرانس میریا تھیری سا کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتا تھا مگر جب تک کہ اس کا "قدرتی دشمن" انگلستان آسٹریا کا حلیف تھا فرانس مجبور تھا کہ آسٹریا کے جواب میں پرشیا سے اتحاد رکھے۔ فرانس کو پرشیا سے علٰحدہ کرنے میں کانٹز کو کامیابی نہ ہوئی مگر اس نے شاہ فرانس اور میڈیم دی پوم پادور سے دوستانہ تعلقات پیدا کئے اور میڈیم کے مزاج میں کچھ دخل بھی حاصل کر لیا۔ کانٹز کو معلوم ہو گیا کہ فرانس کو آسٹریا سے کوئی خاص عداوت نہیں ۱۷۵۳ء میں وہ آسٹریا کو واپس آیا اور چینسلر (وزیر) مقرر کیا گیا۔ بارٹین سٹین جو اس کا شریک کار ہونے پر آمادہ نہ تھا علٰحدہ کر دیا گیا اور اہل فیلڈ خود مستعفی ہو گیا ۱۷۵۲ء میں آرن جوایز کا معاہدہ جسے ۱۷۲۵ء کے مشہور معاہدہ وائینا کی ایک پھیکی سی نقل کہہ سکتے ہیں آسٹریا اور ہسپانیہ کے درمیان میں ہوا جس کی رو سے ایک دوسرے کے یورپی مقبوضات کی ضمانت کی گئی۔ اس وقت فرڈی نند ششم ہسپانیہ کا بادشاہ تھا معاہدہ مذکور کو جہاں تک اس کا تعلق آسٹریا کے اطالوی صوبجات سے تھا سارڈی نیا، نیپلز اور پارما نے بھی تسلیم کر لیا لیکن فرانس اور ہسپانیہ کی باہمی کشیدگی اور انگلستان اور آسٹریا کے اتحاد کے باقی رہنے سے آسٹریا فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان کوئی گہرا اتحاد پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ مگر مختلف امور کے وقوع میں آنے سے کانٹز کو امداد غیبی حاصل ہو گئی اور چند ہی روز کے بعد نہ صرف آسٹریا اور فرانس کے درمیان ورسالز کا معاہدہ ہو گیا بلکہ فرانس اور ہسپانیہ کا خاندانی اتحاد از سر نو تازہ ہو گیا۔ کانٹز کی سفارت سے اس وقت گو کوئی قرار واقعی نتیجہ برآمد نہیں ہوا مگر اس نے آسٹریا اور فرانس کے آیندہ اتحاد کی بنیاد رکھ دی اور سترھویں صدی کے اواخر میں ہسپانیہ کو ہارکورٹ کی سفارت کی طرح اس کے نتائج سے یورپ کے تمام ممالک متاثر ہوئے۔ ۲۲۶

۱۷۵۳ء میں براعظم یورپ میں آسٹریا کا سب سے زبردست حلیف روس تھا۔ اس اتحاد کو ۱۷۲۶ء میں چارلس ششم وجود میں لایا تھا اور اس کے انتقال پر

صرف چند سال کے لئے اس میں رخنہ پڑ گیا تھا۔ صلحنامہ بلغراد کے بعد سے فرانس کا کچھ اثر روس میں ہو چلا تھا مگر ۱۷۴۴ء میں لاشتاردی کی روانگی کے ساتھ بالکل معدوم ہو گیا اور زارینا ایلی زابیتھ نے فریڈرک اعظم کی اولوالعزمیوں کو روکنے کے لئے میریا تھیریسا کی تجاویز اتحاد کو بخوشی منظور کر لیا۔ ۳۰ مئی ۱۷۴۵ء کو ایلی زابیتھ نے ۱۷۲۶ء کے اتحاد کی تجدید پر اپنی رضامندی ظاہر کی اور ۲۲ مئی ۱۷۴۶ء کو دونوں سلطنتوں میں ایک معاہدہ ہوا جس میں سائی لیشیا کو واپس لینے اور پرشیا کو باہم تقسیم کر لینے کے متعلق پوشیدہ دفعات تھے۔ اس معاہدے پر دستخط ہو جانے کی تاریخ سے ایلی زابیتھ کے انتقال تک روس اور آسٹریا کا اتحاد برقرار رہا حالانکہ اہل ہنگری نے بعض اہل سرویا اور دیگر سلاؤ اقوام پر کسی مذہبی معاملہ میں ظلم کیا تھا جس سے ایک نزاع پیدا ہو گئی تھی۔ ۱۷۴۶ء کے معاہدہ میں ایک اور دفعہ کا اضافہ ترکوں کے حملہ کو دفع کرنے کے لئے کیا گیا کیونکہ قسطنطنیہ میں فرانس کا اثر بڑھ رہا تھا۔ اس روسی اتحاد سے میریا تھیریسا کو بہت سی امیدیں تھیں۔ شاہ پرشیا کی وہ سخت ترین مخالف تھی مگر ایلی زابیتھ کو شاہ مذکور کو اس سے بھی زیادہ بغض تھا اور اس کا وزیر اعظم بیس ٹوزیو اس کی آتش بغض کو اور بھی بھڑکاتا تھا۔ روس کا ایک عرصہ سے خیال تھا کہ سویڈن کے انتظام جانشینی کو بدل دے اور ۱۷۴۹ء میں وہاں کے بادشاہ کی علالت سے نفع اٹھا کر ایک روسی فوج فن لینڈ کی سرحد پر جمع ہوئی۔ سویڈن کا ولی عہد فریڈرک اعظم کا بہنوئی تھا اور اس نے ۲۹ مئی ۱۷۴۷ء کو سویڈن سے ایک مدافعتی معاہدہ کیا تھا جس میں ۱۷۴۸ء میں فرانس بھی شریک ہو گیا تھا۔ جنگ کی تیاری کر کے مئی ۱۷۵۰ء میں اس نے ایک احتجاجی یادداشت روس کے دربار کو بھیجی۔ بیس ٹوزیو کو جب معلوم ہوا کہ انگلستان اس کی تائید پر آمادہ نہیں ہے تو وہ سویڈن کی مخالفت سے باز آیا مگر ایلی زابیتھ نے پرشیا سے سفارتی تعلقات منقطع کر دئے اور ۱۷۵۳ء میں ماسکو میں ایک کونسل منعقد ہوئی جس میں یہ قرارداد ۲۲۷
منظور ہوئی کہ آئندہ سے روس کا مطمح نظر یہ ہونا چاہئے کہ پرشیا کی دراز دستیوں کو روکے اور آسٹریا سیکسنی اور انگلستان کی معاونت سے اس کے جدید ترمقبوضات

آسٹریا اور روس کے سفارتی تعلقات۔

کو چھین کر اس کی حالت وہی کردے جو زمانہ سابق میں تھی انگلستان کے تعلقات روس سے دوستانہ تھے اور اس کے اور پرشیا کے درمیان کشیدگی پیدا ہو چلی تھی جس سے آسٹریا کو مزید تقویت پہونچی؛

سویڈن کے اتحاد کی طرح روس کے اتحاد کے لئے بھی نقد معاوضہ ادا کرنا پڑتا تھا اور انگلستان کے مدبر تجارتی اغراض کے لئے اور ایلی زابیتھ کی معاونت حاصل کرنے کے لئے تاکہ فریڈرک پر دباؤ پڑے اور وہ ہینوور پر حملہ نہ کرے، روس سے دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کے لئے اس کو رقوم خطیر بطور امداد دیا کرتے تھے۔ زمانہ امن میں فوجوں کو تیار رکھنے کے لئے روس نے دو لاکھ پونڈ سالانہ کا مطالبہ کیا اور زمانہ جنگ کے لئے مزید دو لاکھ پونڈ ۱۷۵۵ء اور سنین مابعد میں انگلستان اور پرشیا میں اس قدر کشیدگی پیدا ہو گئی تھی کہ دونوں سلطنتوں کے متحد ہونے کی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی۔ فریڈرک اعظم کو جنگ ہفت سالہ کے قبل انگریزی مدبروں پر بالکل اعتماد نہ تھا اور جنگ کے بعد بھی اس کا یہی خیال تھا۔ جارج کی اس تجویز کا وہ مخالف تھا کہ آرچ ڈیوک جوزیف "شاہ روما" منتخب ہو، پرشیا کے چند جہازوں کو جو فرانس سے تجارت کرتے تھے انگریزی فوجی جہازوں نے گرفتار کر لیا تھا اس پر فریڈرک انگلستان سے برسر نزاع تھا۔ اس کے علاوہ فریڈرک نے ایک جیکو بائٹ کو سفیر بنا کر انگلستان بھیجا، برلن میں چند روز تک کوئی انگریزی سفیر نہ تھا اور لندن میں پرشیا کی سفارت میں صرف ایک معتمد موجود تھا؛

۱۷۵۳ء میں یورپ میں ایک عام جنگ کے چھڑ جانے کے آثار نمایاں تھے۔ جنوری میں سیکسنی کے ایک اہلکار مینزیل نے جسے فریڈرک نے رشوت دی تھی اسے ۱۷۴۶ء کے آسٹریا اور روس کے معاہدے کی ایک نقل بھیجدی اور ڈریسڈین کے سرکاری دفاتر سے وقتاً فوقتاً اسے راز کے کاغذوں کی نقلیں بھیجتا رہا۔ اسی طور پر اس نے برلن کی آسٹروی سفارت کے ایک افسر مسمی وین گارٹین کو رشوت دیکر ۲۲۸
مفید معلومات حاصل کیں جس سے اسے معلوم ہو گیا کہ روس اور آسٹریا اس کو تباہ کرنے کی تدبیریں کر رہے تھے اور سیکسنی کو بھی اس کام میں شریک کرنا چاہتے تھے بوہے میان میں آسٹریا اپنی فوجیں جمع کر رہا تھا اور روس کی فوجیں پرشیا کی طرف

بڑھ رہی تھیں مگر پرشیا پر یہ روسی حملہ ملتوی کر دیا گیا کیونکہ روس نے جن امدادی رقوم کا مطالبہ کیا تھا انھیں انگلستان دینے پر آمادہ نہ تھا اس کے علاوہ فریڈرک نے حسب عادت حملے کو دفع کرنے میں سرگرمی سے کام لیا اور فرانس نے بھی انگلستان کو مطلع کر دیا کہ اگر روس نے پرشیا پر حملہ کر دیا تو فرانس کی فوجیں بھی وہاں بھیجی جائینگی ہینوور پر حملہ ہو جانے کے خوف سے آنے والی ناگزیر جنگ عرصہ دراز کے لئے ملتوی ہو جاتی مگر ہندوستان اور امریکا کے متعلق انگلستان اور فرانس کے درمیان میں جو نزاعیں تھیں ان کی وجہ سے دونوں ملکوں میں جنگ چھڑ گئی ۱۷۵۳ء میں کناڈا کے صوبہ دار دولین نے اوہیو کی وادی پر قبضہ کرنے اور سینٹ لارنیس اور مسی سپی ندیوں کے وادیوں پر فرانسیسیوں کے جو عادی تھے ان کی رو سے فرانس کے صوبجات کناڈا و لوئی سیانا کو ملا دینے کی کوشش کی۔ ہندوستان میں کلایو نے ڈوپلے کی تدبیروں کو خاک میں ملا دیا اور وہ ۱۷۵۴ء میں واپس بلا لیا گیا۔

مگر امریکا کی نزاعیں زیادہ اہم تھیں ۱۷۵۴ء میں ورجینا کی قومی فوج نے ایک قطعی کامیابی کے بعد شکست کھائی اور سال مابعد میں جنرل بریڈوک نے جسکی زیر کمان باقاعدہ انگریزی فوج کے سپاہی تھے شکست کھائی اور مارا گیا۔ انگلستان اور فرانس کے درمیان جنگ کا باضابطہ اعلان نہیں ہوا تھا مگر ۱۷۵۵ء میں صاف ظاہر تھا کہ جنگ اب ناگزیر ہے۔ اس نازک موقع پر فریڈرک کو مجبوراً اپنے اور فرانس

فرانس اور پرشیا کا اتحاد

کے تعلقات پر غور کرنا پڑا اور انگلستان کے کابینہ کو بھی ہینوور کی سلامتی کے بہترین طریقہ کے متعلق تصفیہ کرنا پڑا جو فریڈرک کی زد میں تھا؛

فرانس سے فریڈرک کے نہایت گہرے تعلقات تھے۔ ۱۷۴۱ء کے معاہدے سے وہ لوئی پانزدہم کی امداد پر پابند تھا بشرطیکہ اس پر حملہ ہو اور ۱۷۵۳ء میں

فریڈرک اعظم کی حالت ۱۷۵۴ء و ۱۷۵۵ء میں

فرانس نے اس کی تائید کی تھی اور اعلان کیا تھا کہ اگر انگلستان نے اس کے خلاف اعلان جنگ کیا تو فرانس ضرور اسکی مدد کریگا گو نہ تو فرانس اور نہ پرشیا کو ایک دوسرے کی صداقت پر اعتماد تھا گو فریڈرک فرانس کے مدبروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور گو

میڈیم دی پوم پادور اور فرانس کے اہل دربار فریڈرک کو ناپسند کرتے تھے مگر فرانس اور
پرشیا کے درمیان میں مشترک اغراض کی وجہ سے گہرا اتحاد ناگزیر تھا اور پرشیا کی
مالی حالت اور جغرافیائی موقع دونوں کچھ ایسے تھے کہ فرانس کے اتحاد سے اسے بیحد ۲۲۹
نفع کی امید تھی

فرانس کا اس وقت یورپ میں خاص اثر تھا پولینڈ، سویڈن، ٹرکی اور جرمنی کی
چھوٹی ریاستوں سے اس کے تعلقات تھے جسکی وجہ سے وہ ایک قابل قدر حلیف
تھا اور گو لوئی کی خفیہ سفارتی کارروائیوں اور سر رشتہ خارجیہ کے عہدہ داروں کے
متواتر عزل ونصب سے اس کی حکمت عملی میں یکسانی کا امکان نہ تھا مگر فرانس کی
فوجی اور سیاسی حیثیت نہایت ہی زبردست تھی۔ اے لاشاپیل کے معاہدے کے
بعد روس کا عروج عیاں ہوگیا تھا اور ۱۷۴۷ء اور ۱۷۴۸ء میں اس کی فوج نے پولینڈ
کو تاخت وتاراج کر دیا جس سے نہ صرف پولینڈ کا انحطاط عیاں تھا بلکہ یہ بھی ظاہر تھا
کہ زارینا اس ملک کو اپنا دست نگر بنانا چاہتی تھی۔ لوئی یا اس کے وزیروں کو
روس سے اتحاد کرنے کا اگر کچھ خیال رہا بھی ہو تو وہ ۱۷۴۶ء کے روس اور آسٹریا
کے اتحاد سے جاتا رہا اور اس کے علاوہ لوئی کو ایلزابیتھ سے ذاتی نفرت تھی اور
روس کی دست درازیوں کو وہ ناپسند کرتا تھا۔ کاہل الوجود لوئی پولینڈ ٹرکی اور
سویڈن سے اپنے تعلقات کو مستحکم کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے خوب معلوم تھا کہ "ماسکو
سے جو سڑک قسطنطنیہ کو گئی تھی وہ دارسا اور اسٹاک ہولم سے ہو کر گزری تھی"۔ بونی وال
کی طرح اسے بھی کچھ احساس تھا کہ اگر پولینڈ سویڈن اور ٹرکی فرانس کی سرکردگی میں
متحد ہو جائیں تو اس سے فرانس کو بہت نفع ہوگا۔ مگر شمال اور مشرق میں اب فرانس
کی ساکھ مطلق نہ تھی اور پولینڈ ٹرکی اور سویڈن روبہ انحطاط تھے۔ ان کو اپنے خواب غفلت
سے بیدار کرنے کے لئے ایک ایسے مدبر کی ضرورت تھی جس میں مافوق الانسانی قوت
عمل ہو جو انھیں ضروری اصلاحوں کو عمل میں لانے پر آمادہ کر سکتا تھا اور اس خطرے سے
انھیں متنبہ کر سکتا جو انھیں روس کی طرف سے تھا۔ مگر لوئی مدبر نہ تھا اور اس پر طرہ
یہ تھا کہ وہ بزدل تھا۔ پیچیدہ اور مخفیانہ طرز عمل کو پسند کرتا تھا اور اس کی صحت بھی ۲۳۰
خراب تھی۔ اس نے اب خفیہ کارپردازوں کے ذریعہ سے اپنا کام نکالنا چاہا اس کام

کے لئے اسنے پرنس آف کونتی کو منتخب کیا جو مشہور و معروف کوندے کا عزیز تھا اور خود فلپ کا بھی۔ کونتی ہر دل عزیز جفاکش اور سرگرم تھا مگر اس کی اولوالعزمیاں حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھیں اور خیالی پلاؤ پکانے کا عادی تھا۔ ایک زمانے میں اسے ایلی زابیتھ ملکہ روس سے شادی کرنے کی آرزو تھی پھر دول عظمیٰ میں سے کسی کا سپہ سالار ہونے کی اور پھر کارڈنل ہونے کی اِس وقت اسے پولینڈ کا پادشاہ ہونے کی ہوس تھی کیونکہ وہاں کا بادشاہ آگسٹس سوم قریب المرگ تھا؛

چونکہ پولینڈ رقبے میں فرانس کے مساوی تھا اور مغربی یورپ کی طرف روس کی پیش قدمی کو روکے ہوئے تھا اس لئے یہ ظاہر تھا کہ جیسے ہی ایک نئی یورپی جنگ کے آثار نمایاں ہونگے پولینڈ سفارتی کارروائیوں کا مرکز بنجائیگا۔ آسٹریا اور روس انگلستان کی امداد سے اس فکر میں تھے کہ آگسٹس ۱۷۴۶ء کے معاہدے کو تسلیم کرے اور فرانس نے اس موقع کی اہمیت کا احساس کرکے پولینڈ کو کم از کم غیر جانب دار رکھنے کی کوشش کی (۱)

لوئی نے اس لئے پولینڈ کی تخت و تاج کے لئے کونتی کے دعاوی کو پیش کرنیکا قصد کیا تاکہ روس کی مخالفت میں اس کی تدبیروں کی بھی تائید ہو۔ پولینڈ میں دو جماعتیں حصول تفوق کے لئے کوشاں تھیں۔ سیکسن جماعت روسی اتحاد کی خواہاں تھی اور روس کی حکمت عملی جس کا انگلستان موید تھا یہ تھی کہ خاندان زارٹورسکی کی تائید کی جائے اور اہل پولینڈ اور اہل سیکسنی کو اپنا دست نگر بنا کر خاندان مذکور کے ایک فرد کو بادشاہ بنادے اور اس کے ذریعہ سے پولینڈ میں سے اپنی فوجوں کو لیجانے کا حق حاصل کرے۔ دوسری جماعت "قومی جماعت" کے نام سے موسوم تھی اور روس میں روسی اقتدار کے قیام کی مخالف تھی۔ فرانسیسی وزیروں کا مقصود یہ تھا کہ قومی جماعت کو کامیابی ہو مگر لوئی پانزدہم کے اور بھی مقاصد تھے اور وہ کونتی کو پولینڈ کا بادشاہ منتخب کرانے کے لئے سازش کررہا تھا۔ چونکہ ولی عہد فرانس کی بیوی آگسٹس کی بیٹی تھی اور مارشل سیکس اب تک زندہ تھا

---

(۱) Duc de B roglie, the King's Secret

اس لئے لوئی نے پولینڈ کے متعلق اپنی حکمت عملی کو مخفی رکھا اور کونتی کو پولینڈ کا بادشاہ منتخب ۲۳۱
کرانے اور اس طور پر پولینڈ کی اور سویڈن کے اتحاد کے لئے ایک ایک قدرتی رخنہ
بہم پہونچانے کے لئے اس نے درپردہ کوششیں شروع کردیں۔ کاونٹ دی زالیورٹر کی
کو بطور سفیر بھیجا گیا اور اسے دو قسم کی ہدایتیں دی گئیں جن میں ایک تو سرکاری طور پر تھیں
اور دوسری خفیہ تھیں۔ سفیر مذکور متعدد مشکلوں کو سر کرنے کے بعد قسطنطنیہ میں فرانسیسی
اثر کو بحال کرنے میں کامیاب ہوا اور ۱۷۵۰ء میں ترکوں نے بطیب خاطر سویڈن اور پولینڈ
میں روسی اثر کو روکنے کی فرانسیسی تجویز کو منظور کر لیا۔ سویڈن کو کونتی کا ایک دوسرا
کارپرداز واوان کور ۱۷۴۹ء میں بھیجا گیا اور ۱۷۵۳ء تک وہاں مقیم رہا۔ ۱۷۴۸ء میں
فرانس نے پرشیا کی شرکت سے حملہ ہونے کی صورت میں سویڈن کی حفاظت کی ذمہ داری
لی اور ۱۷۵۰ء میں اندیشہ تھا کہ روس جو فن لینڈ پر قابض ہو گیا تھا اسٹاک ہولم پر حملہ کردیگا
مگر فریڈرک اعظم کی تیاریوں اور احتجاج کے خوف اور سویڈن سے فرانس کے لگاو کی وجہ سے
روس رک گیا۔ ۱۷۵۱ء میں اڈالفس فریڈرک سویڈن کا بادشاہ ہوا اور اس نے اعلان
کیا کہ میں کسی دستوری اصلاح کی کوشش نہ کرونگا جس سے روس کو فن لینڈ کے
تخلیہ کے لئے ایک بہانہ ملگیا۔

۱۷۵۲ء سے ۱۷۵۶ء تک قسطنطنیہ اور وارسا فرانسیسی سفارتی کارروائیوں کے اہم ترین
مرکز تھے ۱۷۵۲ء میں مارشل بروگلی کا دوسرا بیٹا کاونٹ دی بروگلی جس نے آسٹریا
کی جنگ جانشینی کے ابتدائی دور میں خدمات انجام دی تھیں، پولینڈ میں سفیر مقرر کیا گیا۔
دی زالیور کی طرح اسے بھی دو قسم کی ہدایتیں دی گئیں۔ وزیر خارجیہ سائین کون تیس
نے اسے صرف یہ حکم دیا تھا کہ پولینڈ اور سیکسنی میں اتحاد پیدا کرائے انھیں آسٹریا
اور روس سے متحد نہ ہونے دے اور پولینڈ کی قومی جماعت کی تائید کرے برخلاف
اس کے لوئی پانزدہم نے اسے حکم دیا کہ فرانس کے اثر کو بحال کرا کے کونتی کے انتخاب
کے لئے کوشش کرے اور اس سے مراسلت کرتا رہے۔ اس طور پر دی بروگلی کا
کام نہایت مشکل ہو گیا مگر اس نے نہایت ہوشیاری اور حسن تدبیر سے کام لیا گو اسے
سفارتی کاموں کا مطلق تجربہ نہ تھا۔ ہرٹزبرگ کی طرح اس نے ایک ایسا طرز عمل اختیار
کیا جو گو قابل عمل نہ ہو مگر فراست پر مبنی تھا۔ اس کا مقصود یہ تھا کہ پولینڈ اور سیکسنی کو ۲۳۲

روس کے بڑے ایک حد فاصل کر دے اور بوقت ضرورت ٹرکی کو روس پر خشکی کی طرف سے حملہ کرنے اور سویڈن کو اس پر سمندر کی راہ سے حملہ کرنے پر آمادہ کرے۔ اسے یہ بھی امید تھی کہ پرشیا ہالینڈ پر قبضہ کر لیگا اور خشکی کی جنگ کی حالت میں فرانس کو صرف آسٹریا کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ دی بروگلی نے زیادہ تر یہ کوشش کی کہ پولینڈ اور سیکسنی کو متحد کر دے اور پولینڈ کے معاملات میں جنگی مداخلت نہ ہونے پائے مگر اس نے کونتی کے بادشاہ منتخب ہونے کے لئے بھی کچھ کوشش کی گو اس میں کامیابی بہت کم ہوئی؛

۱۷۵۵ء کے آغاز تک دی بروگلی کی سرگرم سفارتی کارروائیوں کا کچھ نتیجہ برآمد ہوا یعنی پولینڈ کے امرا کی ایک زبردست جماعت کو اس نے خاندان زارٹورسکی کی مخالفت پر آمادہ کر دیا اور آگسٹس سوم نے بھی وعدہ کر لیا کہ وہ پولینڈ میں روسی فوجوں کے داخلہ کو روکیگا اور فرانس کو فوجی امداد دیگا۔ وہ اس امر پر بھی تیار تھا کہ اگر روسی پولینڈ پر حملہ کریں تو وہ اپنی تمام رعایا کو حکم دیگا کہ روس کے مقابلے کے لئے کھڑے ہو جائے بروگلی، ویزالیور (اور ۱۷۵۶ء میں اس کے مرنے کے بعد) ورژان کی سرگرم کارروائیوں اور پرشیا، پولینڈ اور ٹرکی کی تائید سے فرانس سیکسنی کو آسٹریا اور روس کے اتحاد سے علحدہ کرنے اور اپنے کو اور اپنے حلیفوں کو روس آسٹریا اور انگلستان کی مخالفت سے محفوظ رکھنے کے لئے تیار نظر آتا تھا؛

فریڈرک اعظم کی حالت

فریڈرک اعظم کو خوب معلوم تھا کہ اس کا ملک آیندہ ناگزیر جنگ کے گرداب بلا میں عنقریب پھنسنے والا ہے اور ڈریس ڈین میں آسٹریا جن سفارتی کارروائیوں میں مشغول تھا اس کا بھی اسے علم تھا اس لئے فرانس کے اتحاد سے دست کش ہونے میں اسے ضرور تامل تھا کیونکہ شہنشاہیت میں خاندان ہیپس کے اثر کو روکنے کی فرانس کو بھی اتنی ہی فکر تھی جتنی کہ خود اس کو۔ آسٹریا کے اثر اور رعب میں ترقی ہو رہی تھی اور آسٹریا کی حکمت عملی کا رجحان یہ تھا کہ حکمرانان جرمنی کو اپنا تابع فرمان بنالے۔ اس لئے نہایت ہی ضروری تھا کہ فرانس اور آسٹریا کو ۲۲۵
خاندان برین ڈین برگ کے خلاف متحد نہ ہونے دیا جائے۔ انگلستان کے طرز عمل سے فریڈرک کی پریشانیاں اور بھی بڑھتی جاتی تھیں اور وہ مجبور ہو رہا تھا کہ فرانس کے متعلق جلد کوئی تصفیہ کرے؛

۱۷۴۹ء سے وہ برابر کوشش کر رہا تھا کہ پیرس میں میریا تھیریسا کی سفارتی کارروائیوں کے دفع کرنے کی تدبیر کرے، اور اپنے سفیروں کو برابر ہدایت کرتا رہتا تھا کہ احتیاط سے کام لیں اور جملہ امور سے واقف ہونے کی کوشش کریں کیونکہ اس کے بے شمار دشمنوں سے صرف فرانسیسی اتحاد ہی اسے بچا سکتا تھا۔ مگر فرانس میں اسکے متعلق مختلف رائیں تھیں۔ ایک طرف تو لوئی کے وزرا پرشیا کے اتحاد کے جاری رہنے کو ضروری خیال کرتے تھے اور خاندان ہیپس برگ کی قدیم مخالفت کو ترک کرنا نہ چاہتے تھے مگر اہل دربار ساہوکاروں سفیروں وغیرہ کے خیالات اس سے مختلف تھے اور لوگ علانیہ کہتے تھے کہ شاہ پرشیا نے گزشتہ جنگ میں فرانس کے ساتھ غداری کی، اس کا طرز عمل خود غرضی پر مبنی ہے وہ از سر نو جنگ چھیڑنا چاہتا ہے اور اس سے اتحاد کا قائم رہنا فرانس کے لئے خطرناک امر ہے۔

پیرس میں کانٹز کے ورود سے فریڈرک کے دشمنوں کو اور بھی تقویت ہو گئی اور اسے معلوم ہو گیا کہ پیرس میں اس کے سفیر شام بریر، لارڈ کیتھ اور نپ ہاوسین آسٹریا کے سفیر کے رسوخ کو زائل نہیں کر سکتے جو فرانس کے دربار میں اس نے پیدا کر لیا تھا۔ کانٹز نے میڈیم دی پوم پادور پر قابو پا لیا تھا مگر لوئی پانز دہم میریا تھیریسا کی دوستی سے خوش ہوا تھا تاہم

فریڈرک اعظم کے تعلقات فرانس سے۔

قدیم اتحاد برقرار رہے۔ لوئی کو فریڈرک اعظم کا تحکمانہ انداز اسی قدر ناگوار تھا جتنا کہ میریا تھیریسا کو انگریزی سفیروں کی صاف گوئی۔ علاوہ ازیں برلن میں بعض فرانسیسی پناہ گیر مقیم تھے جو مذہب اور فرانس کی حکومت شاہی پر حملے کرتے تھے۔ فرانس اور پرشیا میں بہت سے اہل علم تھے جنھیں فریڈرک کے خزانے سے وظائف ملتے تھے۔ مگر لوئی کے خصائل کچھ ایسے واقع ہوئے تھے اور خفیہ سفارتی کارروائیوں کی اسے کچھ ایسی چاٹ لگ گئی تھی کہ فرانس کی حکمت عملی کا کایا پلٹ ہو جانا بہت دشوار تھا اور ۱۷۵۳ء میں جب کانٹز وائینا کو واپس گیا اور بجائے ہوت فور کے او بے تیر مقرر ہوا تو یورپ کے سیاسی مطلع پر دول عظمے کے اتحادوں کے متغیر ہونے کے کوئی آثار نہ تھے۔

مگر انگلستان اور فرانس کی روز افزوں مخالفت سے فریڈرک کی حالت نہایت

نازک ہو رہی تھی۔ فرانس جنگ کے لئے تیار نہ تھا اور اس کی حکومت کسی ایسے
اصول پر مبنی نہ تھی جو سمجھ میں آسکے۔ کنٹرولر جنرل ماشول کے خلاف میں ایک
عام شورش پیدا ہوگئی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ وزیر بحریہ مقرر ہوا اور ایک
ہفتاد سالہ مجسٹریٹ مسمی روای لے سائین کون تیس کے انتقال کرنے پر وزیر خارجیہ
مقرر ہوا۔ فرانس کی بحری فوج انگلستان کی بحری فوج کے مقابلے میں بہت کمزور
تھی اور چونکہ وہ سمندر میں انگلستان کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا اس لئے یقینی تھا کہ
وہ انگلستان پر براعظم یورپ میں حملہ کرے۔ مگر اس نازک وقت پر فرانس کی
خارجی حکمت عملی متزلزل حالت میں تھی۔ اگر جنگ صرف انگلستان اور فرانس کے
درمیان ہوتی اور آسٹریا اور ہالینڈ غیر جانب دار رہتے تو انگلستان پر حملہ صرف
ہینوور میں ہوسکتا تھا اور اس پر بھی صرف اس صورت میں کہ فرانس اور پرشیا کا
اتحاد برقرار رہتا۔ فریڈرک کو معلوم تھا کہ ہینوور پر حملہ آور ہونے میں فرانس اسکی
مدد کا طلب گار ہوگا اور اگر اس نے ہینوور پر حملہ کیا تو آسٹریا اور روس ملکر اسکی
سلطنت پر حملہ آور ہونگے۔ اس عاقبت اندیش بادشاہ نے یہ بھی سمجھ لیا تھا کہ
اگر فرانس کو سمندر میں ہزیمت ہوئی تو پھر اس کے لئے انگلستان، ہینوور، آسٹریا
روس اور سیکسنی کے حملوں کا دفع کرنا نہایت دشوار ہوگا۔ فرانسیسی سفیر لاتوش سے
اس نے جو گفتگو کی اور اپنے سفیروں کو اس نے جو ہدایتیں دیں ان سے صاف
ظاہر ہے کہ ۱۷۵۵ء میں وہ نہایت پریشان تھا۔ اپریل میں فرانس کے وزیر جنگ
دارژان سون نے اسے یہ سمجھایا کہ ہینوور پر قبضہ کرے مگر وہ اپنے دشمنوں یعنی
روس، آسٹریا اور سیکسنی کے منصوبوں سے واقف تھا اس لئے اس نے ہینوور پر
حملہ کرکے اپنے کو مصیبت میں ڈالنے کی ہمت نہ کی۔ انگلستان اور فرانس کی
آیندہ جنگ میں غیر جانب دار رہنے کی امید سے اس نے جولائی میں فرانس
کو مشورہ دیا کہ آسٹروی نیدرلینڈ پر قبضہ کرے۔ فرانس میں آسی ڈے اور
لائس کی تسخیر کی خبروں سے سخت تشویش پھیل گئی۔ اراکین کونسل کی آراء میں
۲۳۵ اختلاف تھا اور وہ کسی قطعی تصفیہ کو نہ پہونچ سکتے تھے۔ خارجی معاملات پر
بازاروں میں مباحثے ہونے لگے تھے اور گو وزرا کی تعداد غالب کو عامہ قوم سے

اتفاق تھا کہ فوراً اعلان جنگ کر دیا جائے مگر چند ارکین کی یہ بھی رائے تھی کہ اولاً انگلستان سے معاوضہ کا مطالبہ کیا جائے۔

فریڈرک اپنے وزیر نپ ہاوسین کے ذریعہ سے فرانس کے پریشان حال وزیروں کو آسٹروی نیدرلینڈ پر فوراً قبضہ کر لینے پر آمادہ کرتا تھا مگر اس نے اپنے طرف سے سرگرم معاونت کا کوئی وعدہ نہ کیا۔ فرانس سے اس نے جو معاہدہ ۱۷۴۱ء میں کیا تھا اس کی میعاد جون ۱۷۵۶ء میں ختم ہونے والی تھی اس لئے اس نے یہ کہا کہ میعاد کے ختم ہونے پر جدید اتحاد کے عمل میں لانے پر غور کرونگا۔ فرانس کی حکومت آسٹریا سے نامہ و پیام کر رہی تھی مگر اس امر کی بھی خواہش مند تھی کہ فریڈرک اپنے آیندہ طرز عمل کے متعلق کوئی قطعی اعلان کرے اور اس غرض سے انھوں نے ڈیوک دی نورنائی کو برلن بھیجنے کا قصد کیا۔ مگر اس وقت ہر ایک لمحہ قیمتی تھا مگر نورنائی کے تقرر اور اس کے برلن پہونچنے میں ایک سخت اور تباہ کن تاخیر ہوئی اور اس اثناء میں ایسے واقعات وقوع میں آئے جن سے فریڈرک کو معلوم ہو گیا کہ اس کی سلامتی اسی میں ہے کہ انگلستان کا حلیف بن جائے۔

انگلستان جنگ کی تیاری کرتا ہے۔

انگلستان کے مدبروں نے ۱۷۵۵ء ہی میں تسلیم کر لیا تھا کہ فرانس سے جنگ ضرور ہوگی اور یہ کہ فرانسیسی آسٹروی نیدرلینڈ اور ہینوور پر حملہ کر دینگے ہیسس سے بارہ ہزار سپاہیوں کے دینے کے متعلق معاہدہ کیا گیا اور آسٹریا سے بھی معاہدے کی تجدید ہوئی ۱۷۵۵ء کے اوائل میں انگریزی حکومت نے آسٹروی نیدرلینڈ کی حفاظت کے لئے قطعی تجاویز پیش کی تھیں یعنی انگلستان ہیسس کی فوج اپنی ملازمت میں لیلیگا اور روس سے بھی معاہدہ کریگا بشرطیکہ آسٹریا پچیس ہزار سپاہی سرحدی شہروں کی محافظ فوجوں کی امداد کے لئے بھیجدے۔ مئی میں کاؤنٹز نے اس تجویز کا جواب اخلاقاً نفی میں دیا۔ اس کا جواب یہ تھا کہ جنگ کے چھڑنے کا اندیشہ نہیں بلکہ اندیشہ یہ ہے کہ انگریزی حکومت جو تیاریاں کر رہی ہے وہ خود اس حملے کی باعث ہوں جس کا اسے خوف ہے
اور اس کے علاوہ اگر فرانس نے جنگ کا اعلان کر دیا تو آسٹریا سے کمک وقت پر ۲۳۶
پہونچ نہیں سکتی۔ انگلستان کا وزیر خارجیہ ہولڈرنیس کاؤنٹز کی ان چہ میگوئیوں کو سمجھ گیا

جس کا منشایہ تھا کہ انگلستان اور آسٹریا کا اتحاد ختم ہو چکا تھا۔ آسٹریا کی نہ تو نوآبادیاں تھیں نہ تو بحری فوج تھی اس لئے بظاہر اسے بھی پرشیا کی طرح انگلستان اور فرانس کی جنگ میں مطلق دلچسپی نہ تھی۔ میریا تھیریسا کو صرف سائی لےشیا پر دوبارہ قبضہ پانیکی دھن تھی اور فریڈرک اس سے خوب واقف تھا۔ آسٹریا کی حکومت سائی لےشیا کو دوبارہ حاصل کرنا چاہتی تھی اور چند شرائط پر پرشیا اور فرانس کے خلاف میں انگلستان سے اتحاد کرنے پر آمادہ تھی مگر انگلستان کے وزیر نہ تو پرشیا پر حملہ کرنا اور نہ سائی لےشیا کے متعلق آسٹریا کی تائید کرنا چاہتے تھے۔ ہولڈرنیس کی تحریر کا آسٹریا نے جو ناقابل اطمینان اور ٹال دینے کا جواب دیا تھا اس سے ظاہر تھا کہ کانٹز انگریزوں کی شرطوں پر اُن سے اتحاد کرنا نہیں چاہتا اس لئے ہیں بری ولیمس سنٹ پیٹرس چلا گیا۔ وہاں کے وزیر اعظم بیس ٹوزیو نے اس کی خوب آؤ بھگت کی۔ وزیر اعظم پرشیا سے نفرت رکھتا تھا اور اسے یقین کامل تھا کہ روس کے حقیقی دوست انگلستان آسٹریا سویڈن اور سیکسنی ہیں۔ ۳۰ ستمبر کو ادائے امداد کے متعلق ایک معاہدہ ہوا اور انگلستان نے اپنی ملازمت میں ۵۵۰۰۰ روسی سپاہی لینے کا وعدہ کیا جن کا کام یہ تھا کہ اگر ہینوور پر حملہ ہو جائے تو فوراً کمک کے لئے روانہ ہو جائیں۔

اس اثنا میں آسٹریا کی کابینہ نے ایک قطعی فیصلہ کر لیا تھا اور انگلستان اور پرشیا کے مابین نامہ و پیام ہونے لگے تھے۔ اگست میں آسٹریا کے وزیروں نے تصفیہ کر لیا تھا کہ نیدرلینڈ کو اس کی قسمت پر چھوڑ دیں جس سے صاف ظاہر تھا کہ انگریزوں اور آسٹریا کا اتحاد جو ۱۶۸۸ء سے قایم تھا اب ختم ہو گیا تھا۔ ٹھیک اسی وقت انگلستان نے فریڈرک سے نامہ و پیام شروع کیا۔ فریڈرک نے جواب دیا کہ وہ خود امن و امان کا خواستگار تھا اور اسے امید تھی کہ انگلستان اور فرانس کی باہمی نزاعوں کا دوستانہ تصفیہ ہو جائے گا مگر جنگ ناگزیر تھی۔ بوس کاوین نے السی ڈے اور لائس پر قبضہ
کر لیا تھا جس کی خبر فرانس میں جولائی میں پہونچی اور ۱۷۵۵ء کے اختتام تک فرانس کے ۲۳۷
۳۰۰ تجارتی جہازوں کو انگریزوں نے چھین لیا۔ فریڈرک فرانس کی نوآبادیوں کے متعلق کسی ذمہ داری کے لینے پر آمادہ نہ تھا۔ اس کا دعوےٰ یہ تھا کہ انگلستان اور فرانس کی موجودہ نزاع نوآبادیوں سے متعلق ہے اور اس کے اور فرانس کے درمیان

جو معاہدے تھے وہ صرف یورپ سے متعلق تھے۔ فرانس کے وزیروں اور میڈیم دی پوم پادور پر اسے اعتماد تھا اور فرانس کے دربار کی حالت کو بھی وہ پسند نہ کرتا تھا ۵۵ء کے اوائل میں اس نے فرانس کو سرگرمی دکھانے پر آمادہ کرنا چاہا تھا مگر اسے کوئی قابل اطمینان جواب نہ ملا۔ اسے اندیشہ ہوگیا تھا کہ اگر وہ فرانس کی تائید کرتا ہے تو اس کی تائید سے فرانس کا اثر جرمنی میں بڑھ جائے گا۔ آسٹریا کی جنگ جانشینی میں اس نے فرانس کا ساتھ دو مرتبہ چھوڑ دیا تھا اس لئے اسے خوف تھا کہ فرانس بھی اس کے ساتھ غداری کرے گا۔ انگلستان روس اور آسٹریا کو اس پر نرغہ کرنے کا موقع مل جائے گا۔ اس لئے اب ضروری تھا کہ وہ کوئی فوری تصفیہ کرے کیونکہ فرانس کے ناپائدار طرز عمل اور بے اعتنائیوں سے وہ گھبرا اٹھا تھا۔ ۱۶ جنوری ۵۶ء کو ویسٹ منسٹر کے معاہدے پر دستخط ہوئے جس کی رو سے انگلستان اور پرشیا نے عہد کرلیا کہ وہ جرمنی میں کسی غیر ملک کی فوج کو نہ تو داخل ہونے دینگے نہ اس میں سے گزرنے دینگے۔ انگلستان کو اب جرمنی میں روسی فوج کی ضرورت نہ تھی کیونکہ فریڈرک نے فرانس کے حملہ کی صورت میں ہینوور کی حفاظت کا ذمہ لیلیا تھا جس سے جارج دوم کو اطمینان ہوگیا۔ دونوں سلطنتوں نے دو جرمنی کی غیر جانب داری" کی ذمہ داری لیلی مگر ایک خفیہ دفعہ کی رو سے آسٹروی نیدرلینڈ کو اس سے خارج کردیا۔ اس وقت تک گو انگلستان کے مدبروں کو پرشیا سے کوئی خصومت نہ تھی مگر جارج دوم بہ حیثیت ہینوور کے الیکٹر کے فریڈرک ولیم اور فریڈرک اعظم کو جرمنی میں اپنا رقیب خیال کرتا تھا۔ مگر آنے والی عظیم الشان جدوجہد کے خیال سے دونوں الیکٹر رقابت سے باز آئے اور انگلستان نے پرشیا کو براعظم یورپ میں اپنا سب سے زبردست حلیف تسلیم کرلیا۔ اس معاہدے کی ترتیب سے فریڈرک نے اپنے ایک دشمن (انگلستان) کو اپنا حلیف بنالیا دوسرے (روس) سے گلو خلاصی حاصل کرلی۔ جرمنی کی غیر جانب داری کا اطمینان کرالیا اور اس کو روسی اور فرانسیسی فوجوں سے محفوظ رکھا۔ یہ اس عظیم الشان سفارتی انقلاب کا پہلا زینہ تھا۔

ویسٹ منسٹر کے صلحنامے کا فوری اور دوررس اثر ہوا۔ بروگلی کی سفارتی کارروائیاں سب خاک میں مل گئیں۔ اس کی تدبیریں سب بیکار ثابت ہوئیں، جو جماعت اس نے ۲۳۸

روس کے خلاف کھڑی کردی تھی وہ بے دست وپا ہوگئی اور آئندہ جنگ میں شروع سے آخر تک پولینڈ میدان کارزار بنا رہا۔ ٹرکی میں ورژان نے یہ انتظام کیا تھا کہ جیسے ہی روس کی فوج مغرب کی طرف کوچ کرے ترک روس کے عقب پر حملہ آور ہوں۔ تاتاریوں کو اس نے خواب غفلت سے جگا دیا تھا اور قزاقوں کو بھی اس نے روس سے بددل کردیا تھا گویا سب سامان تیار تھا اور ورژان صرف اشارے کا منتظر تھا۔ مگر وہ انتظار ہی میں رہا اور بجائے اس کے فرانس اور ٹرکی، روس اور آسٹریا کے خلاف ہوتے ایک سال کے بعد فرانس خود آسٹریا اور روس کا حلیف ہوگیا۔

وائینا میں صلح نامہ ویسٹ منسٹر پر سخت ناراضی ہوئی کیونکہ اس کی رو سے بغیر مشورہ شہنشاہ جرمنی کی غیر جانب داری کا انتظام کردیا گیا تھا۔ سینٹ پیٹرس برگ میں ایلی زابیتھ بھی سخت ناراض ہوئی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اس کے اور انگلستان کے درمیان میں ستمبر ۱۷۵۵ء میں جو رقمی امداد کا معاہدہ ہوا تھا وہ پرشیا کے خلاف تھا مگر ویسٹ منسٹر کے معاہدے سے اس کا شکار (پرشیا) اسکی زد سے نکل گیا۔

فرانس میں بھی فریڈرک کی غداری سے سخت ناراضی ہوئی جس سے کاننز کے مقاصد کو مزید کامیابی ہوئی۔ ۱۷۵۵ء میں جب آسٹریا سے اتحاد کرنے میں انگلستان کو ناکامی ہوئی تو آسٹریا کے چینسیلر نے ۱۷۴۹ء کی اپنی تجویز کو پھر پیش کیا اور میریا تھریسا سے اسکو منظور کرالیا۔ اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ پرشیا کی ریاست کے بیشتر حصے کو سیکسنی پلاٹی نیٹ، سویڈن اور آسٹریا آپس میں تقسیم کرلیں۔ لیکن اولاً ضروری تھا کہ مون کو فرانس کے حوالہ کرکے اسے ہموار کرلیا جائے اور نیدرلینڈ میں ایک ریاست ڈان فلپ (لوئی کا داماد) کے لئے قائم کی جائے علاوہ ازیں کونتی کو پولینڈ کا بادشاہ بنایا جائے اور روس سے بھی اتحاد کرلیا جائے مگر اصل غایت
یہی تھی کہ فرانس کی امداد سے آسٹریا پرشیا کو ایک چوتھے درجے کی سلطنت بنادے ۲۳۹
اور سائی لے شیا کو حاصل کرے کاننز کی اس تجویز سے فرانس کی خارجی حکمت عملی میں پورا تغیر لازم آتا تھا اور وہ فرانس کی تمام تاریخی روایات کے خلاف تھی پشت ہا پشت سے فرانس کی یہ کوشش تھی کہ آسٹریا کی قوت کو گھٹائے اور گزشتہ ۲۵۰ سالوں کی مسلسل نزاعوں میں اس نے جرمنی کے کئی علاقے اپنے قبضے میں کرلیئے تھے

مگر گو آسٹریا کی جنگ جانشینی لوئی چہار دہم کی حکمت عملی کی روایات کے مطابق لڑی گئی تھی لیکن مگر فرانس کے لئے اس کے نتائج قابل اطمینان نہ تھے اور قوم کے تمام طبقوں میں لوئی پانزدہم کی خارجی حکمت عملی کی ناکامی کی وجہ سے بےچینی پھیل گئی تھی۔ کانٹز کو خوب معلوم تھا کہ اس کے مقصود کے حصول میں متعدد مشکلیں سد راہ ہیں کیونکہ وہ ایک دولت عظمےٰ کو یہ یقین دلانا تھا کہ جس نظام سیاسی کی اب تک وہ پابند تھی اس کے حقیقی مفاد کے بالکل خلاف ہے، اس کو یہ سمجھانا تھا کہ انگلستان اور اسکے درمیان جو مسائل مختلف فیہ پیدا ہو گئے ان کے حل کرنے کے لئے جو طریقہ اس نے اختیار کیا تھا وہ اس غرض کے لئے مفید نہ تھا اور یہ کہ اس نے پرشیا کی تائید کو اپنے اتحادوں کا مرکز بنانے میں سخت غلطی کی تھی" اس وقت اسٹاریم برگ آسٹریا کی طرف سے فرانس میں سفیر تھا اور اگست ۱۷۵۵ء کے اواخر میں اسے فرانس کی خارجی حکمت عملی کے نظام میں اس انقلاب کو پیدا کرنے اور آسٹریا اور فرانس کی رقابت کو دور کرنے کا کام سپرد کیا گیا اور ۳ ستمبر کو اس نے برنس سے نامہ و پیام شروع کر دیا۔

فرانس کو اپنی خارجی حکمت عملی کو بدل دینے سے بہت سے کچھ نفع کی امید ہو سکتی تھی کیونکہ انگلستان سے جنگ چھڑ جانے کی صورت میں آسٹریا کا اتحاد یا غیر جانب داری دونوں اس کے لئے مفید ہو سکتے تھے برخلاف اس کے پرشیا نے ہمیشہ اس کے ساتھ غداری کی تھی گو گزشتہ جنگ میں فریڈرک کو سائلےشیا فتح کرنے میں مدد دینے میں اس نے کناڈا تک کے ہاتھ سے نکل جانے کی پروانہ کی تھی۔ فرانس نے آسٹریا کو زیر کرنے کی سخت کوشش کی تھی اپنے سپاہیوں کا خون بہایا تھا اور روپیہ بیدریغ صرف کیا تھا جس کی وجہ سے جنگ کے ختم کے بعد وہ بالکل مفلس اور خستہ حال ہو گیا۔ مگر اس کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ پرشیا کی غدار سلطنت کو مزید تقویت ہوئی اور اس کی فوجی قوت
بڑھ گئی۔ فرانس کو صدہا سال سے آسٹروی نیدرلینڈ پر قبضہ کرنے کی آرزو تھی ۲۴۰
آسٹریا سے اتحاد ہو جانے کی صورت میں فرانس کو اس نواح میں تفوق حاصل ہو جاتا اور صوبہ مذکور یا اس کے ایک حصے کو وہ اپنے مقبوضات میں ملحق کر سکتا تھا

اور دول بحری کو بھی وہ سخت نقصان پہونچا سکتا تھا۔ مگر درحقیقت آسٹریا اور فرانس
کے اصلی مفاد متغائر تھے۔ فرانس انگلستان پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا اور آسٹریا پرشیا پر۔
فرانس کے لئے براعظم یورپ میں امن وامان کا ہونا نہایت مفید تھا برخلاف اس کے
آسٹریا ایک عام یورپی جنگ چھیڑنا چاہتا تھا۔ اتحاد کے متعلق جو نامہ وپیام ہو رہا تھا
اس میں عجلت نہ ہو سکتی تھی کیونکہ بغیر کافی اور کامل ثبوت کے کوئی یہ تسلیم کرنے پر
راضی نہ تھا کہ فریڈرک نے انگلستان سے خفیہ طور پر کوئی معاہدہ کر لیا ہے یا وہ کاتھولیک
مذہب کے خلاف میں سازش کر رہا ہے۔ اس بے اطمینانی کی حالت میں آسٹریا نے
یہ تجویز پیش کی کہ اگر کوئی سلطنت جنگ چھیڑ دے تو فرانس ہسپانیہ اور آسٹریا عہد نامہ
اے لاشاپیل کے بقا کے لئے متحد ہو جائیں۔ اسٹاریم برگ نے ان شرطوں پر خفیہ نامہ وپیام
روای ے، ماشول، سے شیل، سائیں فلورین تن اور بَرنس سے پھر شروع کر دیا مگر فرانس
کے وزیروں کو آسٹریا کی صداقت پر اعتماد نہ تھا، اس کے علاوہ بحری جنگ میں
آسٹروی اتحاد سے کسی نفع کی امید نہ ہو سکتی تھی اور آسٹریا کی کوئی فوج ہینوور بھی پہونچ
نہیں سکتی تھی۔ اسی اثناء میں جب کہ یہ نامہ وپیام معرض التوا میں تھے نوزنائی جو بجائے
لاتوش کے پرشیا میں فرانسیسی سفیر مقرر ہوا بالآخر ۱۲؍ جنوری ۱۷۵۶ء کو برلن میں پہونچا
اسے ہدایت کی گئی تھی کہ فریڈرک کے خیالات کو معلوم کرے اور انگریزوں کے خلاف
میں ایک اتحاد میں شریک ہونے کے لئے اسے رشوت دیکر راضی کرے۔ مگر برلن میں
پہونچتے ہی اسے انگلستان اور پرشیا کے معاہدے کی ایک نقل مل گئی جس سے فریڈرک
کی چالوں کا افشا ہو گیا اور کانٹز کو معلوم ہو گیا کہ اب اس کی کوششیں بارآور ہونگی۔
پرانی شرطوں پر اب پھر برنس اور اسٹاریم برگ کے درمیان اتحاد کی گفتگو ہونے لگی۔ مگر
فرانس بلا کسی شرائط کے آسٹریا کا ساتھ دینے پر تیار نہ تھا گو وہ پرشیا کے قدیم اتحاد
سے دست کش ہونے پر تیار تھا۔ گفت وشنید میں بہت دیر ہو رہی تھی کیونکہ فرانس
کا مطالبہ تھا کہ دونوں ملکوں کی ذمہ داریاں مساوی ہوں یعنی آسٹریا کو انگلستان کے
خلاف میں اتنی ہی سرگرمی سے کام لینا چاہئے جتنی کہ پرشیا کے خلاف میں وہ فرانس ۲۶۱
سے امید رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ فرانس گو سائی لے شیا پر آسٹریا کے دوبارہ قبضے
کو تسلیم کرنے پر آمادہ تھا مگر پرشیا کو بالکلیہ تباہ کر دینا اسے پسند نہ تھا جس کی کانٹز کو خواہش تھی؛

میریا تھیری سا بھی انگلستان کے خلاف میں کسی قطعی کارروائی کے کرنے پر آمادہ نہ تھی جب تک کہ اسے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ عہد نامہ ویسٹ منسٹر کے مدنظر روس کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہتا ہے۔ مگر اپریل ۱۷۵۶ء میں ایلی زابیتھ نے ایسٹر ہازی کو مطلع کیا کہ میں اسی سال فریڈرک پر اسی ہزار سپاہی لیکر حملہ آور ہونے پر آمادہ ہوں اور جب تک میریا تھیری سا کا سائلے شیا پر قبضہ نہ ہو جائے صلح نہ کروں گی اور فرانس اور آسٹریا کے اتحاد سے مجھے اتفاق ہے"

صلح نامہ ورسالز یکم مئی ۱۷۵۶ء

اس خبر سے کانٹز کے بیان کے مطابق آسٹریا کے دربار کو تسکین ہوئی اور اس کی ہمت بڑھ گئی۔ کانٹز کا خیال تھا کہ اب تعویق سخت مضر ہو گی۔ ۱۹ اپریل کو آسٹریا کی تجاویز پر غور کرنے کے لئے فرانسیسی وزیروں کا ایک جلسہ ہوا۔ لوئی پانزدہم عرصہ سے آسٹروی اتحاد کا موید تھا، میڈیم پوم پادور بھی اب اس کی تائید پر آمادہ ہوگئی۔ وزیروں نے بھی بہ استثنائے ماشول وکاونٹ دارژان سون اتفاق ظاہر کیا اور چونکہ کانٹز نے صرف ایک عام اتحاد کی خواہش کی تھی اور تفصیلی امور کا تصفیہ ملتوی کر دیا تھا اس لئے عہد نامہ ورسالز پر یکم مئی کو دستخط ہو گئے۔ اس صلح نامے میں تین صلح نامے شامل تھے جن میں سے ایک خفیہ تھا اور باقی دونوں کا اعلان کر دیا گیا۔ پہلے صلح نامے کی رو سے جو غیر جانب داری سے متعلق تھا آسٹریا نے انگلستان اور فرانس کی جنگ میں شرکت نہ کرنیکا وعدہ کیا اور فرانس نے نیدرلینڈ یا آسٹریا کے کسی دوسرے علاقے پر حملہ کرنے سے باز رہنے کا وعدہ کیا دوسرا صلح نامہ مدافعتی اتحاد اور دوستانہ تعلقات سے متعلق تھا جس کی رو سے دونوں معاہدہ کن دول نے ایک دوسرے کے مقبوضات کی حفاظت کا وعدہ کیا اگر کوئی دوسر سلطنت ان میں سے ایک پر حملہ کرے۔ مگر انگلستان اور فرانس کی موجودہ جنگ اس سے مستثنے کر دی گئی تیسرے صلح نامے کی رو سے جس میں پانچ خفیہ دفعات تھے آسٹریا نے فرانس کو مدد دینے کا وعدہ کیا اگر انگلستان کا کوئی حلیف اس پر حملہ کرے۔ یہ بھی طے ہوا کہ شاہان ہسپانیہ ونیپلز فلپ ڈیس پارما اور دوسرے حکمرانوں
کو اس مدافعتی اتحاد میں شرکت پر آمادہ کیا جائے اور یہ کہ دونوں سلطنتوں میں سے ۲۴۲
کوئی بغیر دوسرے کی اجازت کے کوئی جدید اتحاد نہ کرے۔ جدید نظام سفارتی جواب اختیا

کیا گیا وہ ویسٹ فالیا کے معاہدوں کی بنا پر تھا۔

جنوری ۱۷۵۷ء میں روس نے سینٹ پیٹرس برگ کے معاہدے کی رو سے آسٹریا اور فرانس کے اتحاد میں شرکت کی اور یکم مئی ۱۷۵۷ء کو ورسائلز کا دوسرا صلح نامہ مرتب ہوا جسکی رو سے فرانس نے پرشیا کے حصے بخرے کرنے پر آمادگی ظاہر کی اور آسٹریا کو بطور امداد ایک سالانہ رقم دینے اور میدان جنگ میں ایک زبردست فوج بھیجنے کا وعدہ کیا۔ اس کے معاوضے میں نیدرلینڈ کا ایک جزو اسے ملنے والا تھا۔ اس طور پر انقلاب سفارتی اب مکمل ہو گیا۔

فرانس کی قدیم حکمت عملی اس طور پر بالکل منعکس ہو گئی جس کی وجہ سے سویڈن اور پولینڈ بالکل روس کے پنجے میں آگئے اور ٹرکی کی طرف مطلق توجہ نہ رہی۔ فرانس کا طریقہ یہ تھا کہ آسٹریا اور روس کو روکنے کے لئے کئی چھوٹی ریاستوں کو اپنا حلیف بنائے رہے مگر اس طرز عمل کو اس نے ترک کر دیا۔ جرمنی کے پراٹسٹنٹوں کے ساتھ بھی اسکا اتحاد ختم ہو گیا۔ فرانس کی سال ہائے زیر تذکرہ میں جو حکمت عملی تھی اس کے متعلق مورخوں کو سخت اختلاف ہے۔ آنری مارتن کا خیال ہے کہ "فرانس کا یہ کام بالکل دیوانہ پن پر مبنی تھا' اس نے اپنی ذات کے خلاف میں ایک دیوانہ وار غداری کی جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں" مگر ڈیوک آف بروگلی کی رائے بالکل متضاد ہے۔ اس کا قول ہے کہ آسٹروی اتحاد فرانس کے بقا اور سلامتی کے لئے نہایت ضروری تھا۔ ۱۷۵۶ء میں فرانس اپنے قدیم طرز عمل کو بالکل بدل دینا نہیں چاہتا تھا بلکہ یورپ کے جدید حالات کے لحاظ سے اپنی حالت کو درست کرنا چاہتا تھا جو پرشیا اور روس کے عروج کی وجہ سے ضروری تھا۔ مگر لوئی پانزدہم کی کمزور حکومت یہ محسوس نہ کر سکی کہ فرانس کو اپنا پورا زور اس جد و جہد میں لگا دینا چاہئے جو سمندروں اور ہندوستان اور امریکا میں اس وقت جاری تھی اور یہ بھی وہ معلوم نہ کر سکی کہ پرشیا کے حصے بخرے کرنے اور سائلیشیا کو اس سے چھین لینے کے لئے ایک پوری جنگ میں کود پڑنے سے وہ دراصل انگلستان اور آسٹریا کو نفع پہونچا رہی تھی۔

آسٹریا کا اتحاد فرانس کے واسطے اس لئے بھی مضر ثابت ہوا کہ فرانس پر ایک ایسے بادشاہ کی حکومت تھی جو سخت کاہل الوجود تھا اور جس کا نامہ اعمال معاصی کی وجہ سے بالکل سیاہ تھا۔ اس کے علاوہ فرانس کی عنان حکومت جنگ ہفت سالہ

کے اوائل میں نااہل وزیروں کے ہاتھوں میں تھی۔ ان کی نااہلی اور بدانتظامی سے فرانس روس اور آسٹریا کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن گیا اور یورپ میں اسکا اثر بالکل زائل ہوگیا صلح نامہ ویسٹ منسٹر اور صلح نامہ جات ورسالز سے یورپ میں ایک جدید نظام سفارتی جاری ہوگیا یعنی انگلستان اور پرشیا کی ترقی کن سلطنتیں فرانس اور آسٹریا کے خلاف میں متحد ہوگئیں جن کی ہویدا نوخیز روسی قوم تھی۔ اس انقلاب سفارتی کا باعث زیادہ تر ہوہین زولرن سلطنت کا عروج ہوا اور اس کی کامیابی کانٹز کی عاقبت اندیشی ہنرمندی اور استقلال کا نتیجہ تھی آس نے پرشیا کی چھوٹی سی فوجی سلطنت کے خلاف میں ایک زبردست اتحاد کھڑا کردیا تھا جس سے مقصود یہ تھا کہ سائی لے شیا کو اس سے چھین کر اسکے حصے بخرے کردے جائیں آب صرف یہ دیکھنا تھا کہ اسکی حکمت عملی کس حد تک کامیاب ثابت ہوتی ہے۔ ۲۹ اگست ۱۷۵۶ء کو فریڈرک آعظم نے آسٹریا سے کوئی اطمینان بخش جواب نہ ملنے کی وجہ سے سیکسنی پر حملہ کردیا اور جنگ ہفت سالہ اس طرح شروع ہوگئی؛

بابِ نہم

جنگ ہفت سالہ

۱۷۵۶ء تا ۱۷۶۳ء

سیکسنی پر حملہ۔ اہل سیکسنی کی مقاومت اور جنگ لوبوشنز۔ سینٹ پیٹرس برگ کا معاہدہ اور ورسائز کا دوسرا صلح نامہ۔ ہسپانیہ کی معاونت حاصل کرنے میں فرانس کی ناکامی۔ پولینڈ کے متعلق فرانس کی حکمت عملی۔ پریگ، کولن اور گراس جاگرس ڈورف کی لڑائیاں۔ روس باخ اور لیوتھین کی لڑائیاں۔ پٹ اور فریڈرک اعظم۔ اول مٹز کا محاصرہ۔ لاوڈن اول مٹز کا محاصرہ اٹھا دیتا ہے۔ زورن ڈورف کی جنگ، ہوخ کرچن میں فریڈرک کی ہزیمت فرڈننڈ آف برنس وک مغربی جرمنی میں ۱۷۵۸ء کے اختتام پر فریڈرک اعظم کی حالت۔ برنس کی معزولی اور شوازیول کا عروج۔ شوازیول کی سرگرمی ۱۷۵۹ء میں فرانس کی ہزیمتیں۔ من ڈین اور کونرس ڈورف کی لڑائیاں۔ میک سین میں فنک کا اطاعت قبول کرلینا۔ لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں ۱۷۶۰ء اور ۱۷۶۱ء میں جنگ کی حالت ہسپانیہ میں چارلس سوم کا تخت نشین ہونا ۱۷۶۱ء کا خاندانی معاہدہ۔ پٹ کی معزولی اور انگلستان اور ہسپانیہ کی جنگ ایلی زابیتھ ملکہ روس کا انتقال اور اس کے نتایج۔ پیرس کا صلح نامہ۔ ہیوبرٹس برگ کا معاہدہ۔ جنگ کے نتایج؛

فریڈرک اعظم نے اعلان جنگ میں پیش قدمی کرنے میں ضرور عقلمندی کی کیونکہ آسٹریا اور روس غالباً سیکسنی کی امداد سے سال مابعد میں اپنی تیاریوں کو مکمل کرنے کے بعد اس پر حملہ آور ہونے والے

تھے اور فریڈرک کی سلامتی کی صرف یہی صورت تھی کہ وہ اپنے دشمنوں کے حملہ آور ہونے کے قبل اُن پر نرغہ کر بیٹھے ۔ سیکسنی پر حملہ آور ہونے سے اندیشہ تھا کہ اس کا ملک جنگ کے مصایب میں مبتلا ہو جائے مگر تعویق سے تباہ ہو جانے کا خوف تھا۔ فریڈرک کے حملے کے حق بجانب ہونے کا ثبوت آسٹریا، روس اور سیکسنی کے سرکاری کاغذات میں مل سکتا ہے ۔ سیکسنی کو اپنے حملے کے لئے منتخب کرنے میں فریڈرک کی اغراض سیاسی اور فوجی تھیں۔ اس کا قصد تھا کہ آسٹریا کو ایک ہی معرکہ آرائی ۲۴۵
میں پامال کر دے اس لئے اپنے عقب میں وہ ایک دشمن (سیکسنی) کو چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ اس کا یہ بھی قصد تھا کہ ڈریس ڈین پہونچ کر مین زیل کے کاغذات کا پتا لگا کر انھیں شایع کر دے تاکہ یورپ کو معلوم ہو جائے کہ اس نے جو کارروائی کی تھی وہ بیجا نہ تھی مگر واقعات مابعد سے ثابت ہو گیا کہ اس کے لئے بہتر یہی تھا کہ اپنے حملے کو آسٹریا تک محدود رکھتا اس کا قصد تھا کہ سیکسنی سے گزر کر بوہیمیا میں آسٹریوں کو جا دبائے جو جنگ کے لئے بالکل تیار نہ تھے مگر اہل سیکسنی نے اس کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

اہل سیکسنی کی مقاومت وجنگ لُوبوسٹز

آگسٹس سوم کی فوج میں صرف ۱۷۰۰۰ سپاہی تھے اور ۶۵۰۰۰ اہل پرشیا اس کے مقابلہ کے لئے کوچ کرتے ہوئے آ رہے تھے مگر اس نے نہایت استقلال سے کام لیا اور اپنی فوج کو لیکر پرنا کے پہاڑوں پر مورچہ بند ہو گیا جو ڈریس ڈین سے چند میل پر ہیں اور اس کی فوج کا میمنہ اور میسرہ علی الترتیب پرنا اور کونگرسٹین کے پہاڑی قلعوں پر تھے۔ ایک مہینے سے زیادہ تک اہل سیکسنی نے پہاڑی ملک پر اپنے قبضے کو برقرار رکھا اور آسٹریا کے مقبوضات کی طرف پرشیا کی پیش قدمی کو روک کر شہنشاہ کی قابل قدر خدمت انجام دی ۔ سیکسنی کی مقاومت کی اہمیت کا اندازہ پوری طور سے صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب اس امر کا لحاظ رکھا جائے کہ آسٹریا کی فوج اس جنگ کے لئے بالکل تیار نہ تھی اور سیکسنی کے سینہ سپر ہو جانے سے جو مہلت مل گئی اس میں آسٹریا کے سپہ سالار براؤن نے فوج میں جو خرابیاں تھیں انھیں رفع کر دیا اور اس کی ہر شاخ کی از سر نو تنظیم کی۔ دائینا کے دربار کو سیکسنی کے ان مقبوضات کی حفاظت کرنا پسند نہ تھا جو سوٹ زرلینڈ میں تھے اور آگسٹس کی وفاداری میں بھی اسے شبہ تھا مگر سیکسنی کی فوج کو امداد پہونچانے پر بالآخر آسٹریا مجبور ہو گیا جو بوجہ رسد کی کمی کے ہتھیار ڈال دینے والی تھی۔ مارشل براؤن کو حکم دیا گیا کہ بلا کسی تعویق کے سیکسنی کی



شمالی و مشرقی جرمنی ۶۳-۱۷۵۶ء

فوج کی امداد کے لئے روانہ ہو جائے۔ اس کے لئے اس نے نہایت احتیاط سے تدبیریں سوچیں مگر ان میں سے ایک بھی کارگر نہ ہوئی کیونکہ فریڈرک اپنی فوج کا ایک نصف سیکسنی کے مقابلے کے لئے چھوڑ کر باقی نصف کو لیکر براؤن کے مقابلے کے لئے بوہے میا پہونچ گیا اور وہاں لوبوسٹز کی جنگ ہوئی۔ یہ جنگ فیصلہ کن نہ تھی مگر میدان جنگ اہل پرشیا کے ہاتھ رہا ۲۴۶
اور براؤن اہل سیکسنی کو امداد نہ پہونچا سکا۔ ۱۱ر اکتوبر کو وہ شان ڈا کے چند میل کے قریب پہونچ گیا مگر وہاں اسے معلوم ہوا کہ گرسنگی اور نا اہل جنرلوں کے زیر کمان ہونیکی وجہ سے سیکسنی کی فوج نہ تو اس سے آکر ملسکتی تھی اور نہ پرشیا سے لڑ سکتی تھی اس لئے اس نے مراجعت کی اور ۱۶ر اکتوبر کو سیکسنی کی فوج نے پرنا میں ہتھیار ڈالدیئے جس سے سیکسنی فتح ہو گیا' اس کے سپاہی جبراً پرشیا کی فوج میں شریک کر لئے گئے' بادشاہ وارسا کو بھاگ گیا اور ڈریس ڈین کے سرکاری دفاتر میں وہ کاغذات دست یاب ہوئے جن کی فریڈرک کو تلاش تھی۔ فریڈرک نے ان کاغذات کو اپنے حملے کے حق بجانب ہونے کے ثبوت میں شایع کر دیا۔ لیکن سیکسنی کی مقاومت نے آسٹریا کو بچا لیا گو سیکسنی پر قبضہ کر لینا فوجی لحاظ سے اہمیت رکھتا تھا مگر فریڈرک کو اپنی یادداشت کے شایع کرنے اور یورپ کے تمام درباروں کو بھیجنے سے کوئی نفع نہیں ہوا۔ موسم سرما اور موسم بہار میں اس کے دشمنوں نے اس کو نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ستمبر ۱۷۵۶ء میں شہنشاہ فرانسس نے اسے دشمن امن و امان قرار دیا اور ۱۰ر جنوری ۱۷۵۷ء کو ڈائٹ نے پرشیا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اس کے بادشاہ کو شہنشاہت جرمنی کا دشمن قرار دیا۔ مگر شہنشاہی کی مخالفت سے نہ تو فریڈرک کو کوئی خطرہ تھا نہ شہنشاہ فرانسس کو کوئی نفع کیونکہ پراٹسٹنٹ ریاستیں ڈائٹ کے اس فعل کی مخالف تھیں اور شہنشاہی فوج محض بیکار تھی اور پرشیا کے خلاف اپنی جدوجہد میں آسٹریا کو زیادہ تر ملکہ روس اور شاہ فرانس کی معاونت اور امداد پر بھروسہ تھا۔ زارینا کو قریب دس سال سے فریڈرک سے سخت عداوت تھی اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی تھی کہ فریڈرک نے طنزاً اس کے متعلق کچھ کہا تھا اور روس کا وزیر اعظم بیس ٹوزیو پرشیا کو ایک خطرناک ہمسایہ خیال کر کے ہمیشہ اس کی مخالفت پر آمادہ رہتا تھا۔

دوروں زوو اور تمام وزیروں کی تائید سے (باستثنائے بیس ٹوزیو) ایلزابتھ نے

معاہدہ سینٹ پیٹرس برگ ۱۱ر جنوری۔ ورسالز کا دوسرا معاہدہ یکم مئی ۱۷۵۷ء

۱۱ر جنوری ۱۷۵۷ء کو سینٹ پیٹرس برگ کے معاہدے سے صلح نامہ ورسالز کو تسلیم کر لیا جو مئی سال گزشتہ میں آسٹریا اور فرانس کے درمیان ہوا تھا اور فروری میں ایک نیا معاہدہ آسٹریا سے ہوا۔ فرانس نے دوران جنگ میں روس کو ایک لاکھ پونڈ سالانہ دینے کا وعدہ کیا اور دونوں دوستوں نے یہ وعدہ کیا کہ جنگ صرف اس وقت ختم ہوسکیگی جب کہ فریڈرک سالی نے شیا اور گلاٹز سے دست بردار ہو جائے اور اس کی حالت باویریا یا ہیس کیسل کی سی ہو جائے۔ یہ بھی طے ہوا کہ اضافہ ملک کا لالچ دیکر سویڈن ڈینمارک اور سیکسنی کو بھی اس اتحاد میں شریک کرنے پر آمادہ کیا جائے۔

روس کی امداد کی طرف سے مطمئن ہو کر آسٹریا کے لئے اب صرف فرانسیسی اتحاد کو پختہ کرنا باقی تھا۔ یکم مئی ۱۷۵۷ء کو پرشیا کے حصے بخرے کرنے کے لئے آسٹریا اور فرانس کے درمیان ورسالز کا دوسرا صلح نامہ ہوا۔ اسکی شرائط یہ تھیں کہ جیسے ہی سائی لے شیا پر آسٹریا کا قبضہ ہو جائے فرانس کو نیدرلینڈ کا ایک حصہ دیدیا جائے جس میں مون، اوس تان، نیوپوٹ، اپرے اور فورنے کے شہر اور بندرگاہ یون مون اور نشی مائی کے اضلاع اور لوک کا قلعہ شامل تھا۔ نیدرلینڈ کا باقی ماندہ حصہ لوئی کے داماد ڈان فلپ رئیس پارما کو پارما، پیاسین زا اور گواس تالا کے معاوضے میں دیدیا جائے جو آسٹریا کو دیئے جائیں۔ پرشیا فتح ہو جانیکے بعد آسٹریا سیکسنی سویڈن، الیکٹر پالاٹائن اور ہالینڈ کے مابین تقسیم کر لیا جائے اور فریڈرک کے قبضے میں صرف وہی اضلاع رہیں جو الیکٹر اعظم کی تخت نشینی کے وقت خاندان ہوہین زولرن کے قبضے میں تھے۔ فرانس نے اختتام جنگ تک امداداً قریب دس لاکھ پونڈ سالانہ دینے اور میدان جنگ میں ایک لاکھ کی فوج بھیجنے کا وعدہ کیا۔ اس کے علاوہ اس نے باویریا الیکٹر پالاٹائن اور ڈیوک آف وُرٹیم برگ سے معاہدے کئے اور فریڈرک اعظم کے مقابلے کے لئے فوجیں بھیجنے کے معاوضے میں انھیں مالی امداد دینے کا وعدہ کیا۔ مارچ اور ستمبر ۱۷۵۷ء میں فرانس اور سویڈن کے درمیان معاہدے ہوئے جن میں آسٹریا بھی شریک کیا گیا۔ ان صلح ناموں کی رو سے سویڈن نے جس میں امرا کی "بڑی ٹوپی والی جماعت" اب تک غالب تھی حالانکہ البریکا نے ۱۷۵۶ء میں شاہی اقتدار کو بحال کرنے کی کوشش کی تھی، مالی معاوضے کی لالچ سے شاہ پرشیا کے خلاف میں بیس ہزار کی فوج پومے رانیا

میں بھیجنے کا وعدہ کیا سویڈن کے رقیب ڈین مارک میں فریڈرک پنجم برسر حکومت تھا اور اس نے اور اس کے وزیر کاونٹ برنس ڈورف نے اس اتحاد میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔

۲۴۹ ورسالز کا پہلا معاہدہ حسن تدبیر پر مبنی تھا مگر دوسرے معاہدے کو فرانسیسی ایک فاش غلطی خیال کرتے تھے۔ آسٹریا انگلستان پر حملہ نہ کر سکتا تھا اس لئے فرانس کو چاہئے تھا اپنا پورا زور نوآبادیوں اور سمندر کی جنگ میں لگا دیتا اور یورپ کی جنگ میں شرکت سے انکار کر دیتا۔ فرانسیسیوں نے مئی ۱۷۵۶ء میں ڈیوک دی رشی لیو کی سرکردگی میں منورکا پر قبضہ کر لیا تھا اور بحیرہ روم میں اس کامیابی کے بعد انھیں چاہئے تھا کہ انگلستان کی بحری قوت کی بیخ کنی کے لئے ایک زبردست کوشش کرتے۔ انگلستان نے فرانس کے تمام بندرگاہوں کی ناکہ بندی کر دی تھی جس سے یورپ میں عام ناراضی پھیل گئی تھی۔ ماشول نے وزیر بحریہ ہوتے ہی اپنے پیش رو روای لے کے طرز عمل کو اختیار کر لیا جو ۱۷۴۹ء سے ۱۷۵۴ء تک وزیر بحریہ تھا اور موری پا (وزیر بحریہ ۱۷۲۳ء تا ۱۷۴۹ء) اور فلیوری کی غفلت کی تلافی کے لئے کوشاں تھا۔ منورکا پر قبضہ ہو جانا اس کی کوششوں کی کامیابی کا ثبوت ہے۔ فرانس کی شومی قسمت تھی کہ لوئی پانزدہم نے پیرانہ سال مارشل نوآیل اور ماشول اور کاونٹ دارژان سوں ایسے لوگوں کے مشورے کی پروانہ کی اور ورسالز کے معاہدہ ثانی کو منظور کر کے جسکی شرطیں ضرورت سے زیادہ شہنشاہ کے موافق تھیں ایک نہایت تباہ کن حکمت عملی اختیار کی۔ آسٹرد ی نیدرلینڈ کو حاصل کرنے اور ہینوور پر قبضہ کر کے انگریزوں کو پریشان کرنے کی امید سے شاہ فرانس پرشیا کو تباہ کرنے کی سازش میں شریک ہو گیا تھا جس سے صرف آسٹریا کو نفع کی امید ہو سکتی تھی۔ لوئی یورپ کی اس عام جنگ میں شریک تو ہو گیا تھا مگر اس نے آسٹریا کی چالاک حکومت سے کسی معاوضے کا مطالبہ نہیں کیا۔ امریکا میں جو جنگ جاری تھا اولاً اسکی طرف سے غفلت کرنے میں لوئی نے سخت غلطی کی اور پھر نیدرلینڈ پر قبضہ بھی نہیں کیا۔ اگر اس صوبے پر فرانس قبضہ کر لیتا تو اس سے نوآبادیوں میں اس کے جو نقصانات ہوئے تھے انکی تلافی ہو جاتی اور عندالوقع آسٹریا اور پرشیا کو اپنی پیش کردہ شرائط کے منظور کرنے پر مجبور کر سکتا۔ مگر باوجود برنس کی کوششوں کے جو جون ۱۷۵۷ء سے نومبر ۱۷۵۸ء تک وزیر خارجیہ تھا فرانس کے

مفاد کا بالکل خیال نہ رکھا گیا اور فرانس کی فوجیں میریا تھیری سا کے لئے سائی لے شیا کو ۱۷۵۰
فتح کرنے میں مصروف ہو گئیں۔ لوئی پانزدہم کی قسمت میں یہ نہ تھا کہ نیدرلینڈ کو اپنی سلطنت میں شامل کرے اور ۱۷۵۶ء میں جو تباہ کن طرز عمل اس نے اختیار کیا تھا اس کے حقیقی نتائج اس وقت معلوم ہوئے جب کہ جنگ کے ختم کے بعد سائی لے شیا پر میریا تھیری سا کا قبضہ برقرار رہا اور فرانس کو شمالی امریکا اور جزائر غرب الہند میں متعدد نقصانات برداشت کرنے پڑے اور ہندوستان میں اپنے اثر کے معدوم ہو جانے پر دم بخود رہنا پڑا(۱)

ہسپانیہ کی معاونت حاصل کرنے میں فرانس کی ناکامی ۱۷۵۷ء و ۱۷۵۸ء

اپنی نوآبادیوں کو بچانے کے لئے سخت جد و جہد کرنیکے بجائے فرانس نے جرمنی میں خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات کی حفاظت اور توسیع اپنے ذمہ لینے میں سخت غلطی کی تھی لیکن اگر فرانس اور ہسپانیہ میں گہرا اتحاد ہوتا اور جرمنی میں فرانس آسٹریا اور روس سرگرمی سے اپنا کام انجام دیتے تو جنگ کے نتائج اس قدر مضر نہ ثابت ہوتے۔ ہسپانیہ اور فرانس کی اغراض متحد تھیں اور انگلستان کی اغراض ان سے متغائر تہیں۔ فریڈرک اعظم نے اپنے سفیر نپ ہاوسین سے دریافت کیا تھا کہ فرڈی نند ششم اور لوئی پانزدہم میں گہرا اتحاد کیوں نہیں سفیر نے مارچ ۱۷۵۵ء میں جواب دیا کہ فرانس کو ہسپانیہ کے معاملات سے مطلق لگاؤ نہ ہونا قابل تعجب ہے۔ جنگ ہفت سالہ کی قربت کی وجہ سے امن پسند رو ایلی نے بھی جو جولائی ۱۷۵۴ء سے جون ۱۷۵۷ء تک فرانس کا وزیر خارجیہ تھا، ہسپانیہ سے اتحاد کرنے کی ضرورت کو محسوس کر لیا۔ فرڈی نند ششم شاہ ہسپانیہ کی شادی ۱۷۲۹ء میں جان پنجم شاہ پرتگال کی بیٹی باربرا سے ہوئی جسے اس کے مزاج میں بہت دخل ہو گیا۔ پرتگال انگلستان کا قدیم حلیف تھا اس لئے ملکہ مذکور انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان جنگ کا چھڑنا ناپسند کرتی تھی۔ فرڈی نند زیادہ تر اپنے پادری راور گو اور ملکہ ایک مغنی مسمی فاری نیلی کے زیر اثر تھا اس لئے وہ قیام امن کی طرف مائل تھا اور فرانسیسی اتحاد کا وہ اس وقت سے مخالف تھا جب کہ فرانس نے

(۱) سفارتی انقلاب کی تاریخ کے لئے دیکھو۔ Duc de Broglie L'Alliance Autrichienne

اے لاشاپیل کے ابتدائی معاہدے کے تسلیم کرنے میں سخت عجلت کی تھی۔ اپریل ۱۷۵۴ء میں ۲۵۱
کاراواجال کا انتقال ہوگیا جو بیس سال سے ہسپانیہ کا وزیر اعظم تھا۔ فرانس نے کوشش
کی مارکوس ڈی لا این سے ناڈا وزیر اعظم مقرر ہو جائے مگر انگریزی سفیر کین کی کوششوں سے
جنرل وال جو آئرش نژاد اور انگلستان کا ہوا خواہ تھا' وزیر خارجیہ اور عملاً وزیر اعظم
مقرر ہوگیا۔ این سے ناڈا جس نے ہسپانیہ کو انگلستان سے لڑا دینا چاہا تھا جلا وطن
کردیا گیا اور فرانسیسی سفیر دورا کے بجائے برنس مقرر ہوا جو خود چند روز کے بعد فرانس
واپس چلا گیا۔ ہسپانیہ نے جنگ ہفت سالہ میں غیر جانب دار رہنے کا قصد مصمم کرلیا
تھا حالانکہ آسٹریا اور فرانس نے اس کو اس طرز عمل سے باز رہنے کی بہت کوشش کی
ہسپانی اتحاد کی خواہاں یورپ کی تمام سلطنتیں تھیں یہاں تک پٹ غور کر رہا تھا کہ
علاوہ دوسری رعایتوں کے منورکا کو دوبارہ فتح کرنے میں مدد دینے کے صلے میں
جبرالٹر ہسپانیہ کو واپس کر دیا جائے۔ میریا تھیری سا نے فرڈی ننڈ کے مذہبی جذبات کو
برانگیختہ کرنا چاہا اور اسے یاد دلایا کہ مذہب کاتولیکی کو بدعقیدہ لوگوں کے حملوں سے
بچانا چاہئے۔ ۱۷۵۸ء میں جرنس نے جواب وزیر خارجیہ ہوگیا تھا ایک تجربہ کار ہرہارکوس
دوبے تیر میریا تھیری سا کی اس درخواست کی تائید کرنے اور خاندان اسٹوارٹ کے
ساتھ وال کو جو عقیدت مندی تھی اسے کام لینے کے لئے ہسپانیہ بھیجا اور اسے
یہ ہدایت دی کہ بالآخر ہسپانیہ سے ایک معارضانہ اور مدافعانہ اتحاد اور زبردست رقمی
امداد اور ایک بحری اتحاد میں شریک ہونے کا مطالبہ کرے جس میں فرانس سویڈن
اور ڈین مارک بھی شامل تھے۔ عہد نامہ ورسالز کو تسلیم کرنے کے صلے میں فرانس
تیار تھا کہ جزیرہ منورکا ہسپانیہ کو واپس کر دیا جائے۔ مگر ۱۷۵۸ء میں برنس کو ان
کوششوں میں مطلق کامیابی نہ ہوئی بلکہ کو انگلستان کے ساتھ ہمدردی تھی اور
اس کا اثر فرڈی ننڈ پر اس قدر تھا کہ ہسپانیہ غیر جانب دار رہا گو امریکا میں انگریزوں
کی مسلسل کامیابیوں سے ہسپانی حکومت کو ہراس ہوگیا تھا۔ فرڈی ننڈ کے عہد حکومت ۲۵۲
میں ہسپانیہ میں زراعت تجارت اور مصنوعات کو فروغ تھا مگر وال نے دوبے تیر
کو جواب دیدیا کہ ہسپانیہ کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ لاکھوں کی امداد دے سکے۔
سویڈن اور ڈین مارک کے بحری اتحاد کو بھی اس نے ٹال دیا کہ اس میں کوئی نفع نہیں

اور بالآخر یہ جواب دیا کہ ہسپانیہ کا کام اس جنگ میں صرف یہ ہوگا کہ فرانس اور انگلستان میں صلح کرا دے۔

ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے میں جب ناکامی ہوئی تو یورپ میں لوئی پانزدہم اور آسٹریا اور روس کی کامیابی کا دارومدار باہمی اتحاد اور اعتماد پر تھا۔ مگر لوئی پانزدہم کی سمجھ میں یہ نہ آیا کہ میریا تھیریسا اور ایلزابیتھ ملکہ روس کے دلوں سے شبہ او حسد کے خیالات کو دور کر دینا چاہئے اور یہ کہ پولینڈ میں اس کی سازشیں جنگ کے سر کرنے میں سد راہ ہونگی۔ فریڈرک اعظم کے خلاف میں جو جنگ چھڑ گئی تھی اس میں آسٹریا فرانس اور روس کی اغراض صرف اسی وقت حاصل ہو سکتی تھیں جب کہ ہر سہ دول مذکورۂ بالا فی الحقیقت ایک دوسری کی معاونت کریں۔ باہمی اعتماد اور اشتراک عمل کی کامیابی کے لئے سخت ضرورت تھی۔ فرانس پر لازم تھا کہ پولینڈ کے معاملات میں دست اندازی سے باز آتا اور اس موقع کی اہمیت کا لحاظ رکھ کر اپنے کارپردازوں کو حکم دیدیتا کہ وارسا میں سازشوں سے باز آئیں تاکہ زارینا ایلزابیتھ کے تمام شبہے دور ہو جائیں۔ مگر بدقسمتی سے لوئی پانزدہم انگلستان اور فرانس کی باہمی جدوجہد کے حقیقت کو کبھی نہ سمجھا۔ ویسٹ منسٹر کے صلحنامے اور اس کے بعد کونتی کی تذلیل سے پولینڈ کے متعلق اس کی تدبیریں پس پشت رہ گئی تھیں لیکن جنگ ہفت سالہ

پولینڈ میں فرانسیسی حکمت عملی

کے شروع ہوتے ہی لوئی کو پولینڈ کے معاملات میں پھر دلچسپی ہو گئی اور خفیہ سفارتی کارروائیوں کے ذریعے سے اس نے وارسا میں روس کی مخالف جماعت کی تائید شروع کر دی اور پولینڈ میں فرانس کے اثر کو برقرار رکھنے کی بے سود کوشش پر فرانس کے حقیقی مفاد کو قربان کر دیا۔ پرشیا پر حملہ آور ہونے میں روس اور آسٹریا کی تائید پر برنس ہمہ تن آمادہ تھا اور اس نے بہت کوشش کی کہ وارسا کے فرانسیسی سفیر بروگ لی کو روس کی مخالفت نہ کرنے پر مجبور کرے مگر لوئی
کے خفیہ احکام کی بنا پر بروگلی نے سرکاری ہدایتوں کی مطلق پروا نہ کی۔ اس کا مکان ۲۵۳
روس کے پولی مخالفوں کا مرکز بن گیا اور پولینڈ میں سے روسی فوجوں کے گزرنے کی اس نے اس قدر مخالفت کی روسی سپہ سالار بغاوت کے خوف سے نہایت احتیاط سے پیش قدمی کرنے پر مجبور ہو گیا اور اس طور پر فریڈرک اعظم کو اپنی سلطنت کی

حفاظت کے انتظام کا موقع ملگیا۔"

۱۷۵۷ء فریڈرک اعظم کی زندگی میں شاندار ترین تھا اور نہ صرف آسٹریا اور پرشیا کے تعلقات کی تاریخ میں وہ ایک نمایاں حد فاصل ہے بلکہ اس کی وجہ سے سلطنت پرشیا کے لئے نہایت ہی اہم نتائج مرتب ہوئے۔ فریڈرک کے دشمنوں نے تیاری کی تھی کہ بوقت واحد آسٹریا فرانس روس، سویڈن اور شہنشاہت کی فوجیں اسکی سلطنت پر حملہ کردیں لیکن شاہ پرشیا نے وہی چال اختیار کی جس کی وجہ سے سال گزشتہ میں اسے کامیابی حاصل ہوئی تھی یعنی اس نے خود حملے کی ابتدا کی اور بوہے میا پر یورش کردی پریگ میں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور سخت جنگ کے بعد جس میں شوے رین مارا گیا اور آسٹریا کی فوج کا بیشتر حصہ پریگ میں محصور ہوگیا جیساکہ پرنا میں ہوا تھا، اس دفعہ بھی محصور فوجوں کی سخت مقاومت کی وجہ سے فریڈرک کی تدبیریں کارگر نہ ہوئیں

پریگ، کولن، گراس جاگرس ڈورف کی لڑائیاں۔

ڈان امدادی فوجیں لیے ہوئے قریب آرہا تھا اس لئے فریڈرک نے قصد کیا کہ اس نئے دشمن کا بھی مقابلہ کرے قبل اس کے کہ وہ پریگ کے قریب پہونچ سکے۔ اگر اس نے اور اس کے جنرلوں نے ذراسی فراست سے کام لیا ہوتا تو اس نے ڈان کو شکست دیکر اپنے دشمنوں کو اطاعت قبول کر لینے پر مجبور کردیا ہوتا۔

۱۸ جون کو فریڈرک کو کولن میں شکست ہوئی یہ اس کے جنرلوں کی غلطیوں کا نتیجہ تھا جن سے وہ آسانی سے بچ سکتے تھے۔ پرشیا کی ۳۲۰۰۰ سپاہیوں میں سے ۱۴۰۰۰ ضائع ہوگئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پریگ کا محاصرہ اٹھ گیا اور فریڈرک بوہے میا سے مراجعت کرنے پر مجبور ہوا، اس کی تدبیریں خاک میں مل گئیں اور اس کا زعم باطل زائل ہوگیا۔ مگر اس سال کے اختتام کے قبل ہی اس نے اپنے دشمنوں کے اتحاد کو
توڑ دیا اور کولن کی ہزیمت کی تلافی کردی فریڈرک کی شکست کے فوری نتایج پرشیا کیلئے ۲۵۴
سخت مضر تھے۔ شہنشاہی فوج نے بہ عجلت شمالی جرمنی میں ایک فرانسیسی فوج سے شرکت کا انتظام کرلیا جو دیس تری اے کی سرکردگی میں ڈیوک آف کمبرلینڈ کے مقابلے کے لئے روانہ ہوئی اور ہاس ٹین بیک کی جنگ میں فتح حاصل کرکے ڈیوک ڈی رشی لیو (دیس تری اے کا جانشین) نے ڈیوک آف کمبرلینڈ کو کلوس ٹرسیوین

ہیں معاہدہ کرنے پر مجبور کیا۔ ۳۰ جون کو روسیون نے آپ رک سن کی سرکردگی میں سرحد کو عبور کیا اور ۔میل پر قبضہ کر کے ۳۰ اگست کو لی والڈ کو گراس جاگرس ڈورف میں شکست دی۔ سویڈن نے بھی جنگ کا اعلان کر دیا اور اسٹرال سنڈ کو اپنی فوجی کارروائیوں کا مرکز قرار دیکر پومے رانیا پر حملہ کر دیا۔ اگر آپ رک سن کا تعلق روس کے ولی عہد اور اس کی بیوی کیتھرین کی جماعت سے نہ ہوتا تو جو فریڈرک اعظم کو زیروزبر کر دینے کی مخالف تھی اور اگر ڈان کے مزاج میں ضرورت سے زیادہ احتیاط نہ ہوتی تو کولن اور گراس جاگرس ڈورف کی لڑائیاں پرشیا کے لئے مصیبت ہو جاتیں۔ اپ رک سن مدافعت کی غرض سے اپنی چھاؤنی میں مقیم رہا اور باوجود لاوڈن کے مشورے کے ڈان اور شہزادہ چارلس نے حد درجہ احتیاط اور ضرورت سے زیادہ عاقبت اندیشی سے کام لیا جس کی وجہ سے پرشیا کی خستہ حال فوج کو قطعی صدمہ پہونچانے کا موقع جاتا رہا اور گو ۱۶ اکتوبر کو آسٹریا کی ایک فوج برلن میں داخل ہوئی اور گو آسٹریا کی فوجوں نے سائی لے شیا پر قبضہ کر لیا مگر حلیفوں نے کوئی متحدانہ کارروائی نہ کی۔ آپ رک سن زارینا کی علالت کے خبر سنکر اور خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ اور بیس ٹوزیو دونوں اس جماعت سے تعلق رکھتے تھے جسکی سرغنہ ولی عہد بیگم تھی، بجائے جنگ کو جاری رکھنے کے اپنے قزاقوں کو ساتھ لیکر موسم سرما بسر کرنے کے لئے کورلینڈ کو واپس ہو گیا۔ انگریزی حکومت نے کلوسٹر سیوین کے معاہدے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور فریڈرک سے درخواست کی کہ وہ فرڈی ننڈ آف برنس وِک کو اس فوج کا سپہ سالار بنا دے جسے پٹ میدان جنگ میں بھیجنے والا تھا۔ ان موافق حالات سے فریڈرک کی ہمت بڑھ گئی اور وہ فرانسیسی اور شہنشاہی متحد فوجوں کے مقابلے کے لئے آگے بڑھا جو سُوبیس اور پرنس آف ہلڈ برگاسین کی سرکردگی میں سیکسنی پر حملہ آور ہونے والی تھی۔ ۱۷۵۷ء کے اوائل میں لوئی نے اپنے دو قابل ترین وزیروں کاونٹ دارژان سون کو برطرف کر دیا۔ یہ دونوں جرمنی کے معاملات میں فرانس کی مداخلت کے مخالف تھے اور نوآبادیوں کے بچانے کے خواہاں تھے۔ دارژان سون کی انتظامی قابلیت اور تجربہ دونوں جنگ ہفت سالہ میں بہت مفید ثابت ہوتے۔ اس کے زوال کی یہ وجہ تھی کہ اس نے میڈیم دی پومپادور ۲۵۵

کو دربار سے خارج کرا دینے کی کوشش کی تھی۔ ان دونوں کی برطرفی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر از واقعات سالوں میں یکے بعد دیگرے کئی نا اہل اشخاص فرانس کے وزرائے جنگ و بحریہ ہوئے ؛

۵ ر نومبر کو فریڈرک اعظم کو روس باخ میں ایک فیصلہ کن فتح ہوئی جس سے دشمن کو

روس باخ کی فتح ۵ ر نومبر ۱۷۵۷ء۔

نقصان عظیم ہوا۔ شہنشاہی فوج تتر بتر ہو گئی اور فرانسیسی رائن کے پار واپس چلے گئے ؛

فتح روس باخ کے نتائج نہایت دور رس تھے۔ انگلستان میں فریڈرک کی فتوحات سے اس قدر خوشی ہوئی کہ پہاڑوں پر آگ روشن کی گئی اور امدادی فوجیں بھیجی گیئں۔ اہل جرمنی نے اس کو فرانس کے مقابلے میں ایک قومی فتح خیال کیا اور اس وقت سے فریڈرک اعظم کو ایک قومی ' ہیرو ' خیال کرنے لگے۔ جنگ ہول وڑز کی طرح روس باخ کی جنگ سے پرشیا کی نوخیز سلطنت کی قوت اور ہمت کا یورپ کو علم ہو گیا اور نپولین کا خیال تھا کہ یہی جنگ ۱۷۹۲ء میں فرانس کے بوربون خاندان کے زوال کا باعث ہوئی۔ فریڈرک کے خیال میں جنگ روس باخ کی صرف یہ اہمیت تھی کہ اس کی وجہ سے وہ آسٹریوں کو سائی لے شیا سے نکال سکیگا۔ شویڈ نٹز کا سقوط عمل میں آچکا تھا اور چارلس آف لارین نے بے وُرن کو شکست دیکر بریس لا اور لیگ نٹز پر قبضہ کر لیا تھا، اس لئے بغیر ایک قطعی فتح کے سائی لے شیا کے پھر ملنے کی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی حسب عادت صورت حال کو خوب سمجھکر فریڈرک نے پھر لڑائی کی ٹھان لی خواہ اس میں فتح ہو یا شکست۔ ۵ ر دسمبر کو یعنی جنگ روس باخ

جنگ لیوتھیں ۵ ر دسمبر ۱۷۵۷ء۔

کے ٹھیک ایک مہینے بعد لیوتھیں کی مشہور و معروف جنگ ہوئی جو بذات خود فریڈرک کو دنیا کے بڑے جنرلوں میں شمار کرانے کے لئے کافی ہے۔ پرشیا کی جنگی چالوں کو ڈان اور پرنس چارلس مطلق نہ سمجھے اور یہ جنگ بھی فریڈرک کے " ٹیڑھے حملے " کی ایک بیّن مثال تھی۔ اس جنگ میں تین گھنٹوں میں پرشیا کی تیس ہزار فوج نے اسی ہزار آسٹریوں کو شکست فاش دی۔ سائی لے شیا پر بہ استثنائے شویڈ نٹز پرشیا کا قبضہ پھر ہو گیا اور ۱۷۵۷ء میں جرمنی کی فوجی تاریخ میں ایک قابل یادگار باب کا اضافہ ہوا ؛

فریڈرک اعظم کو فوجی چالوں اور کوچ کے طریقوں میں جو ید طولےٰ حاصل تھا اسکی ۲۵۶
۱۷۵۸ء میں کئی قابل یادگار مثالیں ملتی ہیں۔ سنہ مذکور کے آغاز میں مختلف شرکا جنگ کی تدبیروں اور طرز عمل میں تیز تبدل بھی ہوا۔ روس باخ اور لیوتھیں کی جنگوں سے

پٹ اور فریڈرک اعظم ۱۷۵۸ء

فریڈرک تباہی سے بچ گیا تھا مگر اسکی حالت اب بھی بہت نازک تھی۔ البتہ وہ انگریزوں کی امداد پر بھروسہ کر سکتا تھا۔ پٹ نے بلاکسی لیت ولعل کے اپنی قوم کی ہمدردی کے ثبوت میں اپریل میں پرشیا سے ایک جدید معاہدہ کیا جس کی رو سے ہینوور کی فوج کی تنخواہ انگلستان نے اپنے ذمہ لیلی اور ایک صلح نامے پر دستخط لئے گئے جس کی رو سے شاہ پرشیا کو ۶۷۰۰۰۰ سالانہ کی رقمی امداد دینے کا انگلستان نے وعدہ کیا۔ پٹ کو خوب معلوم تھا کہ فرانسیسیوں اور انگلستان کے درمیان جنگ سمندروں اور نوآبادیوں میں جاری تھی جس پر پوری توجہ نہ کرنے میں فرانس نے سخت غلطی کی تھی مگر تاہم ہینوور کی حفاظت اور فریڈرک کی امداد کے لئے اُس نے ممالک غیر کی سپاہ کو رقمی امداد دی گو اس کی توجہ زیادہ تر انگلستان کی نوآبادیات کی توسیع پر مبذول تھی۔ پٹ کی حکمت عملی کا گُر یہ تھا کہ انگلستان کے لئے امریکا جرمنی کے میدان جنگ میں فتح ہو جائے۔ میریا تھیریسا کو امید تھی کہ ہینوور غیر جانب دار رہیگا مگر اس کی یہ امید اب زائل ہو گئی اور فرانس کو بھی اب یہ توقع نہ رہی کہ ہینوور کی سلامتی کے لئے انگلستان نوآبادیوں میں اس کے ساتھ رعایت کرنے پر مجبور ہو گا۔ مارچ کے اختتام کے قبل فرڈی ننڈ آف برنس وک نے سرزمین جرمنی کو فرانسیسی فوجوں سے پاک کر دیا جس سے ہینوور محفوظ ہو گیا۔

فرڈی ننڈ آف برنس وک اور فرمور

فرڈی ننڈ آف برنس وک جس نے اپنی فوجی قابلیت کا ثبوت آسٹریا کی جنگ جانشینی میں دیا تھا چارلس ڈیوک آف برنس وک وُل فین بوٹیل (۱۷۳۵ء تا ۱۷۸۰ء) کا بھائی تھا جو فلپا چارلٹ (فریڈرک اعظم کی ہمشیرہ) کا شوہر تھا۔ فرڈی ننڈ کی ایک بہن ایلی زابیتھ کرسٹین کی شادی شاہ پرشیا سے ہوئی تھی دوسری کی شاہ پرشیا کے بھائی آگسٹس ولیم سے ہوئی تھی اور تیسری کی فریڈرک پنجم شاہ ڈین مارک سے۔ چارلس جنگ ہفت سالہ

میں پرشیا کی طرف سے لڑا تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا چارلس ولیم فرڈننڈ اس کا جانشین ہوا جسے جینا میں شکست ہوئی۔

انگلستان روس سے نہ تو برسرجنگ تھا نہ اس نے بحیرۂ بالٹک میں کوئی بیڑا بھیجا ۲۵۷
مگر اس میں شک نہیں کہ روس باخ میں روسیوں کی ہزیمت کے بعد انگریزی امداد شاہ پرشیا کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی جس نے نہ صرف اپنے دشمنوں کے اتحاد کو توڑ دیا بلکہ اس خطرے کو بھی دفع کر دیا جو اسے فرانس اور شہنشاہی فوج کی طرف سے تھا۔ بیل آئل جولائی ۱۷۵۸ء میں فرانس کا وزیر جنگ مقرر ہوا اور اپنے انتقال (جنوری ۱۷۶۱ء) تک برسرخدمت تھا مگر اس کی توجہ سے بھی فوجی کارروائیوں میں کوئی کامیابی نہ ہوئی کیونکہ فرانسیسی جنرل نااہل تھے اور اس کی فوجوں کی حالت ابتر تھی۔

۱۷۵۸ء میں فریڈرک کے صرف دو دشمن تھے یعنی آسٹریا اور روس۔ ایلی زابیتھ کو اب تک اس سے سخت بغض تھا۔ روس باخ اور لیوتھین کی لڑائیوں کے نتائج سے اس کا غصہ اور بھی بڑھ گیا' اس لئے اس نے اپ رس کن کو معزول کر کے بجائے اس کے فرمور کو مقرر کیا۔ یہ روسی جنرل انگریزی الاصل تھا اور اس نے ۱۷۳۶ء تا ۱۷۳۹ء کی ٹرکی اور روس کی جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دئے تھے۔ اسی طرح بربیس ٹوزیو کو معزول کر کے ملکہ نے دوُرون زوِد کو بجائے اسکے مقرر کیا جو آسٹریا کا طرفدار تھا۔ موسم سرما کے وسط میں روس کی فوج نے کوچ شروع کر دیا۔ جنوری میں مشرقی پرشیا پر ۳۱۰۰۰ روسی سپاہ نے قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد کونگز برگ تھارن اور ایل بنگ کو فتح کر لینے اور کسٹرن کا محاصرہ کرنے کے بعد کوئی مزید کارروائی موسم سرما کے آغاز کے قبل نہ ہو سکتی تھی جب کہ اصل روسی فوج کے آنے کی امید تھی۔ فرانس اور آسٹریا کی فوجوں کو تو ناکامی ہوئی مگر سینٹ پیٹرس برگ میں انکی سفارتی کارروائیاں بارآور ہوئیں۔ گرینڈ ڈیوک پیٹر اور اس کی بیوی کیتھرین کا روسی سیاسیات پر کوئی اثر باقی نہ رہا' لوئی اور ایلی زابیتھ کے درمیان میں مراسلت شروع ہو گئی اور فرانس اور روس کے درمیان بلاتوسط غیرے اتحاد کے قیام پر بحث ہونے لگی۔

اول مٹز کا محاصرہ

۱۷۵۸ء کے موسم بہار میں فریڈرک نے باوجود اپنے اکثر مشیروں کے مخالفت کے
پیش قدمی کرکے روسیوں کی آمد سے قبل آسٹریا پر حملہ کرنے کا
تہیہ کرلیا۔ ڈان کو بوہے میا میں چھوڑ کر جو پرنس چارلس کی
علیحدگی کے بعد آسٹریا کا سپہ سالار ہوگیا تھا فریڈرک نے شویڈنٹز پر دوبارہ قبضہ کرلیا
اور اول مٹز پر قبضہ کرنے اور خود وائینا پر دھمکی دینے کی غرض سے مورے ویا کی طرف
بڑھا۔ اسے امید تھی کہ اول مٹز کے فتح ہوتے ہی آسٹروی فوجیں بوہے میا سے مراجعت ۲۵۸
کرینگی۔ محاصرہ ۲۷ مئی سے شروع ہوا اور زور و شور سے جاری تھا مگر جیسے جیسے
دن گزرتے گئے اس محاصرے کی حالت بھی ایک حد تک وہی ہوئی جو ۱۷۵۷ء
میں پریگ کے محاصرے کی تھی۔ دونوں موقعوں پر ایک زبردست فوج
فریڈرک کے ذرائع آمد و رفت منقطع کرنے کے لئے موجود تھی۔
مگر ۱۷۵۸ء میں لاؤڈن نے اپنی فوجی قابلیت سے کچھ اثر پیدا کر لیا تھا اور ۲۶ جولائی ۱۷۵۷ء کو میجر جنرل ہو جانے کی وجہ سے اب وہ فریڈرک کی تدبیروں میں کافی مداخلت کر سکتا تھا۔ لاؤڈن اسکاٹ لینڈ کے ایک قدیم خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور اس نے میونخ کے ساتھ روس میں فوجی خدمات انجام دی تھیں۔ فریڈرک اعظم نے اسے اپنی سلک ملازمت میں لینے سے انکار کر دیا تھا اس لئے وہ آسٹریا کی فوج میں داخل ہوگیا اور اپنی کارگزاری سے ثابت کر دیا کہ سپہ سالار کی حیثیت سے پرنس یوجین کے بعد اس کا درجہ تھا۔

لاؤڈن اول مٹز کے محاصرے کو اٹھا دیتا ہے۔

اگر بجائے ڈان یا پرنس چارلس کے جنگ ہفت سالہ میں لاؤڈن آسٹریا کا سپہ سالار ہوتا تو آسٹریا کے لئے اس جنگ کے نتائج بالکل مختلف ہوتے۔ مگر تاہم اس نے اپنے آپ کو فریڈرک کا زبردست حریف ثابت کر دیا اور اول مٹز کے محاصرے کو اس نے اپنی سرگرمی اور حسن تدبیر سے اٹھا دیا۔ محاصرے کے آغاز کے سات ہفتوں کے بعد اس نے رسد کی تین ہزار گاڑیوں کو چھین لیا جسکی وجہ سے یکم جولائی کو فریڈرک محاصرے سے باز آیا۔ شاہ پرشیا کی یہ ناکامی لاؤڈن کی شہرت کا باعث ہوئی اور اسے فیلڈ مارشل لفٹننٹ کے منصب اعلیٰ پر ترقی دیگئی۔

سال کے باقی ماندہ ایام میں جو فوجی کارروائیاں ہوئیں وہ قابل یادگار ہیں فریڈرک کا اول ٹمز سے بوہے میا ہوتے ہوئے سائی لے شیا کی طرف مراجعت کرنا بجائے خود ایک عظیم الشان کارنامہ تھا۔ بران ڈین برگ کو بھی اس نے روسی حملے سے محفوظ رکھا جس سے اس کی سرگرمی اور استقلال کا ثبوت ملتا ہے۔ روسی مشرقی پرشیا اور پولینڈ پر قبضہ کر کے قتل و غارت گری کرتے ہوئے شمالی جرمنی پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ فریڈرک نے فرانک فورٹ کی طرف بڑھکر جو اوڈر پر واقع ہے کاونٹ ڈوہنا

جنگ زورن ڈورف
۲۵ر اگست ۱۷۵۸ء

کی فوجوں سے مل گیا اور ۲۵ر اگست کو زورن ڈورف کی جنگ ہوئی۔ ٹیوٹن اور سلاؤ قوموں میں اتنی خونریز لڑائی اس سے قبل کبھی نہ ہوئی تھی۔ انسانیت کو اس جنگ میں ذرا سا بھی دخل ۲۵۹
نہ تھا اور دس گھنٹوں تک وحشیانہ غیض و غضب اور سرگرمی کے ساتھ جنگ جاری رہی جو دن کے ڈھلنے کے بعد ایک دست بدست مقابلے میں متبدل ہو گئی جس میں سخت ابتری کی حالت میں دونوں فوجیں ایک دوسرے کے ساتھ دست بگریباں ہو گئیں اس جنگ میں صرف دو اور قابل تذکرہ ہیں یعنی پرشیا کے سواروں نے زیڈ لٹز کی سرکردگی میں اپنی جانبازی کا ثبوت دیا اور روسی نہایت استقلال سے لڑے گو یہ جنگ فی نفسہ فیصلہ کن نہ تھی مگر اہل پرشیا کی فتح میں کلام نہیں۔ پرشیا کے ۱۱۵۰۰ سپاہی کام آئے مگر روسیوں کے ۲۱۰۰۰ آدمی، ۱۰۰ توپیں اور ۳۰ جھنڈے ضائع ہوئے اور فرمور چند روز کے بعد اچھی ترتیب کے ساتھ پولینڈ کی طرف لوٹ گیا اور اس نے اہل سویڈن کی معاونت کا خیال چھوڑ دیا۔ بران ڈین برگ تو اس طور پر محفوظ ہو گیا مگر وائینا میں ایک دوسرے حملے کی تدبیریں پختہ ہو رہی تھیں یعنی ڈان شہنشاہی فوج کی تائید سے جو ڈیوک آف زوی بروکین کے زیر کمان تھی، پرنس ہنری کو ہزیمت دیکر ڈریس ڈین پر قابض ہو جائے اور ایک دوسری آسٹروی فوج سائی لے شیا میں داخل ہو کر نیس کا محاصرہ کرلے۔ آسٹریوں کی توجہ زیادہ تر سیکسنی کی طرف تھی اور ۵ر ستمبر کو جنرل میگوائر نے سونین سٹین پر قبضہ کر لیا جو پرنا سے بلندی پر واقع تھا۔ شاہ پرشیا انتہائی عجلت کے ساتھ ڈریس ڈین کو عین وقت واپس آیا اور اس نے ڈان کے مجوزہ اتحاد کو توڑ دیا اور آسٹریوں کو مدافعتی تدابیر کے

اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ فریڈرک کی فوج جس موقع پر تھی وہ بہت زبردست تھا مگر ڈان کی طرف کوچ کر کے اس نے اپنی حالت کو خراب کر دیا کیونکہ ڈان کی فوج تعداد میں اُس کی فوج کے دوچند تھی اور اپنی ضد اور خودرائی کی وجہ سے وہ ایک ایسے موقع پر خیمہ زن ہوا جو آسٹریا کے خیمہ گاہ کے مقابلے میں قابل اطمینان نہ تھا اور آسٹریا کی فوج کے زد میں تھا۔

ہوخ کرخین میں فریڈرک کی شکست ۱۴ اکتوبر ۱۷۵۸ء

۱۴ اکتوبر کو ڈان نے اپنی موقع کو تاک کر اہل پرشیا پر ہوخ کرخین پر حملہ کر دیا مگر اپنی انتہائی احتیاط کی وجہ سے اس فتح سے کوئی نفع نہ اٹھا سکا۔ فریڈرک تعجب انگیز جسارت کے ساتھ مسلسل کوچ کرتا ہوا ٹیس اور کوسیل کی طرف پہونچا اور ہارش کو ان دونوں مقامات کا محاصرہ اٹھا کر بوہے میا کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور کیا اس کے بعد اُسی عجلت کے ساتھ سیکسنی کو واپس آیا اور ڈریس ڈین کو ڈان سے بچکر اُسے سرحد کو عبور کرنے پر مجبور کیا۔ 260

اہل پرشیا کا اب ہر طرف بول بالا تھا۔ گو کلیوز اور ہیس فرانس کے قبضہ میں تھے اور شرقی پرشیا روس کے پنجے میں تھا مگر انگلستان کو نوآبادیوں میں فرانس کے مقابلے میں کامیابی ہوئی تھی۔ اُس کے علاوہ فرمور کو بران ڈین برگ پر حملہ کرنے میں ناکامی ہوئی تھی، ڈان کو بوہے میا کی طرف لوٹ جانا پڑا جس کی وجہ سے سائی لے شیا اور سیکسنی پر فریڈرک کا قبضہ برقرار رہا اور سوئیڈن نے پومے رانیا پر جو حملہ کیا تھا وہ بھی دفع کر دیا گیا۔

فرڈیننڈ ف برنس وک مغربی جرمنی میں ۱۷۵۸ء

مغربی جرمنی میں فرڈی نینڈ آف برنس وک نے ہینوور کو فرانسیسیوں سے پاک کر کے ۲۳ جون کو انھیں کری فیلڈ میں شکست دی اور ان کی ایک فوج کو جو ڈیوک ڈی رشی لیو کے جانشین کاونٹ دی کلیرمون کے زیر کمان تھی رائن کے پرے بھگا دیا۔ ررے مونڈ اور ڈین ڈرمونڈ بھی ان کے ہاتھوں سے نکل گئے اور ویسٹ فالیا کے متفق اضلاع پر فرڈینینڈ کا قبضہ ہو گیا کلیرمون گو بذات خود نا اہل تھا مگر اُس کی ہزیمت کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ رشی لیو فوج کو نہایت ابتر حالت میں چھوڑ گیا تھا۔ کلیرمون بھی اب علٰحدہ کر دیا گیا اور بجائے اُس کے مارکوس دی کونتادی مقرر ہوا۔



(زیر نقاط علاقے پر شوری ہیں)

میڈیم ڈی پومپادور کو اب یہ فکر ہوگئی کہ مین کی فوج کو تقویت دی جائے جس نے اس کے دوست سوبُواس کی سرکردگی میں کیسل کو لیلیا اور دی بروگ لی کے زیرکمان جو ہراول فوج تھی اس نے ایک جرمنی فوج کو بتاریخ ۲۳ جولائی سون ڈر شاسین میں شکست دی فرانسیسیوں کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے فرڈی ننڈ نے جس کی مدد پر بارہ ہزار انگریزی سپاہی پہونچ گئے تھے کون تادی کا تعاقب چھوڑدیا اور کیسل کے قریب لوٹر برگ پر سوبواس کی فوج کے مقابلے کے لئے پہونچ گیا۔ اس مقام پر بتاریخ ۱۰ اکتوبر شے ویر کی سرگرمی کی وجہ سے جس نے سال گزشتہ پریگ میں نام آوری حاصل کی تھی سُوبُواس کو ایک خفیف سی کامیابی حاصل ہوئی لیکن اس سے فرانسیسیوں کو بہت کم نفع ہوا۔

مگر باوجود اس کے کہ فرانسیسی کیسل پر اور روسی مشرقی پرشیا پر قابض تھے اور انگریزوں کو سینٹ مالو اور شربرگ کی یورش میں کامیابی نہ ہوئی تھی مگر اس وقت تک فریڈرک کو اپنے کثیر التعداد دشمنوں کے حملوں کے دفع کرنے میں کامیابی ہوئی تھی۔ ۱۷۵۸ء ہی میں یہ امر عیاں ہوگیا

پرشیا اور فرانس کی حالت ۱۷۵۸ء کے اختتام پر۔

۲۶۲ تھا کہ جب تک روس آسٹریا اور فرانس میں کامل اتحاد عمل نہ ہو شاہ پرشیا کی حکومت کو زیروزبر کردینا دشوار ہے ۱۷۵۸ء میں اس قسم کا گہرا اتحاد ناممکن معلوم ہوتا تھا کیونکہ فرانس، آسٹریا اور روس کی سلطنتوں کو کافی ووافی امداد دینے سے مجبور نظر آتا تھا اس لئے کہ فرانس کو خشکی اور سمندر دونوں پر ہزیمت ہوئی تھی، اس کے سواحل کی انگلستان نے ناکہ بندی کردی تھی، اس کی نوآبادیوں کے ساتھ اس کے ذرائع آمدورفت منقطع ہوچکے تھے اور لوئی برگ اور قلعہ دوکین اس کے ہاتھ سے نکل گئے تھے جن کے ذریعے سے کناڈا اور مسی سپی کے صوبجات کے درمیان آمدورفت ممکن تھی۔ اس کے ملکی انتظامات میں سخت ابتری تھی اور یورپ کو اس کی حکومت کی نااہلی اور انحطاط کا پورا علم ہوگیا تھا۔ برنس نے بھی تسلیم کرلیا تھا کہ جنگ کے جاری رکھنے میں اب کسی کامیابی کی امید نہیں اس لئے اب وہ براعظم یورپ پر امن وامان قائم کرنے کی فکر میں تھا۔ فریڈرک کو بھی اب فرانس کی طرف سے مطلق ہراس نہ تھا اور قرین قیاس معلوم ہوتا تھا کہ اس کے تینوں مخالف (آسٹریا، فرانس، روس) تسلیم

کرینگے کہ وہ اسکی سلطنت کی تسخیر سے مجبور رہیں؛

۱۷۵۸ء میں عام مصالحت کا ہو جانا خلاف قیاس نہ معلوم ہوتا تھا۔ برنس بھی صلح کا خواہاں تھا کیونکہ اسے فرانس کی حکومت کے انحطاط اور اس کے انتظامات کی ابتری اور جنگ کے جاری رکھنے میں جو دقتیں تھیں انکا پورا احساس تھا۔ انگلستان کے بحریہ نے فرانس کو بالکل بے دست و پا بنا دیا تھا اور اس کے تجارتی جہازوں کو تباہ و برباد کر کے ہندوستان کناڈا اور جزائر آن تیل کے ساتھ اس کے ذرائع آمد و رفت کو منقطع کر دیا تھا؛

انگلستان کی شکایات کی بنا پر دوپلے ہندوستان سے ۱۷۵۴ء میں واپس بلا لیا گیا اور اس کے جانشین گودی بیو انگریزوں سے صلح کر کے دوپلے کی فتوحات سے دست کش ہو گیا۔ امریکا میں انگریزی اور فرانسیسی آبادکاروں کے مناقشات کا سلسلہ جاری تھا اور گومونت کام نے فرانس کے مقبوضات کی حفاظت کے لئے زبردست کوششیں کیں مگر خود فرانس نے اسکی کافی مدد نہ کی۔ براڈوک کی فوج کو ہزیمت دینے کے بعد مونت کام نے اوس وی گو پر قبضہ کر لیا جو جھیل اون ٹے ریو پر واقع ہے اور اسکے بعد اس نے انگریزوں کو بھرتی کون دی روگا میں شکست دی مگر لوئی برگ
یا قلعہ درکین کو نہ بچا سکا۔ مونت کام نے جب امداد کا مطالبہ کیا تو فرانس کے وزیر خارجہ ۲۶۳
برنس نے جواب دیا کہ جب کسی کے گھر میں آگ لگ جائے تو اسے اصطبل کی فکر نہیں رہتی اور بیل آئل وزیر جنگ نے بھی صاف جواب دیدیا کہ کمک بھیجنا ناممکن ہے

برنس کا زوال شوا سیول کا عروج

برنس ہوشیار اور عاقبت اندیش تھا مگر فریڈرک اعظم یا پٹ کا مدمقابل نہ تھا اس میں وہ استقلال نہ تھا جو مصائب کے برداشت کرنے یا کسی قطعی حکمت عملی کے عمل میں لانے کے لئے ضروری ہے۔ شکست سے وہ مایوس ہو جاتا تھا اور مقاومت کے لئے نئی تدبیریں سوچ نہ سکتا تھا۔ آسٹریا سے غیر مساوی اور تباہ کن شرائط پر اتحاد کرنے میں فرانس جن مصائب میں پھنس گیا تھا ان سے نجات حاصل کرنے کی اس کے خیال میں صرف یہی ایک تدبیر تھی کہ صلح کر لی جائے۔ صلح کی گفتگو شروع کرنے کے لئے اس نے میریا تھیری سا کی منظوری حاصل کر لی تھی مگر قبل اس کے کہ ملکہ روس سے مشورہ کیا جا

میڈیم دی پوم پادور کی سازش سے وہ معزول ہوگیا۔ میڈیم دی پوم پادور اس کی صلح پسندی کی مخالف تھی اور پرشیا پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے جنگ کو جاری رکھنا چاہتی تھی۔ ۳۰ نومبر کو برنس کارڈنل منتخب ہوا اور ۱۳ دسمبر کو جلاوطن کر دیا گیا اور اسکے زوال کے بعد سے شواسیول کے تحت میں فرانسیسی حکمت عملی میں پھر جان پیدا ہوگئی(۱)۔ برنس کی تبدیل کے بعد کاونٹ دی شواسیول استانیئن ول وائینا سے واپس بلوا کر ڈیوک دی شواسیول کے خطاب سے ممتاز ہوا اور وزیر خارجیہ مقرر(۲) ہوا۔ فرانس کا اب وہ سربرآوردہ ترین وزیر ہوگیا۔ اور چند سالوں تک اسے فرانس کے دربار میں سب سے زیادہ اقتدار حاصل تھا۔ شواسیول لارین کا باشندہ تھا اور جوانی میں فوج میں ملازم تھا۔ اس کے بعد سفارتی خدمات پر متعین ہوا اور وائینا کے دربار میں ہر دل عزیز تھا میڈیم دی پوم پادور کی بھی نظر عنایت اس پر تھی اور مادی موازیل کروزا دو شاتیل
سے شادی کرنے سے وہ بہت مالدار ہوگیا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ جنگ ہفت سالہ ۲۶۴
کے اواخر میں اس کے برسر اقتدار ہونے سے اس کے ملک کو بہت نفع ہوا کیونکہ اس نے فرانس کے طرز عمل میں استقلال پیدا کیا اور مزید نقصانات سے اگر وہ فرانس کو بچانے میں ناکام ہوا تو اسکا باعث اولاً اس کے پیش رووں کی غلطیاں تھیں اور ثانیاً اس کی تدبیروں میں لوئی پانزدہم کی مداخلت ہے۔

شواسیول اعلےٰ درجہ کا مدبر نہ تھا مگر اس کی قابلیت میں شبہ نہیں اور استقلال سرگرمی اور فراست میں اپنے ہم عہدہ وزرا پر فوقیت رکھتا تھا۔ شواسیول آٹھ دس گھنٹے روز کام کرتا تھا اور اس کے برسر اقتدار ہونے سے فرانس کی وزارت خارجی میں ایک انقلاب ہوگیا۔ دربار شاہی کے آداب سے بخوبی واقف ہونے کے علاوہ اسے علوم وفنون میں بھی دخل تھا۔ کثیر المشاغل ہونے کی وجہ سے اسکی علمی زندگی کے

---

(۱) دیکھو برنس کی سوانح عمری جسے فریڈرک ماسون نے مرتب کیا ہے۔

(۲) شواسیول ۱۷۵۸ء سے ۱۷۶۱ء تک وزیر خارجیہ تھا ۱۷۶۱ء سے ۱۷۶۶ء تک وزیر بحریہ اور ۱۷۶۶ء سے ۱۷۷۰ء تک وزیر جنگ و معاملات خارجیہ۔

متعلق اب تک قطعی رائے قایم نہیں ہوئی ہے۔ اسکا اولاً یہ خیال تھا کہ ہسپانیہ سے اتحاد کر کے اسکی وساطت سے انگلستان سے صلح کرلے تاکہ فرانس براعظم کی جنگ پر اپنی توجہ پوری طور پر مبذول کر سکے۔ مگر جب اسے معلوم ہوا کہ اسکی یہ تدبیر کارگر نہ ہوگی تو اس نے انگلستان اور پرشیا کے خلاف میں جنگ کو سرگرمی کے ساتھ جاری رکھنے اور ۱۷۵۷ء کے معاہدۂ ورسالز کی شرائط کی ترمیم کا قصد کرلیا تاکہ فرانس کا بارگراں ہلکا ہو جائے۔ اسلئے جنگ کے جاری رکھنے کا اعلان کر کے اس نے آسٹریا سے دو جدید صلح نامے دسمبر ۱۷۵۸ء میں مرتب کرائے جنکی توثیق مارچ ۱۷۵۹ء میں ہوئی۔ ان میں سے ایک علانیہ تھا اور ایک خفیہ[1]۔ ان صلح ناموں کی رو سے شاہی خاندانوں میں شادیوں کا انتظام کیا گیا یعنی آرچ ڈیوک جوزیف کی شادی پارما کی شہزادی ازابیلا (لوئی پانزدہم کی نواسی) سے ہو اور آرچ ڈیوک کے بھائی لیوپولڈ کی شادی نیپلز کی ایک شہزادی سے ہو[2]۔ اس کے علاوہ یہ بھی طے ہوا کہ کوئی ملک بغیر دوسرے کے مشورے کے علحدہ مصالحت نہ کرے اور فرانس آسٹریا کو سائی لے شیا اور گلاٹز کے فتح کرنے میں ہر طرح سے مدد کرے گو ان دونوں اضلاع کے فتح ہونے تک فرانس جنگ کے جاری رکھنے پر مجبور نہ تھا اور گو پرشیا کے حصے بخرے کرنے کا اس صلح نامے میں ذکر نہ تھا مگر ان صلح ناموں میں بھی بہ نسبت فرانس کے آسٹریا کو نفع تھا۔ فرانس نے جرمنی میں اپنی فوج میں اضافہ کرنے کا عہد کیا اور آسٹریا کو مزید مقبوضات کے حاصل کرنے کے لئے اسے اس تباہ کن جنگ کو جاری رکھنا پڑا۔ اہل فرانس کو اس جنگ اور آسٹروی اتحاد سے سخت نفرت ہو گئی تھی اور انھیں شبہ ہو گیا تھا کہ شوا سیول اسے جاری رکھنا چاہتا ہے۔ 265

شوا سیول کو فرانس کو آسٹروی اتحاد سے بالکلیہ علحدہ کرنے میں ناکامی ہوئی

---

[1] فرانس اور آسٹریا کے اس معاہدے کو بعض وقت ورسالز کا تیسرا صلح نامہ کہا جاتا ہے۔

[2] Une Fille de France et sa Correspondence inedite, Par L. de Beuriez

مگر اُس نے فرانس کی فوجی شہرت کو برِ اعظم اور سمندروں پر بحال کرنے کی مردانہ وار کوشش کی۔ اُس نے یہ تدبیر سوچی کہ ہینوور کو فرانس کی فوجیں فتح کر لیں اور نو آبادیوں کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے انگلستان پر حملہ کر دیا جائے۔ فریڈرک کو مغلوب کرنے کا کام روسیوں اور آسٹریوں پر چھوڑ دیا جائے اور فرانس کی فوج کے بیشتر حصے سے انگلستان پر ایک زبردست حملہ کرنے کا کام لیا جائے یعنی لندن پر قبضہ کر کے کناڈا اور پانڈی چیری کو واپس لیا جاے۔ ٹولون اور بریسٹ میں بیڑے تیار کئے گئے اور شیواسیول نے دوردن رود کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ روسی فوج کا ایک حصہ سویڈن کے جہازوں میں اسٹے ٹن میں سوار ہو اور گوٹین برگ میں سویڈن بارہ ہزار فوج لیکر اسکاٹ لینڈ میں لنگر انداز ہو کر انگلستان اور اسکاٹ لینڈ پر حملہ آور ہونے والی فوجوں کے سپہ سالار علی الترتیب سوبواس اور دائی گوئی لون مقرر ہوئے مگر دونوں نااہل تھے بحری فوج کے افسر اعلیٰ

۱۷۵۹ء میں فرانس کی ہزیمتیں۔

دی لاکلو کون فلان اور تھورو تھے۔ یہ تینوں بھی محض بیکار تھے ان مہموں میں مطلق کامیابی نہ ہوئی اور ۱۷۵۹ء میں فرانس کو سخت نقصان برداشت کرنے پڑے۔

جنوری میں جزیرہ گوری (مغربی افریقہ) پر قبضہ ہو جانے کی خبر انگلستان پہونچی اور جون میں گواڈالوپ کے فتح ہو جانے کا اعلان کیا گیا۔ فرانسیسیوں نے دی لاکلو، کون فلان اور تھورو کے بیڑوں کو مجتمع کرنے کی کوشش کی جو علی الترتیب ٹولون بریسٹ اور ڈن کرک میں لنگر انداز تھے۔ مگر انگریزی جہاز ان کی تاک میں لگے ہوئے تھے
۲۶۶ اور اس مہم میں بھی فرانسیسیوں کو سخت زک ہوئی۔ بوس کاوین کو لاگوس میں دی لاکلو پر ایک زبردست فتح حاصل ہوئی (۱۷ اگست) اور ۲۲ نومبر کو ہاک نے کون فلان اور بریسٹ کے بیڑے کو خلیج کوئی بے رون میں شکست دی۔ راڈنی نے پاور پر گولہ باری کی۔ تھورو کو بھی ناکامی ہوئی اور اس کا بیڑا جس نے آئرلینڈ کا رخ کیا تھا تباہ ہو گیا۔ اس طور پر فرانس کا بیڑا نیست و نابود ہو گیا اور انگلستان پر حملہ کرنے کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ ان ہزیمتوں کے علاوہ وولف نے ۱۸ ستمبر کو کوئی بیک پر قبضہ کر لیا اور اس طور پر کناڈا فرانس کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ انگریزی فوجوں کو ہندوستان میں بھی مسلسل کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ ۲۷ جون ۱۷۵۷ء کو کلایو کو پلاسی کی جنگ

یں فتح ہوئی جس کی وجہ سے کلکتہ پھر انگریزی اثر قایم ہوگیا۔ اور فرانسیسیوں کا اثر رفتہ رفتہ زائل ہونے لگا یہانتک کے جنگ وان دی واش (جنوری ۱۷۶۰ء) نے اسکا خاتمہ کردیا۔

سیڈین کی جنگ یکم اگست ۱۷۵۹ء صلح کی تجویزیں۔

براعظم یورپ میں بھی شواسیول کی تدبیریں کارگر نہ ہوئیں گو اس نے جرمنی کی فرانسیسی فوجوں کی امداد کے لئے مزید فوجیں روانہ کی تھیں جنوبی فرانسیسی فوج کے سپہ سالار دی بروگ لی نے فرڈی ننڈ آف برنس وک کو جو فرانک فورٹ پر حملہ آور ہونے والا تھا ۱۳ اپریل کو برگین میں شکست دی تھی اور اسکے بعد مارشل کونتادی (سپہ سالار افواج شمالی) کی فوج سے مل کر کیسیل اور منڈن کو فتح کرلیا۔ مگر ہینوور کو فرڈی ننڈ نے اپنے کمال سے بچالیا اور یکم اگست کو بمقام من ڈین اسے ایک قطعی فتح حاصل ہوئی جس کی وجہ سے فرانسیسی ہیس سے خارج کردے گئے، کونتادی معزول کردیا گیا اور دی بروگ لی تمام فرانسیسی فوج کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ شواسیول کو روس کے نااہل سپہ سالار سال ٹی کوو کی سرگرم معاونت حاصل کرنے میں بھی ناکامی ہوئی جو فرمور کا جانشین ہوا تھا۔ سال ٹی کوو اسٹیٹن کا محاصرہ نہ کرنا چاہتا تھا جس میں بہت دیر لگنے کا اندیشہ تھا اور اس کے علاوہ روس انگلستان سے اپنے تعلقات کو منقطع کرنا بھی نہ چاہتا تھا کیونکہ انگلستان اور روس برسر جنگ نہ تھے اور گو روس فرانس کا حلیف تھا مگر انگلستان کا دشمن
۲۶۷ بھی نہ تھا بجائے اس کے کہ ایلی زابیتھ، جارج دوم کو اس کے تخت و تاج سے محروم کرنے کی کوشش میں فرانس کی معاونت کرتی اس نے صرف بحیرہ بالٹک سے غیرملکی جہازوں کو خارج کرنے کے لئے سویڈن سے ۸ مارچ کو ایک معاہدہ کرلیا جس میں فرانس اور ڈین مارک سے بھی شرکت کی درخواست کی گئی۔ روس اور سویڈن نے انھیں اصول کا اعلان کرکے جسے ۱۷۸۰ء میں اتحاد شمالی نے قبول کرلیا تھا، بحیرہ بالٹک میں امن و امان کے قایم رکھنے کی متحدانہ کوشش کی سنہ مذکور کے اختتام کے قبل ہی شواسیول کو مجبوراً برنس کے طرز عمل کی طرف عود کرنا پڑا اور وہ اس فکر میں ہوگیا کہ روس کی وساطت سے صلح کی گفت و شنید شروع کرے۔ ممالک غیر کے درباروں میں جو فرانسیسی سفیر متعین تھے ان سے

لوئی پانزدہم خفیہ طور پر مراسلت کرتا تھا، شواسیول نے اس طریقے کو روکنے کی سخت کوشش کی اور مارچ ۱۷۵۹ء میں لوئی کے معتمد ترسیر کو برطرف کرادیا۔ لوئی کا ایک اور پٹھو دوران تھا جسے علیحدہ کرکے بجائے اس کے پول می وارسا بھیجا گیا اور اسے ہدایت کی گئی کہ روس کی تائید کرے۔ مگر شواسیول کو بہت جلد معلوم ہوگیا کہ کوئی خفیہ سازش ایسی ہے جو پول نی تک اس کے احکام کو پہونچنے نہیں دیتی۔ اسیطرح جب اس نے روس کی وساطت حاصل کرنے کی کوشش تو اسے مزید دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس نے فرانس کے سفیر متعینہ روس مسمی لوپی تال کو ایک مراسلہ مورخہ ۸ر جولائی ۱۷۵۹ء کے ذریعے سے روس کے وزیراعظم کو یہ بات سمجھانے کی ہدایت کی کہ اب آسٹریا اور پرشیا میں مصالحت کرادینا قرین مصلحت ہے۔ شواسیول کو اس تدبیر سے یہ امید تھی کہ کچھ عرصے کے بعد اسی طرح سے روس کی وساطت سے فرانس اور انگلستان کے درمیان بھی مصالحت کی گفتگو ہوسکیگی۔ اگر مصالحت کے ضروری ہونے کے متعلق اسکی مدبرانہ تجویز کو ۱۷۵۹ء میں منظور کرلیا جاتا تو فرانس ان نقصانوں اور ذلتوں سے بچ جاتا جو ۱۷۶۳ء میں اسے برداشت کرنے پڑے۔ مگر حسب سابق لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں اسکی سدراہ ہوئیں۔ لوپی تال نے اپنے معتمد دیوں کے ایما سے
جو شاہ فرانس کے خیالات سے واقف تھا، یہی مناسب سمجھا کہ اپنے افسر اعلےٰ (وزیر ۲۶۸
خارجیہ) کے احکام کی پرواہ نہ کرے۔ اس طور پر شواسیول کی تدبیریں خاک میں مل گئیں۔

لوئی پانزدہم ان معاملات کو انگلستان سے راست طے کرنا چاہتا تھا، اور روس کی وساطت سے کام لینے کی تجویز کو ناپسند کرتا تھا اس لئے اس نے اپنا پورا زور شواسیول کے خلاف لگادیا۔ پٹ نے فرانس سے علیحدہ مصالحت کرنے کی تجویز سے صاف انکار کردیا تھا۔ ۱۲ر اگست ۱۷۵۹ء کو سالٹی کوف کو کونرس ڈورف میں فتح حاصل ہوئی روسی حکومت کو اس فتح سے بے انتہا مسرت ہوئی اور اس نے قصد کرلیا کہ جنگ کو جاری رکھکر مشرقی پرشیا کا اپنی سلطنت پر الحاق کرے اور آسٹریا اور فرانس سے اس اضافہ ملک کو تسلیم کرائے۔

اس وقت معلوم یہ ہوتا تھا کہ کونرس ڈورف کی جنگ نے پرشیا کا قلع قمع

کر دیا تھا۔ ۱۷۵۸ء میں فریڈرک کسی سے دبا ہوا نہ تھا مگر اُس کا ملک اب بالکل خستہ حال ہو گیا تھا۔ اُس کے اخراجات اس کے ذرائع آمدنی سے زیادہ تھے اور انگلستان کی مالی امداد اخراجات کے لئے کافی نہ تھی۔ آسٹریا کی فوجیں تجربہ حاصل کرتی جاتی تھیں اور آسٹریا کے جنرل فن حرب میں ترقی کر رہے تھے مگر فریڈرک کی حالت وہی تھی جو نپولین کی واگرام

جنگ کونرس ڈورف
۱۲ اگست ۱۷۵۹ء

کی معرکہ آرائی کے بعد ہوئی یعنی اُس کے دشمن اسکی چالیں سیکھتے جاتے تھے۔ اُس کے علاوہ ان کی فوجوں کے لئے سپاہیوں کے بھرتی کرنے کے لئے وسیع رقبے موجود تھے مگر اسے رنگروٹ صرف پرشیا کے چھوٹے سے ملک سے مل سکتے تھے جو ان بزدآزما سپاہیوں کے مقابلے میں محض ہیچ تھے جو اُس کی زبردست فوج میں جنگ کے آغاز میں شریک تھے۔ اُس کے مقابلے میں آسٹریا اور روس کی فوجیں تھیں جنھوں نے فن حرب میں بہت کچھ ترقی کی تھی اور جن کی جنگی قابلیت سے خود اسے تعجب ہو رہا تھا۔ اس کے علاوہ جو فوجیں اسے گھیری ہوئی تھیں ان میں شہنشاہی فوج بھی ڈیوک آف زوی بروکین کے زیر کمان شریک تھی جس نے لیپ زگ، ذین برگ اور ٹور گو پر قبضہ کر لیا تھا اور فرانس کی فوج بھی ڈی بروگلی کے زیر کمان ان گھیرنے والی فوجوں میں شامل تھی۔ اعلےٰ پیمانے پر حملہ آور ہونے کا اب کوئی موقع باقی نہ تھا گو پرنس ہنری نے بوہے میا میں آسٹریا کے فوجی مخزنوں کو برباد کر دیا اور شہنشاہی فوجوں کو بام برگ اور ووزبرگ کی طرف ہٹا دیا۔ ۱۷۵۹ء کے اوائل میں فریڈرک
کو اپنے دشمنوں کے کسی حملے کے دفع کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی کیونکہ ڈان کے 259
انتہائی احتیاط سے اہل آسٹریا ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے یہاں تک کہ روسی اوورندی تک پہونچ گئے اور انھوں نے پرشیا کی فوج کے ایک دستے کو جو جنرل وے ڈیل کے زیر کمان تھا زولی خا میں شکست دینے کے بعد ۲۳ر جولائی کو فرانک فورٹ پر قبضہ کر لیا۔

لائوڈن کے زیر کمان ۱۸۰۰۰ آسٹروی جا کر سال ٹی کو وی فوج سے مل گئے اور فریڈرک پچاس ہزار سپاہی لیکر آسٹریا اور روس کی فوج کے مقابلے پر آ گیا جس کی مجموعی تعداد اسی ہزار تھی۔ ۱۲ر اگست کو جو جنگ ہوئی اس میں اولاً اہل

پرشیا غالب تھے مگر ایک نازک موقع پر لاؤڈن کے پیش قدمی کر دینے اور فریڈرک کی ضد اور خودسری کی وجہ سے جنگ کا رخ بدل گیا اور پرشیا کو شکست کامل ہوئی اگر روسی برلن کی طرف بڑھ گئے ہوتے تو پرشیا کی حکومت کا خاتمہ ہو جاتا اور کونرس ڈورف کا شمار دنیا کی فیصلہ کن جنگوں میں ہوتا۔

مگر آسٹریوں اور روسیوں کی کاہلی سے فریڈرک اس تباہی سے بچ گیا۔ آسٹریوں نے شہنشاہی فوج کی امداد سے لیپ زگ اور ٹورگو کو لیلیا تھا اور ۴؍ ستمبر کو انھوں نے ڈریس ڈین پر بھی قبضہ کر لیا تھا مگر ڈان اپنی عادتی کاہلی اور فن حرب میں کمال نہ رکھنے کی وجہ سے پرنس ہنری کی برق صفت کارروائیوں کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا روسیوں نے بھی بران ڈین برگ پر حملہ آور ہونے کی کوئی فکر نہ کی اور سالٹی کو دنے غالباً ڈان کی کاہلی سے عاجز آ کر یا سینٹ پیٹرس برگ کے سیاسی حالات کے خیال سے اپنی زبردست فتح سے نفع نہ اٹھایا۔ مگر تاہم تین سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد جس نے آسٹریا، فرانس اور پرشیا کو خستہ حال کر دیا تھا اب صرف پولینڈ بلکہ تمام یورپ کی قسمت کا فیصلہ ملکہ روس کی مرضی پر تھا۔ مگر اس کے زیادہ جینے کی امید نہ تھی اور اس کے ولی عہد پیٹر اور اس کی بیوی کیتھرین کے طرفداروں کی جماعت زور پکڑتی جاتی تھی اور یہ بھی خیال تھا کہ پیٹر کے تخت نشین ہونے کے بعد روس کی خارجی حکمت عملی کا رخ بدل جائیگا۔ سائی لے شیا کی طرف پیش قدمی کرنے کے بعد روسی پولینڈ کی طرف مراجعت کر گئے اور آسٹریوں نے معرکہ آرائی کو جاری رکھا۔ فریڈرک کی خودرائی سے پرشیا کو پھر زک ہوئی۔ پرنس ہنری کی استادانہ چالوں سے ڈان بوہے میا کی طرف پس پا ہو رہا تھا، فریڈرک نے اس کی مراجعت کو روکنے کی غرض سے جنرل فنک کو حکم دیا ۲۷۰
کہ اسکو عقب کی طرف سے گھیرے تاکہ آسٹر[illegible] تباہ ہو جاتی۔ مگر ۲۳؍ نومبر کو فنک پرشیا کے بارہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ میک سین میں ہتھیار ڈالدیئے اور ڈریس ڈین آسٹریوں کے قبضے میں رہگیا۔ ۱۷۵۹ء پرشیا اور فرانس دونوں کے لئے تیرہ و تار تھا مگر فریڈرک اعظم کی زبردست شخصیت اور قوت ارادی نے پرشیا کو ان مصائب سے نجات دلادی، برخلاف اس کے لوئی پانزدہم کی نااہلی اور کمزوری سے اُس کی رعایا کو ان مصائب سے بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔

۱۷۶۰ء کے آغاز میں مصالحت کے آثار زیادہ نہ تھے۔ ۲۵ نومبر ۱۷۵۹ء کو انگلستان اور پرشیا نے ایک یورپی کانگریس منعقد کرنے کے لئے ایک یادداشت پیش کی تھی مگر روس اور آسٹریا نے اسے رد کردیا۔ اگست ۱۷۵۹ء میں چارلس شاہ نیپلز (ڈان کارلوس) ہسپانیہ کا بادشاہ ہوا۔ ہسپانیہ کے اس نئے پادشاہ کو ورسائلز کے صلحنامے سے نفرت تھی مگر قرینہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ فرانس کی مدد کریگا۔ لیکن گو جنگ کے جاری رہنے کا احتمال تھا مگر قراین یہ تھے کہ حلیفوں کے درمیان اب اتحاد عمل نا ممکن ہے۔ مارچ ۱۷۶۰ء میں زارینا ایلی زابیتھ نے میریا تھیری سا کو شوا گو و کا صلحنامہ کرنے پر مجبور کیا جس کی رو سے مشرقی پرشیا اور ڈین زگ پر آسٹریا نے روس کے قبضے کو طوعاً و کرہاً تسلیم کرلیا۔ یہ صلح نامہ آسٹریا سے زیادہ فرانس کو ناگوار ہوا۔ پیٹر اعظم کیتھرین اول اور ایلی زابیتھ کو فرانس سے اتحاد کرنے میں ناکامی ہوئی جواب تک پولینڈ سویڈن اور ٹرکی کے متعلق اپنے پرانے طرز عمل کا پابند تھا۔ بحیرہ بالٹک میں توازن قوت کو قائم رکھنا فرانس کی سفارتی کارروائیوں کے اہم مقاصد سے تھا اور نہ صرف یہ توازن قوت شوالود کے صلحنامے سے تنزل ہوگیا تھا بلکہ سویڈن اور ڈین مارک کی آزادی اور بہبودی کو بھی اس سے خطرہ تھا۔ فرانس کے تعلقات اس کے حلیفوں سے کمزور ہوتے جاتے تھے مگر مارچ ۱۷۶۰ء میں شواسیول نے معاہدے کی ترتیب پر آسٹریا اور روس کو آمادہ کرنا چاہا
۲۷۱ اور بیرن دی بری بتول اس غرض سے سینٹ پیٹرس برگ روانہ کیا گیا کیونکہ لوپی تال ناقابل اعتماد ثابت ہوچکا تھا اور شواسیول کو امید تھی کہ یہ نیا سفیر اسکے احکام کی تعمیل کریگا۔ مگر روانہ ہونے سے قبل اس سفیر کو لوئی پانزدہم نے جتلادیا کہ وزیر کے احکام پر اسے احکام شاہی کو ترجیح دینی چاہئے۔ شواسیول نے اسے یہ ہدایت دی تھی کہ روس کو عام مصالحت کے لئے وساطت پر آمادہ کرے مگر بادشاہ نے بری تیول کو ہدایتوں کا ایک دوسرا مجموعہ حوالہ کیا جس سے لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیوں کے اہم مقاصد ظاہر ہوتے ہیں یعنی پولینڈ کی آزادی باقی رہے جو طوائف الملوکی کی مترادف تھی اور اس ملک میں فرانس کا اثر برقرار رہے۔ اس یادداشت سے ثابت ہوتا ہے کہ پولینڈ کو روس سے بچانے کے لئے اسے اپنی سلطنت کے اہم ترین اغراض کو قربان

لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں

کردینے میں مطلق دریغ نہ تھا۔ اس وقت اسکی چال یہ تھی کہ پولینڈ کے موجودہ بادشاہ کے
انتقال کے بعد آگسٹس سوم کے تیسرے بیٹے زیویرڈی سیکس کو جو فرانس کی ولی عہد بیگم کا
عزیز ترین بھائی تھا پولینڈ کا بادشاہ بنادے۔ روس کے مقبوضات یا قوت میں اضافہ کا
بھی لوئی مخالف تھا اور اس خوف سے کہ جنگ میں نمایاں کامیابیوں کی وجہ سے زارینا
کا اثر بڑھ جائیگا اور وہ فرانس سے پھر نہ دبیگی اسس نے بری تیول کو ہدایت کی
کہ فریڈرک کے خلاف میں روسی فوجوں کی نقل و حرکت کو ہر طرح سے روکے۔ لوئی کی خفیہ
کارروائیاں اس طور پر ان معاہدوں کے خلاف تھیں جو اس نے ۱۷۵۸ء میں صلح نامہ
درسالز کی روسے کئے تھے۔ اپنے حلیفوں کے ساتھ بے وفائی کرنے کے علاوہ اس نے
شواسیول سے مدبروں کی مساعی کو بھی کالعدم کردیا جو فرانس کے حقیقی مفاد کے لئے
کوشاں تھے۔ لوئی کا یہ خیال صحیح تھا کہ شواسیول جس صلح کا خواہاں تھا اس سے
روس میں پولینڈ کا اثر بڑھ جائیگا۔ روس نے ۱۷۶۰ء میں اگ رین کا مطالبہ کیا مگر لوئی
نے رفتار زمانہ کا خیال نہ کرکے پولینڈ کی آزادی کے قائم رکھنے کا تہیہ کرلیا حالانکہ
اس میں کامیابی کی کوئی امید نہ تھی اور اس غلط راہ اختیار کرنے سے فرانس کو اپنی
نوآبادیوں سے ہاتھ دھونا پڑا اور بالآخر پولینڈ کو بھی کوئی نفع نہ ہوا۔ بالمختصر شواسیول نے ۲۷۲
جس مقصد سے بری تیول کو سینٹ پیٹرس برگ بھیجا تھا اس میں کامیابی نہ ہوئی[1]

صلح کے نہ ہونیکی وجہ سے ۱۷۶۰ء میں متعدد لڑائیاں ہوئیں میک سین میں فنک کے ہتھیار ڈالدینے کی وجہ سے
سیکسنی میں آسٹریونکے قدم جم گئے اور وہاں سے انکو ہٹانے کے لئے فریڈرک نے سخت کوشش کی مگر جنرل لیگواٹز
کے مقابلہ میں اسکی کچھ نہ چلی۔ ۲۳ جون ۱۷۶۰ء کو فریڈرک کے ایک جنرل نوکوے کو لالوڈن نے لینڈشٹ
میں شکست فاش دی اور پروشیا کے کئی ہزار سپاہیوں کو قید کرکے ۲۶ جولائی کو گلاٹز پر قبضہ کرلیا۔ زرنی چیف
کی سرکردگی میں ایک روسی فوج بھی اوڈر کو عبور کرکے پہونچ گئی اور رسائی لے شیا جنگ کا اصل مرکز بن گیا۔
نوکوے کے معرض خطر میں ہونیکی خبر سنتے ہی فریڈرک فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور رسائی لے شیا میں پہونچ گیا گو آسٹریا
کی دو فوجیں لیسی اور ڈان کے زیر کمان اسکے تعاقب میں تھیں مگر اپنے جنرل کے اطاعت قبول لینے کا جب
اسے حال معلوم ہوا تو وہ واپس ہوگیا اور ڈریس ڈین پر قبضہ کرنیکی فکر کی جب اسمیں بھی ناکامی ہوئی تو وہ سائی لے شیا واپس گیا

(1). Albert Vandal, Louis XV et Elizabeth de Russie

اور قبل اسکے کہ آسٹریا کی فوجیں ایک دوسرے سے ملجائیں اُس نے ۱۵ اگست کو لاڈون کو لیگ نٹز کی
جنگ میں ہزیمت دی۔ ڈان اور لیسی کی کاہلی تاہلی اور غیر ضروری احتیاط نے اس
موقع پر بھی فریڈرک کو تباہی سے بچا دیا۔ وائنا سے فوجی کارروائیوں کے متعلق احکام
دینا محض بے سود تھا مگر نہ تو میریا تھیری سا نہ آلک کونسل اس امر کو تسلیم کرنے پر آمادہ تھا
اس وقت آسٹریا کے لئے بہتر یہ ہوتا کہ لاڈون سپہ سالار اعظم مقرر کر دیا جاتا۔ مگر باوجود
ان امور کے اگر آسٹروی فوجوں کے افسران اعلےٰ اہلیت رکھتے تو وہ میدان جنگ میں
ضرور فتح مند ہوتیں۔ فریڈرک کی اس فتح کی وجہ سے زرنی چیف کو پھر اوڈر کے پار
واپس جانا پڑا اور سائی لے شیا میں آسٹریوں کو زک ہوئی تاہم فریڈرک کی حالت
نہایت نازک تھی۔ روسیوں اور آسٹریوں کی ایک فوج نے لیسی اور ٹوٹ لی بین کے
زیر کمان برلن پر یورش کر دی اور آسٹروی فوجوں نے سیکسنی پر قبضہ کر لیا۔ فریڈرک
نے سائی لے شیا سے واپس آنے کے بعد ڈان پر ۳ نومبر کو بمقام تورگو حملہ کر دیا ایک
شدید جنگ کے بعد جس میں ڈان زخمی ہو گیا آسٹریوں کو شکست ہوئی جس میں انکے
بیس ہزار سپاہی ضائع ہوئے اور انھیں ڈریس ڈین کی طرف مراجعت کرنی پڑی۔ فریڈرک
نے سیکسنی کا بیشتر حصہ دوبارہ حاصل کر کے لیپ زگ میں موسم سرما بسر کیا گو اسکے
بھی چودہ ہزار سپاہی ضائع ہوئے۔ جنگ کی اس آخری فیصلہ کن جنگ کے بعد سیکسنی ۲۷۳
پر پھر پرشیا کا قبضہ ہو گیا گو ڈریس ڈین پر سیگوائر ابھی تک قابض تھا۔ ڈان کی احتیاط
اور اسکے حریف فریڈرک کی ذہانت کی وجہ سے صرف ضلع گلائز اور لینڈ شٹ آسٹریا کے
قبضہ میں رہے۔ اسکے بعد کی معرکہ آرائیاں بقول کارلائل "تھکے ہوئے گھوڑوں کی
دوڑ سے مشابہ تھیں"۔ مغربی جرمنی اور نو آبادیوں میں بھی فرانس کو کوئی نمایاں کامیابی
نہ ہوئی۔ ڈیوک دی بروگلی کو جس نے کاونٹ دی سائین ژرمین کی مدد سے فوج کے
نظام میں اصلاحیں کی تھیں کورباخ میں ایک فتح حاصل ہوئی اور اس نے ہیس کیاسل پر
پھر قبضہ کر لیا اور مارکوس دی کاستری نے حکمران پرنس آف برنس وک کو کلوسٹر کیا مپین
میں شکست دی مگر فرڈینینڈ آف برنس وک کی فوجی چالیں ویسٹ فالیا اور ہینوور
کی حفاظت کے لئے کافی ثابت ہوئیں اور دار برگ کی جنگ سے جس میں زیادہ تر
انگریزی سواروں کی مدد سے فتح حاصل ہوئی تھی اس نے فرانسیسیوں کی پیش قدمی کو

روک دیا۔ امریکا میں اولاً انھیں چند خفیف کامیابیاں ہوئیں مگر ۸ ر دسمبر کو مانٹ ریل کی فوج نے انگریزوں کی اطاعت قبول کرلی جس کی وجہ سے کناڈا کا پورا صوبہ فرانس کے قبضہ سے نکل گیا اور شمالی امریکا میں فرانس کے مقبوضات میں سے صرف لوئی سیانا رہگیا۔ ہندوستان میں ایر کوٹ نے ۲۲ ر جنوری ۱۷۶۰ء کو فرانسیسیوں کو بمقام وان دی واش شکست دی اور چند چھوٹے فرانسیسی قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد ستمبر میں اس نے پانڈی چیری کا محاصرہ کرلیا۔ ۶ ر جنوری ۱۷۶۱ء میں پانڈی چیری پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا اور ہندوستان میں فرانسیسی حکومت کا خاتمہ ہوگیا؛

۱۷۶۱ء کے نمایاں واقعات یہ تھے کہ مصالحت کی کوششوں میں پھر ناکامی ہوئی، جرمنی میں دونوں حریف تھک کر بیٹھ گئے، پٹ معزول ہوگیا اور شواسیول نے فرانس کی حالت کو بہتر کرنے کی ایک آخری کوشش کی یعنی جب اسے معلوم ہوا کہ مصالحت کی کوششوں میں کسی کامیابی کی امید نہیں تو ۱۷۶۱ء کے اوائل میں وہ وزارت خارجہ سے مستعفی ہوگیا اور وزیر فوج و بحریہ مقرر ہوا اس خدمت پر مقرر ہو کر اس نے فرانس کے بیڑے کی اصلاح کے لئے زبردست کوششیں شروع کیں۔ اپنے وطن کی حفاظت کی ان کوششوں
میں ملک کی تمام جماعتوں نے اسکا ہاتھ بٹایا اور نئے جہازوں کے بنانے کا حکم دیا گیا۔ ۲۷۴
شواسیول نے فوج کی تنظیم جدید کے متعلق ۱۷۶۳ء سے جو کارروائی شروع کی یہ گویا اسکا پیش خیمہ تھا۔ اُس نے آسٹریا اور روس کو اس امر پر آمادہ کرلیا تھا کہ آگس برگ میں صلح کی گفت و شنید ہو مگر اس کانگریس سے کوئی نتیجہ نہ ہوا اور جنگ منتشر طور پر جاری رہی اس وقت لاؤڈن آسٹروی فوج کا سپہ سالار تھا اور بٹرلن روسی فوج کا نگران دونوں کی باہمی نااتفاقی کی وجہ سے فریڈرک اعظم کی بن آئی تھی مگر لاؤڈن نے یکم اکتوبر کو ایک شاطرانہ چال سے شویڈنٹز پر قبضہ کرلیا اور سائی لے شیا اور گلاٹز میں آسٹروی اور روسی فوجیں داخل ہوگئیں۔ مشرقی پومیرانیا میں روسی فوجوں نے رومیانتزوف کی سرکردگی میں کول برگ کو مسخر کرلیا اور گو اس ٹی ٹن کو وہ فتح نہ کرسکے مگر اس کے اطراف کے اضلاع پر انھوں نے قبضہ کرلیا صرف مغربی یورپ میں پرشیا کو کامیابی حاصل ہوئی۔ نا اہل سوابیس اور حاسد مزاج ڈی بروگلی نے سولہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ ویسٹ فالیا اور ہنیوور کی طرف پیش قدمی کرنے کی کوشش کی تھی مگر فرڈینینڈ آف برنس وک نے انھیں

ولنگز ہاوسین میں پسپا کردیا اس ہزیمت کی وجہ سے دی بروگلی کے بجائے ڈیس تری اے مقرر ہوا اور سوابیس کی جگہ پر کونتی مگر اس سے فرانس کو کوئی نفع نہ ہوا۔ ڈومی نیکا بیل آئل اور پانڈی چیری کا فرانس کے قبضے سے نکل جانا بھی اسکے لئے سخت اندوہناک تھا اور شواسیول کو اب معلوم ہوگیا کہ جب تک فرانس کی بحری قوت نیست و نابود نہ ہو جائے پٹ کو چین نہ آئے گا۔

شواسیول کو معلوم ہوگیا تھا کہ آسٹروی اتحاد فرانس کے لئے محض بیکار ہے اور یہ کہ پٹ فرانس سے علٰحدہ صلح کرنے کا مخالف ہے اس لئے وہ ہسپانیہ کے نئے پادشاہ چارلس سوم کی طرف متوجہ ہوا جو عرصہ دراز سے انگلستان کی دراز دستیوں سے نالاں اور اس کا سخت مخالف تھا۔

۲۷ اگست ۱۷۵۸ء کو ہسپانیہ کی ملکہ بار بارا نے انتقال کیا جس سے اس کے شوہر کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس نے باہر نکلنا چھوڑ دیا اور سخت بیمار ہوگیا۔ اس کی علالت سے انتظام مملکت میں ابتری ہوگئی اور ایلی زابیتھ فارنیس کو نائب السلطنت کرنیکا لوگوں کو
۲۷۵ خیال ہوگیا مگر ۴ ہر اگست کو فرڈی ننڈ ششم نے انتقال کیا جس سے یہ ابتری دفع ہوگئی اس کا سوتیلا بھائی ڈان کارلوس شاہ سسلی چارلس سوم کے لقب سے ہسپانیہ کا بادشاہ ہوا۔ یہ ایلی زابیتھ فارنیس اور فلپ پنجم کا بڑا بیٹا تھا اور ۱۷۱۶ء میں اسکی شادی ۱۷۳۹ء میں میریا ایمی لیا سے ہوئی تھی جو میریا جوزیفا (ولی عہد بیگم فرانس) کی بہن اور آگسٹس سوم شاہ سکسنی وپولینڈ کی بیٹی تھی چارلس شکیل اور عقلمند ہونے کے علاوہ تعلیم یافتہ تھا اور اس میں وہ خصائل موجود تھے جو ایک بادشاہ میں ہونے چاہئے فرائض شاہی کا اسے پورا احساس تھا اور انصاف پسند ہونے کی وجہ سے اس نے اپنی سلطنت سسلی کی رعایا کی فلاح و بہبود میں ترقی دینے پر پوری توجہ کی تھی۔ اپنے وزیر باتدبیر تانوچی کی مدد سے اُس نے ڈکیتی کا انسداد کیا اُمرا کے حقوق میں بہت کچھ کمی کی، پادریوں کے حقوق میں سے بھی اکثر کو قطعاً مسدود کر دیا اور بعض میں کمی کی اور صنعت و حرفت کو ترقی دی۔ اے لاشاپیل کے صلح نامے کی رو سے یہ طے ہوا تھا کہ اگر ڈان کارلوس شاہ ہسپانیہ ہو جائے اور ڈان فلپ شاہ نیپلز تو پارما اور گوآس ٹیلا آسٹریا کیطرف

چارلس سوم شاہ ہسپانیہ کی تخت نشینی ۱۷۵۹ء

عود کریں اور پیاسین زا کا بیشتر حصہ شاہ سارڈی نیا کی طرف مگر بہت کچھ نامہ و پیام ہونے کے بعد یہ طے ہوا کہ چارلس سوم کے بعد سسلی کا بادشاہ اسکا بیٹا فرڈینینڈ چہارم ہو، ڈان فلپ اپنی ریاست پر فائز رہے اور شاہ سارڈی نیا کو اسکے دعاوی کے معاوضے میں نقد روپیہ دیا جائے۔ آسٹریا کے دربار نے خاندان بوربون سے اپنے تعلقات کو مستحکم کرنے سے اور آسٹروی ہسپانی اتحاد کو پختہ کرنے کی غرض سے آرچ ڈیوک جوزیف کی شادی ڈان فلپ کی بیٹی سے کرادی اور آرچ ڈیوک لیوپولڈ کی چارلس سوم کی بیٹی سے ؛

سسلی کی سلطنت میں اپنے بیٹے فرڈیننڈ چہارم کو حکمراں بنا کر چارلس ہسپانیہ پہونچا مگر وہاں جا کر اسے معلوم ہوا کہ سلطنت سخت ابتری کی حالت میں ہے اور جنگ میں شریک ہونے کے لئے مطلق تیار نہیں ہے۔ چارلس کا رجحان انگریزوں کے خلاف تھا ٢٧٦
مگر جب اسے ہسپانیہ کی حقیقی حالت معلوم ہوئی اور وال نے جو جنگ کا مخالف تھا اسے سب نشیب و فراز سمجھائے تو وہ اپنے خیال سے باز رہا۔ مگر میریا امی لیا کے انتقال کے بعد چارلس نے اپنی روش کو پھر بدل دیا اور اس نے قصد کر لیا کہ انگریزوں

خاندانی معاہدہ ۱۵ ار اگست ۱۷۶۱ء

کو وسطی امریکا کی تجارت سے محروم کر دے اور جبرالٹران سے لیلے۔ اسلئے وہ فرانس کی تجویزوں کی طرف متوجہ ہوا جو خاندان براگنزا کو تہ و بالا کر دینے سے متعلق تھیں تاکہ پرتگال سے انگریزوں کی تجارت کو صدمہ پہونچے۔ مارکوس گیری مالدی جو جینوا کا باشندہ تھا اور جسے اِنس نادا کی وجہ سے عروج حاصل ہوا پیرس بھیجا گیا اور ۱۵ ار اگست ۱۷۶۱ء کو فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان ایک خاندانی معاہدے پر دستخط ہوئے جس سے شواسیول کو امید تھی کہ فرانس اور آسٹریا کے اتحاد کے ساتھ ساتھ اگر یورپ کی تمام بوربون سلطنتیں متحد ہو جائیں تو وہ انگلستان کا بخوبی مقابلہ کر سکتی ہیں ؛

اس معاہدے میں پارما اور نیپلز کے بوربون حکمراں بھی شریک کئے جانیوالے تھے اور اس کے دو جزو تھے (۱) ایک خاندانی معاہدہ جس میں عام طور سے دونوں سلطنتوں کے تعلقات کو مستقل کر دیا گیا (۲) ایک خاص معاہدہ جنگ ہفت سالہ سے متعلق تھا جس کی رو سے یکم مئی ۱۷۶۲ء کو چارلس سوم نے انگلستان کے خلاف

اعلان جنگ کرنے کا وعدہ کیا بشرطیکہ اس وقت تک صلح نہ ہو جائے اور فرانس نے وعدہ کیا کہ جس روز ہسپانیہ جنگ کا اعلان کرے اسی روز جزیرہ منورکا اسکے سپرد کر دیا جائیگا۔[1]

یہ خاندانی معاہدہ شواسیول کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ لوئی پانزدہم نے بھی یہ محسوس کر لیا تھا کہ انگلستان کے بحری تفوق اور امریکا میں اسکی زبردست قوت کو توڑنے کے لئے فرانس اور ہسپانیہ کے بوربون خاندانوں کو متحد ہو جانا چاہئے۔ نائب السلطنت اُورلیان کے خاندانی مصالح اور فلیوری اور اس کے جانشینوں کی ناعاقبت اندیشی اور کمزوری کی وجہ سے نوآبادیوں اور تجارت کے معاملات پس پشت ڈالدے گئے تھے جس سے سررشتہ بحریہ کی طرف سے غفلت ہونے لگی اور تجارت اور نوآبادیوں کی بربادی سے
انگلستان سے جنگ ناگزیر ہو گئی۔ شواسیول نے اپنے پیش رووں کی ان غلطیوں ۱۷۶۱
کو خوب سمجھ لیا تھا اور انگلستان اور اسکی امریکی نوآبادیوں میں جب جنگ چھڑ گئی تو فرانس کو ہسپانی اتحاد کی قدر و قیمت معلوم ہو گئی۔ مگر اولاً اس اتحاد سے کوئی مفید نتیجہ مترتب نہیں ہوا کیونکہ فرانس اور ہسپانیہ میں اتحاد ایسے وقت میں ہوا تھا جب کہ فرانس بالکل خستہ حال تھا اور ہسپانیہ جنگ کے لئے تیار نہ تھا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی بدولت فرانس کو مزید ہزیمتیں برداشت کرنی پڑیں اور ہسپانیہ کا سخت نقصان ہوا۔

پٹ کی معزولی اور انگلستان اور ہسپانیہ میں جنگ

انگلستان میں وگ پارٹی کو توڑنے اور پٹ کو معزول کرانے کی غرض سے بیوٹ کی سرکردگی میں ایک جماعت پیدا ہو گئی تھی جو صلح کی خواہاں تھی۔ پٹ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس کا طرز عمل کابینہ کو ناپسند ہے تو اس نے ۵ ر اکتوبر کو استعفا دیدیا اور اس طور پر اس زبردست نظام حکومت کا خاتمہ ہو گیا جس نے انگلستان کی نوآبادیات کی سلطنت کو مضبوطی کے ساتھ قائم کر دیا اور یورپ میں اسکا شمار درجہ اعلیٰ کی سلطنتوں میں ہو گیا۔ نیوکیسل کی علیحدگی کے بعد بیوٹ وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اس کے ایما سے پارلیامنٹ نے پرشیا کو مزید رقمی امداد کے دینے سے انکار کر دیا اور گو اس نے جنوری ۱۷۶۲ء میں ہسپانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور پرتگال پر جو حملہ ہوا اسے دفع کرنے کی کوشش کی مگر وہ برابر

[1] La Diplomatee de Louis XV et la Pacte de Famille. par Andre Soulange-Boden

اس فکر میں تھا کہ براعظم یورپ کی جنگی کارروائیوں سے انگلستان کو علیحدہ کردے اور جس طرح ہو سکے صلح کرے۔

پٹ کے معزول ہو جانے سے فریڈرک اعظم کو سخت صدمہ پہونچا جو ۱۷۶۱ء کے اواخر میں بالکل خستہ حال اور مضمحل ہو گیا تھا اور انگلستان کی تائید سے محروم ہو جانے کی وجہ سے زارینا کی شدید مخالفت سے اسے اب کوئی بچا نہ سکتا تھا۔ پروشیا کو نیست و نابود کر دینے کے لئے حلیفوں نے اب تک جو کوششیں کی تھیں اس میں انھیں کامیابی نہیں
ہوئی تھی مگر ۱۷۶۱ء کے اواخر میں سوائے اس کے بادشاہ کے ہر شخص کا یہی خیال تھا ۲۷۸
کہ پروشیا کا اب دم واپسیں قریب ہے۔

لیکن اگر فریڈرک کے زیر کمان صرف ساٹھ ہزار سپاہی تھے تو اسکے دشمنوں کی حالت بھی اس سے بہتر نہ تھی۔ زارینا قریب المرگ تھی، فرانس کی حالت روز بروز سقیم ہوتی جاتی تھی، وائنا میں روپیہ کی اس قدر کمی تھی کہ بیس ہزار سپاہی علٰحدہ کر دیئے گئے اور ماریا تھریسا بھی مجبوراً صلح کی تجویزوں پر غور کرنے کے لئے آمادہ ہو گئی تھی کیونکہ اسکے جنرلوں اور وزیروں میں آپس میں اتفاق نہ تھا، شہنشاہ کی صحت قابل اطمینان نہ تھی اور گذشتہ معرکہ آرائی کی ناکامی کی وجہ سے اہل ملک کی ہمتیں پست ہو گئی تھیں اگر جنگ کا سلسلہ ایک سال اور بھی جاری رہتا تو آسٹریا اور اس کے خستہ حال حلیف غالباً پروشیا کو زک نہ دے سکتے۔ مگر زارینا نے ۵ جنوری ۱۷۶۲ء کو انتقال کیا جسکی وجہ سے

زارینا الیزابیتھ کا انتقال ۵ جنوری ۱۷۶۲ء

پروشیا کا پلہ پھر بھاری ہو گیا کیونکہ زارینا کا جانشین پیٹر سوم عرصہ دراز سے فریڈرک کا مداح تھا اور اس نے ۵ مئی کو نہ صرف فریڈرک سے صلح کر کے فتح شدہ علاقوں کو واپس کر دیا بلکہ ۸ جون کو پروشیا سے ایک معارضانہ اور مدافعانہ اتحاد کر کے زرنی چیف کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ آسٹریوں سے سائی لے شیا میں مقابلہ کرے۔ روس نے اس طور پر چشم زدن میں اپنے طرز عمل کو بدل دیا اس کو ایک طور سے حق بجانب کہا جا سکتا ہے کیونکہ روس کو اپنے فتوحات اور نقصانوں کا کوئی صلہ نہیں ملا اور اس جنگ میں اسے جان و مال کا نقصان بہت کچھ برداشت کرنا پڑا تھا۔

اہل سویڈن نے بھی روس کی پیروی کی اور ہمبرگ میں صلح کر کے جنگ سے

علیحدہ ہوگئے۔ فریڈرک اب بلا کسی مزاحمت کے آسٹریوں پر سائی لے شیا میں حملہ آور ہوسکتا تھا اور شہنشاہی فوج کا بھی مقابلہ کرسکتا تھا جس کے ساتھ آسٹروی فوج کا بھی ایک دستہ سیکسنی میں سربیلونی اور اسٹول برگ کے زیر کمان تھا۔ سائی لے شیا میں ڈان نے جو سٹی میں پھر سپہ سالار ہوگیا، شویڈنٹز کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی اور فوجی چالوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوگیا مگر جنگ ہونے کے قبل سینٹ پیٹرس برگ میں ایک انقلاب ہوگیا۔ پیٹر سوم نے تخت نشین ہونے کے بعد جو طرز عمل اختیار کیا اس سے اسکی ہر دل عزیزی ۲۷۹
بڑھ گئی۔ اس نے قید خانوں کے دروازے کھول دے اور میونخ، بیرین، لیس تاک اور بہت سے سیاسی قیدی سائی بیریا سے واپس بلالئے گئے۔ زارنیا متوفیہ کی "وزارت راز" کو اس نے بند کردیا اور پیٹر اعظم کے اس قانون کو بھی اس نے منسوخ کردیا

روس میں انقلاب پیٹر سوم کا انتقال کیتھرین دوم کی تخت نشینی

جس کی رو سے طبقہ امرا کا ہر فرد سرکاری ملازمت کرنے پر مجبور تھا مگر اس کے بعد اس نے کوشش کی کہ کلیسیہ کی جائداد کے ایک جزو کو ضبط کرلے فوج اور شاہی محافظ فوج میں اس نے ضبط فوجی کا ایک نہایت سخت طریقہ جاری کرنا چاہا۔ یہ تغیرات قبل از وقت تھے جس سے اہل کلیسیہ و فوج اس کے مخالف ہوگئے۔ جرمنی کی طرفداری بھی روسیوں کو ناگوار تھی، اس کے علاوہ اس نے شلیس وگ کو فتح کرنے کی غرض سے ڈین مارک پر حملہ کرنا چاہا جسے اہل ملک نے سخت ناپسند کیا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ایک جماعت اس کی مخالفت پر آمادہ ہوگئی جس کی سرغنہ خود اسکی بیوی کیتھرین تھی اور جس میں پوٹیم کن اور خاندان اورلوو کے اراکین شامل تھے۔ ان لوگوں نے زار کو معزول کرنے کی سازش کی۔ ۸؍جولائی کو انقلاب ہوگیا مگر دو گھنٹے میں بغیر خونریزی کے ختم ہوگیا، پیٹر سوم جو ۹؍جولائی کو سلطنت سے دست کش ہوگیا تھا ۱۹؍جولائی کو مرگیا اور اسکی بیوی کیتھرین نے جو اسکی جانشین ہوئی فریڈرک سے جو مصالحت ہوئی تھی اسکی توثیق کردی مگر زرنی چیف اور اسکی فوج کو واپس بلالیا لیکن روسیوں کی واپسی سے قبل فریڈرک نے آسٹریوں کو برکرس ڈورف ۲۱؍جولائی میں شکست دی اور ۹؍اکتوبر کو شویڈنٹز پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد وہ سیکسنی واپس گیا جہاں پرنس ہنری نے آسٹریا اور شہنشاہی متحد فوجوں کو فرائی برگ میں شکست دی۔ یہ جنگ ہفت سالہ کی آخری لڑائی تھی اور اس کے بعد پرنس ہنری نے

ہیم برگ اور نوریم برگ پر قبضہ کر کے راٹس بون کے ڈائٹ کو اپنی غیر جانب داری کا اعلان کرنے پر مجبور کیا۔ فریڈرک اعظم کا خیال تھا کہ پرنس ہنری ہی ایک ایسا جنرل تھا جس نے اس جنگ میں کوئی غلطی نہ کی تھی ڈریس ڈین کا محاصرہ کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی اور جنگ ہفت سالہ کی آخری معرکہ آرائی کے ختم ہونے کے بعد ڈان اور میریلونی سے عارضی صلح ہوگئی۔ اس اثناء میں انگلستان کو ۱۷۶۲ء میں فرانس اور ہسپانیہ کے

انگریزوں کی فتوحات

مقابلے میں لگاتار کامیابیاں حاصل ہو رہی تھیں مارتی نیک فروری ۱۷۶۲ء میں انکے قبضے میں آگیا اور فرانس کے چھوٹے چھوٹے جزیروں مثلاً گری ناڈا سینٹ ونسینٹ سینٹ لوسیا وغیرہ بھی ان کے قبضے میں آگئے

۲۸۰ اور لوئی سیانا کو انھوں نے چھوڑ دیا۔ ۱۲ اگست کو ہوانا کی ہسپانی فوج نے نہایت بہادری کے ساتھ انگریزوں کے حملے کو دفع کرنے کی کوشش کرنے کے بعد اطاعت قبول کر لی۔ یہ شہر ہسپانیہ کے غرب الہند کے مقبوضات کی کلید تھا۔ شرق الہند میں جزائر فلپائن کے دار السلطنت منیلا پر بھی انگریزوں کا قبضہ ہو گیا مغربی جرمنی میں بھی انگریز ہی غالب تھے کیونکہ فرڈی نینڈ آف برنس وک نے جو ایک زبردست جنرل تھا۔ دلیس تری اور سوبیس کے خلاف پیش قدمی کر کے کیسیل کو پھر لے لیا ہسپانی بوربون خاندان کے حملوں سے اپنے قدیم حلیف پرتگال کو بچانے میں بھی انگریزوں کو کامیابی ہوئی جو اس کو انگلستان کا مقابلہ کرنے پر مجبور کرنا چاہتے تھے سیکرامین ٹو کی نو آبادی پرتگیزوں کے قبضے سے نکل گئی مگر ۱۷۶۲ء میں انگریزوں نے آٹھ ہزار سپاہی لسبن بھیجدے جس کی وجہ سے پرتگال پر فرانسیسی اور ہسپانی فوجوں کی یورش میں رکاوٹ پڑ گئی ؎

مگر انگلستان میں جو سیاسی جماعت برسر اقتدار تھی اس کے مصالح انگلستان کے عام مفاد سے متضاد تھے یہی ۱۷۱۳ء میں بھی ہوا تھا۔ بیوٹ (وزیر اعظم) نے انگلستان

پیرس کی مصالحت

کی فتوحات کا لحاظ نہ کر کے صلح کی گفتگو میں عجلت کی اور ۳ نومبر ۱۷۶۲ء کو مصالحت کی ابتدائی شرائط پر فون تین بلو میں دستخط ہوگئے جس کی رو سے شمالی امریکا بالکل انگریزوں کے قبضہ میں آگیا فرانس کے قبضے میں صرف دو چھوٹے چھوٹے جزیرے (سینٹ پیر اور مکی لون) رہگئے جو نیو فاؤنڈ لینڈ کے ساحل کے قریب واقع تھے اور انھیں نیو فاؤنڈ لینڈ اور خلیج سینٹ لارنس کے سواحل سے

تین فرسخ کے فاصلہ پر مچھلی پکڑنے کا حق باقی رہا۔ انگلستان نے گوادلوپ، ماری گلانٹ
دی لادی سی رادے، مارتی نیک، سینٹ لوسیا کے جزائر واپس کر دیئے مگر سینٹ ونسنٹ
ٹوباگو، ڈومی نیکا اور گری ناڈا کو اپنے قبضے میں رکھا۔ گوری فرانس کے حوالہ کر دیا گیا مگر
سینی گال انگریزوں کے قبضہ میں رہا۔ منورکا بیل آئل سے بدل لیا گیا اور فرانسیسیوں
نے جرمنی کے ان مقامات کا تخلیہ کر دیا جو انھوں نے فتح کئے تھے اور انگریزی فوج
براعظم یورپ سے واپس بلالی گئی۔ دونوں دولتوں نے براعظم کی جنگ سے علحدہ ہوجانیکا
وعدہ کر لیا۔ ہندوستان میں فرانس کی تجارتی کوٹھیاں واپس کر دی گئیں مگر ان کوٹھیوں
میں فوج رکھنے کی ممانعت کر دی گئی۔ فرانسیسیوں نے یہ بھی وعدہ کیا کہ ڈن کرک کی
حالت وہی کر دی جائیگی جو ۱۷۴۸ء کے صلح نامہ اسے لاشاپیل کے قبل تھی ہسپانیہ کو بھی بہت
سی رعایتیں کرنی پڑیں خلیج ہان ڈوراس میں انگریزوں کے لکڑی کاٹنے کے حق کو ۲۸۱
اس نے تسلیم کر لیا بشرطیکہ وہ ان فوجی استحکامات کو مسمار کر دیں جو انھوں نے وہاں
بنالئے تھے۔ اس کے علاوہ نیوفاونڈلینڈ میں اپنے مچھلی پکڑنے کے حقوق سے وہ
دست بردار ہوگئے اور فلوریڈا انھوں نے انگریزوں کے حوالہ کر دیا۔ ان نقصانات کے
صلہ میں منورکا کے عوض میں جو فرانس واپس نہ کر سکا، فرانس نے اسے نیو آرلینس اور
لوئی سیانا کا وہ حصہ دیدیا جو مسی سپی کے مغرب میں تھا اور انگلستان نے ہوانا اور
کیوبا کے بندرگاہ واپس کر دیئے جو اس نے فتح کرلئے تھے۔ ابتدائی صلح کے بعد فلپائن اور
منی لا جو صلح کی گفت وشنید کی اثنار میں فتح کرلئے گئے تھے واپس کر دیئے گئے مگر ہسپانی
حکومت کو پانچ لاکھ پونڈ دینے پڑے جو منیلا کے باشندوں نے اپنے شہر کو لوٹ مار سے
بچانے کے لئے بطور فدیہ دینا منظور کیا تھا۔ پرتگال کے متعلق یہ طے ہوا کہ ہسپانیہ نے
اسکی جن نوآبادیوں کو فتح کر لیا تھا واپس کر دی جائیں اور پرتگال کے ملک سے ہسپانیہ
اور فرانس کی فوجیں واپس ہو جائیں۔

گو انگلستان کو اس جنگ میں فتح حاصل ہوئی تھی مگر مصالحت میں بیوٹ کی عجلت
اور صلح کا مسودہ تیار کرنے میں اسکی بے پروائی سے انگلستان کو نقصان پہونچا اور
اور اسکو وہ نفع حاصل نہیں ہوا جو اسکی شاندار فتوحات کے صلہ میں اسے ملنا چاہئے
تھا۔ پیٹر سوم کی تخت نشینی اور ہسپانیہ سے جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے فریڈرک اعظم کو

رقمی امداد سے محروم کردینا ممکن ہے کہ حق بجانب ہو مگر اس نے بلاشک وشبہ شاہ پرشیا کے مقابلے میں آسٹریا کے ساتھ رعایت کی۔ بیوٹ کی خارجی حکمت عملی اہل انگلستان کو بالکل ناپسند تھی اسی وجہ سے فریڈرک انگلستان سے ناراض ہوگیا اور انگلستان کا یورپ میں کوئی ہوا خواہ یا حلیف باقی نہ رہا۔

۱۰ر فروری ۱۷۶۳ء میں انگلستان فرانس ہسپانیہ اور پرتگال کے درمیان قطعی صلح نامہ ہوا اور اس پر دستخط ہوگئے اور ۱۵ر فروری کو آسٹریا پرشیا اور سیکسنی کے مابین ہیوبرٹس برگ

معاہدہ ہیوبرٹس برگ

کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے میریا تھیری سا ان علاقوں سے دست کش ہوگئی جو سائی لے شیا کی پہلی جنگ کے بعد پرشیا کو دیئے گئے تھے

ضلع وشہر گلاٹز کو بھی واپس کردینے کا اس نے وعدہ کرلیا اور ویسل اور گیلڈرس ۲۸۲
کے قلعوں کو بھی جن پر فرانس کا قبضہ تھا۔ دو خفیہ دفعات کی رو سے فریڈرک نے وعدہ کیا کہ آرچ ڈیوک جوزیف کو "شاہ روما" منتخب کرانے کے لئے وہ اپنا ووٹ (رائے) دیگا اور ایک آرچ ڈیوک کی شادی موڈینا کی کسی شہزادی سے کرادینے میں سعی کرے گا۔ آگسٹس سوم سے فریڈرک نے اس کی ریاست کے تخلیہ، اس کے سرکاری کاغذات کی واپسی، اور ڈریس ڈین کے صلح نامہ کی تجدید کا وعدہ کیا۔

جنگ ہفت سالہ کے سیاسی نتائج نہایت اہم تھے۔ انگلستان کے مقبوضات میں قابل قدر اضافہ ہوا اور اسکا بحری تفوق مسلم ہوگیا۔ جس کی وجہ سے وہ نوآبادی رکھنے والے ملکوں میں سربرآوردہ ہوگیا اور یورپ کی دول عظمے میں اسکا شمار ہوگیا پرشیا اور روس نے ثابت کردیا تھا کہ اب وہ فرانس، آسٹریا اور ہسپانیہ کے ہم رتبہ ہیں۔ جرمنی کی قسمت میں یہ تھا کہ تادم تحریر حصول تفوق کے لئے آسٹریا اور پرشیا کا جولانگاہ بنا رہے آسٹریا جنگ سے خستہ حال ہوگیا تھا مگر اس نے اپنے آپ کو فریڈرک کا مدمقابل ثابت کردیا تھا۔ اگر آسٹریا کے جنرل ہر اہم کارروائی کے لئے وائنا کی مجلس جنگی کے احکام کے محتاج نہ ہوتے اور اگر بجائے نااہل چارلس آف لارین کے لاؤڈن آسٹریا کا سپہ سالار ہوتا تو اس جنگ سے سائی لے شیا میریا تھیری سا کو ضرور واپس مل جاتا۔ اس جنگ میں فرانس اور ہسپانیہ کو سخت نقصان برداشت کرنے پڑے۔ آسٹریا اور فرانس کے اتحاد سے اہل فرانس کو سخت نفرت تھی اور بالآخر ۱۷۹۲ء میں جی رون دستوں نے

رائے عامہ کی تائید سے اسکا خاتمہ کردیا۔ فرانس کی تذلیل کی جس سے اسے شواسیول نے بچانے کی کوشش کی تھی وجوہ حسب ذیل تھیں' اولاً دہ تباہ کن طرز عمل جس کی مثال صلح نامہ ورسالز (۱۷۵۶ء) ہے ثانیاً میدیم دی پومپادور کا اثر اور ثالثاً لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں اس جنگ میں فریڈرک اعظم لانوڈن دولف ہاک موننٹ کالم وغیرہ نے بحری اور بری معرکوں میں نام پیدا کیا اور ولیم پٹ اور اس سے کم تر درجہ پر شواسیول نے اپنے حسن تدبیر سے اپنے اپنے ملکوں کو نفع ۲۸۳ پہونچایا۔ پٹ کی سرگرمی' دوراندیشی' استقلال اور عمدہ ماتحتوں کے انتخاب کی بدولت انگلستان کو زیادہ تر کامیابی ہوئی اور شواسیول نے یہ محسوس کرکے کہ ۱۷۵۶ء کا صلح نامہ فرانس کے حق میں سخت مضر ہے اور ہسپانیہ سے "خاندانی معاہدہ" کرکے فرانس کو ضروری اصلاحات کو عمل میں لاکر انقلاب کے اندیشے کو دور کرنے اور بدانتظامی کو رفع کرنے کا آخری موقع دیا۔ جنگ ہفت سالہ کے اختتام کے بعد خاندان بوربون کی دولتوں کا اتحاد مستحکم ہوگیا کیونکہ انھیں نہ صرف انگلستان کا مقابلہ کرنا بلکہ فرقہ جیسوائٹ کا انسداد کرنا تھا۔

۲۸۴

باب دہم

فرقہ جیسواٹ کا زوال

۱۷۵۹ء تا ۱۷۷۳ء

یورپ اٹھارہویں صدی کے وسط میں کیتھرین ثانی فریڈرک اعظم۔ دوسرے روشن خیال حکمراں۔ فرانس اور ہسپانیہ۔ چارلس سوم اور اُس کے وزیر۔ روشن خیال مدبر۔ اسٹروان سی (ڈینمارک) پومبال (پرتگال)۔ اطالیہ کے اصلاح کن مدبر۔ اکثر اصلاحات کا عارضی ہونا۔ فرقہ جیسواٹ پرتگال میں جیسواٹوں پر حملہ۔ فرانس سے جیسواٹوں کا اخراج۔ چارلس سوم اور جیسواٹ۔ پوپوں کی مخالفت ۱۷۶۹ء کا انتخاب پاپائی۔ کلیمنٹ چہار دہم کا انتخاب۔ فرقہ جیسواٹ کا انسداد۔

یورپ اٹھارہویں صدی کے وسط میں۔

جنگ ہفت سالہ میں آسٹریا اور روس نے پرشیا کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہی جنگ نوآبادیوں کے متعلق انگلستان اور فرانس کی جدوجہد میں ایک حد فاصل تھی۔ روس اور آسٹریا کا طرز عمل وہی تھا جو اٹھارہویں صدی میں عموماً رائج تھا۔ اسی طرز عمل کو پرشیا اور فرانس نے آسٹریا کی جنگ جانشینی کے آغاز میں اختیار کیا تھا اور روس، پرشیا اور آسٹریا نے پولینڈ کے حصے بخرے کر ڈالے تھے۔ اٹھارہویں صدی کی خصوصیات یہ تھیں کہ عہد ناموں کو ایک کاغذ پارینہ خیال کیا جاتا تھا قومی اور ملکی حدود کی بالکل پروا نہ کی جاتی تھی اور مزدور پیشہ جماعتوں کی

حالت پر کسی کو توجہ نہ تھی۔ سلطنتوں کی باہمی کارروائیوں میں اشتباہ اور بغض وحسد کو زیادہ تر دخل تھا، ان کے تعلقات بے ایمانی اور دغابازی پر مبنی تھے اور خفیہ سفارتی کارروائیوں پر بیشتر دارومدار تھا۔ قسمت آزما اشخاص ہر دربار میں موجود تھے۔ یورپ کے ہر ایک دارالسلطنت میں جاسوسوں کی کثرت تھی۔ الحاد کا زور تھا، ہر ملک کی مالی حالت حد درجہ سقیم تھی اور افعال وحرکات میں صرف نفع ذاتی کا خیال تھا۔

۱۷۶۳ء میں یورپ بظاہر انحطاط کی حالت میں تھا، نہ کوئی صحیح اصول تھے، ۲۸۵
نہ راسخ مذہبی عقائد۔ یہ صحیح ہے کہ یورپ میں احساس قومی کی بالکل پروا نہ تھی اور ملکوں میں اتحاد دوسرے ملکوں کو آپس میں تقسیم کرنے کے لئے ہوتے تھے مگر اٹھارھویں صدی کے وسط میں اُس کی حالت کچھ روبہ اصلاح نظر آتی تھی کیونکہ اُس وقت کئی مخیر مطلق العنان بادشاہ برسر حکومت تھے جو بذات خود یا اپنے وزیروں کے توسط سے اپنی رعایا کے فلاح وبہبود کے لئے کوشاں تھے۔ اپنی مطلق العنانی پر وہ مُصر تھے مگر اُس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کرتے تھے کہ حکومت کا وجود رعایا کی بہتری کے لئے ہے۔ اُن کا یہ بھی خیال تھا کہ گو اصلاحات فی نفسہ قابل قدر ہیں مگر مبدأ اصلاح خود بادشاہ ہے اور اُس کے اقتدار میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہونی چاہیے۔ ۱۷۶۳ء سے ۱۷۸۹ء تک یورپ کے اکثر فرمانرواؤں کو اپنی رعایا کے بہبود کا خیال تھا اور اکثر وزیر بے لوث تھے۔ جوزیف ثانی کے اصلاحی عہد کے قبل کیتھرین دوم اور فریڈرک اعظم روشن خیال مطلق العنان فرمانرواؤں میں سربرآوردہ تھے۔ دونوں مطلق العنان تھے مگر اپنے آزادانہ رجحانات پر فخر کرتے تھے۔

کیتھرین ثانی

اپنے عہد حکومت کے اوائل میں کیتھرین نے اصلاح پسندی کا دعوے کیا تھا۔ قومی شکایتوں کو رفع کرنے اور روسی قوانین کی تدوین کے لئے ۱۷۶۷ء میں اُس نے ایک مجلس منعقد کی۔ فرانس کے جدید آزادانہ خیالات سے متاثر ہوکر جس کے مون تیس کیو اور وولٹیر پابند تھے، اُس نے مطلق العنان حکومت اور رعایا کی بہبود کے خیال کو باہم ملانے کی کوشش کی۔ ملزموں کی ایذادہی کا اُس نے انسداد کیا اور کسانوں کی حالت کو بغور ملاحظ کیا۔ کلیسہ سلطنت کے ماتحت

ہوگیا اور اِس طور پر پیٹر اعظم اور پیٹر سوم کے طرز عمل کی تکمیل کی گئی ۔ گو اسکے بڑے بڑے منصوبے تھے اور اپنے عہد حکومت کے اوائل میں وہ اُن اصلاحوں کو درحقیقت عمل میں لانا چاہتی تھی مگر اُس کی اصلاحوں کا دائرہ محدود رہا اسکی وجہ یہ تھی کہ اولاً وہ تمدن کے ہر شعبے میں دخل دینا چاہتی تھی اور اُس نے ایک غیر ترقی یافتہ اور ۲۸۶
بے ایمان قوم کو جدید تمدن کا خوگر کرنا چاہا۔ سیگور کا قول ہے کہ وہ وقت واحد میں حسب ذیل امور کو کرنا چاہتی تھی "حکومت شاہی اور امرا کے علاوہ ایک تیسری جماعت (قوم) کو وجود میں لانا، ممالک غیر کے تجار کو روس میں تجارت کی طرف راغب کرنا، ہر قسم کے مصنوعات کو ملک میں جاری کرنا، زراعت کو وسعت دینا، سکۂ کاغذی کی ترویج، تبادلے کے نرخ کو بڑھانا شرح سود کو کم کرنا، شہروں کی بنا ڈالنا، ریگستانوں کو آباد کرنا، بحیرۂ اسود میں ایک نیا بیڑا بھیجنا، ایک ہمسایہ کو فتح کر لینا اور دوسرے کو تباہ کرنے کی کوشش کرنا اور بالآخر تمام یورپ میں روسی اثر کو وسعت دینا"۔ اصلاحات میں ناکامی کی دوسری وجہ اُس کی مطلق العنانی تھی جس کے سبب سے وہ اختلاف رائے سے ناراض ہوجاتی اور بالآخر اُس کی حکومت سخت جابرانہ ہوگئی اور اسے معلوم ہوگیا کہ روس کی زمین شور میں اُس کے مدرسوں عدالتوں اور مطبعوں کو ترقی نہیں ہوسکتی پولینڈ کے حصے بخرے ہوجانے اور پوگاچیف کی سرکردگی میں غلاموں کی بغاوت سے اُس کے مطلق العنانی کے خیالات پختہ ہوگئے اور روشن خیالی کی طرف اُسکا رجحان کم ہوتا گیا۔ کسی کا قول ہے کہ "کیتھرین کے انتقال کے قبل ہی اُسکے عہد حکومت کی یادگاروں کے صرف کھنڈر رہ گئے تھے" مگر اس میں شک نہیں کہ اُس کے عہد حکومت میں روس کا شمار یورپ کے دول عظمے میں ہوگیا اور اُس کی مادّی اور دماغی ترقی سرگرمی کے ساتھ جاری رہی۔

فریڈرک بھی روشن خیالی کی طرف مائل تھا مگر اُس کی مطلق العنانی بالآخر روشن خیالی پر غالب آگئی۔ کیتھرین کی طرح اُسے بھی جدید فرانسیسی خیالات سے متاثر ہونے کا دعوےٰ تھا اور ملکۂ مذکور کی طرح اُس نے بھی جیسوائٹوں کو اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دی جب کہ کلیمنٹ چہاردہم نے انکی جماعت کو مسدود کردیا۔ مگر اُس کا کوئی خاص اصول نہ تھا اور موقع و محل کے لحاظ سے

عمل کرتا تھا۔ بین الاقوامی قانون یا عدل کے اصول کی اُسے مطلق پروا نہ تھی۔ اُسے اپنی رعایا کے فلاح و بہبود کا خیال ضرور تھا جن کی تمدنی حالت وہی تھی جو روس کے طبقہ ادنٰی کی تھی مگر کسانوں اور شہریوں کے مقابلے میں اس نے امیروں کے اقتدار کو برقرار رکھا۔ عدالتی انتظامات کی اُس نے اصلاح کی اور انتظامات ملکی کو رشوت ستانی وغیرہ سے بچانے کی تدبیر کی۔ اس نے یہ انتظام کیا تھا کہ عدالتوں میں خواہ امیر ہوں یا مزدور سب کے ساتھ مساوات کا سلوک ہو اور اُس نے تمام سررشتوں میں اتحاد عمل اور یکسانی پیدا کر دی۔ مگر چونکہ اس کی توجہ زیادہ تر فوج پر ۲۸۷
تھی اُسکی رعایا بالکل بے بس تھی اور نظام حکومت کو جو قوت حاصل تھی صرف اُسی کی ذات سے تھی۔ سر جان ہیارس نے لکھا ہے "وہ کہ شاہ پرشیا جس روز سے تخت نشین ہوئے ہیں اُسی روز سے انکا طرز عمل اس خیال پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان کو عموماً اور اُن کی رعایا کو خصوصاً خدا نے صرف اس غرض سے بنایا ہے کہ اُن کے تابع فرمان رہیں ..... اسی خیال کی وجہ سے انھوں نے ہمیشہ اپنی ذاتی رائے پر عمل کیا ہے اور اپنے وزیروں اور اعلیٰ افسروں سے مشورہ کرنے سے محترز رہے ہیں مگر اُس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ اُن عہدہ داروں کو نااہل خیال کرتے ہیں بلکہ اُس کی وجہ یہ ہے کہ اگر احکام کی تعمیل کے سوائے کوئی اور کام اُن سے لیا جائے تو اُن میں خود رائی پیدا ہو جائیگی"[1] گو اس کی حکومت بہ لحاظ کارکردگی یورپ میں سب سے بہتر ہو مگر اس میں بقا کی حقیقی قوت نہ تھی اور اندیشہ تھا کہ اُس کے مرتے ہی اُس کا نظام حکومت اگر یک بیک ٹوٹ نہ گیا تو دوسرے روشن خیال فرمانرواؤں کے زمانہ میں اسی ... رویہ انحطاط ضرور ہو جائیگا۔ جرمنی اور اطالیہ میں بھی اسی قسم کے روشن خیال فرماں روا تھے۔ مثلاً میریا تھیریسا جسکی اصلاحوں کا ذکر آچکا ہے، لیوپولڈ ڈیوک آف ٹسکنی یہ شخص مختیر مطلق العنان فرماں رواؤں میں سب سے قابل تھا بلحاظ انتظام اُس کی ریاست سب سے

[1] Diaries and Correspondence of the Earl of Cobalmesbury Vol I. P. 142

اچھی تھی ۔ اصلاحات کے باب میں اُس نے نہایت غور و فکر سے کام لیا تھا اور اُسکی اصلاحیں محض کاغذی نہ تھیں بلکہ اُن کا نفاذ پورے طور سے عمل میں آیا تھا۔ اس قسم کے فرمان رواؤں میں فرڈی ننڈ ڈیوک آف برنس وک، چارلس آگسٹس ڈیوک آف سیکس ویمز اور چارلس فریڈرک آف باڈین تھے ۔ اسی طور پر جوزیف ایمانویل (مینز کا اسقف اعظم اور الیکٹر) اور کلی منٹ وین کیس لاس ڈ ٹر ٹیر کا اسقف اعظم اور الیکٹر کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ کلیسہ کی ریاستوں میں بھی رعایا کے فلاح و بہبود کو ترقی دینے کی طرف رجحان تھا ۔

فرانس اور ہسپانیہ

فرانس اور ہسپانیہ کی بوربون ریاستوں نے بھی اٹھارہویں صدی کی اس خاص تحریک میں حصہ لیا ۔ لوئی پانز دہم کا شمار روشن خیال فرماں رواؤں میں نہیں ہو سکتا مگر فرانس اُس صدی میں بھی علمی اور فلسفیانہ تحریک کا مرکز تھا جس کا تمام متمدن
۲۸۸ یورپ پر اثر پڑا اور شوا سیول اور اس کے بعد تورگو وزیروں کی اس جماعت سے تعلق رکھتے تھے جن میں اِس عہد کے رجحانات نمایاں تھے ۔ چارلس ثالث نے نیپلز میں تانوچی کو کئی قابل قدر اصلاحوں کے عمل میں لانے میں مدد دی تھی ۔ ہسپانیہ کا بعد بادشاہ ہو کر اُس نے اپنے بھائی فرڈی ننڈ ششم کی اصلاحی کوششوں کو جاری رکھا اُس کو اپنے شاہانہ فرائض کا بخوبی احساس تھا، اُس نے خود متعدد ایسی اصلاحیں کیں جو ہسپانیہ کے لئے حد درجہ نافع ہوئیں اور جنکی وجہ سے وہ ہسپانیہ کے اولوالعزم ترین بادشاہوں میں شمار کئے جانے کا مستحق ہے ۔ مذہب سے وہ حسن عقیدت رکھتا تھا مگر باوجود اس کے کلیسہ کے انتظاموں میں اُس نے متعدد اصلاحیں کیں ۔ جو اراضیات بطور وصیت کلیسہ کو دی جاسکتی تھیں انکا رقبہ معین کر دیا گیا خانقاہوں کی تعداد کو کم کر دیا گیا اِنکوئی زی شن (Inquisition) کے اقتدارات منضبط کر دئے گئے اور بجائے پاپائی نظام عدالتی کے میڈرڈ میں ایک قومی عدالت قائم کی گئی[1] ۔ تجارت کو فروغ دینے کیلئے

(1) Coxe, The Bourbons in Spain, and the Encyclopaedia Britanica, Arl, 'Spain'

بھی تجاویز عمل میں لائی گئیں۔ نوآبادیوں کے ساتھ تجارت کرنے میں جو پریشان کن رکاوٹیں تھیں وہ دور کردی گئیں، قومی صنائع کو ترقی دی گئی اور ۱۷۸۳ء کے ایک قانون کی رو سے اعلان کردیا گیا کہ تجارت میں ہاتھ لگانا امیروں کے لئے نہ تو باعث ننگ ہے نہ اس سے اُن کے مراعات یا اعزاز میں کوئی فرق آئیگا۔ نہروں کے کاٹنے کی طرف توجہ کی گئی اور زرعی حاطوں کے بنانے کی ممانعت کے لغو قانون کو منسوخ کیا گیا اور مغربی ہسپانیہ کے خشک ریگستانوں میں درختوں کو نصب کرکے زراعت کو فروغ دیا گیا۔ ہسپانیہ کے احیاء کے لئے اس قابل قدر کام میں چارلس کو اسکوی لاچی، دارانڈا، کام پومانیس اور فلوریدا بلانکا نے یکے بعد دیگرے مدد دی۔ دارانڈا جو ۱۷۶۶ء میں بجائے اسکوی لاچی کے وزیر مالیہ مقرر ہوا اراگون کے امرا میں تھا اور شوا سیول کی طرح یہ بھی اس عہد کے فلسفیانہ اور غیر مذہبی رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ اس کی روشن خیالی اور پادریوں کی مخالفت چارلس سوم کو
۲۶۹ ناگوار تھی اس لئے جیسوائٹوں کے خارج ہوجانے کے بعد پیرس میں سفیر مقرر کردیا گیا اور اس کی جگہ پر کام پومانیس مقرر ہوا جس کا شمار اس صدی کے روشن خیال ہسپانی مدبروں میں تھا۔ پٹ ثانی کی طرح اس نے بھی علم معاشیات کا مطالعہ کیا تھا اور ہسپانی ادبیات میں بھی اسے ید طولےٰ حاصل تھا۔ دارانڈا کی طرح اس کا رجحان لاادریت کی طرف نہ تھا اور اس کی توجہ زیادہ تر تجارتی اصلاحوں کی طرف تھی۔ اس کی روشن خیالی قبل از وقت تھی اور اس نے کوشش کی کہ عامہ قوم کو سیاسیات میں شرکت کرنے کی تعلیم کرے۔ مگر اس کا یہ خیال بادشاہ کو پسند نہ تھا۔ اس نے فلوریدا بلانکا کو قابل قدر مدد دی جو ۱۷۷۷ء میں وزیر خارجیہ مقرر ہوا۔ بلانکا کو ہسپانی قوم کی فلاح و بہبود کا بہت خیال تھا مگر اس نے بادشاہ کے مذہبی رجحانات اور حقوق شاہی کے متعلق اس کے خیالات کا ہمیشہ خاص لحاظ رکھا اور شکایت کا کوئی موقع نہیں دیا۔ کلیسہ کو حکومت کے ماتحت کرنے کے بعد حکومت اور پادریوں کے تعلقات خوشگوار ہوگئے۔ کام پومانیس کی معاشی اصلاحوں کا اثر اس کے زوال کے بعد بھی باقی رہا لیکن اس کے بعد چارلس سوم نے انگلستان کے خلاف امریکہ کے آبادکاروں کی تائید کا تہیہ کرلیا جس سے

ہسپانیہ کی ترقی رک گئی۔ ہسپانیہ کو درحقیقت امن وامان اور باقاعدہ حکومت کی ضرورت تھی، جنگ کے چھڑ جانے سے اصلاح کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور صلح ہو جانیکے چند سال بعد چارلس سوم کے مرجانے سے اُس کی فلاح کو اور بھی صدمہ پہونچا۔

چارلس سوم کے زیر حکومت ہسپانیہ میں بہت کچھ ترقی ہوئی مگر ہسپانی اوہام پرستی میں مبتلا تھے اور بڑے کاہل تھے، ادنےٰ درجے کے حکام جاہل اور بے ایمان تھے۔ اصلاحات کے عمل میں لانے کے لئے کوئی خاص نظام نہ تھا اور حکومت نے اِس قدر ذمہ داری اپنے کندھوں پر لیلی تھی جس کی وہ متحمل نہ ہو سکتی تھی۔ مگر باوجود ۱۷۸۸ء میں چارلس سوم کے انتقال کرنے اور نااہل چارلس چہارم کے جانشین ہونے کے بہت سی اصلاحیں مستقل ثابت ہوئیں اور فلوریڈا بلانکا ۱۷۹۲ء تک برسر اقتدار تھا۔

یورپ کے دوسرے ممالک میں بھی یہی رجحان نمایاں تھا۔ سویڈن میں ۱۷۷۲ء کے انقلاب کے بعد خود بادشاہ نے رعایا کی بہبود کی تجویزوں کو عمل میں لانے میں پیش قدمی
کی، دوسرے ملکوں میں وزیروں نے اپنے بادشاہوں کی کوششوں کی تائید کی یا ۲۹۰
روشن خیال مدبر خود اصلاحوں کے بانی ہوے۔ مثلاً مون تیگ لاس (باویریا)، استاڈیوں (مینز) ایبل (اسٹٹ گارٹ) اسٹر واین سی (ڈین مارک) پوم بال (پرتگال) تانوچی (نیپلز) دو تلو (پارما) نے مختلف طریقوں سے اُن ملکوں کے فلاح و بہبود کو ترقی دینے کی کوشش کی جو اُن کے زیر انتظام تھے۔

ڈین مارک میں اسٹر واین سی نے فریڈرک پنجم کی اصلاحی کوششوں کو جاری رکھا۔ شاہ مذکور ادبیات اور سائنس کا مربی تھا۔ ۱۴ جنوری ۱۷۶۶ء کو اُس نے انتقال کیا اور اُس کا بیٹا کرسچن ہفتم اُس کا جانشین ہوا جس کی بیوی کیرولین مٹلڈا جارج سوم (انگلستان) کی بہن تھی۔ جسمانی اور دماغی کمزوری کی وجہ سے کرسچن الٹونا واقع ہالسٹین کے ایک طبیب اسٹر واین سی کے زیر اثر ہو گیا جو نوجوان ملکہ کا منظور نظر تھا۔ کاونٹ برنس ڈورف اور دوسرے وزیروں کو علٰحدہ کرکے اسٹر واین سی نے ۱۷۷۰ء سے ۱۷۷۲ء تک سپہ سالار کی مدد سے ڈین مارک پر حکومت کی باوجود بے اصول، طماع، حریص، گستاخ اور خود پسند ہونے کے اس کی قابلیت میں کوئی شبہ نہیں اور ڈین مارک میں ضروریات زمانہ کے لحاظ سے اس نے جو اصلاحیں کیں اُن سے صاف

ظاہر ہے کہ وہ عہد زیر تذکرہ کے مطلق العنان مصلحین کی صف اولی میں تھا۔ اعزازی خطابات، اخبارات کی نگرانی اور اجارے موقوف کردئے گئے اور جامعات، عدالتوں اور مجالس بلدی کی اصلاح کی گئی۔ کلیسہ میں بھی اصلاحیں کی گئیں اور فوجی مصارف میں تخفیف کی گئی۔ مگر اُن اصلاحوں کو عمل میں لانے میں عجلت کی گئی اور احتیاط کو بالائے طاق رکھدیا جس کی وجہ سے تمام اہل ڈین مارک اُس کی مخالفت پر آمادہ ہوگئے۔ غیر ملکی مدرسوں کے تقرر اور کلیسہ کے معاملات میں مداخلت سے عام ناراضی پھیل گئی تھی۔ نوجوان ملکہ سے جو اُس کے تعلقات تھے اُن کی وجہ سے ہر طبقے کے لوگ اُسکے مخالف ہوگئے تھے۔ اُس کے علاوہ اُس نے اقتدار شاہی کو بھی سلب کرنا چاہا تھا۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ڈینش جماعت قایم ہوگئی اور نوجوان شہزادہ فریڈرک کے سابق اتالیق گلڈبرگ اور شاہ سابق کی بیوہ ملکہ جولیانا کی شرکت سے ایک سازش
۴۹۱ وجود میں آئی جو اسٹرواین سی کی بزدلی سے کامیاب ثابت ہوئی۔ ۱۸ اپریل ۱۷۷۲ء
کو وہ قتل کیا گیا اور اُس کے چند روز کے بعد ملکہ کیرولین مٹلڈا کو طلاق دیا گیا۔ بارہ سال تک گلڈبرگ اور ملکہ جولیانا نے ڈین مارک پر حکومت کی۔ انکا طرز عمل اسٹرواین سی کے برعکس تھا اور انھوں نے سابق کے تمام انتظامی سقموں کو بحال کردیا۔ ۱۷۸۴ء میں گلڈبرگ کی غیر ہردلعزیزی ہونے سے نفع اٹھا کے ولی عہد نے اسے اور ملکہ جولیانا کو بے دست و پا کردیا اور کرسچن ہفتم کو اپنے قبضے میں کرکے سابق وزیر کے بھتیجے پیٹر اینڈ ریوفان برنس ٹورف کو وزیر اعظم مقرر کیا جو قابل اور ایمان دار شخص تھا۔ گلڈبرگ کے زوال کے قبل ہی اہل ڈین مارک کو معلوم ہوگیا تھا کہ اسٹرواین سی کن خوبیوں کا آدمی تھا۔ پوم بال کی طرح وہ بھی مطلق العنانی کو پسند کرتا تھا مگر اس نے کم از کم امرا اور کسانوں کے باہمی تعلقات کی اصلاح اور عدالتی مساوات کو عمل میں لانے کی کوشش ضرور کی تھی۔

جان پنجم شاہ پرتگال (۱۷۰۶ء تا ۱۷۵۰ء) جیسوائٹوں کا غلام تھا اور اسکے عہد حکومت میں پرتگال بالکل ذلت و خواری کی حالت میں تھا اس کے جانشین جوزیف اول (۱۷۵۰ء تا ۱۷۷۷ء) کے وزیر اعظم پوم بال نے اصلاحات

پوم بال وزیر پرتگال

کا ایک قابل قدر سلسلہ شروع کیا جس سے اس عہد کی روشن خیالی

کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر ہسپانیہ کی طرح پرتگال میں بھی عامہ قوم پر اصلاحی تحریک کا اثر بہت کم ہوا۔ سباس ٹین جوزیف ڈی کاروالو دی سیلوؔ، مارکس آف پوم بال ایک دیہاتی رئیس کا بیٹا تھا اور ۱۷۳۹ء سے ۱۷۵۰ء تک پرتگال کی سفارتی ملازمت میں داخل تھا۔ ۱۷۴۵ء سے ۱۷۵۰ء تک وہ وائینا میں تھا جہاں اُس نے مارشل ڈان کی بیٹی سے عقد ثانی کیا اور قابلیت کی وجہ سے میریا تھری سا اور جوزیف تک اُس کی رسائی ہوگئی۔ پرتگال کی حالت اُس وقت یہ تھی کہ اُس کی فوج محض برائے نام تھی، سواحل پر بحری قزاق لوٹ مار کرتے تھے اور سڑکوں پر ڈاکو، اُس کی تجارت زیادہ تر انگلستان کے ہاتھوں میں تھی اور ممالک شرق سے اُس کی تجارت تباہ ہوچکی تھی امرا کاہل اور عیاش تھے اور ملازمین سرکاری بے ایمان بداعمال تھے۔ المختصر پرتگال ہسپانیہ کی محکومی سے آزاد ہونے کے بعد بھی اب تک سنبھلا نہ تھا۔ ۱۷۵۵ء کے زلزلے کی وجہ سے پوم بال کی اصلاحوں کا سلسلہ رک گیا مگر اُس نے استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا۔ کسی کا قول ۲۹۴
ہے کہ "لزبن کی راکھ سے پوم بال کا جوہر ذاتی وجود میں آیا" اور پرتگال کی حالت کی ابتری کی وجہ سے اُسے اپنے ملک کے احیاء میں بلکہ مدد ملی۔ تجارت میں وہ ملکی صنائع کی حفاظت کا حامی تھا اور وہ چاہتا تھا کہ تجارتی معاملات میں پرتگال انگلستان کا دست نگر نہ رہے، اس لئے اُس نے اپنے ملک کی مصنوعات اور تجارت کو فروغ دیا تاکہ پرتگال خود اپنی ضروریات کا کفیل ہوجائے۔ سُولی کی طرح اُس کا بھی خیال تھا کہ زراعت ہی تجارت کی بنا ہے اور مختلف طریقوں سے اُس نے پرتگال میں زراعت کو ترقی دی۔ تجارتی الوالعزمی کو ترقی دینے کے لئے اُس نے کئی تجارتی کمپنیاں قائم کیں، مراکش سے تجارتی معاہدہ کیا اور امرا کو تجارتی کاروبار میں شرکت کی اجازت دی۔ ۱۷۷۵ء میں اُس نے گوآ اور مشرق الہند کے دوسرے جزیزوں کے طرز حکومت میں اصلاحیں کیں اور بحری اور بری فوجوں کے نظام میں اہم تغیرات کئے۔ دربار شاہی کی تمام شاخوں کے اخراجات میں تخفیف عمل میں لائی گئی اور محاصل کے وصول کرنے میں جو خیانت ہوتی تھی اُس کا انسداد کیا گیا۔ اُس کی تعلیمی اور تمدنی اصلاحیں بھی کچھ کم اہمیت نہ رکھتی تھیں امرا کی اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک شاہی دارالعلوم قائم کیا گیا گو ابرا کے جامعہ کی جواب تک جیسوائٹوں کے ہاتھوں میں تھی، از سر نو تنظیم کی گئی، لاطینی، بلاغت،

یونانی اور صرف نحو مفت پڑھانے کے لئے اساتذہ لزبن اور صوبجات میں مقرر کئے گئے اور انھیں امرا کے حقوق دیئے گئے۔ لزبن میں ایک تجارتی مدرسہ کھولا گیا جو یورپ میں اس قسم کا پہلا مدرسہ تھا۔ اُس کی تمدنی اصلاحیں بھی نہایت دلچسپ تھیں۔ اُس نے اعلان کر دیا کہ پرتگال کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی غلام آزاد ہو جائینگے۔ امرا کے بہت سے خاص حقوق منسوخ کر دئے گئے۔ طبقہ امرا اور طبقہ وسطےٰ میں اُس نے اتحاد پیدا کرایا اور ان دونوں اور طبقہ ادنےٰ کے درمیان خوشگوار تعلقات قایم کرا دئے۔ اپنی سیاسی زندگی میں جو جوزیف اول کے انتقال (۱۷۷۷ء) تک جاری تھی اُس نے سرگرمی اور جرات سے کام لیا۔ اُس کے دماغ میں ہمیشہ اصلاحی تجویزیں گویا گونجتی رہتی تھیں اور اس کے عہد حکومت کو پرتگال کی تجارت کا عہد زریں کہسکتے ہیں۔ بادشاہ کو اُس پر اعتماد کامل تھا۔ پرتگال کا طرز ۲۹۳
حکومت پوم بال کے عہد میں مطلق العنانی پر مبنی تھا گو زبردست ضرور تھا۔

اطالیہ کے مصلح

اطالیہ میں اسی قسم کی اصلاحیں تانوچی نے نیپلز میں کیں اور دو تلو نے پارما میں۔ ۱۷۵۹ء تک تانوچی اسکوی لاچی کے ساتھ ڈان کارلوس کی سلک ملازمت میں تھا۔ ڈان کارلوس کو کلیسہ کے ساتھ حسن اعتقاد تھا مگر اپنی شاہی ذمہ داریوں کا اُسے کافی احساس تھا اور حقوق شاہی کا اُسے پاس تھا۔ اُس کے اور اُس کے جانشین فرڈی ننڈ چہارم کے عہد حکومت میں نیپلز میں قابل قدر تعلیمی مالی اور عدالتی اصلاحیں عمل میں آئیں۔ امرا کے عدالتی اختیارات موقوف کر دے گئے، پادریوں کے فرضی دعووں کو کالعدم کر دیا اور پوپ کے حقوق بھی کم کر دے گئے۔ بہت سی زنانی خانقاہیں بند کر دی گئیں، خطابات کا دینا موقوف کر دیا گیا اور فرامین پاپائی کی تعمیل کے لئے خاص قوانین بنا دئے گئے۔ اس طور پر اُس نے شاہی قوت کو بڑھایا اور رعایا کے فلاح و بہبود کو ترقی دی۔ ۱۷۷۶ء میں میریا تھیریسا کی بیٹی کیرولین کی فرڈی ننڈ سے شادی ہونے کے آٹھ سال بعد تانوچی معزول ہو گیا اور ملکہ نے بغیر کسی قابل مشیر کے حکمرانی کرنے کی کوشش کی۔ پارما میں ڈان فلپ کا بیٹا فرڈی ننڈ ۱۷۶۵ء میں اپنے باپ کا جانشین ہوا اور ایک فرانسیس وزیر مسمی دوتلو (مارکوس آف فیلی نو) اپنے عہدے پر قایم رہا۔

پوم بال اور تانوچی کی طرح اُس نے تعلیم کو ترقی دی اور پارما کی جامعہ کی ترقی کی طرف بہت توجہ کی ۔ ۱۷۷۱ء میں یعنی فرڈی ننڈ کی آسٹریا کی ایک شہزادی سے شادی ہونیکے بعد، دوتلوا اپنی خدمت سے علحدہ کردیا گیا اور لانوس (ہسپانی) اور موئیرا (فرانسیسی) یکے بعد دیگرے اُس کے جانشین ہوئے ۔ انھوں نے پارما کے انتظامات کی عمدگی کو برقرار رکھا اور اُس کا شمار حسب سابق اطالیہ کی ان سلطنتوں میں ہوتا رہا جو اپنے حسن انتظام کے لئے مشہور تھیں ۔

چارلس ایمانویل شاہ سارڈی نیا بھی اپنی رعایا کو نفع پہونچانے میں کسی دوسرے حکمران سے پیچھے نہ تھا ۔ جوزیف ثانی کی طرح وہ بھی مساوات، مرکزیت اور انتظامات کی یکسانی کا شیدا تھا ۔ اے لاشابیل کی صلح کے بعد اس نے سپاہیوں کی تعداد کو ایام امن کی ضروریات کے لحاظ سے گھٹادیا اور اُن کی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ کی ۔ قلعوں کو اُس نے از سر تو بنوایا، تعمیرات عامہ کی طرف توجہ کی اور صوبجات کو ایک مرکزی ۲۹۴
حکومت کے تحت میں کردیا ۔ پادری بیکاریا طبیعیات کی تعلیم کے لئے ایک انجمن قایم کرنے کی غرض سے روما سے واپس بلایا گیا اور ایک مشہور طبیب پادری نولے پیڈمنٹ میں طب کا درس دیتا تھا ۔ ۱۷۷۱ء میں حقوق جاگیری اور بہت سی قدیم مراعات موقوف کردی گئیں[1] ۔ اسی قسم کی اصلاحیں لومبارڈی میں جوزیف دوم کے عہد حکومت میں کاونٹ فرمین کے زیر نگرانی عمل میں آئیں جو مائی ٹنڈ اور پادیا کے جامعات کا معاون اور علوم و فنون کا قدرداں تھا ۔

بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے جو کوششیں اس وقت کی جارہی تھیں گو وہ قابل قدر مقاصد پر مبنی تھیں مگر اُن سے رعایا کو کوئی دوامی نفع نہیں ہوا ۔ جن ملکوں میں حکام وقت کی روشن خیالی سے اصلاحات عمل میں آئیں اُن میں سے اکثر کی ناکامی کے وجوہ قریب قریب ایک ہی تھے یعنی سلطنت نے ضرورت سے زیادہ ذمہ داری اپنے سر لیلی تھی ۔ اہل ملک کی اولوالعزمی سے کام نہیں لیا اور اصلاحی تحریکوں کا اثر زیادہ تر

(1) Histoire de la Maison do Savoie, par Madam la Princesse Christine Trivulce

اصلاحوں کا عارضی ہونا۔ تعلیم یافتہ طبقوں پر تھا اور عامہ قوم اُس سے متاثر نہیں ہوئی بلکہ جہالت میں مبتلا تھی۔ اصلاحوں کے رائج کرنے کے لئے جو طریقے اختیار کئے گئے وہ بھی صحیح نہ تھے اور اکثر اصلاحیں اس لئے عمل میں نہ آسکیں کہ کوئی خاص ذریعہ اُس کے لئے موجود نہ تھا۔ روس ہسپانیہ اور دوسرے ممالک میں بہت سی مفید اصلاحیں صرف کاغذوں تک محدود رہ گئیں، اور بجائے ترقی کے ردعمل زیادہ آسان ثابت ہوا۔

فرقہ جیسواٹ۔ ان اصلاحوں میں ایک ایسی تھی جس کے متعلق نہ صرف خاندان بوربون کے حکمرانوں بلکہ میریا تھیری سا اور جوزیف ثانی کو بھی اتفاق تھا ان روشن خیال مطلق العنان فرماں رواؤں میں سے اکثر نے محسوس کیا کہ اُن کی اصلاحی کوششوں کے بار آور ہونے میں جیسواٹوں کا اثر سد راہ تھا۔ اس لئے پندرہ سال کی مدت میں سربر آوردہ دول یورپ میں سے اکثر اس جماعت کی قوت کو توڑنے پر متفق ہو گئیں تاکہ وہ ان کی کارروائیوں میں ہارج نہ ہو سکے۔ ۲۹۵ یورپ کی اکثر سلطنتوں میں امرا اپنے سیاسی حقوق سے محروم کردئے گئے تھے اور مجالس عامہ کا یا تو وجود ہی نہ تھا یا اُن کے اختیارات سلب ہو چکے تھے جب یہ صورت تھی تو یہ ممکن نہ تھا کہ یورپ کے سلاطین ایک ایسی جماعت کے وجود کو جائز رکھیں جو دولتمند زبردست اور منضبط تھی اور صرف پوپ کو اپنا آقا تسلیم کرتی تھی جو بزعم خود اپنے آپ کو ممالک مسیحی کا سردار اور دینوی سلاطین سے برتر خیال کرتا تھا لوئی چہار دہم نے نان ٹے کے فرمان کو اس لئے منسوخ نہیں کیا تھا کہ فرانس پوپ کے طرفداروں (Ultramontanes) کے قبضے میں ہو جائے۔ اُس کا قول یہ تھا کہ سوائے میرے ملک میں کوئی اور آقا نہیں ہو سکتا اور میں کسی ایسی جماعت کے وجود کو جائز نہیں رکھ سکتا جو عقائد مذہبی میں عامہ قوم کے خلاف ہو۔ ہسپانیہ میں بھی فلپ کی جانشینی کے بعد سے کلیسہ کے اقتدارات کی تعین اور تخفیف کی کوشش ہو رہی تھی اور یورپ کے اکثر ملکوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ادارات کلیسائی کو حکومت ملکی کے تحت ہونا چاہئے۔ جیسواٹوں پر جو حملے ہونے لگے تھے اور جو ۱۷۷۳ء میں اُن کے انسداد کے بعد ختم ہوئے زیادہ تر خیالات

مذکورہ بالا کی وجہ سے اور دوسری خاص وجوہ اور روشن خیالی کے بڑھنے کے سبب سے
بھی اُس جماعت کی مخالفت ہونے لگی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ اپنے قیام کے ایک
سو سال بعد اس جماعت کا زوال شروع ہو گیا۔ ایکوواوی وا کے انتقال کے بعد اُس
جماعت کے جنرل، نااہل ہوئے اور اس کے اراکین میں دنیاداری پیدا ہو گئی دولتمند
اشخاص داخل ہونے لگے جماعتی ضبط سختی کے ساتھ قایم نہ رہا، مفت تعلیم کا طریقہ ترک کر دیا
گیا اور امرا اور بادشاہوں کے ہم پیالہ اور ہم نوالہ ہونے کی وجہ سے طبقات متوسط وادنی
میں جیسوائٹوں کا اعزاز باقی نہ رہا۔ لوگوں میں یہ خیال بھی پیدا ہو چلا تھا کہ اُس جماعت
کا وجود اندرونی امن وامان کے لئے مفید نہیں ہے اور یہ بھی عیاں تھا کہ اس جماعت
کے اراکین اپنے مجموعی فوایہ کو اور سب جذبات پر ترجیح دیتے ہیں اس لئے جب جیسوائٹوں
نے علاوہ مذہبی اور روحانی معاملات کے دوسرے امور میں دخل دینا شروع کیا تو
یورپ کے ہر دارالسلطنت میں لوگ ان سے نفرت کرنے لگے۔ اسی عدم روحانیت
کی وجہ سے وہ خیالات پیدا ہو گئے جنکی اشاعت فرانس میں (Encyclopedists) ۲۹۶
کی اور اُس کی ایک بین مثال یہ ہے کہ اٹھارہویں صدی میں یہ جماعت تجارتی مشاغل
میں مصروف تھی یہانتک کہ اُس کے وسط میں اس کی حالت ایک دولت مند زبردست
اور سرگرم تجارتی کمپنی کی تھی جس کی شاخیں تمام دنیا میں تھیں، اسی دولت مندی کی
وجہ سے لوگوں کو اس سے حسد ہو گیا۔ اس کے علاوہ اُس کا طرز عمل دانش مندی پر
مبنی نہ تھا جس کی وجہ سے اس سے متواتر غلطیاں ہوئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس پر
حملوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جس کو وہ دفع نہ کر سکی۔

اُس کے زوال کی ایک وجہ اُس کی انتہائی کامیابی تھی۔ بادشاہوں کے گناہوں
کو سننے والے (Confessor) وہ تھے، نوجوانوں کے اتالیق وہ تھے، انھوں نے
سلطنتیں فتح کیں اور نوآبادیاں قایم کیں۔ اسی وجہ سے انکا خیال ہو گیا کہ تمام دنیا انکی
ملک ہی اور انکا تفوق ہمیشہ قایم رہیگا۔ جان سینیوں کو مغلوب کرنے کے بعد انھوں نے
اٹھارہویں صدی کے جدید خیالات کے لحاظ سے اپنی روش کو بدلا جیسوائٹوں
کا خیال تھا کہ وہ پاپائیت کی بقا کے لئے ضروری ہیں کیونکہ اُس کے بقا کا خیال انھیں
خود پوپ سے زیادہ تھا۔ مگر ایک دانشمند اور قابل پوپ (بے نی ڈکٹ چہاردہم ۱۷۴۰ء

تا ۱۷۵۸ء) نے زمانے کے رخ کو دیکھ کے پاپائی دربار اور جیسواٹوں کے اصلاح کی کوشش کی ۱۷۴۱ء میں اُس نے فرمان نافذ کر کے جیسواٹوں کی جماعت کو نافرمان بردار حریص، بدچلن اور بدکردار قرار دیا اور اُس کے بہتر انتظام کے لئے سخت قواعد جاری کئے۔ ۱۷۴۲ء اور ۱۷۴۴ء میں انکی نافرمان برداری کو رد کئے اور اُن کی اصلاح کے لئے فرامین پاپائی نافذ ہوئے مگر بدقسمتی سے ۱۷۵۸ء میں بے نی ڈکٹ کے انتقال کے بعد کلی منٹ سیزدہم پوپ منتخب ہوا جس نے اپنے دوراندیش پیش رو کے طرزِ عمل کو الٹ دیا جس کی وجہ سے یورپ کے بادشاہوں نے عزم مصمم کر لیا کہ تمام کلیسائی اداروں کو اپنے زیر اقتدار کر لیں اور جیسواٹوں پر زبردست حملے شروع ہوگئے۔

پرتگال میں جیسواٹوں پر حملہ

جیسواٹوں کو پہلا صدمہ پرتگال سے پہونچا جہاں پوم بال برسرِ اقتدار تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ جیسواٹوں نے اُس کی اندرونی اصلاحوں اور جنوبی امریکا میں اُس کے طرزِ عمل کی مخالفت کی تھی۔ اُن پر یہ بھی الزام تھا کہ انھوں نے بادشاہ کے قتل کرنے کے لئے سازش کی تھی ۱۷۵۱ء میں ہسپانیہ اور پرتگال کے درمیان ایک طویل نزاع ختم ہوگئی اور ایک صلح نامے کے ذریعے سے یہ طے ہوا کہ شہر و ضلع ٹائی واقع صوبہ گیالی شیا اور پراگوے کو سیکرامین ٹو سے بدل لیا جائے یہ ایک نوآبادی پلیٹ ندی پر تھی جو پرتگال کو صلح نامہ یوٹ رجیت کی رو سے ملی تھی جیسواٹوں نے پراگوے میں ایک آزاد جمہوریہ قایم کر دی تھی اور انھوں نے دیسیوں کو مقابلے پر آمادہ کر دیا اور پوم بال ۱۷۵۵ء تک اس مخالفت کو دفع نہ کر سکا۔ اُسے جب معلوم ہوا کہ جیسواٹ اُس کی اندرونی اصلاحوں کی بھی مخالفت کر رہے ہیں اور زلزلے کے زمانے میں کلیساؤں میں اُس پر حملے کر رہے تھے تو ۱۹ ستمبر ۱۷۵۷ء کو اُس نے جوزیف کے کنفیسر کو موقوف کر دیا اور جیسواٹوں کی جماعت کے لئے ایک یادداشت شائع کر کے انھیں منع کر دیا کہ بغیر بادشاہ کی اجازت کے دربار میں نہ آئیں۔ پوپ سے بھی اُن کی شکایت کی گئی جس کی بنا پر بے نی ڈکٹ نے کارڈنل سل ڈانا کو جو پوم بال کا دوست تھا جیسواٹوں کی بداعمالیوں کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا۔ مئی ۱۷۵۸ء میں کارڈنل مذکور نے پرتگال کے جیسواٹوں کو خلاف قانون تجارت کرنے یعنی امریکا کے دیسی مسیحیوں کو خریدنے یا فروخت کرنے کی ممانعت کر دی اور انکو وعظ کہنے اور گناہوں

اقرار سننے سے بھی باز رکھا۔

ستمبر ۱۷۵۸ء میں کسی شخص نے شاہ جوزیف پر حملہ کر کے اُسے زخمی کر دیا۔ تین سال تک تحقیقات کا سلسلہ جاری رہا اور تواروا اور آوی رو خاندانوں کے تمام اراکین گرفتار کر لئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اُن پر جرم ثابت نہ ہو سکا مگر اُن کے کاغذات سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کو قتل کرنے کے لئے ایک سازش ہوئی تھی جس میں جیسواٹ بھی شریک تھے۔ امرائے مذکور قتل کر دئے گئے مگر پوپ کلی منٹ نے پوم بال کو ملزم پادریوں کی مقدمات کی سماعت کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے جواب میں پوم بال نے کمزور اور ضعیف الاعتقاد بادشاہ سے بدقت اجازت حاصل کر کے جو صرف جان کے خوف سے راضی ہوا یکم ستمبر ۱۷۵۹ء کو تمام جیسواٹوں کو پرتگال اور اسکے مقبوضات سے خارج کر دیا اور مدارس اور جامعات کی نگرانی اسقفوں کے سپرد کر دی۔ پرتگال میں ۱۸۰۰ جیسواٹ تھے وہ سب جہازوں میں بٹھا کر ستمبر ۱۷۵۹ء میں سوی ٹاوے چیا بھیجدئے گئے اور جو نوآبادیوں میں تھے وہ بھی خارج کر دئے گئے۔ پاپائی ریاستوں میں جو پرتگالی مقیم تھے انھیں پوپ نے وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اور اس کے جواب میں پوم بال نے پرتگال میں جیسواٹوں کی سب جائداد ضبط کر لی اور یورپ کی دوسری سلطنتوں سے درخواست کی کہ انکی جماعت کو اپنی سلطنتوں میں مسدود کر دیں۔

298 **فرانس سے جیسواٹوں کا اخراج۔** جیسواٹوں کے ساتھ پوم بال نے جو بیرحمانہ سلوک کیا اس کو یورپ کے دوسرے ملکوں میں زیادہ پسند نہ کیا گیا مگر رفتہ رفتہ ہر ملک میں انکے طرز عمل سے بیزاری پیدا ہو گئی اور اُن کے خلاف میں اسی قسم کی کارروائیاں عمل میں آنے لگیں۔ فرانس میں لاادریت زور پر تھی اور جیسواٹوں کی طرف سے لوگوں کو اس قدر نفرت ہو گئی تھی کہ ۱۷۶۴ء میں فرانس کی حکومت نے انکے خلاف جو کارروائی کی وہ بالکل رائے عامہ کے مطابق تھی۔ میڈیم وی پوم پادور کو بھی اُن سے نفرت تھی کیونکہ لوئی سے اُن کے تعلقات نہایت گہرے تھے اور انھوں نے اُسے گناہوں کی معافی کا پروانہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ پارلی مان کے اراکین بھی اُن کے نیست و نابود کرنے پر تلے ہوئے تھے اور انھیں جیسواٹوں کے معاملات میں دخل دینے کا بہت جلد موقع ملگیا۔ جزیرہ مارتی نیک کا جیسواٹ منتظم لاوالیت کا دِوالہ ہو گیا جو تجارتی کاروبار میں

مشغول تھا۔ اُس کے ذمے ۲۴ لاکھ فرینک واجب الادا تھے اور اسکے کاروبار کے بگڑنے سے فرانس کی متعدد تجارتی کمپنیاں تباہ ہوگئیں۔ جیسواٹوں کے جنرل رک چی نے اس قرضے کو ادا کرنے سے انکار کر دیا اور قرضخواہوں نے اُس پر دعویٰ کر دیا۔ عدالت ماتحت میں جب اُسکے خلاف ڈگری ہوئی تو اس نے حماقت سے پارلیمان میں مرافعہ کر دیا جس نے ان کی جماعت کے دستور کا ملاحظہ کرنے کے بعد فیصلہ تحت کو بحال رکھا۔

جیسواٹوں کے دستور کا جب لوگوں کو علم ہوا تو اُس سے سخت ناراضی پھیل گئی اس لئے اُس کے ترمیم کے لئے شواسیول نے ایک کمیشن مقرر کر دیا اور بالآخر قرار پایا کہ جیسواٹوں کے جنرل کے غیر محدود اقتدارات قوانین فرانس کے منافی ہیں لہذا ایک مستقل دائی کار کا تقرر ہونا چاہئے مگر رک چی نے اپنی جماعت کے لئے حکومت ملکی کا ماتحت ہونا پسند نہ کیا۔ اُس کا مختصر جواب حسب ذیل تھا۔ Sint ut sunt Aut no sint یا تو انھیں حسب حال رہنے دو یا انکا کام تمام کر دو) ملکہ اور ولی عہد بیگم اُس جماعت کی تائید پر تھیں مگر شواسیول اور میڈیم ڈی پوم پادور کو عدالتوں کے
۲۹۹ ذریعے سے اُس کے مقابلے میں کامیابی ہوئی۔ پیرس اور اضلاع کے پارلیمانوں نے متعدد احکام جماعت مذکور کے خلاف میں شائع کئے اور بالآخر نومبر ۱۷۶۴ء میں فرمان شاہی سے فرانس میں بالکلیہ مسدود کر دی گئی۔ تین سال تک "دیناوی پادریوں" کی حیثیت سے اُن کو ملک میں رہنے دیا گیا مگر مئی ۱۷۶۷ء میں وہ خارج کر دئے گئے گو ۱۷۶۵ء میں پوپ کلی منٹ نے ایک فرمان پاپائی میں اُن کو الزامات سے بچانے کی کوشش کی تھی اور اعلان کیا تھا کہ ان کے اخراج سے کلیسہ اور حکومت پاپائی کو سخت نقصان پہونچیگا۔

چارلس سوم اور جیسواٹ

ہسپانیہ اب جیسواٹوں کا ملجا وماوے ہوگیا تھا کیونکہ ان کے خلاف میں چارلس سوم کوئی سخت کارروائی نہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ پرتگال کے شاہ جوزیف کی طرح وہ بھی ضعیف الاعتقاد اور کلیسہ کا سچا پیرو تھا فلسفیانہ خیالات سے اسکو مس نہ تھا مگر وہ اپنے اقتدار شاہی کو بڑھانا اور اُس کے مخالفوں پر غالب آنا چاہتا تھا خواہ وہ ارباب کلیسہ ہوں یا امراہوں۔ ۱۷۶۶ء میں اُس کے اطالوی وزیر اسکوی لاچی نے ایک جدید محصول عاید کیا۔ مگر جیسواٹوں نے اُس محصول

کے خلاف ایسا واویلا مچایا کہ چارلس اسکے علٰحدہ کرنے پر مجبور ہو گیا مگر اُسے اپنے اقتدار کی یہ مخالفت سخت ناگوار ہوئی اور اُسے یقین ہو گیا کہ یہ لوگ اُس کے خلاف میں سازش کر رہے ہیں۔ اس لئے اُس نے اپنے آزاد خیال وزیر دارانڈا سے متفق ہو کر ہسپانیہ میں جیسوائٹوں کی جماعت کو مسدود کر دینے کے لئے ایک فرمان شاہی کا مسودہ تیار کیا۔ ہسپانیہ کی تمام نوآبادیوں کو سربمہر احکام بھیج دیئے گئے اور یہ ہدایت کی جس روز یہ فرمان ہسپانیہ میں نافذ ہونے والا تھا اُس روز احکام مذکور کے لفافے کھولے جائیں۔ ۲ ؍ اپریل ۱۷۶۷ء کو قریب چھ ہزار جیسوائٹ خارج کر کے اطالیہ کے سواحل کو بھیجدیے گئے مگر پوپ اور رک چی نے انھیں وہاں اترنے نہ دیا اور وہ کرسیکا میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔

ہسپانیہ سے جب یہ ہمت افزا خبریں آئیں تو فرانس سے بھی جیسوائٹوں کے مخالفوں نے انھیں مئی میں خارج کرا دیا اور شواسیول اور پوم بال نے چارلس سوم سے درخواست کی کہ انکی شرکت سے وہ پوپ سے اُس جماعت کو بالکلیہ مسدود کرنے کا مطالبہ کرے۔

نیپلز اور پارما نے بھی فرانس اور ہسپانیہ کی متابعت کی اور جیسوائٹ اُن کے مقبوضات سے خارج کر دئے گئے۔ لیکن چارلس سوم فلسفیانہ مصلح نہ تھا اسلئے اُس نے تامل کیا۔ لیکن پوپ کی کارروائی سے وہ بھی دوسرے بوربوں ممالک کی متابعت پر مجبور ہو گیا

پوپ کی مخالفت۔

پوپ کلی منٹ نے ناسمجھی سے ڈیوک آف پارما پر حملہ کر دیا جو چارلس سوم کا بھتیجہ لوئی پانزدہم کا نواسا اور فرڈی ننڈ شاہ نیپلز کا چچا زاد بھائی تھا۔ جنوری ۱۷۶۸ء میں ایک فرمان نافذ کر کے اُس نے ڈیوک کے خطاب اور مناصب ۲۰۰
کو ضبط کر لیا اور پارما میں کلیسائی حکومت کو دوبارہ قایم کر کے اُس کے خلاف میں جنگ کا اعلان کر دیا۔ مگر خاندان بوربون اُس کی اس زیادتی کو روا نہ رکھ سکتا تھا۔ لوئی پانزدہم نے آوی نیان اور ضلع ویناسین پر قبضہ کر لیا، شاہ سسلی نے بے نی وین تم اور پونتی کورود کو لیلیا۔ چارلس سوم نے جیسوائٹوں کے انسداد کا قصد کر لیا اور تمام بوربون سلطنتوں نے پوپ کے خلاف میں جنگ کا اعلان کرنے کی دھمکی دی اور ۱۰ ؍ ڈسمبر ۱۷۶۸ء میں کلی منٹ کی خدمت میں ایک متفقانہ یادداشت پیش کی گئی جس میں جیسوائٹوں کے انسداد کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ جماعت مذکور کی طرف سے عام بیزاری پھیل گئی تھی اور اُس کے اراکین وینس موڈینا اور باویریا سے بھی خارج کر دئے گئے۔ آسٹریا میں بھی جو راسخ الاعتقاد میریا تھری سا کے

۱۷۶۹ء کا انتخاب پاپائی کلی منٹ چہاردہم کا انتخاب۔

زیر اثر تھے۔ جیسواٹ دینیات اور فلسفہ کی تعلیم دینے سے ممنوع کر دئے گئے۔ پوپ کی عمر اب ۸۲ سال کی تھی اور وہ ان زبردست مخالفوں کا مقابلہ کرنے سے مجبور تھا۔ اسی اثناء میں وہ صرع کے عارضے میں مبتلا ہو گیا جو مہلک ثابت ہوا اور اُس نے ۲ ؍ فروری ۱۷۶۹ء کو انتقال کیا جس کے بعد جانشین کے انتخاب کا اہم مسئلہ پیش ہو گیا۔ چونکہ اہم مسائل زیر بحث تھے اس لئے ۱۷۶۹ء کا جلسہ انتخاب پاپائی (Conclave) خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اگر کوئی ایسا پوپ منتخب ہوتا جو ہوائے زمانہ کو پہچان سکتا اور تالیف قلوب کا اُس میں مادہ ہوتا تو ممکن تھا کہ مخالفت کا طوفان دفع ہو جاتا۔ لیکن اگر کوئی ایسا شخص منتخب ہوتا جسے جیسواٹوں کے ساتھ ہمدردی ہوتی تو اُس کے انتخاب کے نتائج سخت اندوہناک ثابت ہوتے۔ زمانہ انتخاب میں انتخاب کنندہ کارڈنلوں کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ان میں ایک زیلانتی یا زیلے کے ناموں سے موسوم تھے جو کلی منٹ سیزدہم کے عہد پاپائی میں برسر اقتدار تھے، وہ لوگ چاہتے تھے کہ اتحاہم خیال پوپ منتخب ہو جو جیسواٹوں کی جماعت کو اُس زمانے کی لامذہبی کے رجحان اور خاندان بوربون کی مداخلت سے بچا سکے۔ انکے خیال میں پوپ ایک ایسی تحریک کا سرغنہ تھا جو فلسفہ لاادریت کے اٹھتے ہوئے طوفان کو دفع کرنے والی تھی۔

پاپائیت پر وُولٹیر اور ہولقین این سائیک لوپیڈیا ایسے مصنفین حملہ کرتے تھے اور کئی سلاطین مثلاً فریڈرک اعظم اور کیتھرین ثانی اُس کی مخالفت پر آمادہ تھے۔ اُس کے علاوہ خود اُس کے معتقدین کے ایمان میں فتور آ رہا تھا اس لئے اُن کا خیال تھا کہ
ایسا پوپ منتخب ہو جو جیسواٹوں کی تائید کرے۔ زیلانتی کے حریف ریگالس تی تھے ۳۰۱
جو بادشاہوں کے طرفدار تھے اور جن کا مقصد یہ تھا کہ اُس مغرور اور متفنی جماعت کا انسداد ہو جاے۔

جیسواٹوں کا انسداد

کارڈنلوں میں طولانی نامہ و پیام کے بعد برنس کی مساعی سے ایک قابل فرانسیس کن کارڈنل لورین زوگنگانیلی کلی منٹ چہاردہم کا لقب اختیار کر کے پوپ منتخب ہوا جو بے نی ڈکٹ چہاردہم کی طرف روشن خیال اور رواداری کا حامی تھا۔ مگر اُس نے بھی اولاً تامل کیا اور قطعی فیصلہ کرنے سے گریز کرتا رہا۔ اس اثناء میں جیسواٹوں کا دشمن شواسیول

معزول ہو گیا جس سے اُن کی امیدیں بڑھ گئیں مگر بالآخر کلی منٹ چہار دہم کو مجبوراً اُن کے خلاف فیصلہ کرنا پڑا کیونکہ گری مالڈی اُن کے انسداد پر مصر تھا اور نہ صرف فرانس اور ہسپانیہ بلکہ میریا تھریسا تک اس کی تائید پر تھے۔ ۱۶ اگست ۱۷۷۳ء کو اُس نے فرمان (Dominus et Redemptor) نافذ کر کے جیسواٹوں کی جماعت کو مسدود کر دیا۔ اس قطعی فیصلے کے بعد جو ۷ اگست ۱۸۱۴ء تک منسوخ نہ ہوا (جب کہ پوپ پائیس ہفتم نے Solicitido omnium ecclesarium فرمان نافذ کیا) کلی منٹ نے کئی کارڈنلوں کو اس جماعت کی دنیاوی جائداد پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اور رک چی کو سنٹ این جیلو کے قلعہ میں قید کر دیا جہاں ۱۷۷۵ء میں اس نے انتقال کیا۔ اس جماعت کا انسداد جب عمل میں آیا تو اُس کی اہم شاخیں اور ۲۲۵۸۹ اراکین تھے جن میں سے ۱۱۲۹۵ پادری تھے۔ اوی نیان پوپ کو واپس کر دیا گیا اور جیسواٹوں کو فریڈرک اعظم اور کیتھرین دوم کے ممالک میں پناہ ملی مگر انھیں جلد انتقام مل گیا ۱۷۷۴ء کے مقدس ہفتے میں کلی منٹ چہار دہم بیمار ہوا اور ۲۲ ستمبر کو اُس نے انتقال کیا۔

باب یازدہم

پولینڈ کی تقسیم اور کچک کینارجی کا معاہدہ ۳۰۲

یورپ جنگ ہفت سالہ کے بعد ۔ آسٹریا ۔ اطالیہ ۔ پرشیا شہنشاہیت اور روس ۔ پرشیا اور روس میں اتحاد ۱۷۶۶ء ۔ پولینڈ فریڈرک اعظم اور کیتھرین ثانی کا طرز عمل ۔ پولینڈ کے سیاسیات ۔ روس کی مداخلت پولینڈ میں ۔ فرانس اور ٹرکی ۔ ٹرکی اور روس کی جنگ کا آغاز ۱۷۶۸ء فریڈرک اعظم اور کانٹز کی رائیں ۔ جنگ اور سفارتی کارروائیاں نیس کی ملاقات ۔ پولینڈ کی تقسیم کی تجاویز ۔ پولینڈ کی تقسیم پولینڈ کے زوال کے اسباب ۔ انگلستان کی عدم مداخلت ۔ فرانس کا طرز عمل ۔ روس اور ٹرکی کی جنگ ۔ کینارجی کا معاہدہ ۔ شواسیول کی خارجی حکمت عملی ۔ جزایر فالک لینڈ کا معاملہ ۔ انگلستان اور خاندان بوربون کے سلاطین کے درمیان جنگ کا رک جانا پیرس اور صوبجات کے پارلی ماؤں کا انسداد شواسیول کا زوال ۔ حکومت ثلاثہ ۔ گس تاووس ثالث اور سویڈن کا انقلاب ۔ اس کے نتایج فرانس کا طرز عمل ۔

۱۷۶۳ء سے ۱۷۹۲ء تک مغربی اور وسطی یورپ میں امن تھا گو ہسپانیہ فرانس اور ہالینڈ سمندروں میں اور امریکا میں امریکا کی آزادی کی لڑائی میں برسر جنگ تھے اور ۱۷۶۸ء تا ۱۷۷۴ء کی روس اور ٹرکی کی جنگ کے بعد روس اور آسٹریا نے ملکر ٹرکی پر حملہ کر دیا ۔ مگر سال ہائے زیر تذکرہ میں یورپ کے بیشتر حصے میں غیر معمولی امن تھا ۔ یہ سی سالہ عہد یورپ کی تاریخ میں نہایت پیچیدہ ہے کیونکہ اُس میں اٹھارویں صدی کے آخری سال شامل ہیں

جن کو عہد انقلاب فرانسیسی کا پیش خیمہ کہنا چاہیے یورپ کے تمام بادشاہوں کو اپنے مقبوضات میں اضافہ کرنے اور ان کو ایک دوسرے سے ملحق کرنے کی خواہش بڑھتی جاتی تھی اور توازن قوت کے مسئلہ پر پوری طور پر عمل ہو رہا تھا گو ایک بگڑے ہوئے طریقے پر ملک گیری کا مرض بڑھتا جاتا تھا اور بڑی سلطنتیں چھوٹی سلطنتوں کو ہضم کرنے کی فکر میں تھیں۔

صفحہ ۲۰۱

جیسوائٹوں کا زوال جس سے تمام یورپ متاثر ہوا صرف ایک ایسا واقعہ ہے جس سے فرانس ہسپانیہ نیپلز اور پارما کی بوربون سلطنتیں متحد ہو گئیں۔ پولینڈ اور سویڈن کی قدیم سلطنتوں کے حصے بخرے کرنے کی غرض سے پرشیا اور روس کی شمالی سلطنتوں نے ایک زبردست اتحاد قائم کیا جس میں آسٹریا اور ڈین مارک بھی مال غنیمت میں حصہ لینے کی غرض سے شریک ہو گئے۔

سال ہائے زیر تذکرہ میں آسٹریا اور پرشیا کا شمار یورپ کی سربرآوردہ ریاستوں میں تھا روس کی سلاو سلطنت تیز گامی کے ساتھ ترقی کر رہی تھی اور اب اُس کا شمار دول یورپ میں ہونے لگا تھا مگر ہسپانیہ اور فرانس کی لاطینی قوموں اور پوپ کا اثر وسطی یورپ اور اطالیہ میں رو بہ زوال تھا اور سیاسیات سے فرانس کے عارضی طور پر دست کش ہو جانے سے شمالی اور مشرقی یورپ میں اہم تغیرات وقوع میں آئے بلکہ ۱۷۶۳ء ہی میں اُن میں سے اکثر نمایاں ہو چلے تھے۔ جنگ ہفت سالہ میں انگلستان کی بحری قوت قطعاً غالب آئی تھی جس کے نتائج یہ ہوئے کہ نئی دنیا کی عنان حکومت بجائے لاطینی قوموں کے ٹیوٹن قوموں کے ہاتھوں میں آگئی اور ہندوستان میں بجائے فرانسیسیوں کے انگریزوں کا اثر غالب ہو گیا۔ فرانس کو نہ صرف امریکا اور ہندوستان اور سمندروں میں ہزیمت ہوئی تھی بلکہ یورپ میں بھی اس کا اثر کم ہو گیا تھا اور اسکا فوجی تفوق بھی مفقود ہو چکا تھا جس میں پرشیا نے اسکی جگہ لیلی تھی۔ اسکے حلیف ہسپانیہ کو بھی نقصان پہونچا تھا اور وہ بھی انتقام کے لیے موقعے کا منتظر تھا۔ برعکس اس کے گو میریا تھیری سا کو پرشیا کو تباہ کرنے اور سائی لے شیا کو دوبارہ حاصل کرنے میں ناکامی ہوئی تھی مگر آسٹریا میں سنبھلنے

آسٹریا

کی عجیب و غریب قوت تھی اور اُس کے ذرائع بے پایاں تھے اسلیے اب بھی اُسکا شمار یورپ کی قوی ترین سلطنتوں میں تھا۔ اُس کے ہر سررشتے میں اصلاحیں ہو رہی تھیں تجارت کو فروغ تھا، نظام فوجی و ملکی کی حالت بمقابلہ

سابق بہت بہتر تھی، جسکی وجہ سے وائینا کے دربار کو فریڈرک اعظم کی قوت اور مقبوضات کو گھٹانے کی امید ہو چلی تھی۔ جوزف دوم جو سال ما قبل میں "شاہ روما" منتخب ہوا تھا بجائے اپنے باپ کے شہنشاہ ہو گیا، اسکے باپ کو فرانس سے سخت بغض تھا کیونکہ فرانس نے اس کی آبائی ریاست لارین پر قبضہ کر لیا تھا اور فرانس کے ساتھ یہ عداوت جوزف کو ورثہ میں ملی تھی۔ جوزف کی تخت نشینی سے آسٹریا کے سیاسیات میں اس طرح ایک نیا رنگ پیدا ہو گیا۔ وائینا کی فوجی تعلیم یافتہ جماعتوں کو فرانسیسی اتحاد سے نفرت تھی مگر کاؤنز جواب تک برسر اقتدار تھا، پرشیا سے عداوت رکھنے کی وجہ سے، اس اتحاد کا اب تک پابند تھا اور آسٹریا اور خاندان بوربون کے تعلقات میں مزید استحکام پیدا کرنا چاہتا تھا۔ ڈان فلپ اور ڈان کارلوس کی بیٹیوں سے آرچ ڈیوک جوزف اور آرچ ڈیوک لیوپولڈ کی شادیوں سے اس طرز عمل کا پتہ چلتا تھا جو معاہدۂ پیرس کے بعد وہ آسٹریا کی شہزادیوں کے متعلق اختیار کرنا چاہتا تھا۔ ۱۷۶۸ء میں میریا کیرولین کی شادی فرڈیننڈ چہارم شاہ نیپلز سے ہوئی اور ۱۷۶۹ء میں میریا امیلیا کی فرڈی ننڈ ڈیوک پارما سے اور سال مابعد میں میری آن توآنیت کی ولی عہد فرانس سے[1] (Bella gerant alii tu felia Austria Nube

(دوسروں کو جنگ و جدال میں مصروف رہنے دے، اور خوش نصیب آسٹریا تو اپنا کام ان شادیوں سے نکال لے) شوا سیول کے زوال تک فرانس اور آسٹریا کے اتحاد میں بظاہر کوئی ضعف نظر نہ آتا تھا اور جیسوائٹوں کے انسداد میں میریا تھیریسا کی خاندان بوربون کی تائید کرنے سے وائینا اور پیرس کے درباروں کے تعلق اور بھی مستحکم ہو گئے۔

۱۷۵۶ء کے سفارتی انقلاب کے نتائج میں سے ایک یہ تھا کہ اطالیہ کے معاملات میں فرانس کی مداخلت کم ہو گئی۔ اطالیہ کے جدید شاہی خاندان جو پولینڈ اور آسٹریا کی جنگ ہائے جانشینی کے سلسلے میں وجود میں آتے تھے فرانس سے امداد حاصل نہ کر سکنے کی وجہ سے آسٹریا کے زیر اثر ہو گئے اور کاؤنز کی شاطرانہ چالوں سے خاندان ہیپس برگ کو اطالیہ میں پھر تفوق حاصل

---

[1] Von Arneth, Geschichte Maria Theresia IV. p, 336, V, p. 449,

ہوگیا۔ فرانس اور آسٹریا کے اتحاد سے اطالیہ کو بہت نفع ہوا۔ جنگ ہفت سالہ کا اثر بھی وہاں تک نہ پہونچا اور خاندان ہائے بوربون و ہیپس کے اتحاد کی وجہ سے انقلاب صفحہ ۳۰۵ فرانسیسی کی جنگوں تک اطالیہ میں امن وامان قائم رہا۔

پرشیا، شہنشاہیت اور روس

مغربی اور جنوبی یورپ کی بوربون ریاستیں ایک زبردست اتحاد میں ایک دوسرے سے منسلک تھیں اور آسٹریا سے شادیوں کے ذریعہ سے اُن کے گہرے تعلقات تھے۔ مگر جنگ ہفت سالہ کے اختتام کے چند ہی روز بعد شمال یورپ میں اُن کے مقابلہ پر ایک دوسرا اتحاد قائم ہوگیا جس میں روس، پرشیا اور ڈین مارک شریک تھے اور انگلستان اس کی تائید پر تھا۔ گزشتہ جنگ میں فریڈرک اعظم کے مقبوضات میں سے کوئی اُس کے قبضہ سے نہ نکل سکا مگر اُس کا ملک بالکل خستہ حال ہوگیا تھا۔ لیکن پرشیا میں سنبھل جانے کا کافی مادہ تھا، اُس کی فوجی شہرت قائم ہوچکی تھی اور وہ جرمنی میں پراٹسٹنٹ مذہب اور شہنشاہیت کے قدیم دستور کا محافظ خیال کیا جانے لگا تھا۔ پرشیا کی کامیابی اہل جرمنی کے لیے ضرور باعث مسرت تھی اور ہیوبرٹس برگ کی مصالحت کے بعد "جرمنی کی زندگی کا بہترین زمانہ آگیا"۔ تیس سال تک فرانس اور آسٹریا کے اتحاد کی وجہ سے جرمنی فرانسیسی حملوں کے مصائب سے محفوظ تھا اور جوزف ثانی نے شہنشاہیت کے قدیم دستور یا اُس کے اراکین کے حقوق میں مداخلت کی جتنی کوششیں کیں وہ سب شاہ پرشیا کی پرزور کارروائیوں کی وجہ سے ناکام ثابت ہوئیں۔ شہنشاہیت کے زوال کا سلسلہ بغیر محسوس ہونے کے جاری تھا مگر اہل جرمنی کو معلوم ہوگیا کہ وہ بھی ایک زبان اور ادب رکھتے ہیں۔

جنگ ہفت سالہ میں جو سلطنتیں شریک تھیں اُن میں روس نے اپنی بے پایاں قوت کے وجود کو بخوبی ثابت کردیا تھا۔ اور اُس وقت سے یورپ کے سیاسیات کا ایک زبردست عنصر ہوگیا۔ پیرس کے معاہدے پر دستخط ہوتے ہی یورپ کو معلوم ہوگیا کہ روس اور پرشیا کا گہرا اتحاد مشرقی یورپ میں قیام امن کے لیے سخت خطرناک ہے۔ پیٹر سوم کے آسٹروی اتحاد سے علیحدہ ہوجانے سے فریڈرک بچ گیا تھا اور پرشیا سے اُس نے جو اتحاد اب کرلیا تھا وہ دونوں ملکوں کی اس دوستی کی بنیاد ثابت ہوا جو ہمارے زمانہ تک قائم تھی۔

۱۷۶۲ء کے موسم گرما میں پیٹر کے انتقال اور کیتھرین دوم کی تخت نشینی سے اس دوستی میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ وہ اور پختہ ہوگئی اور ۱۱ اپریل ۱۷۶۴ء کو صفحہ ۳۰۶ دونوں میں ایک باضابطہ اتحاد قائم ہوگیا جو اُن عظیم الشان تدبیروں کی کامیابی کے لیے ضروری تھا جو برلن اور سینٹ پیٹرس برگ میں زیرغور تھیں۔ کیتھرین دوم سلطنت روس کے بانیوں میں تھی اور میریا تھیریسا کی طرح اس میں بھی حقیقی مدبروں کے خصائل موجود تھے۔ باوجود

روس اور پرشیا کا اتحاد

متلون مزاج اور ناعاقبت اندیش ہونے، نااہل منظور نظر اشخاص پر اعتماد کرنے اور بدچلن اور بدکردار ہونے کے اُس کے ایک قابل اور زبردست فرمانروا ہونے میں کوئی شک نہیں روسی قوم کے آیندہ عروج حاصل کرنے کا اُسے یقین کامل تھا سلاو قوم کی سیادت سے جو منافع تھے اُس کا بھی اُسے احساس تھا فرماں روائی کی اُس میں غیرمعمولی قابلیت تھی، مردم شناس تھی اور لائق ماتحتوں کا انتخاب کرسکتی تھی اور پیٹر اعظم کے قدم بقدم چلنے کو تیار تھی۔ فریڈرک اعظم کی طرح کیتھرین بھی اٹھارھویں صدی کی روشن خیالی سے متاثر تھی اور اسی کے ایما سے سینٹ پیٹرس برگ کے دربار میں مغربی تہذیب کی نقالی ہونے لگی گو کہ اہل ملک کو اب تک اصلاحات کی چنداں خواہش نہ تھی۔ عہد زیر تذکرہ کے حکمرانوں میں کیتھرین اور فریڈرک اعظم سربرآوردہ تھے اس لیے انکی عظیم الشان تدبیروں کی کامیابی کے لیے دونوں میں گہرے اتحاد کی ضرورت تھی۔ فرانس اور پرشیا کے درمیان ناچاقی کا ہونا ناگزیر تھا، آسٹریا اب تک سائلے شیا کو دوبارہ فتح کرنے پر تلا ہوا تھا اور بیوٹ کی وزارت میں انگلستان پرشیا سے بالکل علحدہ ہوگیا تھا۔ شاہ پرشیا نے جب اپنے آپکو یورپ میں بالکل بے یار و مددگار پایا تو اُس نے اپنی سلطنت کی سلامتی کے لیے روسی اتحاد کو غنیمت جانا نہ تو آسٹریا نہ فرانس کے خیالات روس کی طرف سے اچھے تھے۔ آسٹریا تو روس کا قدرتی دشمن تھا اور اُس کی حقیقی حکمت عملی یہ تھی کہ پولینڈ کی سلطنت کی تائید کرے اور اُسے تقویت دے۔ فرانس ہمیشہ اپنے آپ کو پولینڈ کا محافظ خیال کرتا تھا اور شوا سیول کا بیان ہے کہ اگر فاصلہ زیادہ نہ ہوتا تو روس اور فرانس میں ضرور جنگ ہوگئی ہوتی جنگ ہفت سالہ میں روس ظفریاب ہوا تھا اور یورپ کی سلطنتوں کو جواب تک

اُس کی فتوحات کی طرف سے بے پروا تھیں معلوم ہوگیا کہ اس طاقت ور سلاوی صفحہ ۳۰۰
قوم کے عروج کے نتائج کیا ہونگے۔ لیکن کیتھرین انگلستان کی خود غرضی، فرانس کی
خستہ حالی آسٹریا کی ناعاقبت اندیشی اور پرشیا کے یکہ و تنہا ہونے سے پورا نفع اٹھانے
پر تلی ہوئی تھی۔ تخت نشین ہونے پر اس کی قوت نہایت زبردست تھی اور اپنی تدبیروں
کو عمل میں لانے کے لیے وہ بہترین طریقوں اور حلیفوں کا انتخاب کرسکتی تھی۔ انگلستان
کے ساتھ کیتھرین کے تعلقات ہمیشہ یکساں نہ تھے۔ سال ہا سال سے روس کی تجارت
انگریزی جہازوں کے ذریعہ سے ہوتی تھی، جنگ ہفت سالہ میں دونوں ملکوں میں برابر
مصالحت تھی چیاتھم کا قول تھا کہ انگلستان اور روس کی دوستی اس کی خارجی حکمت عملی
کا سنگ بنیاد ہے اور ۱۷۶۶ء میں اُس نے روس اور پرشیا کے ساتھ اتحاد قائم کرنا چاہا
گو اُس میں کامیابی نہ ہوئی مگر روسی بیڑوں کے لیے انگلستان امیرالبحر اور کپتان برابر دیتا رہا
اور چیسمے کی فتح بھی روس کو ایک انگریزی ہنرمندی سے حاصل ہوئی تھی اس جنگ
کے بعد انگریزی حکومت نے روس کی علانیہ تائید نہ کی اور گو انگریزوں نے پولینڈ کی
تقسیم سے چشم پوشی کی مگر ۱۷۸۸ء میں انھوں نے سویڈن کے خلاف روس کو مدد دینے
سے انکار کردیا مگر پٹ ثانی کے زمانہ تک انگلستان ترکی میں روس کی دست درازیوں
میں حائل نہ ہوا۔ کیتھرین کو فرانس سے نفرت تھی کیونکہ وہ پولینڈ اور ٹرکی کا حلیف تھا
اور لوئی پانزدہم اور اُس کے وزیروں کے متعلق اپنے خیالات کو ظاہر کرنے میں
وہ مطلق تامل نہ کرتی تھی۔ آسٹریا کو اب تک یہ خواہش نہ تھی کہ پولینڈ روس کا دست نگر
ہو جائے اور ڈینیوب دریا کے دہانوں پر کیتھرین کا قبضہ ہونے کا بھی وہ مخالف تھا
مگر اُس نے روسی دربار کی تدبیروں کی مخالفت میں کوئی کارروائی نہ کی اور رفتہ رفتہ
خود پولینڈ کی تقسیم میں شریک ہوگیا۔ اس لیے زارینا پرشیا کی طرف متوجہ ہوئی کیونکہ
یورپ میں یہی ایک ملک تھا جس سے قابل اطمینان اتحاد ہوسکتا تھا۔ مشرق میں روس
کے اثر کے پھیلنے سے فریڈرک کا کوئی نقصان نہ تھا پولینڈ میں کیتھرین کی طرح وہ بھی
آسٹریا کے اثر کو زائل کرنے پر آمادہ تھا اور پولینڈ کی تقسیم میں شریک ہونے میں بھی
اُسے کوئی عذر نہ تھا۔

پولینڈ میں طوائف الملوکی کا زور تھا اور وہاں کے باشندے ضروری اصلاحوں کو

صفحہ ۲۰۸

عمل میں لاکر اپنے ملک کو ترقی کے شاہراہ پر نہ لا سکتے تھے' ان وجوہ سے کیتھرین اور فریڈرک کو مداخلت کے لئے عذر معقول ملگیا۔ پولینڈ میں بادشاہ

پولینڈ

کا تقرر انتخاب سے ہوتا تھا' مجالس سینیٹ اور ڈائٹ میں امرا کی صوبجاتی مجالس کے نائب شریک تھے مگر انکا ایک رکن بھی رائے انتناعی (Liberum veto) سے کام لیکر' یا غیر حاضر ہوکر' یا چھ ہفتوں تک کاروبار کو روک کر مجالس مذکور کی کارروائی کو بالکل بند کرسکتا۔ اس از کار رفتہ دستور کی وجہ سے پولینڈ یورپ کے وسط میں بدامنی کا ایک مرکز ہو گیا تھا۔

"پولینڈ کے نہ تو ممالک غیر میں سفیر تھے' نہ کوئی قلعے تھے' نہ بحریہ' نہ سٹرکیں' نہ مخازن فوجی' نہ خزانہ' نہ کوئی مقرر محاصل۔ فوجیں قلیل التعداد تھیں اور ضبط فوجی سے بے بہرہ تھیں تنخواہیں اکثر نہ ملتی تھیں یہاں تک کہ سپاہی مجبور ہو کر ڈائٹ کے اجلاس کے قریب خیمہ زن ہوتے اور اپنے خلاف قانون مطالبات کو زبردستی منوا لیتے تھے"[اھ]

پیٹر اعظم کے زمانے سے روس کے حکام کا یہ طرز عمل تھا کہ پولینڈ کو طوائف الملوکی کی حالت میں رکھیں تاکہ اس ملک میں انھیں مداخلت کا موقع ملتا رہے۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی اور جنگ ہفت سالہ کے واقعات سے روس کو پولینڈ میں تفوق حاصل ہو گیا تھا۔ کیتھرین نے پولینڈ کی سینیٹ کے فیصلہ کا لحاظ نہ کرکے جس نے کورلینڈ' آگسٹس سوم کے بیٹے چارلس کو دیدیا تھا' آگسٹس کی خواہش کے خلاف بی رین کو پھر اس صوبے کا حاکم مقرر کردیا۔ اہل پولینڈ کی تخویف کے لیے روسی فوجوں نے پولینڈ کی طرف پیش قدمی کی اور آگسٹس نے ڈر کر اپنے بیٹے چارلس کو مستعفی ہونے پر مجبور کیا اور خود بھی سیکسنی بھاگ گیا جہاں اس نے ۵ اکتوبر سنہ ۱۷۶۳ء کو انتقال کیا خاندان اور تو و کے اراکین کیتھرین کے عہد حکومت کے اوائل میں اس کے مشیر تھے مگر معاملات خارجیہ میں زیادہ تر دخل نیکولائی ایوانووچ پانن' وزیر اعظم روس کو تھا جس کی حکمت عملی یہ تھی کہ پرشیا سے اتحاد برقرار رہے اور پولینڈ بالکلیہ روس کے زیر اثر

اھ۔ پولینڈ کی مختصر تاریخ مصنفہ فیلڈ مارشل کاؤنٹ فون مولٹ کی۔ ترجمۂ انگریزی صفحہ ۴۷۔

صفحہ ۳۰۶

ہو جاتے۔[۱]

آگسٹس سوم شاہ پولینڈ کے انتقال کے بعد ۱۱ اپریل ۱۷۶۴ء کو روس اور پرشیا کے درمیان معاہدہ ہوا جس میں یہ طے ہوا کہ دونوں سلطنتیں جنگ کی صورت میں ایک دوسرے کی مدد کریں، اسٹانس لاس آگسٹس پونیاٹوسکی پولینڈ کے تخت پر متمکن کیا جائے اور نہ تو رائے امتناعی کو منسوخ کرنے کی اجازت دی جائے اور نہ انتخابی حکومت شاہی کو موروثی بادشاہی میں متبدل کیا جائے۔

پرشیا اور روس دونوں نے تہیہ کر لیا تھا کہ کسی تیسری دولت کو پولینڈ کے معاملات میں مداخلت نہ کرنے دیں اور زارنیا نے اپنے متوسل پونیاٹوسکی کو اس ملک کا بادشاہ بنا کر دنیا کو جتلا دیا تھا کہ وہ پولینڈ کے باشندوں پر اس کے ذریعہ سے حکومت کرنا چاہتی تھی۔ ۱۷۶۳ء میں کیتھرین کا نظام عمل یہ تھا کہ پولینڈ کو فتح کر کے سویڈن کے حصے بخرے کرا دے یا کم از کم اس ملک میں روس کے اثر کو ترقی دے اور رفتہ رفتہ قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی کرے۔ اس نظام عمل پر عمل کرنا اس کے خیال میں روس کے فرماں رواؤں کا فرض منصبی تھا۔ ۱۷۶۴ء کے معاہدے سے پولینڈ میں روس کے اثر کے قیام کے لیے راستہ صاف ہو گیا اور ۱۷۶۹ء میں روس، ڈین مارک اور پرشیا نے سویڈن کے موجودہ دستور کے قیام کی ضمانت کی۔ پولینڈ، ٹرکی اور سویڈن میں روس کے مقاصد کے حصول کا راستہ بالکل صاف ہو گیا تھا کیونکہ یہ تینوں ملک اندرونی مناقشات اور ابتریوں کی وجہ سے رو بہ زوال تھے۔ سویڈن میں "بڑی ٹوپی والوں" کی حکومت متزلزل حالت میں تھی اور "چھوٹی ٹوپی والے" روس کے اغوا سے اپنے ملک کے ساتھ غداری کرنے پر آمادہ تھے۔ ٹرکی کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی تھی اور اندیشہ تھا کہ سلطنت عثمانیہ کے متعلق روس کے جو منصوبے تھے وہ عنقریب بار آور ہوں گے۔ پولینڈ میں روس اور آسٹریا کی دھمکیوں سے پونیاٹوسکی بادشاہ ہو گیا تھا۔ پولینڈ میں نااتفاقی کا بازار گرم تھا اور وہاں کی حکومت نہ تو روس اور پرشیا کے عروج سے

---

[۱] خاندان اُورلوو کے سربرآوردہ اراکین حسب ذیل تھے۔ گری گوری توپ خانہ کا افسر اعلیٰ، الیگ زس امیر البحر، تھیوڈور صدر مجلس سینیٹ، ولاڈمیر ناظم مدرسۃ العلوم۔

صفحہ ۳۱۰

تنبیہ ہوئی تھی نہ اُس نے فن جنگ کی اصلاحوں سے نفع اٹھایا تھا۔ اُس کا دستور مملکت کچھ ایسا تھا کہ طوائف الملوکی کا جاری رہنا اُس میں ضروری تھا اور طبقات ادنیٰ واعلیٰ کے تعلقات اس قدر ناخوشگوار تھے کہ اُس کی حکمت عملی میں یکسانی پیدا نہ ہوسکتی تھی

پولینڈ کی سیاسی حالت

پولینڈ کے امرا نظام جاگیری کے موئید تھے اس لیے کسان جو بالکل غلامی کی حالت میں تھے اُن سے سخت دشمنی رکھتے تھے مگر خاندان زارٹورسکی کے اراکین کامل اصلاح کے خواہاں تھے جس سے نظام حکومت بالکل بدل جائے اور پولینڈ اس لحاظ سے دوسرے ممالک کے دوش بدوش ہوجائے اُن کی یہ بھی خواہش تھی کہ رائے امتناعی کا طریقہ موقوف ہو بادشاہی موروثی ہو اور بادشاہ کے اقتدارات بڑھ جائیں چونکہ فرانس یا آسٹریا سے کسی امداد کی امید نہ تھی اس لیے خانداں مذکور کے اولوالعزم افراد نے یہ قصد کیا کہ اپنے ملک کے احیاء کیلیے روس کی قوت سے کام لیں اور اپنے ملک کی اصلاح اور تنظیم کے بعد اس نیم وحشی حلیف سے گلوخلاصی حاصل کرلیں۔ مگر یہ کام اُن کے بوتے کا نہ تھا۔ اگر انھوں نے اپنے خانداں کے لیے تخت وتاج کی کوشش نہ کی ہوتی اور اس صورت میں روس سے امداد کے خواہاں ہوتے تو ممکن تھا کہ ان کے اثر سے اُن کے بدنصیب ملک کو کچھ نفع ہوتا۔ اُن کا حریف خاندان پوٹوکی تھا جو امیروں کی ایک مستقل کونسل قائم کرکے بادشاہ کے اقتدارات کو محدود کرنا چاہتا تھا۔ مگر پونیاٹوسکی کے انتخاب کے قبل زارٹورسکی خاندان کے افراد روسی امداد سے اپنے دشمنوں پر غالب آگئے تھے اور انھوں نے ایک درمیانی ڈائٹ میں اپنی اصلاحی تجویزوں کو منظور کرادیا تھا۔ بادشاہ کے انتخاب کے بعد جو زارٹورسکیوں کا بھتیجا تھا با ضابطہ ڈائٹ کا اجلاس جاری تھا اور اصلاحوں کی توثیق کردی گئی اور امید ہوچلی تھی کہ پولینڈ میں بھی فی الحقیقت اصلاح ہوجائیگی۔ مگر نہ تو کیتھرین کو نہ فریڈرک کو اصلاحوں کی کچھ پروا تھی اور کیتھرین نے قومی جماعت سے نامہ وپیام شروع کردیا جس نے پوٹوکی کی سرکردگی میں نئے بادشاہ کی اطاعت کا حلف لیا تھا۔ رئیپ نن پولینڈ میں روس کا سفیر تھا اُس نے میکائیل زارٹورسکی کی مخالفت کی اور فریڈرک کی تائید سے اُسے ڈسی ڈینٹ جماعت کے معاملے میں دخل دینے کا موقع ملگیا۔ یہ لوگ کچھ تو پراٹسٹنٹ تھے اور کچھ گلیسنر یونان سے

صفحہ ۳۱۱

تعلق رکھتے تھے اور ۱۵۶۲ء سے پولینڈ کے ہر ایک بادشاہ نے اُن کے حقوق کی ضمانت کی تھی مگر اٹھارھویں صدی میں ان حقوق میں مختلف طریقوں سے رخنہ اندازی ہونے لگی تھی۔ ریپ نن نے اب یہ تجویز پیش کی کہ ان لوگوں کو ڈائٹ اور سینیٹ کی رکنیت کا استحقاق دیا جائے تاکہ وہ وضع قوانین میں شرکت کر سکیں۔

ڈائٹ کے اراکین متعصب کاتھولیک تھے اور ۱۷۶۶ء میں جب ڈسی ڈینٹ جماعت کا مسئلہ اس کے سامنے پیش ہوا تو کراکو کے اسقف کے اغوا سے اور پونیا ٹوسکی اور زار ٹورسکی پر یہ شبہ کر کے کہ وہ رواداری کے حامی ہیں، مجلس مذکور نے اُس جماعت کے دعووں کو رد کر دیا اور روس کے ہم زبان ہو کر اس نے اصلاحوں کو منسوخ کر دیئے جانے کا مطالبہ کیا۔ اس واقعے کے بعد سے کیتھرین اور فریڈرک مذہبی رواداری کے بہانے سے پولینڈ کے معاملات میں مداخلت کرنے لگے۔ ڈسی ڈینٹوں کو جب ڈائٹ نے مذہبی اور سیاسی آزادی دینے سے انکار کیا تو انھوں نے قوم پرست جماعت کے بعض اراکین کی تائید سے کئی مشارکتیں قائم کیں جو بالآخر جون ۱۷۶۷ء میں راڈوم کی مشارکت میں ضم ہو گئیں اور روسی فوجیں بھی اُن کی تائید پر تھیں۔ اب مسئلہ زیر بحث یہ تھا کہ آیا ایک اصلاح شدہ حکومت کے تحت میں پولینڈ کی آزادی قائم رہے یا وہ بالکل روس کا متوسل ہو جائے ۱۷۶۷ء میں بادشاہ نے ڈائٹ منعقد کیا مگر روسی فوجیں وارسا کو گھیرے ہوئے تھیں۔ کیتھرین نے ایک طرف تو ڈسی ڈینٹوں کے لیے مساوی حقوق اور پولینڈ میں اپنی فوجیں رکھنے کا مطالبہ کیا اور دوسری طرف یہ تحریک پیش کرا دی کہ ڈائٹ کے اقتدارات چند کمشنروں کے سپرد کر دئے جائیں۔ اہل پولینڈ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اب وہ ان کمشنروں کے زیر حکومت ہو گئے جو روس کے زیر اثر تھے تو سخت ناراضی پھیل گئی مگر کیتھرین نے مخالفوں کے سرغنوں کو گرفتار کر کے سائی بے ریا بھیج دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈائٹ نے مخوف ہو کر ۱۹ر نومبر ۱۷۶۷ء کو اطاعت قبول کر لی اور ۲۴ر فروری ۱۷۶۸ء کو روس اور پولینڈ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے یہ جمہوریہ بالکلیہ روس کے ماتحت ہو گئی کیتھرین نے جس دستور کو منظور کیا تھا اُس کی رو سے رائے امتناعی کا حق باقی رہا سوائے ان معاملات کے جن کا تعلق اخراجات سے تھا۔ بادشاہت حسب سابق انتخابی رہی ڈسی ڈینٹو

پولینڈ کے معاملات میں روس کی مداخلت۔

کے حقوق کی توثیق ہوگئی اور مذہبی نزاعوں کے تصفیے کے لیے ایک مشترک عدالت قائم صفحہ ۲۱۲
ہوئی۔ فروری ۱۷۶۸ء میں روس نے ڈائٹ کو اس دستور کی توثیق پر مجبور کیا۔ مگر پولینڈ میں امن و امان عرصہ تک قائم نہ رہ سکا امرا آزادی کے شیدا اور راسخ الاعتقاد کاتھولیک تھے اس لیے انھیں ۱۷۶۷ء کے قوانین اور ۱۷۶۸ء کے معاہدے سے سخت نفرت تھی۔ جنوبی پولینڈ کے امیروں نے اپنی آزادی اور مذہب کے بقا کے لیے بار کی مشارکت' قائم کی اور اس مشارکت کے قائم ہوتے ہی ہر طرف شورش مچ گئی۔ کسانوں نے بھی بغاوت کردی اور اُن سے سخت مظالم سرزد ہوئے۔ کاتھولیکوں نے فرانس سے امداد کی درخواست کی، ڈسی ڈینٹوں نے روس اور پرشیا سے۔ لطف یہ تھا کہ اہل پولینڈ مذہب کاتھولیکی کے نام سے قتل عام کر رہے تھے اور روسی مذہبی رواداری کے بہانے سے۔

پولینڈ میں روس کے اثر کے بڑھنے سے شوا سیول کو معلوم ہوگیا تھا کہ صورت حال نہایت نازک ہے۔ مشارکت کی امداد کے لیے اُس نے افسر اور روپیہ روانہ کیا اور سفارتی کارروائیوں کے ذریعہ سے اُس نے کیتھرین کے دشمنوں کو بھی برانگیختہ کرنے کی کوشش کی مگر ان میں سے صرف ٹرکی ہی تھا جس کی مداخلت سے کچھ کام نکل سکتا تھا۔ روسی فوجوں کے پولینڈ میں داخل ہونے پر باب عالی ہمیشہ سے معترض تھا مگر ۱۷۶۷ء تک اُس نے پولینڈ کے حشر کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی کیونکہ غالباً کیتھرین نے دیوان کے ذی اثر اراکین کی جیبیں گرم کردی تھیں۔ لیکن ۱۷۶۸ء کے آغاز میں بعض واقعات ایسے ہوئے جن سے اندیشہ ہوگیا کہ روس اور ٹرکی میں اَن بن ہو جائیگی گو عرصۂ دراز سے دونوں ملکوں میں مصالحت تھی۔ سلطان وقت مصطفےٰ ثالث' ذی علم' سرگرم اور اپنے مذہب کا پابند تھا۔ اسکو اور اسکی رعایا میں سے اکثر اشخاص کو روس سے برسر جنگ ہونے کی خواہش تھی اس لیے پولینڈ میں روسی اثر کا بڑھنا اُسے ناگوار ہوا اس کے علاوہ ۱۷۶۵ء سے روسی کارپرداز باشندگان یونان' جبل اسود' بوسینیا کو ترکوں کے خلاف اُکسا رہے تھے۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ جولائی ۱۷۶۸ء میں روسی فوجیں پولینڈ کی مشارکت کے بعض فرار شدہ افراد کا تعاقب کرتی ہوئی سلطنت ٹرکی کی حدود میں داخل ہوگئیں اور قصبۂ بالتا کو جلا دیا جو خان تاتار کے مقبوضات میں تھا۔

مگر قانوناً سلطان کا دعوے صحیح نہ تھا کیونکہ کیتھرین نے اپنے سپاہیوں کی کارروائی کا

صفحہ ۳۱۳

مفصل جواب دیا اور اگر قسطنطنیہ کا فرانسیسی سفیر ورژان مداخلت نہ کرتا تو غالباً جنگ نہ شروع ہوتی۔ جبل اسود میں روسی جو سازشیں کر رہے تھے اُن سے ٹرکی میں سخت ناراضی پھیلی ہوئی تھی اس لیے اُس نے ترکوں کو یہ شہ دی کہ روسیوں سے پولینڈ کے تخلیہ کا مطالبہ کریں اور خان قرم کے پاس اُس نے بیرن دی توت کو بھیجا تاکہ وہ خان مذکور کو سلطان کی تائید پر آمادہ کرے۔ ترکی سرحد میں روسیوں کے داخل ہونے اور کراکو پر اُن کے قبضہ کر لینے سے ورژان کے دلائل کو اور بھی تقویت ہوگئی۔ ۶ اکتوبر کو باب عالی نے روس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ ٹرکی نے صرف پولینڈ کی آزادی کے برقرار رکھنے کے لیے ہتھیار اٹھائے ہیں۔ اگر روس نے پولینڈ کے ساتھ معاملت کرنے میں اپنے آپ کو مذہبی آزادی کا محافظ سمجھ رکھا تھا تو ترک بھی کم از کم سیاسی آزادی کے محافظ ہونے کا دعوےٰ کر سکتے تھے۔

ٹرکی اور روس کی جنگ ۱۷۶۸ء

فریڈرک اور کانٹز کی رائیں

ٹرکی کے اعلان جنگ سے اہل یورپ سخت متعجب ہوئے اور قیام امن کے لیے قسطنطنیہ کے آسٹروی سفیر بروگ نار نے ہر طرح کی کوشش کی فریڈرک اور کانٹز دونوں اس جنگ کو ناپسند کرتے تھے۔ دونوں کا یہ قصد مصمم تھا کہ اپنے حلیفوں یعنی روس اور فرانس کی وجہ سے وہ خود اس جنگ میں نہ پھنس جائیں اور انکا خیال تھا کہ یورپ میں امن و امان کا دار و مدار پرشیا اور آسٹریا کے اتحاد عمل پر تھا۔ فریڈرک کا قول تھا کہ "ہم جرمن ہیں" ہمیں اس سے کیا سروکار کہ انگریز اور فرانسیسی کناڈا اور امریکا کے جزائر کے لیے لڑ رہے ہیں یا پاؤلی کرسیکا میں فرانسیسیوں کو پریشان کر رہا ہے یا ترک اور روسی ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریباں ہیں۔ اگر ان قابل قدر خیالات پر فریڈرک اور جوزف ثانی کے عہد ہائے حکومت میں برابر عمل ہوتا تو جرمنی کو بہت کچھ نفع ہوتا باوجود روس کے حلیف ہونے کے فریڈرک نے ٹھان لی تھی کہ میں اس جنگ سے دور رہونگا کیونکہ پرشیا کو اُس سے کوئی سروکار نہیں۔ گر باوجود ان عذروں کے فریڈرک پروشیائی پولینڈ پر قبضہ کرنے کی فکر میں تھا اور کانٹز کو سائی لے شیا یا اُس کے معاوضہ میں کوئی دوسرا علاقہ حاصل کرنے کی فکر دامن گیر تھی۔ پولینڈ کے حصے بخرے

صفحہ ۲۱۴

ہونے کا خواب وہ بھی دیکھ رہا تھا جنوری ۱۷۶۹ئہ میں وائینا میں یہ طے ہوا کہ اگست میں فریڈرک جوزف سے ملاقی ہو' اسی مہینے میں پرشیا نے سویڈن اور ٹرکی کے خلاف میں روس کو مدد دینے پر آمادگی ظاہر کی بشرطیکہ کیتھرین اُس کے لیے انس پاخ اور بیروتھ کی جانشینی کی ذمہ داری کرے روس کی خطرناک سلطنت کی مسلسل ترقی کا فریڈرک کو بخوبی علم تھا' اسے اس امر کا بھی احساس تھا کہ روس اور ترکی کی جنگ سے ممکن ہے کہ اس کے مقبوضات میں کوئی قابل قدر اضافہ ہو جائے۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ اس فکر میں بھی تھا کہ جرمنی کی سلطنتیں ورطۂ جنگ میں نہ پھنس جائیں۔ لیکن بغیر آسٹریا کی معاونت کے یورپ میں امن کا قائم رہنا ممکن نہ تھا۔ اگر آسٹریا فرانسیسی اتحاد پر صداقت سے قائم رہتا تو اس پر لازم تھا کہ ترکوں اور پولینڈ کی مدد کرتا اور فریڈرک جو روس کا حلیف تھا اس صورت میں فرانس اور آسٹریا سے برسر جنگ ہو جاتا لیکن اگر آسٹریا ٹرکی کے مقبوضات کو باہم تقسیم کرنے کی غرض سے روس سے مل جاتا تو پھر فریڈرک بے یار و مددگار رہجاتا۔

آسٹریا روس اور پرشیا کو پولینڈ میں معاوضہ دیکر روس نے جنگ کو ٹالنے کی کوشش کی تھی اگر اُس کی تدبیر پر عمل ہوتا' تو پولش پرشیا اسے بغیر ایک گولی چلانے کے مل جاتا روس کی شکایت بھی دفع ہو جاتی! اور فرانس اور آسٹریا کا اتحاد کمزور ہو جاتا۔ فروری ۱۷۵۹ئہ میں اُس نے کاؤنٹ لائی نر کی پولینڈ کی تقسیم کی تجویز سے کاؤنٹ سومس (سینٹ پیٹرس برگ میں پرشیا کا سفیر) کو مطلع کیا تاکہ کاؤنٹ پانن کو تحریر مذکور دکھا کر روسی حکومت کے خیالات کو وہ معلوم کر سکے۔ پانن نے اثناء گفتگو میں پرشیا کے سفیر کو مطلع کیا کہ آسٹریا کو چاہیے کہ شرق میں اپنی حدود کو وسعت دیکر سائی لےشیا کے نقصان کی تلافی کرے' پرشیا پولش پرشیا کو پہلے مگر روس کو اُسی وقت اطمینان ہوگا جب کہ سلطنت ٹرکی کا قلع قمع ہو جائے اور بجائے اس کے ایک ترکی جمہوریہ قائم ہو جائے جس کا دار السلطنت قسطنطنیہ ہو۔[1]

---

[1] Sorel, La Question da. Orientau XV111 me Siecle.

صفحہ ۳۱۵

پرشیا اور روس کے سفیر اضافۂ ملک کی تجاویز پر غور کرنے میں مصروف مگر قبل اسکے کہ اُن کے غور و فکر سے کوئی قطعی نتائج برآمد ہوں، کانٹز نے جنگ ٹرکی کے آغاز سے فوری نفع اٹھایا جس سے فریڈرک کے منہ میں پانی بھر آیا ہوگا۔ فروری ۱۷۶۹ء میں ہنگری کے چند قدیم حقوق کے استقرار کے حیلہ سے ایک آسٹروی فوج نے زپس کے ضلع پر ٹھیک اُس وقت میں قبضہ کرلیا جب کہ فریڈرک معاوضوں کی اُن تدابیر پر غور کر رہا تھا جنکی بنا پر پولینڈ کی تقسیم عمل میں آئی۔

جنگ اور سفارتی کارروائی ۱۷۶۹ء و ۱۷۷۰ء نیس کی شاہی ملاقات

جولائی میں روسیوں اور ترکوں کے درمیان نیسٹر کے قریب جنگ شروع ہوگئی۔ ستمبر ۱۷۶۹ء میں ترکوں کو شکست ہوئی، روسیوں نے صوبجات مولڈے ویا اور والے شیا پر قبضہ کرلیا، خوتن آزوو اور ٹگان روک کے قلعوں اور شہر بخارسیٹ پر بھی اُس کا قبضہ ہوگیا۔ اثناء جنگ میں فریڈرک نے نیس میں جوزف سے ملاقات کی۔ پوٹس ڈام کے دیو (فریڈرک) کے خیالات کو معلوم کرنا نہایت ضروری تھا مگر دونوں بادشاہوں میں سے کسی نے اپنی حکمت عملی کو ظاہر نہیں کیا۔ اس ملاقات کی خبر سے کیتھرین کو وحشت ہوگئی اور اُس نے فریڈرک کے تمام مطالبات کو تسلیم کرلیا۔ اکتوبر میں روس اور پرشیا کے اتحاد میں ۱۷۸۰ء تک توسیع کی گئی، کیتھرین نے فریڈرک کے لیے آنس پاخ اور بیروتھ کی جانشینی کی ذمہ داری کی اور اس کے معاوضہ میں فریڈرک نے وعدہ کیا کہ اگر سویڈن کے دستور میں کوئی ترمیم ہوئی تو وہ پومی رانیا پر حملہ کریگا۔ شوا اسیول کو بھی اس ملاقات کے نتائج کی طرف سے اندیشہ ہوگیا اور اسے خوف ہوگیا کہ کہیں پرشیا اور آسٹریا میں کوئی سمجھوتہ نہ ہوجائے جس سے فرانس اور آسٹریا کے اتحاد کو نقصان پہونچے۔ شوا اسیول کی خواہش تھی کہ روس اور ٹرکی کی جنگ کے دیر تک جاری رہنے سے فرانس کو نفع ہوگا، برخلاف اس کے کانٹز صلح کا خواہاں تھا اور دونوں فریقوں کے درمیان وساطت کرنے پر آمادہ تھا تاکہ آسٹریا کے مقبوضات میں کچھ اضافہ ہوجائے۔ ۱۷۷۰ء کی جنگ سے ترکوں کو نقصان پہونچا۔ ایک روسی بیڑا انگریز افسروں کی زیر نگرانی بحیرۂ بالٹک سے بحیرۂ یونان کو روانہ ہوا اور گوالیگزس اور لوُد کو یونان میں انقلاب برپا کرنے میں ناکامی ہوئی مگر روسی امیر البحر نے ایل فنیس ٹن کی مدد سے ۵ جولائی ۱۷۷۰ء کو ترکی

بیڑے کو خیسنے میں شکست دیکر تباہ کردیا اور یکم اگست کو ایک چھوٹی سی روسی فوج نے رومیانٹ زوو کی سرکردگی میں ترکوں کو کاگول میں شکست دی۔ صفحہ ۳۱۶
ان ہزیمتوں کی وجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ ترکی کا آخری وقت آگیا ہے، اُس کے مقبوضات عنقریب اُس کے حریفوں میں منقسم ہوجائینگے اور ڈینیوب کے سواحل پر روسیوں کے قدم جم جائینگے۔ سلطان نے بھی مجبور ہوکر فرانس سے امداد طلب کی مگر شوا سیول نے صرف کچھ روپیہ چند افسر اور ۱۵۰۰ سپاہی بار کی مشارکت کی امداد کیلئے بھیجے۔ ان افسروں میں دوموری اے بھی تھا۔ انگلستان نے روسیوں کی کامیابیوں سے خائف ہوکر اپنے افسروں کو واپس بلالیا اور اس کے سفیر میرے نے جو قسطنطنیہ میں مقیم تھا باب عالی کو یہ سمجھایا کہ انگلستان سے وساطت کی درخواست کرے۔ فریڈرک نے بھی ٹرکی اور روس میں مصالحت کے لیے سرگرمی سے کوشش کی مگر آسٹریا نے بجائے زپس پر قناعت کرنے کے پولینڈ کے ایک اور حصے پر قبضہ کرلیا۔ اگست میں ترکی نے آسٹریا اور پرشیا سے درخواست کی کہ جنگ کو ختم کرادیا جائے۔

فریڈرک اور جوزف کی دوسری ملاقات نیوس ٹاٹ میں ۳ ستمبر ۱۷۷۰ء کو ہوئی۔ اُسوقت حالت نہایت نازک تھی کانٹز بھی جوزف کے ساتھ تھا اور مباحثوں میں وہ بھی شریک تھا۔ فریڈرک نے محسوس کرلیا تھا کہ صلح کی گفتگو کی کامیابی کا دارومدار آسٹریا پر ہے۔ اگر روسی فوجوں نے ڈینیوب کو عبور کرلیا تو آسٹریا روس پر ضرور حملہ کریگا اور تمام یورپ جنگ میں مبتلا ہوجائیگا کانٹز نے صاف کہدیا کہ اگر کیتھرین نے پولینڈ کو ایک روسی صوبہ بنانے یا ٹرکی کے حصہ بخرے کرنے پر اصرار کیا تو آسٹریا جنگ پر مجبور ہوجائیگا۔

پولینڈ کی تقسیم کی تجویزیں

۱۲ اکتوبر کو پرنس ہنری سینٹ پیٹرس برگ میں وارد ہوا اور اس کی سفارت یورپ کے لیے نہایت اہم ثابت ہوئی۔ ختم سال کے قبل روس نے بندر گاہ آگرمان اور بسربیا پر قبضہ کرلیا تھا اور ترکوں کے قبضہ میں صرف گیورگیوو رجیا تھا جو ڈینیوب کے بائیں کنارے پر تھا۔ کیتھرین نے فتح حاصل کرنے کے بعد مصالحت کی طرف اپنا رجحان ظاہر کیا۔ پرنس ہنری کا بیان ہے کہ جنوری ۱۷۷۱ء میں کیتھرین سے ملاقات کرکے اس نے پولینڈ کی تقسیم کی تجویز پیش کی

صفحہ ۳۱۷

اس وقت مشرقی یورپ کی حالت نہایت نازک تھی۔ روسیوں نے والڈے ویا اور وائے شیا کو پوری طور سے فتح کر لیا تھا زلپس سان دیکز پر آسٹریا کا قبضہ ہوگیا تھا جن میں قریب ۵۰۰ گاؤں تھے اور شاہ پرشیا نے پولش پرشیا میں اپنی فوجیں بھیجدی تھیں۔ برخلاف اس کے پولینڈ کی مشارکت کے پاس نہ تو روپیہ تھا نہ سپاہی اور نہ انھیں کامیابی کی کوئی امید تھی۔ اس مشارکت کا دارومدار صرف ۱۷۰۰۰ اسواروں پر تھا جو پانچ یا چھ اسکوڈرنوں میں منقسم تھے۔ ہر ایک اسکوڈرن ایک خود مختار رئیس کے زیر کمان تھا ۱۷۷۱ء میں دوموری اے کو لینڈ سکرون میں شکست ہوئی اور گو ویومیس نل دوزا ایلان اور شواسی نے سال مابعد میں کراکو کا قلعہ فتح کر لیا مگر سوورود کی زد سے قلعہ مذکور کو وہ بچا نہ سکے اور پولینڈ اب بالکل تینوں حلیفوں کے پنجۂ ستم میں پھنس گیا تھا۔

۲۴ دسمبر ۱۷۷۰ء کو شواسیول اپنی خدمت سے علٰحدہ ہوگیا اور کم از کم ایک مدت کیلیے یورپ کے سیاسیات میں فرانس کا اثر مطلق باقی نہ رہا۔ اسی وقت آسٹریا کا سفیر وان تسوی ٹین برلن میں فریڈرک سے گفت و شنید کر رہا تھا اور پرنس ہنری کیتھرین کو یہ سمجھا رہا تھا کہ پولینڈ کی تقسیم کی تدبیر پر عمل کرنے سے ٹرکی کا مسئلہ پر امن طریقہ سے حل ہو جائے گا۔

پولینڈ کی تقسیم کا خیال کوئی نیا نہ تھا۔ ۱۵۷۳ء میں میکسی می لین ثانی نے یہی خیال ظاہر کیا تھا، ایک صدی کے بعد چارلس دہم شاہ سویڈن نے اس کی تجدید کی اور اس کے جانشین نے یہ رائے دی کہ شہنشاہ بران ڈین برگ اور سویڈن پولینڈ کو باہم تقسیم کرلیں۔ اٹھارھویں صدی میں تقسیم کا یہ مسئلہ اکثر زیر غور رہتا تھا۔ پیٹر اعظم کی بھی اس کی طرف توجہ تھی، آگسٹس دوم کا خیال تھا کہ پولینڈ کے تخت و تاج کو اپنے خاندان کے لیے موروثی کردے۔ پرشیا کو عرصۂ دراز سے پولش پرشیا کو حاصل کرنے کی آرزو تھی فریڈرک اعظم نے دلائل کے ساتھ اپنے باپ کو سمجھایا تھا کہ پرشیا کی ڈچی کو بران ڈین برگ کے ساتھ ملحق کردینا ضروری تھا۔ اس ملک پر جبراً قبضہ کر لینے سے پرشیا کو بہت کچھ نفع تھا اور باوجود زارینا کے انکار کے ۱۷۶۴ء میں لوگوں کو یقین کامل ہوگیا تھا کہ فریڈرک اور کیتھرین نے پولینڈ کی تقسیم کے متعلق کوئی سمجھوتہ کر لیا ہے۔ پرنس ہنری کی سفارت (اکتوبر ۱۷۷۰ء تا جنوری ۱۷۷۱ء) کے زمانے سے زارینا کو یہ خیال ہوگیا کہ ٹرکی میں جو فتوحات حاصل ہوئی

صفحہ ۳۱۸

تھیں اُن کے معاوضے میں پولینڈ کا ایک حصہ لیلے اور اس بدنصیب ملک کے جن حصوں کو آسٹریا اور روس لینا چاہتے تھے اس پر اتفاق ظاہر کر کے انھیں بھی خاموش کردے۔ ٹرکی کے خلاف روس کے جو منصوبے تھے اُن کو شکست دینے کے لیے کانٹز اس اثنا میں کوشاں تھے۔ ترکوں کو امید تھی کہ فرانس اگر اُن سے متحد نہ رہیگا تو کم از کم مدد ضرور کرےگا مگر یہ تجویز آسٹریا کو ناپسند تھی اگر فرانس اور آسٹریا ملکر ٹرکی کی جانبداری پر آمادہ ہوجاتے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ روس سے بالکل بگاڑ ہوجاتا اور ٹرکی یا پولینڈ سے آسٹریا کو کوئی معاوضہ نہ ملتا۔ آسٹریا کو اپنی سفارتی کارروائیوں میں واقعات سے بھی مدد ملی شوئسیول کے معزول ہونے کی وجہ سے فرانس کی طرف سے مداخلت کا اندیشہ جاتا رہا اور روسیوں کو ڈین یوب کے بائیں ساحل پر اور تاتاران قرم پر متواتر فتوحات حاصل ہوئیں جس کی وجہ سے ترک آسٹریا کی طرف متوجہ ہوئے۔ ۶ر جولائی ۱۷۷۱ئہ کو باب عالی اور آسٹریا کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہوا جس کی رو سے ایک رقم خطیر کے صلے میں آسٹریا نے روس کے خلاف ہتھیار اٹھانے اور ٹرکی کو اُس کے گم کردہ مقبوضات کے حاصل کرنے میں مدد دینے کا وعدہ کیا۔ کانٹز کو اُس سے تقویت ہوگئی اور اُس نے سینٹ پیٹرس برگ اور برلن کے درباروں کو مطلع کیا کہ اگر روسیوں نے ڈین یوب کو عبور کیا تو آسٹریا جنگ پر مجبور ہوگا۔ اور پولینڈ کی تقسیم سے اسے کوئی سروکار نہ ہوگا اس کے اس اعلان سے ایک عام یورپی جنگ ناگزیر معلوم ہونے لگی۔ روسی بغیر پرشیا کی امداد کے پولینڈ کی مشارکت کو ہزیمت نہ دیسکتے تھے اور اُس ملک کی تقسیم میں بھی وہ عجلت کرنا پسند نہ کرتے تھے کیونکہ اس سے اُن کے زبردست ہمسایہ (پرشیا) کی قوت میں اور بھی اضافہ ہوجاتا۔ فریڈرک کی تدبیریں عنقریب تھا کہ خاک میں ملجائیں کیونکہ اُس نے امن کو قایم رکھنے کی غرض سے پولینڈ کی تقسیم کی تجویز پیش کی تھی اور اُسکا خیال تھا کہ اگر اس تقسیم کے بعد جنگ ہوئی تو اُس کو ملتوی کردینا ہی بہتر ہوگا۔ مگر اُن سفارتی پیچیدگیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کا اُسے بہت جلد ایک موقع ملگیا۔ اُسے معلوم ہوا کہ میریا تھیری سا جنگ کی خواہاں نہیں ہے بلکہ اس کی خواہش صرف یہ ہے کہ روسی مولڈے و یا اور والے شیا پر قبضہ نہ کرنے پائیں۔ ان باتوں کو معلوم کر کے فریڈرک نے سازش کا جال پھر بچھادیا۔ میریا تھیری سا غاصبانہ طرز عمل کو پسند نہ کرتی تھی مگر جوزف ثانی

صفحہ ۳۱۹

ثانی اور کاننٹز نے فریڈرک کے مشورے پر عمل کیا اور آسٹریا روس اور پرشیا نے تقسیم کے اصول کو علی الترتیب ۱۹ر فروری ۲۸ر فروری اور ۵ر مارچ کو تسلیم کر لیا یہ تقسیم ایک سمجھوتے کی بنا پر ہوئی تھی جس کی رو سے کیتھرین ڈینیوب کے سواحل پر اپنی فتوحات سے دست کش ہو گئی۔ آسٹریا نے اپنے آپ کو ایک سخت خطرے سے بچا لیا اور فریڈرک کو وہ ملک ملگیا جس کی عرصہ سے اس کو آرزو تھی۔ سُوؤ دُرُوؤ نے پولینڈ کی شارکت کو شکست دی دوموری اے علیحدہ ہو چکا تھا اس کے جانشین ویومیس ہل نے فرانسیسی رضاکاروں کی مدد سے کراکو کو فتح تو کر لیا مگر کوئی اہم فوجی کارروائی اس سے عمل میں نہ آسکی۔ ۲۵ر جولائی کو قطعی معاہدۂ تقسیم پر بالآخر دستخط ہو گئے اور تمام ملک کو فتح کر لینے کی دھمکی دیکر حلیفوں نے ڈائٹ سے اپنے مطالبات کو منظور کرا لیا۔ پولینڈ نے ایک ایسے دستور کو منظور کر لیا جس میں زمانۂ سابق کی اکثر خرابیاں موجود تھیں اور بیس سال تک یہ ملک اسی طوائف الملوکی کی حالت میں رہا جب کہ آخری مرتبہ اس کے حصے بخرے ہو گئے۔ معاہدۂ تقسیم کی رو سے روس کو "سفید روس" اور پولینڈ کا وہ حصہ ملگیا۔ جو ڈونیا، نیپر اور ڈروش ندیوں کے بیچ میں ہے۔ آسٹریا کو قریب قریب تمام "سرخ روس" اور گالے شیا ملگئے اور اس کے علاوہ پوڈولیا کا ایک حصہ، سان ڈومیر اور کراکو بھی۔ پرشیا کو پولینڈ اعظم کا ایک حصہ اور پولش پرشیا بجز ڈانزک و تھورن ملگئے۔

اس تقسیم سے پولینڈ کا ایک ثلث ملک اس کے قبضہ سے نکل گیا جس میں اس کی آبادی کا ایک نصف تھا تینوں حلیفوں میں پرشیا کو سب سے زیادہ نفع ہوا۔ اسکا حصہ رقبہ میں سب سے چھوٹا تھا مگر آبادی میں سب سے زیادہ تھا اور اسکی سلطنت کے دور افتادہ حصوں کو باہم ملا دینے سے اس کے لیے نہایت بیش قیمت ثابت ہوا۔ اپنے باشندوں کی باہمی رنجشوں اور بغض و حسد سے پولینڈ بالکل کمزور ہو گیا تھا اور اس لیے وہ نہ تو روس کی اس قومی تحریک[1] کی مخالفت کر سکتا تھا جو سفید سیاہ اور چھوٹے روس کے الحاق کی طالب تھی اور نہ پولش پرشیا کو فریڈرک سے بچا سکتی تھی

پولینڈ کے زوال کے اسباب

فرانس کی مدد سے اس کی قومی آزادی کے بچ جانے کی جو کچھ رہی سہی

[1] Rambaud, Histoire de la Russie, p. 460

صفحہ ۳۲۰ امید تھی وہ بھی جنگ ہفت سالہ میں جاتی رہی جب کہ پولینڈ روسی فوجی کارروائیوں کا مرکز بن گیا۔

پولینڈ کا خاتمہ ہو چکا تھا مگر اس کے زوال نہ تو اس زمانہ کے سیاسی مصالح پر محمول کر سکتے ہیں نہ اس کے تینوں ہمسایوں کی حرص ملک گیری پر بلکہ یہ زیادہ تر خود اسی کا قصور تھا۔ یہ سچ ہے کہ پولینڈ کے امرا کے لامتناہی مناقشات کی وجہ اس کا وجود اس کے ہمسایوں کے لیے ناقابل برداشت تھا اور اس کے بقا کی اس وقت تک امید نہ ہو سکتی تھی جب تک کہ اس کے امرا کسانوں کے ساتھ بہتر سلوک پر آمادہ ہوں اور اپنے اور ان کے درمیان ان تعلقات کو حسب حال قائم رکھنے پر مصر نہ ہوں جو ازمنہ وسطیٰ سے چلے آتے تھے۔ پولینڈ کے کسانوں کی حالت بالکل غلاموں کی سی تھی اور اس کی ہر تقسیم کا یہ نتیجہ ہوا کہ کسانوں کی ایک مزید تعداد کو حکومت کے بدل جانے سے امن نصیب ہوا۔ حکومت کے تغیر سے کسانوں کا کوئی نقصان نہ تھا اس لیے انھیں اس امر کی بالکل پروا نہ تھی کہ آیا وہ اپنے ملکی رئیسوں کی رعایا ہیں یا کسی غیر ملکی بادشاہ کی[۱]۔ پولینڈ کے نام نہاد مصائب اور اس کے غیر ملکی حکومتوں کے تحت میں آجانے کی اصل وجہ یہی ہے کہ امیروں کے قوم کی تعداد غالب کو انتہائی عداوت تھی۔ مگر باوجود اس کے کہ پولینڈ کی پہلی تقسیم حقوق قومیت کے خلاف میں ایک زبردست جرم ہے اور اس سے عہد زیر تذکرہ کے سیاسی رجحان کا پتہ چلتا ہے۔ یورپ کی تاریخ میں گویا اس سے ایک انقلاب پیدا ہو گیا اور تقسیم مذکور ایک بین ثبوت ہے ملک گیری کی ہوس اور مقبوضات کو ایک دوسرے سے ملحق کرنے کی خواہش کا اور قومیت کے حقوق کے پامال کرنے کا جو اٹھارہویں صدی کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

اس تقسیم سے اتفاق کرنے میں روس نے عقلمندی سے کام نہیں لیا۔ پولینڈ بھی مثل روس کے ایک سلاو سلطنت تھی۔ جنگ ہفت سالہ میں پولینڈ روس کے زیر اثر تھا اور روس کا متوسل پونیاٹوسکی وہاں کا بادشاہ تھا۔ اس لیے کیتھرین اس بادشاہ کے ذریعے سے اہل پولینڈ پر حکومت کر سکتی تھی اور رفتہ رفتہ اس کا الحاق بھی کر سکتی تھی۔ اس تقسیم سے روس کے مقابلہ میں پرشیا اور آسٹریا کی قوت میں اضافہ ہوا۔ اہل پولینڈ سلطنت روس

۱۔ پولینڈ کی مختصر تاریخ مصنفہ فیلڈ مارشل فون مولٹ کی ترجمۂ انگریزی صفحہ ۵۔

کے دشمن جانی ہو گئے۔ مغرب کی طرف۔ روسیوں کی پیش قدمی رک گئی قسطنطنیہ کی طرف
بھی روس کے بڑھنے میں رکاوٹیں پڑ گئیں۔ پولینڈ کی تقسیم پر آسٹریا اور پرشیا سے متفق صفحہ ۳۲۱
ہونے میں کیتھرین پولینڈ پر اپنے تفوق سے محروم ہو گئی جو الحاق کے مساوی تھا۔ اس
معاملہ میں کیتھرین نے اپنے وزیر باتدبیر پانن کے مشورہ کے خلاف عمل کیا جو اس بنا پر
تقسیم کا مخالف تھا کہ پولینڈ کو اپنا متوسل بنا رکھنے میں روس کا زیادہ نفع ہے مگر زارینا
نے اپنے منظور نظر درباریوں کی تائید سے وزیر کے مشورہ کے خلاف عمل کیا اور تقسیم کی
تجویز سے اتفاق کر لیا۔

فریڈرک اعظم اپنے اس جدید مقبوضہ میں جو اصلاحیں عمل میں لایا اُن کی بنا پر جرمنی
کے بعض مورخ پولینڈ کی تقسیم کو حق بجانب خیال کرتے ہیں مثلاً اوڈر اور روس چولا ندیوں
کو اُس نے ایک نہر بنا کر ملا دیا، شہروں کی ترقی کا اسے خاص خیال تھا دریا برد زمینوں
کو اُس نے قابل کاشت بنا کر اس خطہ کو جرمنی کا زرخیز ترین ضلع بنا دیا۔ اس جدید مفتوحہ
ملک میں کسانوں کی حالت کی اصلاح کی گئی اور تجارت کو فروغ دیا گیا۔ مگر مورخین کا
فیصلہ ان تینوں دولتوں کے خلاف ہے جنھوں نے عملی طور پر یورپ کے سیاسیات میں
ایک ایسے اصول کو داخل کیا جس سے زمانہ مابعد میں نیپولین نے کام لیا اور جس کے نتائج
پرشیا اور آسٹریا کے لیے اندوہناک ثابت ہوئے یہ حکمت عملی جو پولینڈ کے قطع و برید کا باعث
ہوئی رفتہ رفتہ فتوحات کے عام اصول میں متبدل ہو گئی اور پولینڈ کی پہلی تقسیم سے یورپ
کے انقلاب کا آغاز ہوتا ہے۔

فرانس اور انگلستان نے اس بدنصیب ملک کو بچانے کے لیے مطلق کوشش نہ کی۔
انگلستان اس وقت امریکا کے جھگڑوں میں پھنسا ہوا تھا اور اُس کے مدبر روس سے ایک

انگلستان کی عدم مداخلت

گہرا اتحاد پیدا کرنا چاہتے تھے کیوں کہ خاندان بوربون کی حکومتیں
انگلستان کی تجارت کے درپے تھیں اور انکا خیال تھا کہ اگر روس سے
سمجھوتا ہو جائے تو اُن کی تجارت کو فروغ ہوگا۔ روس کو ہندوستان یا نوآبادیوں میں
انگریزوں کے اثر کے بڑھنے سے کوئی سروکار نہ تھا اور بحیرۂ روم یا بحر اسود میں روسی حکومت
کے قائم ہونے کا خطرہ تھا برخلاف اس کے فرانس کا اثر اب تک ہندوستان میں قائم تھا
اور روس مثل انگلستان کے فرانس کے بوربون بادشاہوں کا مخالف تھا۔ علاوہ ازیں

صفحہ ۳۲۲ بحیرۂ روم کے مشرقی سواحل میں فرانس اور انگلستان میں رقابت تھی مگر بحیرۂ بالٹک کی تجارت میں روس کی مدد سے انگلستان کا کوئی حریف نہ تھا۔ انگلستان کے وزرا ممکن ہے کہ تقسیم کے اصول کو پسند نہ کرتے ہوں مگر وہ نہ تو مداخلت کر سکتے تھے اور نہ کرنا چاہتے تھے لارڈ سفوک وزیر خارجہ نے اس تقسیم کا ذکر کرتے ہوئے اسے ایک "عجیب و غریب معاملہ" قرار دیا اور صرف یہ پیشین گوئی کرنے پر اکتفا کیا کہ یہ تینوں دولتیں بجائے یورپ کے اس حصہ میں امن و امان قائم رکھنے کے آئندہ مناقشات کے تخم بو رہی ہیں براعظم یورپ کے بادشاہ انگلستان کی مداخلت کی طرف سے بے پروا تھے اور نوآبادیوں کے متعلق اُس کی پریشانیوں اور اُس کے پارلیامنٹ کے قضیوں کی وجہ سے اسے رو بزوال خیال کرتے تھے نیس میں فریڈرک اعظم نے نہایت حقارت سے انگلستان کا ذکر کیا تھا اور کہا تھا کہ انگلستان کے بادشاہ ہونے کے مقابلہ میں میں جرمنی کی ایک چھوٹی سی ریاست کا رئیس ہونا پسند کرونگا۔ کیتھرین کا خیال تھا کہ انگلستان میں اگر اندرونی اتحاد پیدا ہو سکتا ہے تو صرف جنگ کے چھڑ جانے سے۔ صرف کانتز ایک مدبر تھا جسکو یہ احساس تھا کہ انگلستان کی حالت براعظم یورپ کی سلطنتوں کی سی نہیں ہے اسکا قول تھا کہ انگلستان کے ظاہری حالات سے دھوکا نہ کھانا چاہیے بلکہ اس عجیب و غریب حکومت سے معاملت کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

فرانس کی حکمت عملی۔

فرانس نے بھی پولینڈ کو ایسی امداد نہ بھیجی جو اس کے لیے مفید ہو سکتی جب تک کہ شواسیول برسر اقتدار تھا آسٹریا کو روس اور پرشیا کے ساتھ پولینڈ کی تقسیم میں شریک ہونے میں تامل تھا۔ بار کی مشارکت کی کامیابی سے پولینڈ کے دستور کو متغیر کرنے کی تمام کوششیں ملتوی ہو جاتیں مگر اس کے اراکین کی درخواست کے جواب میں شواسیول نے صرف ..۵ اسپاہی اسلحہ اور روپیہ کے ساتھ شواسیُ دی توبےِ اور دو موری اے کے تحت میں روانہ کیے اور یہ امید رکھی کہ ترکی مداخلت، اہل پولینڈ کی مقاومت اور آسٹریا کی غیر جانب داری سے روسیوں کو اپنے مقاصد میں ناکامی ہوگی۔ پرشیا روس اور آسٹریا کے مقاصد میں وہ سفارتی کارروائیوں کے ذریعہ سے سدراہ ہونا چاہتا تھا مگر اس کا یہ ارادہ ہرگز نہ تھا کہ پولینڈ کی آزادی کی بقا کے لیے یورپ کو ایک عام جنگ میں پھنسا دے اور روس، پرشیا اور آسٹریا کے اتحاد کے امکان کا اُسے مطلق خیال نہ تھا۔ ۱۷۷۰ء میں ولی عہد

سے میری آن تو آن نیت کی شادی ہوجانے سے اس کی امیدیں اور بھی قوی ہوگئیں۔ مگر دسمبر صفحہ ۳۲۳
۱۷۷۰ء میں اس کے یکایک معزول ہوجانے کی وجہ سے فرانس کی سرگرم مداخلت کا امکان بالکل زائل ہوگیا اور جوزف دوم اور کانٹز کی راہ سے ایک کانٹا نکل گیا۔

روس اور ٹرکی کی جنگ

پولینڈ کو باہم تقسیم کرکے اور سویڈن[1] میں انقلاب پیدا کراکے روس، پرشیا اور آسٹریا جنگ ٹرکی کی طرف متوجہ ہوئے۔ ٹرکی اور روس کے مابین مصالحت کرنے کی کوششیں اس کے قبل بھی ہوئی تھیں مگر باب عالی نے یہ معلوم کرکے کہ روسیوں کی نیت قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کی تھی اُن شرائط کو رد کردیا جو ایک کانگریس میں پیش کی گئی تھیں جو بخارسٹ میں ۱۷۷۲ء میں منعقد ہوئی تھی اور جنگ کو جاری رکھا اس اثناء میں آسٹریا معاہدہ تقسیم کی شرائط کی ترمیم اور رائبرکز کے خط اور بشرط امکان بکووینا کے حاصل کرنے پر مصر تھا۔ کیتھرین نے اولاً تو آسٹریا کے مقبوضات کی توسیع سے سخت اختلاف ظاہر کیا مگر سال مذکور کے موسم خزاں میں بعض واقعات ایسے ہوئے جس سے وہ اپنی ضد سے باز آئی کیونکہ نہ صرف روسی فوجوں کو ہزیمتیں ہوئی تھیں بلکہ ڈان کی قزاق قوم نے پوگاچیو کی سرکردگی میں بغاوت کردی تھی۔ یہ تحریک کچھ تو قومی اور کچھ مذہبی تھی سترھویں صدی میں غیر ملکی اثرات کے داخل ہونے سے جن سے عبادت کے طریقے بھی نہ بچ سکے، روس میں سخت ناراضی پیدا ہوگئی تھی اور پیٹر اعظم نے اس ناراضی کو نہایت سختی کے ساتھ دفع کیا۔ کیتھرین دوم کے عہد حکومت تک روس کی قدیم روایات باقی تھیں اور پوگاچیو اس جماعت سے تعلق رکھتا تھا جو ان کی حامی تھی۔ مگر اس کا اثر زیادہ تر کسانوں پر تھا۔ کسان اولاً آزاد تھے مگر رفتہ رفتہ وہ نیم غلامی کی حالت میں (Serf) ہوگئے اور زمین کا ایک جز دیئے گئے یعنی جس زمین کو وہ کاشت کرتے تھے اُس کے ساتھ وہ خود فروخت ہونے لگے، سترھویں صدی کے آخر میں اُن کی یہ حالت ہوگئی کہ زمین سے علیحدہ بھی فروخت ہونے لگے گو قانوناً اُن (Serfs) میں اور غلاموں میں کچھ فرق تھا۔ پیٹر سوم نے جب ۱۷۶۲ء میں امرا کو جبری خدمت سے آزاد کردیا تو کسانوں نے بھی اپنی قدیم آزادی کو یاد کرکے امید کی کہ اصول مذکور کا اطلاق اُن پر بھی ہوگا ان میں یہ خیال پھیل گیا کہ اعلیٰ طبقہ کے لوگوں نے فرمان شاہی کو روک لیا ہے

[1] - دیکھو صفحہ ۳۳۳ کتاب ہذا۔

اور پیٹر کی موت کو بھی انھوں نے اپنے دشمنوں یعنی امیروں کی طرف منسوب کیا۔ صفحہ ۳۴۲
اکثر کسانوں کا یہ خیال تھا کہ پیٹر اب تک زندہ ہے اور ایک قزاق پوگاچیو زار ہے قزاق نسلاً سلاو تھے اور مذہباً کلیسۂ یونان کے پیرو تھے، ٹرکی کی جنگ سے وہ بیزار تھے کیونکہ اس کی وجہ سے انکے روزمرہ کے کاموں میں ہرج ہوتا تھا۔ انھوں نے جب بغاوت کی تو بہت سے کرغیز اور قلماق تاتاری بھی انکے شریک ہو گئے۔ پوگاچیو کو اولاً کوہ یورال کے نواح میں کچھ کامیابی ہوئی اور جن امرا کو اُس نے گرفتار کیا اُن کی جائداد کو اُس نے کسانوں میں تقسیم کر دیا۔ مگر بالآخر باغیوں کو ہزیمت ہوئی، پوگاچیو کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور قزاقوں کی آزادی ایک حد تک سلب کر لی گئی[1]۔

چک کیناری کا صلحنامہ

اس بغاوت سے مجبور ہو کر کیتھرین نہ تو کانٹز کو اسٹر کرنز کے خط پر فوجیں بھیجنے سے روک سکتی تھی نہ فریڈرک کو پولینڈ کی مزید قطع و برید کر کے اپنے جدید مقبوضات کو ایک دوسرے کے ساتھ ملحق کرنے سے روک سکتی تھی صرف ترکوں نے روسیوں کی پریشانیوں سے کوئی نفع نہ اٹھایا۔ سنہ ۱۷۷۴ء میں سلطان عبدالحمید سلطان مصطفےٰ کے جانشین ہوئے اور وہ جنگ کے جاری رکھنے پر مُصر تھے مگر انھیں اپنے پیش رو سے بھی کم کامیابی ہوئی رومیانٹ روو نے ترکی فوجوں کو جون میں شکست فاش دی اس لیے وزیر اعظم نے جولائی میں مصالحت کی غرض سے سفیر روانہ کیے۔ ۱۹؍ جولائی سنہ ۱۷۷۴ء کو چک کیناری کا صلح نامہ ہوا جسکی رو سے روس نے گرجستان بے سارابیا، والیشیا، مولڈے ویا مجمع الجزائر ٹرکی کو واپس کر دیے مگر کن برن جے نی کابی کرچ اور آزو اور اُن کے ملحقہ اضلاع پر اُس نے اپنا قبضہ بحال رکھا۔ اسی صلح نامہ کی رو سے تاتاری روس کے زیر اثر ہو گئے، ٹرکی کے عیسائیوں کے لیے بعض مراعات کا مطالبہ کیا گیا والے شیا اور مولڈے ویا کی ریاستوں کے بہتر انتظام کرنے پر اصرار کیا گیا اور قسطنطنیہ میں ایک روسی سفارت قائم ہو گئی۔ صلح نامۂ کیناری ہی سے مسئلۂ مشرقی کا آغاز

[1] Sorel, La Question d' Orient au XVIII me Siecle

ہوتا ہے اور اسی کی وجہ سے بحر اسود کے شمالی سواحل پر روسیوں کے قدم جم گئے یوگ ندی ٹرکی کی سرحد قرار دی گئی اور ٹرکی کے سمندروں[1] میں روس نے اپنے جہاز رانی کے حقوق کو تسلیم کرا لیا۔ صلح نامۂ مذکور کے مرتب ہونے کے قبل ترکوں کو پرشیا اور آسٹریا کی مداخلت کی امید تھی مگر فریڈرک نے احتجاج کو کافی خیال کیا اور جوزف بذات خود روس سے اتحاد پیدا کرنے کی فکر میں تھا کیونکہ پوڈولیا کے آسٹروی حصہ کی توسیع اسبرکر تک ہو چکی تھی اور وہ خود بکوونیا پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ ستمبر میں آسٹروی فوجوں نے اُس ضلع پر قبضہ کر لیا اور بے بس ترکوں نے ۸ ؍مئی ۱۷۷۵ء کے صلحنامہ سے اس قبضہ کی توثیق کر دی۔ کینارجی کا صلح نامہ اور پولینڈ کی پہلی تقسیم روسی حکومت کے طرز عمل کی بین مثالیں ہیں۔ صلح نامۂ مذکور ٹرکی کی مسیحی رعایا کی آزادی کا پہلا زینہ تھا اور پولینڈ کی تقسیم سے ایک قدیم اور بہادر قوم غلام بنا لی گئی۔ یہ تقسیم ایک سخت جرم ہونے کے علاوہ غلطی پر مبنی تھی اور اُس کے عمل میں لانے کے متعلق جس کا موقع اس کی طوائف الملوکی سے ملا تھا صرف یہ عذر پیش کیا جا سکتا تھا کہ اُس کی وجہ سے پرشیا، آسٹریا اور روس کے درمیان امن قائم رہا۔ لیکن گو ان تینوں سلطنتوں کی باہمی رقابت انکے اتحاد کا باعث ہوئی تھی مگر آیندہ سے مسئلہ پولینڈ کی وجہ سے انکی باہمی مخالفت میں مزید اضافہ ہوا اور اس کی وجہ سے نہ تو جرمنی کی سیادت کے لیے آسٹریا اور پرشیا کی باہمی جد و جہد رک سکی اور روس کی طرف سے جرمنی کے اتحاد کو جو خطرہ تھا وہ بھی دفع نہ ہو سکا۔

سال ہائے زیر تذکرہ میں فرانس، پولینڈ اور ٹرکی کو شکست اور قطع و برید سے بچا نہ سکا۔ فرانس جنگ ہفت سالہ سے خستہ حال ہو گیا تھا اور اس وقت اپنے نظام مملکت کی از سر نو تنظیم، جیسوالٹوں کے اخراج اور بادشاہ اور پیرس کے پارلی مان کے جھگڑوں میں منہمک تھا۔ اس لیے اُس کی حکومت مشرق اور جنوب مشرق کے معاملات میں صرف سفارتی

شواسیول کی داخلی اور خارجی حکمت عملی۔

صفحہ ۳۲۵

[1] Treaty Relations between Russia and Turkey By T. E. Holland, D. C. L

کارروائیوں سے کام لیسکتی تھی ۱۷۶۳ء سے ۱۷۷۰ء تک فرانس کی تاریخ درحقیقت شواسیول کی وزارت کی تاریخ ہے۔

یہ سرگرم وزیر پانچ سال کے وقفہ کے بعد پھر وزارت خارجی پر فائز ہوگیا تھا۔ صفحہ ۳۲۶
پولینڈ کی تقسیم کی تجویز کا وہ ہمیشہ سے مخالف تھا مگر اس وقت وہ فرانس کے بحری تفوق کو بحال کرنے کی تدبیروں میں منہمک تھا، اس لیے مشرقی یورپ کے معاملات کی طرف سے اس نے غفلت کی اور جب اس نے مداخلت کی تو مداخلت کا وقت گذر چکا تھا۔ اور ۱۷۷۰ء میں فرانس کی حالت ایسی تھی کہ سوائے زبانی دھمکیوں کے وہ کچھ نہ کرسکتا تھا "تاریخ میں متعدد ایسی جماعتوں کا ذکر ہے جن کو پولینڈ میں فرانس نے ورغلانا اور ان سے تائید کا وعدہ کیا مگر عین وقت پر اس نے انکا ساتھ چھوڑ دیا۔"[1]
جنگ ہفت سالہ کے بعد انگلستان سے فرانس کے نقصانوں کا انتقام لینے کی غرض سے اس نے فرانس کی تنظیم جدید کے عظیم الشان کام کو شروع کردیا بادشاہ سے اس نے عرض کیا کہ "انگلستان آپ کی سلطنت اور آپ کے اقتدار کا علانیہ دشمن ہے اس کے حریصانہ تجارتی رجحانوں، اس کے غرور اور اس کے حسد سے آپ کو متنبہ ہوجانا چاہیے کہ ایسے ملک کے ساتھ دوامی صلح ہونے کے لیے سال ہا سال درکار ہیں" شواسیول کا خیال بالکل صحیح تھا۔ گو اس کے مزاج میں زیادہ استقلال نہ تھا مگر انگلستان اور فرانس کی رقابت کی اصلیت کو خوب سمجھتا تھا، فرانس کے احیاء کا اسے حد درجہ خیال تھا اور اپنی وسیع تجویزوں کو عمل میں لانے میں اس نے محنت شاقہ برداشت کی اس نے مستعمروں کی ہمت افزائی کی، جزائر آن تیل کی طرف اس کی خاص توجہ تھی، مارتی نیک کو اس نے نہایت احتیاط سے مستحکم کرایا اور سررشتۂ مالیہ کی حالت پہلی حالت پر لانے کی کوشش کی ۱۷۶۳ء اور ۱۷۶۶ء کے درمیان اس نے فوج میں متعدد اصلاحیں اور بحریہ کو از سر نو درست کردیا۔
اسے خوب معلوم تھا کہ انگلستان کو زیر کرنے کے لیے ایک زبردست بیڑے کی سخت ضرورت ہے اور اس کام کے لیے ہسپانیہ سے اتحاد رکھنا بھی مفید ہوگا

[1] مختصر تاریخ پولینڈ مصنفہ فیلڈ مارشل فن مولٹ کی۔ ترجمہ انگریزی صفحہ ۸۸

پرتگال اور ہسپانیہ میں اس نے انگلستان کے اثر کی بیخ کنی کرنی شروع کردی کیونکہ اُسے امید تھی کہ ان ملکوں کی مدد سے انگلستان کا پوری طور سے مقابلہ ہوسکے گا اُس کو ان کوششوں میں بہت کچھ کامیابی ہوئی۔ گری مالڈی وزیر ہسپانیہ نے اُس کی پیروی کی جو ۱۷۶۱ء کے خاندانی معاہدے کی ترتیب میں شواسیول کا شریک تھا اور ہسپانیہ نے اپنے بحریہ اور نوآبادیوں کے نظام کی از سر نو تنظیم شروع کردی ۱۷۵۹ء میں فرانس کا بیڑا بالکل تباہ ہوچکا تھا اور صرف چالیس جنگی جہاز باقی رہ گئے تھے۔ ۱۷۷۰ء میں شواسیول کی کوششوں سے ۶۴ بڑے اور ۵۰ چھوٹے جنگی جہاز موجود تھے' افسروں اور ملاحوں نے کارکردگی میں بہت کچھ ترقی کی تھی فوجی توپ خانہ بالکل نیا ہوگیا تھا اور مخزن اور اسلحہ خانے جنگی سامان سے معمور تھے۔ شواسیول نے صلح نامہ پیرس کو کبھی قطعی تسلیم نہیں کیا تھا اور معزول ہونے تک اُس کی یہی کوشش تھی کہ ہسپانیہ کے اتحاد کو قایم رکھکر انگلستان کی ناگزیر جنگ کی تیاری کرے ۱۷۶۶ء میں اسٹانس لاس لیژنسکی کے انتقال کے بعد لارین اور بار فرانس کے مقبوضات میں ملحق ہوگئے اور ۱۷۶۸ء میں فرانس نے جزیرہ کرسیکا جینوا سے خرید لیا۔ انگلستان اُن اندرونی دقتوں اور نوآبادیوں کے بکھیڑوں میں پھنسا ہوا تھا اس لئے جنگ کے لئے تیار نہ تھا۔ پاؤلی کی سرکردگی میں اہل کرسیکا نے اپنی آزادی کے لئے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر کاونٹ وی دَو نے انھیں پونتے نُواوُو میں شکست دی جس سے فرانس کے مقبوضات میں ایک قابل قدر اضافہ ہوا اور نپولین بوناپارٹ فرانسیسی رعایا میں پیدا ہوا ۱۷۷۰ء میں جزایر فالک لینڈ کے متعلق انگلستان اور ہسپانیہ میں ایک نزاع

جزایر فالک لینڈ کا معاملہ

پیدا ہوگئی اور قریب تھا کہ دونوں ملکوں میں جنگ چھڑ جائے ۱۷۶۶ء میں ایک انگریزی فوج نے جزائر مذکور پر قبضہ کرلیا مگر جون ۱۷۷۰ء میں ایک ہسپانی مہم پورٹ لیگ منٹ کو بھیجی گئی جس نے وہاں کی چھوٹی سی انگریزی فوج کو خارج کردیا ہسپانیہ کی یہہ کارروائی انگریزوں کو شاق گزری اور جنگ ناگزیر معلوم ہونے لگی۔

گری مالڈی ہسپانیہ کی طرف سے معاہدہ خاندانی اور صلح نامہ پیرس کی ترتیب میں شریک رہ چکا تھا۔ پیرس کی سفارت سے میڈرڈ واپس آنے پر وہ بجائے وال کے وزیر خارجیہ مقرر ہوا مارکوس جیرو ہمو گری مالڈی نسلاً جینوا کا باشندہ تھا اور انگلستان کے سیفر کا خیال تھا کہ نہ تو اس کے خیالات وسیع ہیں اور نہ اس کی لیاقت غیر معمولی ہے ہیرس نے ۱۷۷۰ء میں لکھا تھا کہ گری مالڈی دلایل کے رد کرنے اور حیلہ بازی میں خاص دخل رکھتا ہے"(۱) ۱۷۶۶ء میں میڈرڈ کے عوام نے بغاوت کردی اور اس کے بعد اطالوی وزیر مالیہ برطرف کردیا گیا مگر گری مالڈی نے چارلس سوم کے مزاج میں دخل پیدا کر لیا تھا اور وہ کسی حد تک ہر دل عزیز بھی تھا اس لئے وہ اپنی خدمت پر برقرار رہا۔ اہل ہسپانیہ کو معاہدہ خاندانی پر بہت کچھ بھروسا تھا مگر گری مالڈی انگلستان کے خلاف شواسیول کی تائید پر آمادہ نہ تھا، چارلس سوم بھی اُس کا ہم خیال تھا اور دونوں یہ چاہتے تھے کہ مصالحت ہو جائے۔ مگر اُسکوی لاپی کا جانشین دارانداجو شواسیول کا مداح تھا جنگ پر تلا ہوا تھا۔ بالاخر حالت نہایت نازک ہو گئی اور انگریزی سفیر ہیارس میڈرڈ سے چلا گیا۔ مگر شواسیول کے معزول ہو جانے کی وجہ سے فرانس کی جانب سے امداد کی امید جاتی رہی اور چارلس سوم نے جزائر فالک لینڈ پر پھر انگریزی محافظ فوج کو قبضہ دلا دینے پر آمادگی ظاہر کی گر جزائر مذکور پر اپنے حقوق شاہی کے دعووں سے دست کش نہ ہوا۔

شواسیول کی حکمت عملی کی دو نمایاں خصوصیتیں تھیں یعنی بحریہ کی تنظیم جدید اور ہسپانیہ سے اتحاد اور واقعات مابعد نے اس کی دانش مندی کو ثابت کردیا کیونکہ ۱۸۱۵ء کے قبل فرانس کو کئی مرتبہ معلوم ہوا کہ اسے ایک زبردست بیڑے کی سخت ضرورت ہے چارلس سوم کے تحت میں ہسپانیہ اصلاح کی

(1) Diaries and Correspondence of the Earl of Malmesbury, Vol. I. p. 56

منزلیس جلد جلد طے کر رہا تھا۔ اپنے حسن انتظام جغرافیائی موقع اور اسکے خاندان شاہی کے فرانس سے خاص تعلقات رکھنے کی وجہ سے ہسپانیہ انگلستان کے خلاف شواسیول کا سب سے بہتر حلیف تھا خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ انگلستان کی بحری قوت سے خائف بھی تھا۔ شواسیول کے یکایک معزول ہونے کی وجہ یہ تھی کہ لوئی پانزدہم کو یقین کامل ہو گیا تھا کہ فرانس اور انگلستان میں عنقریب جنگ ہونے والی ہے اور اس کے علاوہ بادشاہ پارلی ماکون کا قلع قمع کرنا چاہتا تھا مگر اس میں شواسیول کی ذات حائل تھی۔

پیرس اور صوبجات کے پارلی مانوں کا انسداد

جنگ ہفت سالہ سے اس مجلس کی قوت روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ پیرس کے تباہ کن معاہدے نے شاہی قوت کو ہلا دیا تھا اور فرانس سے جی سواٹوں کے خارج کر دئے جانے سے حکام عدالتی کا دماغ اور بھی بڑھ گیا تھا۔ اپنی قوت کو مستحکم خیال کر کے یہ لوگ بادشاہ اور کلیسیا پر متواتر حملے کر رہے تھے۔ جی سواٹون کے اخراج لاادریت کے زور اور پارلی مان کے اس مطالبے سے کہ حکام ملکی کو کلیسہ کے اقتدار سے بالکل آزاد ہونا چاہئے پادریوں میں ناراضی پھیل گئی اور حکومت کی مداخلت ضروری ہو گئی[1] ۱۷۶۶ء میں کونسل نے ۱۶۸۲ء کے گالیکی اصول[2] کی پابندی کی ہدایت کی اور دونوں حریفوں کو خاموش رہنے کا حکم دیا مگر پارلی مان کا سلوک بادشاہ کے ساتھ بھی وہی تھا جو پادریوں کے ساتھ تھا پارلی مان نے بادشاہ کے اس حق پر اعتراض کیا کہ وہ بغیر ان کی منظوری کے محصولات عاید کر سکتا ہے، یا مسند معدلت منعقد کر سکتا ہے یا اگر پارلی مان کے اراکین اس کے احکام کی تعمیل نہ کر سکیں تو انھیں

---

(1) Bocquain, Lesprit revolutionpaire avent la Revolution, pp. 252-255.

(2) اصول مذکور حسب ذیل تھے (۱) کلیسہ کا اقتدار مذہبی معاملات تک محدود رہے (۲) سلطنت اور کلیسہ کے متعلق فرانس میں جو رسوم اور قواعد زمانہ قدیم سے جاری ہیں وہ برقرار رہیں (۳) پوپ کے قبضے کو جب تک کہ کلیسہ انھیں تسلیم نہ کرے منسوخ ہو سکتے ہیں۔

قید یا جلا وطن کرسکتا ہے ۱۷۶۳ء میں پیرس کے بارلی مان نے چند فرامین شاہی پر اعتراض کیا جنکی توثیق بادشاہ کی منظوری سے ایک مسند معدلت میں ہوئی تھی اور جنکو صوبجات کے بارلی مانوں نے تسلیم کرلیا تھا حکومت کی کمزوری سے ہمت پکڑ کے پیرس کے بارلی مان نے ۱۷۶۶ء میں برٹینی کے پارلی مان کے چند اراکین کے قید کئے جانے پر اعتراض کیا اس جسارت کا بادشاہ نے بذات خود یہ جواب دیا کہ وہ اقتدار وضع قوانین کا منبع واحد ہے۔ مگر حکام عدالتی اپنے دعاوی سے باز نہ آئے اور یہ جھگڑے مدت تک جاری رہے یہانتک کہ اُس کا مؤید شواسیول طول وطویل سازشوں کی وجہ سے معزول ہوگیا اور بادشاہ کے غیظ وغضب سے اب انھیں کوئی بچانے والا نہ تھا۔ ۱۷۷۰ء کے آغاز تک اُن سازشوں نے شواسیول کے خلاف میں ایک بغاوت کی صورت اختیار کرلی تھی اور چین سیلر مُوپو اور پادری تیرے (افسر اعلیٰ سررشتہ مالیہ) نے ڈیوک دائی گوی لون کی شرکت سے ایک خفیہ انجمن بنالی تھی جس کی تائید پر میڈیم دوباری بھی تھی۔

دائی گوی لون پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ برٹنی میں حاکم اعلےٰ ہونے کے زمانہ میں وہ سخت بد اعمالیوں کا مرتکب ہوا تھا اس لئے اپریل ۱۷۷۰ء میں خود اس کی اور بادشاہ کی خواہش سے اُس کے مقدمہ کی سماعت پیرس کے بارلی مان میں ہوئی۔ دو مہینے کے بعد لوئی نے اُسے ہر الزام سے بری کردیا مگر بارلی مان نے اپنے فیصلے میں یہ اضافہ کردیا کہ جب تک اُس کی براءت باضابطہ ثابت نہو جائے وہ اپنے منصب اعلیٰ (Peerage) کی خدمت انجام نہیں دیسکتا۔ لوئی بارلی مان کی اس جدید خود رائی سے سخت ناراض ہوا اور اس نے بارلی مان کے رجسٹر چھین لئے اس کے جواب میں عدالتی حکام اپنے فرائض کی انجام دہی سے دست کش ہوگئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عدالتی کام بالکل رک گیا۔ ۷ر ڈسمبر کو چین سیلر موپو نے بارلی مان کی اس کارروائی کو معنویانہ قرار دیا۔ ۲۴ر دسمبر کو شواسیول جس نے کبھی میڈیم دوباری کی دربارداری نہ کی تھی معزول ہوگیا اور اُس کے عہدے پر دائی گوی لون مقرر ہوا جو جی سواٹوں کا دوست اور بارلی مان کا دشمن تھا۔ ۲۰ر جنوری ۱۷۷۱ء کو پیرس کا بارلی مان بند کردیا گیا اور اس کے چند روز کے بعد صوبجات کے بارلی مانوں اور عدالتوں (Cour des Aides) کی بھی یہی گت ہوئی۔ شاتی لے (عدالت)

بھی اسی طور پر بادشاہ کے تحت میں کردی گئی حکومت کو اس سرگرم کارروائی میں کامیابی ہوئی[1] انقلاب حکومت کے متعلق جو چہ می گوئیاں ہو رہی تھیں وہ بند ہو گئیں اور چونکہ بارلی مان رواداری اور اصلاح کا مخالف تھا اس لئے اس معاملہ میں دولیتر بھی پادریوں کا ہم خیال تھا اور حکومت کی اُس نے بڑے جوش سے تائید کی۔ مگر باوجود اس زوردار کارروائی کی کامیابی کے حکومت شاہی کو نہ تو وقعت حاصل تھی نہ وہ ہر دل عزیز تھی گو لوئی پانزدہم کی زندگی میں اُس کے اقتدار کو تسلیم کرنے میں کسی کو تامل نہ تھا۔ مسٹر لیکی کا قول ہے کہ بارلی مانوں کی طرف لوئی پانزدہم کا طرز عمل ایسا تھا جو حکومتوں کو بدنام اور کمزور کر دیتا ہے۔ اسکو یا تو بارلی مانوں کا مقابلہ کرنا چاہئے تھا یا مراعات سے کام لینا چاہئے تھا۔ اُن میں سے اگر وہ ایک کو اختیار کر لیتا اور اسی پر مسلسل استقلال اور دانش مندی سے عمل کرتا تو اُسے ضرور کامیابی ہوتی، مگر ایک دفعہ مقابلہ کرنا اور پھر رعایت کرنا، جوش میں آکر بزعم خود احکام دیدینا اور پھر بار بار انھیں منسوخ کرنا، یہ ایسے افعال تھے جن کا نتیجہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ شاہی اعزاز زایل ہو جائے[2]۔

شواسیول کا معزول ہونا

ڈسمبر میں شواسیول کے زوال کا اثر ممالک غیر کے معاملات پر اتنا ہی اہم ہوا جتنا کہ فرانس کے اندرون سیاسیات پر۔ معزول ہونے سے ایک سال قبل ہی ترے اور موپو اور ریڈیم دو باری اس کی بیخ کنی میں مصروف تھے اور حقیقت یہ تھی کہ نکولاس فوگوے کی طرح وہ اپنی وسیع تدبیروں میں اس قدر منہمک تھا کہ ان سازشوں پر مطلق توجہ نہ کر سکتا تھا۔ شواسیول کی یہ خواہش تھی کہ تالیف قلوب سے کام لیکر اندرون ملک میں امن قائم رکھے اور فرانس کو زبردست خارجی حکمت عملی اختیار کرنے کا موقعہ دے

---

[1] پیرس کے بارلی مان کے بہت سے دشمن تھے جن میں نہ صرف پادری بلکہ دولیتر ایسے لوگ بھی شامل تھے جو بارلی مان کے بیرحمانہ افعال اور اُس کی عدم رواداری اور ۱۷۶۶ء میں کالا کے "عدالتی قتل" سے ناراض تھے۔

[2] (2) History of England in the Eighteenth Century Vol V. Chap. XX.

مگر اس کے مخالف جنھیں فرانس کی عزت کا مطلق خیال نہ تھا پیرس کے بار لی مان کے انسداد کی فکر میں تھے۔ انکی غرض معروض سے لوئی کو یکایک یہہ احساس ہوا کہ انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان جو نزاع جزایر فاک لینڈ کی وجہ سے تھی وہ فرانس کو بھی جنگ میں مبتلا کر دیگی کیونکہ معاہدہ خاندانی کی وجہ سے فرانس ہسپانیہ کی امداد پر مجبور تھا دار ژان سون کی طرح شواسیول کو بھی سازشوں نے تباہ کیا اور اس کے زوال کی دوسری وجہ یہ تھی کہ نااہل لوئی پانزدہم اس قابل وزیر کی قدر نہ کر سکا۔ شواسیول کو فرانس کے فلاح و بہبود کا خاص خیال تھا اور اسی پر اسکا طرز عمل مبنی تھا۔ ہسپانیہ سے اتحاد کرنا اس کے حسن تدبیر پر دلالت کرتا ہے، فرانسیسی سیاسیات میں آسٹریا کے اثر کو کم کرنے کی جو کوششیں کیں ان کے متعلق کسی دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں شرقی یورپ کے معاملات میں فرانس کا سرگرمی کے ساتھ دخل دینا دانشمندی کے خلاف ضرور تھا (۱) شواسیول نے فرانس کی حقیقی حکمت عملی کے بارے میں ایک یادداشت فروری ۱۷۶۳ء میں لوئی پانزدہم کے ملاحظہ میں پیش کی تھی جس سے اس کی سیاسی بصیرت اور یورپ کے سیاسیات پر اس کے عبور کا ثبوت ہوتا ہے۔ اس یادداشت میں اس نے آسٹروی اتحاد کی حقیقی قدر و قیمت کو بتایا ہے اور گو اس کا خیال ہے کہ فرانس اور آسٹریا کے اتحاد سے الطالیہ میں امن قایم رہیگا مگر اس نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ہسپانیہ فرانس کا حقیقی حلیف ہے اور اگر فرانس کا اتحاد ہسپانیہ سے قایم نہ رہے تو فرانس یکہ و تنہا رہجائیگا۔

جی سوائوں کے اخراج، کرسیکا کے الحاق اور جس شان کے ساتھ جلاوطنی کے بعد وہ شانتی لو کو چلا گیا ان سب امور سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے فرانس کی وزارت کی اعلیٰ ترین روایات کو قایم رکھا۔ اس کے زوال سے نہ صرف فرانس کی داخلی اور خارجی حکمت عملی پر اثر پڑا بلکہ آسٹریا اور پرشیا بھی اس واقعے سے ہوشیار ہوگئے۔

(1) Sorel La Onestion d,Orient an XV111 me Siecle

اُس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خارجی سیاسیات کے متعلق لوئی پانزدہم کی معلومات بہت وسیع تھیں اور ممکن ہے کہ ایسے وزیر کو معزول کر کے جو فرانس کو انگلستان سے لڑا دینا چاہتا تھا، اُس نے فرانس کو نفع پہونچایا ہو۔ شاہی حکومت اور عامہ قوم کو بارلی مانوں کے انسداد سے ضرور نفع پہونچا جو حقیقی اصلاح کے سدراہ تھے۔ پیرس کے بارلی مان سے شواسیول کے تعلقات دوستانہ تھے اسلئے دکلا کی اُس بائی اور رجعت پسند جماعت کے انسداد کے لئے اُس کا معزول ہونا بھی ضرور تھا۔

حکومت ثلاثہ فرانس کی حکومت اب دائی گوئی لون (وزیر خارجیہ) تیرے اور موپو کے ہاتھوں میں تھی جنھوں نے متعدد عدالتی اصلاحیں کیں۔ چھ جدید عدالتیں (Conseils Superieurs) آرے، بلوآ، شالون، سوبارن، کلیر مون، لیون، اور پوابتر میں قایم کی گئیں اور پیرس میں عدالت العالیہ قایم کیگئی جن میں بادشاہ کے نامزد کئے ہوئے ۷۵ اشخاص شامل تھے یہ عدالت (Parlement Maupecu) کے نام سے موسوم تھی جس میں مقدمات کا فیصلہ بغیر کسی صرف کے ہوتا تھا۔ مگر اس زبردست انقلاب کی کوئی قرار واقعی مخالفت نہ ہوئی۔ (Cour des Aides) کے صدر مال شربی اور صوبجات کے بارلی مانوں کے بعض اراکین نے صدائے احتجاج بلند کی مگر یہ مخالفت صرف چند پھبتیوں اور چند رسالوں کی اشاعت تک محدود تھی اس لئے لوئی پانزدہم نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اُس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اقتدار شاہی کو ایک زبردست فتح ہوئی ہے، چین سیلر کو اپنی کارروائیوں میں کامیابی ہوئی تھی اور دستور مملکت کا وہ عضو نیست ونابود کر دیا گیا جس کے ذریعہ سے قوم اپنے خیالات کو ظاہر کر سکتی تھی۔

سنہ ۱۷۷۰ء سے سنہ ۱۷۷۴ء تک فرانس کی حکومت ان تینوں اشخاص کے ہاتھوں میں تھی۔ موپو اور تیرے اندرونی معاملات کو ابتری کی حالت میں ڈالے ہوئے تھے خصوصاً تیرے نے مالیہ کی ابتر حالت کی اصلاح کی جو کوششیں کیں اُن سے اور بھی ابتری پھیل گئی۔ دائی گوئی لون کو بیرون ملک کے اہم معاملات پر

اپنی قابلیت صرف کرنی پڑی فرانس کے کارپرداز پولینڈ میں اب بھی موجود تھے مگر اُس نے اس ملک کی تقسیم (۱۷۷۲ء) کو روکنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ سویڈن کے متعلق البتہ اسے کامیابی ہوئی۔ شواسیول کا طرزِ عمل اُس ملک کے متعلق یہ تھا کہ گستاوس سوم کی ہمت افزائی کی جائے، دائی گوئی لون نے بھی اسی طرزِ عمل کی پابندی کی اور گستاوس نے فرانسیسی حکومت کی رقمی امداد اور ہمت افزائی سے اپنے ملک میں ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا۔

گستاوس ثالث اور سویڈن کا انقلاب۔

۱۲ فروری ۱۷۷۱ء کو آڈالفس فریڈرک شاہ سویڈن نے انتقال کیا اور اسکے بیٹے گستاوس ثالث کی جانشینی سے ظاہر ہے کہ سویڈن کی تاریخ میں ایک نہایت ہی نازک موقع آگیا تھا۔ چارلس دوازدہم کے انتقال کے بعد سویڈن طوائف الملوکی حالت میں تھا اور زیادہ تر اقتدارات امرا کو حاصل تھے، آبو کی تباہ کن معاہدہ کے بعد سے حکمران جماعت میں روس کا اثر بڑھتا جاتا تھا۔ ۱۷۶۶ء میں "بڑی ٹوپی والوں" کی سی سالہ حکومت ختم ہوگئی اور چھوٹی ٹوپی والے برسر اقتدار ہوگئے اور فرانس کے اثر کو روکنے کی غرض سے روس کی طرف متوجہ ہونے اور ولی عہد گستاوس کی نسبت ڈینمارک کی ایک شہزادی سوفیا میگ ڈالی نا سے کی گئی۔ چھوٹی ٹوپی والوں کی معاشی حکمت عملی ایک حد تک قابل ستائش تھی مگر انکی خارجی حکمت عملی اُن کے ملک کے لئے سخت مضر ثابت ہوئی کیونکہ بجائے غیر جانب دار رہنے کے انھوں نے روسی سفیر اوسٹرمان کے اغوا سے روس کی طرفداری کی حالانکہ زارینا اس فکر میں تھی کہ سوئیڈن کو آزادی سے محروم کر دے۔

۱۷۵۹ء کے انتخاب میں چھوٹی ٹوپی والوں کو ناکامی ہوئی اور گو ولی عہد نے فرانسیسی سفیر کی تائید سے دستور میں ضرور اصلاحوں کی بے سود کوشش کی مگر بڑی ٹوپی والوں یعنی فرانس کے طرفداروں کی کامیابی کی وجہ سے گستاوس کی ہمت بڑھ گئی اور وہ شواسیول کے ساتھ سویڈن کے معاملات پر بحث کرنے کے لئے پیرس روانہ ہوگیا۔ پیرس میں وہ ۴ فروری ۱۷۷۱ء کو پہونچا اور اس کے باپ کے انتقال کے بعد لوئی پانزدہم نے سویڈن کو رقوم خطیر بطور امداد دینے کا

وعدہ کیا اور فرانس کے سربرآوردہ سیفر ورژان کو اسٹاک ہولم بھیجا۔ ۶ ؍ جون ۱۷۷۱ء کو گستاوس اپنے دارالسلطنت میں پہونچا۔ سویڈن کو روس کی دست برد سے بچانے کے لئے نہایت ضروری تھا کہ اُس کے دستور کی ترمیم کیجائے جو طوائف الملوکی کا باعث تھا۔ گستاوس کو زمانہ سازی کے فن میں بہت دخل تھا، اپنی اعلیٰ قابلیتوں کا اسے احساس تھا اسکو وطن سے محبت تھی اور اپنے ملک کو وہ بچانا چاہتا تھا۔ اسلئے اسے یقین کامل ہوگیا کہ انقلاب کو ملتوی کرنے سے اُس کے ملک کی آزادی معرض
صفحہ ۲۲۴ خطر میں پڑ جائیگی۔ پیرس سے واپس ہو کے اُس نے فریڈرک اعظم سے بھی ملاقات کی جس سے اسکو معلوم ہوا کہ روس، پرشیا اور ڈین مارک سویڈن کے موجودہ دستور کے قائم رکھنے پر مصر اور متحد ہیں۔

پولینڈ کی تقسیم کے متعلق تصفیہ ہوچکا تھا اور ترکوں کے مقابلہ میں بھی کیتھرین کی کامیابی یقینی تھی۔ اگر سویڈن میں فوری انقلاب نہ ہوجاتا تو اُس کی بھی وہی گت ہوتی جو پولینڈ کی ہوئی تھی اور اُس کے بھی حصے بخرے ہوجاتے۔ مگر گستاوس نے اُسے اس ذلت سے بچالیا۔ عامۂ قوم کی تائید سے وہ مراعات رکھنے والے طبقات کی جدوجہد میں مصروف ہوگیا جس میں اُسے کامیابی ہوئی اور ۱۹ ؍ اگست کی قطعی کارروائی سویڈن کے حق میں بے حد مفید ہوئی۔ سویڈن کے لئے ایک جدید دستور بنایا گیا جس میں بادشاہ کو غیر معمولی اقتدارات دیے گئے۔ سویڈن میں جو خرابیاں موجود تھیں وہ دفع کردی گئیں۔ اور سلطنت میں معدلت گستری اور حسن انتظام کو جگہ دیگئی۔ مگر سویڈن کیلئے غالباً یہ بہتر ہوتا کہ گستاوس ایک مطلق العنان حکومت قائم کرتا کیونکہ اُس کی رعایا دستوری آزادی کی برکتوں سے واقف نہ تھی۔

سویڈن کے انقلاب کے نتائج۔

سویڈن کے انقلاب کے نتائج قابل لحاظ تھے۔ گستاوس کی قطعی کارروائی کی وجہ سے سویڈن کی وہ گمنامی دور ہوگئی جسمیں وہ چارلس دوازدہم کے انتقال کے بعد پڑ گیا تھا۔ روس پرشیا اور ڈین مارک کی تدبیریں بے سود ثابت ہوئیں اور ایک عام یورپی جنگ کے چھڑ جانے کا احتمال ہوگیا۔ کیتھرین دوم نے جو روس کی متوسل سلطنتوں کا ایک

"عظیم الشان شمالی اتحاد" قائم کرنا چاہتی تھی سویڈن کے خلاف جنگ کی تیاری کی اور ڈین مارک نے بھی اس کی پیروی کی۔ مگر جنگ نہ ہوئی اور پرشیا اور انگلستان کے اثر اور کیتھرین کے جنگ ٹرکی میں مصروف ہونے کی وجہ سے سویڈن حملہ سے محفوظ رہا۔ اور شمالی یورپ میں امن وامان قائم رہا۔ فریڈرک اعظم نے پولینڈ کو صفحہ ۳۳۵
تقسیم کرا کے روس اور آسٹریا کو دست وگریبان ہونے سے بچالیا تھا اب اس نے روس اور سویڈن کے درمیان مصالحت کرا دینے کے لئے اپنا پورا زور لگادیا کیونکہ اُسے اندیشہ تھا کہ اگر یورپ میں ایک عام جنگ چھڑ گئی تو ممکن ہے کہ پولینڈ کے جن اضلاع کا اُس نے الحاق کرلیا تھا اُس کے قبضہ سے نکل جائیں۔ شمال یورپ میں جنگ کو روکنے کے لئے اُس نے جو کوششیں کیں انکی انگریزی حکومت نے سرگرمی سے تائید کی۔ انگریزوں نے جو بحیرۂ بالٹک میں توازن قوت کو قائم رکھنا چاہتے تھے روس کی اعانت سے انکار کردیا اور اسی طرز عمل کو اختیار کرکے جس پر زمانۂ مابعد میں کیننگ نے عمل کیا انھوں نے سویڈن کے داخلی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور غیرجانب داری اور عدم مداخلت کے اصول پر قائم رہے۔

فرانس کا طرز عمل

مگر کیتھرین کی مخالفانہ تیاریاں جاری رہیں اور اندیشہ ہوگیا کہ موسم بہار میں روس، پرشیا اور ڈین مارک کی متحدہ فوجیں سویڈن پر حملہ کردینگی ۱۷۷۲ء کے موسم خزاں میں گستاووس نے اپنی سپاہیانہ روش سے ڈین مارک کو جنگی تیاریوں سے باز آنے پر مجبور کردیا مگر ختم سال کے قریب حالت اس قدر نازک ہوگئی کہ فرانس نے سفارتی کارروائیوں سپاہ اور روپیہ سے سویڈن کی امداد کا ارادہ کرلیا۔ پیرس میں سویڈن کے انقلاب کی خبر سے مسرت ہوئی اور گستاووس کو' جو اپنے چند روزہ قیام سے پیرس میں بہت ہر دل عزیز ہوگیا تھا' یہ معلوم ہوا کہ فرانس کی موجودہ ذلیل حکومت بھی جس کے بعض اراکین کے دلوں میں فرانس کی سابقہ زبردست حکمت عملی کی یاد اب تک تازہ تھی اُس کی طرف سے ایک عام یورپی جنگ میں شرکت پر آمادہ تھی۔ لوئی پانزدہم کے انتقال تک فرانس کی خارجی حکمت عملی کا اثر کچھ عود کر آیا تھا۔ اس کی باگ

داگوی لون کے ہاتھوں میں تھی جو سویڈن کی حمایت پر آمادہ تھا ہسپانیہ سے متحد ہو کے اور ایک تجربہ کار سفارتی دوران کو سینٹ پیٹرس برگ بھیجکر آسٹریا اور ڈین مارک کو فرانس کی حکومت نے مطلع کردیا کہ وہ سویڈن کی تائید پر آمادہ ہے۔ فرانس نے بحیرۂ بالٹک میں توازن قوت کے قائم رکھنے کے لئے انگلستان سے بھی معاونت کی درخواست کی مگر انگریزی حکومت نے نہ تو بالٹک میں فرانسیسی بیڑے کو داخل ہونے دیا نہ بحیرۂ روم میں ٹرکی کی مدد کے لئے فرانسیسی بیڑے کو جانے دیا۔ مگر یورپ میں عام جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ ترکوں کی غیر معمولی مقاومت کی وجہ سے صفحہ ۳۳۶
جاتا رہا اور انھیں ۱۷۷۳ء میں روسیوں پر ایک زبردست فتح حاصل ہوئی۔ کیتھرین کو بھی معلوم ہوگیا کہ جب تک ترکوں سے وہ برسر جنگ ہے وہ شمالی یورپ کے پیچیدہ معاملات کی گتھی کو نہیں سلجھا سکتی اس لئے وہ اپنے وزیر پائن کے پرامن مشورے کے مطابق عمل کرنے پر آمادہ ہوگئی۔ زارینا نے زارکو سیلو کے معاہدے پر اکتفا کیا جس کی رو سے ڈیوک اعظم پال نے شاہ ڈین مارک کو اپنے ہولسٹین کے مقبوضات دیدیے اور اس کے معاوضے میں اولڈین برگ اور ڈیل من ہوسٹ لیلئے اس کے علاوہ کیتھرین نے ڈین مارک کے ساتھ ایک جدید خفیہ معاہدہ ۱۲ اگست ۱۷۷۳ء کو کیا۔ مگر سویڈن کی تخریب کا اسے اب بھی خیال تھا اور اس کے لئے وہ کسی مناسب موقع کی منتظر تھی۔ پولینڈ کے ساتھ فرانسیسی حکومت جس سرد مہری سے پیش آئی تھی اس کی تلافی اس نے گستاوس کی طرفداری سے کردی۔ اسٹاک ہولم میں ورژان کا اثر سب سے زیادہ ہوگیا۔ داگوی لون نے علاوہ رقمی امداد کے سویڈن کو اپنی فوج کی اصلاح اور تنظیم کے لئے قرضہ بھی دلایا اور ممالک شمالی میں اس کارروائی سے فرانس کو جو اثر حاصل ہوا وہ لوئی پانزدہم کے عہد حکومت کے آخری ابتر زمانہ میں قابل لحاظ ہے۔ ۱۰ مئی ۱۷۷۴ء کو لوئی پانزدہم نے انتقال کیا اور فرانس کو جس مالی اور انتظامی ابتری میں اس نے اپنے طولانی عہد حکومت کے خاتمے پر چھوڑا تھا اس سے نجات دلانے اور ایک ایسی خارجی حکمت عملی کو اختیار کرنے کے کام اس نے اپنے جانشین کے لئے چھوڑدیے جس سے فرانس کو پھر دول یورپ میں رسوخ حاصل ہو جائے۔

باب دوازدہم

امریکا کی آزادی کی جنگ اور یورپ

۱۷۷۴ء تا ۱۷۸۳ء

پولینڈ کی تقسیم کے بعد کے واقعات، امریکا کی جنگ کا آغاز۔ ورژان ۱۷۷۴ء میں اُس کا طرز عمل امریکا کی جنگ۔ امریکا کی آزادی کا اعلان۔ ورژان کی رائیں آبادکاروں کے لئے فرانسیسی امداد کا مفید ہونا۔ ساراٹوگا کی اطاعت کا نتیجہ انگلستان اور فرانس برسرجنگ ۱۷۷۸ء ۱۷۷۸ء میں یورپ کے سیاسیات بادیریا کی جانشینی کا مسئلہ۔ وٹیلس باخ کے خاندان کا زوال۔ بادیریا کی جنگ جانشینی۔ فرانس اور روس کی وساطت۔ ٹے شین کا صلحنامہ۔ شمال کی مسلح غیر جانب داری ۱۷۸۰ء میں انگلستان کی حیثیت ۱۷۸۱ء کے واقعات مصالحت کی کوششیں۔ راڈنی کی فتح اور جبرالٹر کی محافظت۔ ورسالز کا صلحنامہ

مغربی یورپ، روس اور آسٹریا پر امریکا کی جنگ کا اثر۔

پولینڈ اور پھر اُس کے بعد کنیارجی کے صلح نامہ کے مرتب ہونے سے یورپ کی سلطنتوں کو سرزمین یورپ میں روس کے روزافزوں اثر کو تسلیم کرنا پڑا ایک طرف تو اُس نوخیز سلطنت کو عروج حاصل ہو رہا تھا، دوسری طرف آسٹریا اور پرشیا ایک دوسرے کو مشتبہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے بوربون خاندان کی سلطنتیں کمزور ہو رہی تھیں اور انگلستان اپنی اندرونی مشکلات اور نوآبادیات کے متعلق نزاعوں

میں پھنسا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ پولینڈ کی تقسیم کے بعد کے دس برس تک پرشیا اور آسٹریا کی باہمی کشیدگی امریکا کی جنگ کے آغاز اور باویریا پر جوزف ثانی کے قبضہ کرنے کی کوشش کی وجہ سے روس کو یورپ کی ایک زبردست سلطنت بنانے میں کیتھرین کامیاب ہوگئی۔ انگلستان سے فریڈرک کی نفرت، کیتھرین کی اولوالعزمیوں اور جوزف ثانی کی پریشان کن سرگرمیوں کی وجہ سے یورپ کی سلطنتوں کے باہمی تعلقات خوشگوار نہ تھے۔ اپریل ۱۷۷۵ء میں امریکا کی جنگ کی پہلی لڑائی لیکزنگٹن صفحہ ۲۳۸

امریکا کی جنگ کا آغاز

میں ہوئی اور دوسرے سال بوکووینا پر آسٹریا کے قبضہ کرلینے سے روس سے جنگ ہوتے ہوتے رک گئی۔ اسی اثنا میں فریڈرک اعظم پولینڈ میں نئی نزاعوں کے پیدا کرنے کی فکر میں تھا تاکہ اس ملک کی تقسیم پھر لازم ہوجائے اور مشرق میں فرانسیسی کارپرداز ترکوں کو روسیوں سے پھر لڑنے کے لئے اکسا رہے تھے۔

امریکا کی آزادی کا اعلان ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو کیا اور اس کے بعد ہی وہاں کے باغی مستعمروں اور فرانس میں اتحاد ہوگیا جس سے وسطی یورپ کے سلسلہ واقعات پر گہرا اثر پڑا اور اکثر ایسے نتیجے نکلے جنکی امید نہ تھی۔ صلح نامۂ پیرس کے بعد ہی سے شوازیول کی یہ آرزو تھی کہ فرانس کے ان نقصانات کی تلافی کردے جو اسے انگلستان کے ہاتھوں برداشت کرنے پڑے تھے اور انگلستان کی بحری قوت اور نوآبادیات کو سخت صدمہ پہونچائے۔ ۱۰ مئی ۱۷۷۴ء کو لوئی پانزدہم نے جب انتقال کیا تو فرانس کی حکومت سخت مالی مشکلات میں مبتلا تھی اور بیرونی ممالک کو اس کا اثر ایک حد تک زائل ہوچکا تھا۔ مشرقی یورپ کے توازن قوت میں فرانس کا کوئی اثر نہ تھا اور مغرب میں بھی دربار کی سازشوں سے اسکا اثر بہت کم ہوگیا تھا جسکی وجہ سے فرانس اور ہسپانیہ کا خاندانی معاہدہ اب تک تقریباً بے سود ثابت ہوا تھا۔ لوئی شانزدہم کے تخت نشین ہوتے ہی ورژان جو اس وقت سویڈن میں سفیر تھا وزارت خارجہ پر داگوی لون کا جانشین مقرر ہوا۔ شارل گراویر کاؤنٹ دی ورژان برگنڈی کے ایک قدیم خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور ۲۸ دسمبر ۱۷۱۹ء کو دی ژون میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے ایک مورث فلی بیر گراویر کی شادی

۱۶۵۲ء میں اوزبیرول سے ہوئی تھی جسکو جہیز میں ورژان کا علاقہ ملا تھا جو اوتون کے قریب ہے۔ قانون پڑھنے کے بعد ورژان نے اپنے ماموں شاوشانی کی نگرانی میں پرتگال میں سفارتی خدمات انجام دی تھیں اور جرمنی میں بھی آسٹریا کی جنگ جانشینی کے زمانہ میں اے لاشاپیل کے بعد یہ نوجوان ٹریر کے الیکٹر کے دربار میں فرانس کی طرف سے سفیر مقرر ہوا اور ۱۷۵۰ء، ۱۷۵۱ء، اور ۱۷۵۲ء میں انگلستان اور آسٹریا سے صفحہ ۳۳۹
الیکٹر پالاٹائن کو معاوضہ دلانے کے لئے سعی بلیغ کرتا رہا ۱۷۵۵ء میں وہ قسطنطنیہ میں سفیر مقرر ہوا اور ۱۷۵۶ء کے سفارتی انقلاب کے وقوع میں آنے تک وہ روس کے پیچھے پڑا رہا یعنی جہاں روسیوں نے مغرب کی طرف رخ کیا اس نے فوراً ترکوں کو ان پر حملہ آور ہونے پر آمادہ کر دیا۔ مگر جنگ ہفت سالہ میں فرانس آسٹریا اور روس کے اتحاد نے اسکی تیاریوں کو بالکل کالعدم کر دیا اور پھر اسے ۱۷۶۸ء تک ترکوں کو روسیوں کے خلاف اعلان جنگ کرنے پر آمادہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ گستاوس ثالث نے سویڈن میں جو انقلاب کرایا تھا اس کے اثناء میں اور اس کے بعد سلسلہ میں ورژان نے فرانس کی جو معرکۃ الآرا سفارتی خدمات انجام دیں وہ فرانس کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئیں اور سویڈن میں روس کا اثر بالکل زائل ہوگیا وزارت خارجہ پر اس کا تقرر اسکی زبردست قابلیت اور قابل قدر خدمات کا اعتراف تھا۔ ورژان مدبر نہ تھا۔ مگر سفارتی کارروائیوں کا اسے وسیع تجربہ تھا اور یورپ کی سیاسیات کے متعلق اس کی معلومات بھی کافی تھیں۔ جب تک کہ وہ برسر اقتدار تھا اس نے فرانس کی اغراض کے حصول کے لئے ہمیشہ دانشمندی اور فراست سے کام لیا۔ ورژان محب وطن تھا مگر اس حب وطن کی وجہ سے اس نے کبھی تحصیل لاحاصل کی کوشش نہیں کی اور اسکی وزارت کے زمانہ میں فرانس کا اثر جو جنگ ہفت سالہ میں زائل ہوگیا پھر بہت کچھ برقرار ہوگیا اس نے شواسیول کی حکمت عملی کو جاری رکھا اور اسے وسعت دی۔ ورژان کی حکمت عملی یہ تھی کہ فرانس نے انگلستان کے ہاتھوں جو نقصان برداشت کئے تھے انکی تلافی کرائے اور آسٹریا سے فرانس کے تعلقات کو کمزور کردے۔ یہ مقاصد فرانس کے وزیر خارجہ کے شایان شان

تھے اور قوم کی عام رائے اسکی ہم آہنگ تھی۔

۱۷۷۴ء میں ورژان کا طرز عمل۔

باوجود شواسیول کی مسلسل کوششوں کے ورژان جب اپنے عہدہ پر فائز ہوا تو فرانس کی حالت اس وقت ایک دوسرے درجہ کی سلطنت کی تھی۔ صلح نامۂ پیرس اور اسکے بعد پولینڈ کی تقسیم اور کینارجی کے معاہدے سے فرانس کی سفارتی کارروائیوں کی ناکامی اور اسکی کمزوری عیاں ہوگئی تھی۔ پولینڈ میں اس کا اثر بالکل کالعدم ہوگیا تھا اور ٹرکی میں بھی اسکی ساکھ باقی نہ تھی۔ مگر لوئی شانزدہم کو تخت نشین
صفحہ ۲۴۰ ہوئے ابھی چند ہی سال ہوئے تھے کہ ایسے واقعات پیش آئے جنکی وجہ سے ورژان نے فرانس کو پھر یورپ کی سربرآوردہ سلطنتوں کا ہم پلہ کردیا، انگلستان کے بحری تفوق کو سخت صدمہ پہونچایا اور آسٹریا سے فرانس کے تعلق کو اور بھی

امریکا کی جنگ

کمزور کردیا۔ انگلستان اور امریکا کی نوآبادیوں میں جنگ چھڑ جانے سے فرانس کو جنگ ہفت سالہ کے نقصانات کی تلافی کا موقع ملگیا جس کی شواسیول کو عرصہ سے تمنا تھی۔ جنگ کے ابتدائی زمانے میں اہل امریکا کی سہل انگاری، باہمی نااتفاقی اور خستہ حالی کی وجہ سے انکی قوت مقاومت ضعیف ہورہی تھی اور یہ اندیشہ پیدا ہوگیا تھا کہ بغیر ملکی امداد کے امریکا کے انقلاب پسندوں کو کامیابی نہیں ہوسکتی۔ امریکا کے سربرآوردہ اشخاص کو بھی یہ معلوم ہوگیا تھا کہ جب تک برطانیۂ عظمے سے وہ بالکل علحدگی اختیار نہ کرلیں فرانس سے وہ اتحاد کی امید نہیں رکھ سکتے۔ انگلستان نے اُس اثنا میں اہل امریکا سے لڑنے کے لئے جرمنی کے اجیر سپاہیوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرلیا تھا جس سے آبادکاروں میں سخت ناراضی پھیل گئی اور کانگریس نے اس عام ناراضی سے نفع اٹھاکر ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو آزادی کا اعلان کردیا کانگریس کا

امریکا کا اعلان آزادی

یہ فعل انتہائی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ پہلا موقع تھا کہ انگریزی قوم کا اتحاد منقطع ہوا اس کے علاوہ اس اعلان سے دنیا میں ایک نئی قوم وجود میں آئی جسے خارجی معاملات میں آزادی تھی کانگریس نے بھی فرانس سے اتحاد کرنے کا تہیہ کرلیا مگر قبل اس کے کہ اُس کا سفیر سائی لاس ڈین

ورژان کی رائے

پیرس میں پہونچے ورژان نے جولائی ۱۷۷۶ء میں غالباً شواسیول کے خیالات سے متاثر ہو کر امریکا کے معاملات پر ایک یادداشت لکھی۔ اس یادداشت میں اُس نے نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت کیا تھا کہ خاندان بوربون کی تمام شاخوں میں گہرا اتحاد ہونا چاہئے اور انگلستان کی اغراض کی ہر موقع پر مخالفت کی جائے۔ اہل امریکا کو آزادی کی جدوجہد میں مدد دینے پر بھی اُس نے زور دیا تھا ورژان نے یہ خیال بھی ظاہر کیا تھا کہ اگر آبادکاروں کو ہزیمت ہوئی اور انھیں اطاعت قبول کرنی پڑی تو اُس سے غرب الہند میں فرانسیسی اور ہسپانی مقبوضات معرض خطر میں آجائینگے برخلاف اس کے اگر اہل امریکا کو اپنی ذاتی کوششوں سے فتح نصیب ہوئی تو وہ خود مقبوضات مذکور کو فتح کرنے پر تیار ہو جائینگے تاکہ انکو اپنی پیداوار اور مصنوعات کے لئے نئی منڈیاں صفحہ ۳۴۱ مل سکیں۔ اس لئے فرانس کے لئے نہایت ہی ضروری تھا کہ وہ آبادکاروں کو اپنا مرہون منت بنائے اور اُس کے ساتھ ہی ساتھ انگلستان سے ان نقصانات کا بدلہ لیلے جو اس نے اٹھارھویں صدی کے آغاز سے اپنے ہمسایوں اور رقیبوں کو پہونچائے تھے۔ یادداشت کے آخر میں اُس نے یہ لکھا تھا کہ فرانسیسی حکومت فی الحال اپنے ارادوں کو خفیہ رکھے اور ایک طرف تو اہل امریکا کو موہوم امیدوں اور خفیہ مراعات سے صلح سے باز رکھے اور دوسری طرف انگلستان کے وزرا کو چالاکی سے فرانس اور ہسپانیہ[1] کے اصل ارادوں سے واقف نہ ہونے دے یعنی گو

فرانس کی امداد سے آبادکاروں کو نفع

انگلستان، ہسپانیہ اور فرانس سے برسر جنگ نہ تھا مگر باغیوں کو روپیہ اور سامان حرب سے مدد دیجائے اور بوربون حکومتوں کی فوجوں میں اضافہ کیا جائے تاکہ انگلستان کے مقابلہ کے لئے وہ تیار ہو سکیں۔ مورے پا، نائے شیر بے اور تورگو مصالحت کی طرف راغب تھے کیونکہ انھیں خوب معلوم تھا کہ امن کا قیام فرانس کے لئے

---

[1] Lecky, History of Englaud in the eighteenth Century, Vols 1V, V.

نہایت ہی ضروری ہے، اُس کے علاوہ ایک مطلق العنان شاہی حکومت کے باغیوں کو انکے بادشاہ کے خلاف امداد دینا خود اُس حکومت کے لئے خالی از خطرہ نہ تھا مگر باوجود ان موانع کے ورژان کی رائے پر عمل کیا گیا اہل امریکا کو ایک زبردست رقم خفیہ طور پر بھیجی گئی ہسپانیہ کے وزیر گری مالڈی کو بھی ایک مساوی رقم بھیجنے پر آمادہ کیا اور جنگ کے اختتام تک آباد کاروں کو فوجی ذخائر سے مدد دی گئی اور قرضے دئے گئے۔ ورژان کی ان خفیہ ریشہ دوانیوں سے قطع نظر ۱۷۷۶ء سے ۱۷۷۸ء تک فرانس کی امداد اہل امریکا کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی اور نہ صرف ہسپانیہ اور ٹسکنی کے بوربون بادشاہوں نے انکی امداد اور ہمت افزائی کی بلکہ فریڈرک اعظم، جوزف ثانی اور ڈچ نے بھی مختلف طریقوں سے اُن کی مدد کی فرینک لن اور ڈین نے جو پیرس میں امریکا کے سفیر تھے۔ اس اثناء میں یہ لکھا کہ "یورپ کی ہر قوم چاہتی ہے کہ برطانیہ کو ذلت نصیب ہو کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو کبھی نہ کبھی اسکے متکبرانہ طرز عمل سے ایذا پہونچی ہے"۔ فرانس کی حقیقی حکمت عملی اور امریکا کے متعلق ورژان کی رائے سے بیشتر اہل فرانس کو اتفاق تھا جنمیں سے بعض کو انگلستان سے اس وجہ سے بغض تھا کہ اُس نے فرانس کو حال میں کئی شکستیں دی تھیں اور وولیٹر اور روسو ایسے اشخاص کو اس لئے کہ وہ مذہبی یا سیاسی آزادی کے حامی تھے۔ ایک مطلق العنان حکومت کا مغرب کی ایک ایسی جمہوریہ کی مدد کرنا جو بغاوت سے قائم ہوئی تھی ذرا بے جوڑ معلوم ہوتا تھا مگر فرانسیسیوں کو آباد کاروں سے حقیقی ہمدردی تھی جس کی وجہ سے باغیوں کی فوجوں کو تقویت دینے کے لئے فرانسیسی سپاہی بہ تعداد کثیر بحیرۂ اٹلانٹک کو عبور کر کے امریکا پہونچ گئے۔ ۱۷ر اکتوبر

صفحہ ۳۴۲

ساراٹوگا کی اطاعت گزینی کا اثر۔

۱۷۷۷ء کو ایک انگریزی فوج نے ساراٹوگا میں ہتھیار ڈال دئے جس سے فرانس کے وزیروں کو یقین ہوا کہ انگلستان کی عظمت کا خاتمہ ہو گیا اور آباد کاروں کی علانیہ امداد کا انھوں نے تہیہ کر لیا۔ ۶ر فروری ۱۷۷۸ء کو امریکا اور فرانس کے مابین پیرس میں ایک معاہدے پر دستخط ہو گئے جس کی رو سے اہل امریکا نے وعدہ کیا کہ جب تک اُن کی آزادی تسلیم نہ کر لی جائے وہ انگلستان سے صلح نہ کرینگے۔ ورژان بھی اُس قطعی کارروائی

انگلستان اور فرانس کی جنگ

پر اُس وقت آمادہ ہوا جب کہ اُسے یقین ہو گیا کہ انگلستان اور اُس کے آباد کاروں میں مصالحت ناممکن ہے کیونکہ اُسے خوب معلوم تھا کہ فرانس کی مالی حالت نہایت سقیم ہے اس کے علاوہ دوسرے وزیروں میں سے اکثر جنگ سے خائف تھے اور اس پر آمادہ تھے کہ تورگو کے دانشمندانہ مشورے پر عمل کیا جائے لیکن سارا ٹوگا کی شکست فاش ان اندیشوں پر غالب آگئی اور ورژان نے اس سے نفع اٹھا کر برطانیۂ عظمے کو اور بھی ذلیل کرنے کا قصد کر لیا مارچ ۱۷۷۸ء میں انگلستان اور فرانس میں جنگ شروع ہو گئی اور یہ اندیشہ ہوا کہ انگلستان اب بالکل بے یار و مددگار رہ جائیگا۔ کیونکہ جرمنی کی سلطنتیں اسکی مخالف تھیں اور فریڈرک تو علانیہ مخالفت کا اعلان کرتا تھا، ہسپانیہ بھی فرانس کو مدد دینے کی تیاری کر رہا تھا اور روس اور ہالینڈ کا طرز عمل مشتبہ تھا۔ مگر ۱۷۷۸ء کے آخری مہینوں میں جنگ کا رخ بدل گیا اور انگلستان کی کامیابی کے آثار نظر آنے لگے اور واشنگٹن اور ورژان دونوں کو اندیشہ ہو گیا کہ کہیں انقلاب میں ناکامی نہ ہو سنہ مذکور کے اختتام کے قبل فرانس کو اپنے تمام ہندوستانی مقبوضات سے ہاتھ دھونا پڑا، ۲۷ جولائی کو اُوشان کی جنگ ہوئی جس سے فیصلہ نہو سکا اور ہند الغربی میں فرانس اور انگلستان کی فتوحات اور نقصانات برابر رہے۔ لیکن ۱۷۷۹ء کے آغاز ہوتے ہی آباد کاروں کی کامیابی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اپریل میں ہسپانیہ نے فرانس سے معاہدہ کر کے انگلستان سے جنگ کا اعلان کر دیا اور جبرالٹر کا محاصرہ کر لیا۔ صفحہ ۳۴۳

ورژان آباد کاروں کی مدد تو ضرور کر رہا تھا یورپ میں امن و امان قائم

یورپی سیاسیات ۱۷۷۸ء میں

رکھنے میں بھی اُس نے اپنا پورا زور لگا دیا۔ انگلستان اس فکر میں تھا کہ روس سے اتحاد پیدا کرے اور فرانس کو براعظم یورپ کی پیچیدگیوں میں پھنسا دے جیسا کہ جنگ ہفت سالہ میں اُس نے کیا تھا۔ ۱۷۷۸ء میں یورپ میں جنگ کے آثار نمایاں تھے۔ روس اور ترکی میں اس قدر کشیدگی پیدا ہو گئی تھی کہ سر جیمس ہیرس نے جو روس میں انگلستان کی طرف سے سفیر تھا، ۲۷ فروری کو یہ لکھا کہ "روس اور باب عالی میں جنگ ناگزیر ہے" ترکوں کی بحری اور فوجی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں اور انگلستان میں یہ خیال تھا

کہ روس کو مغربی یورپ کے سیاسیات سے علحدہ رکھنے کی غرض سے فرانس ترکوں کو معاہدہ کینارجی کی خلاف ورزی کرنے پر آمادہ کر رہا تھا۔ نیکولائی ایوانووچ کاؤنٹ پانن اب تک روس کا وزیر خارجہ تھا اور وہ کوئی ایسی کارروائی کرنا نہ چاہتا تھا جس سے روس اور پرشیا کے گہرے اتحاد میں فرق آئے۔ وہ اب تک اس فکر میں تھا کہ "اتحاد خاندانی" کو کالعدم کرنے کے لئے اپنے مجوزہ "اتحاد شمالی" کو وجود میں لائے جس میں روس، پرشیا، ڈینمارک اور سویڈن شریک ہوں۔ روس اور ترکوں کے درمیان صلح کے متعلق جو گفت و شنید گزشتہ جنگ کے بعد ہوئی تھی اُس میں آسٹروی حکومت نے رخنہ اندازی کی تھی جس کی وجہ سے کیتھرین اُس سے ناراض ہو گئی تھی اس لئے ۱۷۷۱ء میں انگریزی حکومت نے سر جیمس ہیرس کی وساطت کیتھرین سے مدافعانہ اور معارضانہ اتحاد کرنے کی درخواست کی۔ مگر انگلستان اور روس میں کسی قسم کے گہرے اتحاد کا امکان نہ تھا کیونکہ پانن فریڈرک اعظم کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے اس کا مخالف تھا اس لئے کیتھرین نے جواب دیدیا کہ جب تک انگریزی حکومت ترکوں کے خلاف اس کی امداد پر آمادگی ظاہر نہ کرے وہ فرانس کے خلاف انگلستان کی حلیف نہیں ہو سکتی۔

صفحہ ۳۴۳ کیتھرین نے جواب میں یہ بھی کہا ہے کہ ٹرکی اُسکا قومی دشمن ہے جیسا کہ فرانس انگلستان کا ہے۔ روس اور ٹرکی میں جنگ یقینی ہے اس لئے اُس کو ایک ہی وقت دو دشمنوں سے مقابلہ کرنا ہوگا اور انگریزی اتحاد سے اُسے کوئی نفع نہ ہوگا کیونکہ شمالی سلطنتوں کے مقابلہ میں کبھی اُسے انگریزوں کی مدد کی ضرورت نہ ہوگی جن سے اور روس سے جنگ ہونیکا مطلق اندیشہ نہ تھا۔"

اس زمانہ میں جب کہ انگلستان بغیر کسی یار و مددگار کے فرانس سے برسر جنگ تھا اور امریکا کے آبادکاروں کو مطیع کرنے کے لئے زبردست کوششیں کر رہا تھا، روس ٹرکی سے پھر لڑنے کی تیاریاں کر رہا تھا، ہسپانیہ اہل امریکا کی امداد کی غرض سے

Diaries and correspondence of the earl of Malmesbury, Vol 1 P.193, Note

فرانس کا شریک ہونے والا تھا، وسطی یورپ میں باویریا کی جانشینی کی نزاع کی وجہ سے ایک جنگ عظیم کے چھڑ جانے کا اندیشہ ہوگیا۔

باویریا کا مسئلہ جانشینی

۳۰ر دسمبر ۱۷۷۷ء کو باویریا کے الیکٹر میکسی ملین جوزف نے انتقال کیا اور وٹیلس باخ کے خاندان کی دوسری شاخ میں کوئی فرد باقی نہ رہا۔ آسٹریا کی فوجوں نے باویریا پر قبضہ کرلیا مگر فریڈرک اعظم خاندان ہیپس برگ کے ان دعووں کی مخالفت پر آمادہ ہوگیا اور جب تک کہ مئی ۱۷۷۹ء میں ٹیشن خین میں صلح نہ ہوئی یورپ جنگ کے اس خطرے سے محفوظ نہ ہوا۔

خاندان وٹیلس باخ کا زوال

الیکٹر کے انتقال اور واقعات مابعد سے یورپ کو خاندان وٹیلس باخ کی سقیم حالت کا علم ہوگیا۔ جنگ سی سالہ میں باویریا کے ڈیوک نے نمایاں حصہ لیا تھا اور ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے اختتام تک یورپ کی درجہ دوم کی زبردست سلطنتوں میں اُسکا شمار تھا۔ مگر صلح نامۂ یوٹرنیخٹ کے بعد سے باویریا جرمنی میں کاتھولیکوں کا سب سے بڑا حامی خیال کیا جانے لگا تھا اور باوجودیکہ فرانس سے گہرا اتحاد رکھتا تھا اور ۱۷۴۲ء میں اس کے الیکٹر چارلس البرٹ کے شہنشاہ ہوجانے سے اُس کے انتقال (۱۷۴۵ء) کے بعد یورپ میں اُس کی وقعت زائل ہونے لگی۔ ۱۷۵۶ء میں فرانس اور آسٹریا میں اتحاد ہوجانیکے صفحہ ۳۴۵
بعد فرانسیسی حکومت کو کوئی ضرورت باقی نہ رہی تھی کہ وہ آسٹریا کے خلاف باویریا کی تائید کرے اور الیکٹر میں نہ تو اتنی قابلیت تھی نہ اولوالعزمی کہ اپنے ملک کو ترقی دیکر پھر اسکی یورپ میں وہی وقعت قائم کرے جو سولھویں صدی میں اُسے حاصل تھی۔

باویریا کا انحطاط جرمنی کے لئے خاص اہمیت رکھتا تھا خصوصاً ایسے وقت میں جب کہ جوزف ثانی کے تحت میں خاندان ہیپس برگ کی شاخ لارین کی حکمت عملی یہ تھی کہ اپنے مقبوضات کو مستحکم کرنے اور مرکزی حکومت کی تقویت کے لئے کوشش مسلسل جاری رہے۔ مگر اس طرز عمل کی پابندی سے فرانس اور پرشیا کی مخالفت کا خوف تھا کیونکہ فرانس جرمنی کے چھوٹے رئیسوں کے درباروں میں اپنے قدیم

۱؎ ضمیمہ (د) Appendix D,

اثر کو دوبارہ قائم کرنا چاہتا تھا اور شہنشاہیت کے دستور یا اُس کے وزیروں کے ساتھ آسٹریا کی مداخلت پرشیا کو ناگوار تھی۔

باویریا کی جنگ جانشینی

مشرقی اور وسطی یورپ کی سلطنتوں کے باہمی تعلقات کشیدہ ہو رہے تھے اور امریکا کی جنگ عظیم اور انگلستان کے بحری تفوق کو برباد کرنے کے لئے مغربی یورپ کی تمام سلطنتیں مصروف تھیں۔ عین اسیوقت میکسی می لین جوزف الیکٹر باویریا نے ۳۰ دسمبر ۱۷۷۷ء کو انتقال کیا اور اُس کے وارث چارلس تھیوڈور نے جو خاندان کی پہلی شاخ سے تعلق رکھتا تھا ۳ جنوری ۱۷۷۸ء کو ایک معاہدے پر دستخط کر کے آسٹریا کے دعووں کو تسلیم کر لیا فرانس کے امریکا کی جنگ میں مشغول رہنے سے کاؤنٹز نے مستفید ہوا اور آسٹروی فوجوں نے باویریا پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے فریڈرک اعظم سخت مخمصے میں پھنس گیا کیونکہ صورت حال اُس کے لئے سخت مضر تھی۔ اس لئے وہ چارلس آگسٹس ڈیوک زوی بروکین کی طرف متوجہ ہوا جو برکین فیلڈ کی شاخ کا سرغنہ اور لاولد چارلس تھیوڈور کا وارث تھا۔ اس نے قبل اسکے کہ آسٹروی باویریا پر قانوناً قبضہ کر سکیں یہ ضروری تھا کہ چارلس آگسٹس بھی ۳ جنوری ۱۷۷۸ء کے معاہدہ کو تسلیم کر لے۔ مگر ڈیوک زوی بروکین نے معاہدۂ مذکور کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اُس کے خلاف میں مئی ۱۷۷۸ء میں ڈائٹ سے استغاثہ کر کے فرانس اور پرشیا سے امداد کا طالب ہوا۔ فریڈرک ڈیوک کے دعووں کی حمایت پر آمادہ ہو گیا اُس کے اور جوزف ثانی کے درمیان میں ایک طولانی مراسلت شروع ہو گئی جس سے جوزف نے اپنے دعووں کا اظہار کیا مگر اس اثناء میں آسٹریا اور پرشیا کی فوجیں بوہیمیا میں پہونچ گئیں۔ صفحہ ۳۴۶

جنگ اب ناگزیر تھی اور یہ بھی اندیشہ تھا کہ شمالی یورپ بھی اس لپیٹ میں آجائیگا کیونکہ گستاووس ثالث کو نہ صرف روس اور ٹرکی کی نزاع سے دلچسپی تھی بلکہ باویریا کی جانشینی کی جنگ سے بھی اس لئے کہ روس کے خلاف ٹرکی اُس کا قدرتی حلیف تھا اور پومی رانیا کے ڈیوک ہونے کی حیثیت سے جرمنی کے معاملات میں بھی گستاووس کو دخل تھا۔ اگر مشرقی اور وسطی یورپ میں جنگ چھڑ جاتی تو سویڈن ضرور ڈین مارک پر حملہ کر دیتا۔ مگر جنگ ٹل گئی۔ پولینڈ کی تقسیم حال ہی میں ہوئی تھی

اس لئے کیتھرین کو اندیشہ تھا کہ جنگ کے چھڑ جانے سے پولینڈ کا مسئلہ پھر معرض بحث میں آجائیگا۔ اس لئے اُس نے فرانس کی سفارتی کارروائیوں سے فائدہ اٹھانے پر قناعت کی جس کے ذریعہ سے فریڈرک اعظم کے ایما سے ۱۷۷۷ء فرانس اور ٹرکی کی جنگ کو روک دی گئی تھی کیونکہ فریڈرک کی خواہش تھی کہ روس مشرق کے جھگڑوں سے بچا رہے۔ اسکے بعد کیتھرین نے سازشوں کے ذریعہ سے کری میا (قرم) میں روس کے اثر کو بڑھانا شروع کیا۔ فریڈرک کی طرح وہ بھی یورپ میں امن کے قیام کو پسند کرتی تھی اور باویریا کو آسٹریا سے ملحق کرنے کی مدبرانہ تدابیر کو جو جوزف ثانی نے اختیار کی تھیں انکو اندیشہ کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔

۱۷۷۸ء کے موسم گرما میں پرشیا کی دو فوجیں جن میں سے ایک خود فریڈرک کے زیر کمان تھی اور دوسری پرنس ہنری کے، بوہے میا اور مورے ویا کی راہ سے وائنا کی طرف روانہ ہوئیں۔ لیکن آسٹروی بھی اُس کے مقابلے کے لئے تیار تھے۔ پندرہ ہزار سپاہیوں کی ایک فوج جو خود جوزف ثانی کے زیر کمان تھی گلاٹز کی طرف فریڈرک کی پیش قدمی کے روکنے کے لئے موجود تھی۔ لیسی اور ہیڈک بھی جوزف کے ہم رکاب تھے۔ دوسری فوج جس میں پچاس ہزار سپاہی تھے لاؤڈن کے تحت میں پرنس ہنری کی نقل و حرکت کی نگرانی کرنے اور فریڈرک کی فوج سے اُس کے ملنے سے روکنے کے لئے مقرر کی گئی۔ لاؤڈن کی استادانہ چالیں کامیاب ثابت ہوئیں اور گو کوئی قابل ذکر جنگ نہ ہوئی مگر رسد کی کمیابی اور موسم خزاں کی بارش سے بیس ہزار سپاہی ضائع ہوئے۔ صفحہ ۷، ۴۳

مگر پرشیا اور آسٹریا دونوں کی فوجیں مسلسل معرکہ آرائیوں کیلئے کافی نہ تھیں اس لئے ۱۷۷۹ء کے موسم بہار میں ٹیشن خین کا معاہدہ ہوا جس سے یہ جنگ ختم ہوگئی۔ جنگ کے یکایک رک جانے کی اصل وجہ یہ تھی کہ میریا تھیریسا جنگ کو جاری رکھنا پسند نہ کرتی تھی کیونکہ اُسے خوب معلوم تھا کہ آسٹریا پرشیا سے لڑنے کے لئے پوری طور سے تیار نہیں ہے اس کے علاوہ اہل ملک پر محاصل کا بار گراں تھا جسکی وجہ سے وہ مفلس نادار ہوگئے تھے اور اہل ہنگری بھی جوزف سے ناراض تھے کیونکہ اُس نے ہنگری کے سواروں سے کام لینا چاہا تھا جو مملکت کے دستور کے خلاف تھا۔ علاوہ

وجوہ سے اُس نے نامہ و پیام کے ذریعہ سے فریڈرک کو ہموار کرنے کی کوشش کی اور آسٹریا کے ایک سفارتی ٹھوگٹ کو دو مختلف موقعوں پر پوشیدہ فریڈرک کے پاس بھیجا اور اُسے یقین دلایا کہ اگر وہ آسٹریا کے ساتھ باویریا کے الحاق کو تسلیم کرنے پر تو انس پاخ اور بے روتھ کی جانشینی کے متعلق اُس کے دعوے منظور کرائے جائینگے۔ فریڈرک اور اُس کے وزیر ہرٹز برگ نے اُن تجویزوں پر غور کرنے سے انکار کر دیا اور جوزف بھی اپنی ماں کی اس کارروائی سے سخت رنجیدہ ہوا۔ مگر میریا تھریسا نے جبکہ مؤید کانٹز تھا صلح کی ٹھان لی تھی اور اُس نے فرانس اور روس سے وساطت کی درخواست کی۔ جوزف دوم نے اسی اثناء میں ۱۷۵۶ء کے معاہدے کی بنا پر چوبیس ہزار سپاہیوں کا مطالبہ کیا۔ ورژان نے اُس کا یہ جواب دیا کہ آسٹریا کے مقبوضات معرض خطر میں نہیں ہیں اور یہ کہ شہنشاہ جن مشکلوں میں اس وقت پھنسا ہوا ہے وہ خود اسی کے دعووں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں

روس اور فرانس کی وساطت۔

جن کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا اس کے بعد جوزف نے خفیہ طور سے باویریا کو فلینڈرس سے بدل لینے کی تجویز پیش کی مگر ورژان نے خوب سمجھ لیا تھا کہ اب فرانس کو ان غلطیوں سے بچنا چاہئے جو جنگ ہفت سالہ میں اُس سے سرزد ہوئی تھیں' اس لئے کسی جھگڑے میں پھنسنے سے اُس نے گریز کیا اور آسٹریا کو یہ جواب دیا کہ فرانس اگر اس معاملے میں مداخلت کریگا تو صرف امن کے قیام کے لئے روس کے ساتھ نامہ و پیام کرنے میں بھی میریا تھریسا کو کامیابی نہ ہوئی ۱۷۷۸ء کے موسم بہار میں اُس نے کیتھرین سے تحریراً یہ درخواست کی کہ اپنے اثر سے کام لیکر فریڈرک کو مراجعت پر آمادہ کرے۔ مگر پرشیا سے کیتھرین کے گہرے تعلقات تھے اس لئے میریا تھریسا کو مدد دینے پر وہ راضی نہ ہوئی اور اس طور پر آسٹریا کی تجویزوں کو پرشیا' فرانس اور روس نے صفحہ ۳۴۸ یکے بعد دیگرے رد کر دیا۔ بالآخر روس اور فرانس نے مخاصمین کے درمیان مصالحت کرانے پر آمادگی ظاہر کی اور کیتھرین نے پرشیا کی تائید کے لئے تیس ہزار روسیوں کو گیالے شیا کی سرحد بھیجکر آسٹریا کو مطلع کیا کہ میں نے پرنس ریپ نن کو وساطت کے لئے بھیجا ہے لیکن اگر آسٹریا نے باویریا کو الحاق کرنے کا قصد کیا تو پرنس مذکور بزور شمشیر

اس کارروائی کو روک دیگا۔ ورژان نے بھی میری آن توآن نیت اور آسٹریا کے طرفداروں کی مخالفت کا لحاظ نہ کرکے باویریا کو نیدرلینڈ سے بدل لینے سے انکار کردیا اور دیسٹ فالیا کے معاہدے کی پابندی پر زور دیا۔ فرانس کے وزیر کی دانشمندی

ٹیشن خین کا معاہدہ

اور اعتدال پسندی اور کیتھرین کے استقلال سے اس معاملے میں کامیابی ہوئی اور روس اور فرانس کی وساطت سے ٹیشن خین میں پرشیا اور آسٹریا کے مابین ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ ۱۳ مئی ۱۷۷۹ء میں صلح نامہ پر دستخط ہو گئے۔ جس کی رو سے آسٹریا نے سیکسنی کے دعووں کو تسلیم کرلیا، باویریا کے جن علاقوں پر اُس نے قبضہ کرلیا تھا سب واپس کردیئے چارلس تھیوڈور کی دست برداری کو منسوخ کردیا اور وعدہ کیا کہ انس پاخ اور بیروتھ کے حکمراں خاندان کے بے چراغ ہونے پر اضلاع مذکور کے ریاست برین ڈین برگ میں ضم ہو جانے کی وہ (آسٹریا) مخالفت نہ کریگا اُس کے ساتھ ہی چارلس تھیوڈور نے آسٹریا کو وہ ضلع دیدیا جو ڈین یوب اِن اور سال زاندیوں کے درمیان واقع ہے اس ضلع کا رقبہ دو سو میل تھا اور ساٹھ ہزار کی آبادی تھی۔

باویریا کی جنگ جانشینی اور صلح نامہ ٹیشن خین کی خاص اہمیت ہے کیونکہ اُن سے یورپ کی سیاسی حالت پر روشنی پڑتی ہے اور آیندہ تغیرات کا پتہ چلتا ہے۔ اگر فرانس اس وقت امریکا کے آبادکاروں کو مدد دینے اور انگلستان سے جنگ میں مصروف نہ ہوتا تو اُس موقع سے نفع اٹھا کر اپنی شمال مشرقی سرحدوں کو مستحکم کرنیکی تحریص اُسے ضرور ہوتی۔ فرانس نے اس وقت جو طرزِ عمل اختیار کیا وہ نہ صرف ورژان کی پیش بینی و استقلال پر مبنی تھا بلکہ لوئی شانزدہم کی دانشمندی پر بھی جس نے میری آن توآن نیت کے طرفداروں کے خلاف اپنے وزیر (ورژان) کی تائید کی۔ صلح نامہ ٹیشن خین سے روس کو جرمنی کے معاملات میں دست اندازی کرنے کا موقع ملگیا جس سے وہ ۱۷۴۸ء میں محروم رکھا گیا تھا۔ روس ویسٹ فالیا کے عظیم الشان تصفیہ کے ضامنوں میں داخل کرلیا گیا اور یورپ میں اس کے اثر کی وسعت کو تسلیم کرلیا گیا۔ زمانۂ آیندہ میں جو واقعات ہوئے اُن سے اس کا زور اور بھی بڑھ گیا۔ سر جیمس ہیرس نے بھی یہ خیال ظاہر کیا کہ روس اب یورپ کی سرآوردہ

صفحہ ۳۴۹

سلطنتوں میں ہے اور جن معاملات سے یورپ کو سروکار ہے ان روس کو بھی دخل ہوگیا ہے۔[۱]

آسٹریا کو ورژان کے طرز عمل سے سخت تعجب ہوا۔ پیرس کی طرح وائنا میں بھی ۱۷۵۶ء کا معاہدہ کسی کو پسند نہ تھا اور خود جوزف ثانی کو اُس سے تنفر تھا میریا تھریسا اور کانٹز کوئی ایسی کارروائی نہ کرنا چاہتے تھے جس سے اُنکے تعلقات خاندان بوربون سے کمزور ہو جائیں مگر فرانس کے طرز عمل سے صاف ظاہر تھا کہ ملک گیری کے منصوبوں میں وہ آسٹریا کی مطلق مدد نہ کریگا۔ اسکی وجہ سے دونوں ملکوں کے تعلقات کمزور ہونے لگے اور آسٹریا انگلستان اور روس سے اتحاد کرنے کی طرف اپنا میلان ظاہر کرنے لگا۔[۲]

پرشیا اور جرمنی کی چھوٹی ریاستوں کی بھی معاہدۂ ٹیش خین سے تشفی ہو گئی۔ اس جنگ میں جانی نقصان کے علاوہ فریڈرک کو ۳۵۰۰۰۰۰ پونڈ صرف کرنے پڑے تھے مگر اسکی مداخلت کامیاب ثابت ہوئی۔ ملک گیری کی ہوس اُس کے دماغ سے نکل گئی اور فریڈرک شہنشاہیت کی آزادی اور حقوق کا حامی اور محافظ تسلیم کرلیاگیا باویریا اور پلاٹینٹ کے باہم ضم ہو جانے سے باویریا کی ریاست بہ نسبت سابق کے طاقتور ہوگئی اور باوجود جوزف ثانی اور اسکے بعض جانشینوں کی مسلسل کوششوں کے آسٹریا کی مطیع نہ ہوئی۔ المختصر جوزف ثانی کی تجویز بارآور نہ ہوئی اور فریڈرک اعظم نے شہنشاہیت کے قوانین اور دستور کو قائم رکھا۔

ورژان نے باویریا کے پیچیدہ حالات کے متعلق جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ فی الحقیقت دانشمندی پر مبنی تھا۔ سینٹ پیٹرس برگ میں سر جیمس پیرس نے پانن کے رقیب پوٹیم کن کے ساتھ ذاتی اور سیاسی تعلقات پیدا کرلیے تھے اور ۲۲ جولائی ۱۷۷۹ء کو اسے زارینا کی خدمت میں باریابی حاصل ہوئی اسکی گفتگو کا نتیجہ یہ ہوا۔ صفحہ ۳۵۰

[۱] Diories and correspondence of the Carl of Malmesbury,

[۲] Vol. I, P. 253, Pagauel, Histoir de Joseph II, P. 326.

کہ اُس نے حکم دیا کہ کونسل کا ہر رکن انگلستان کے معاملات پر اپنی رائے قلمبند کر کے علٰحدہ علٰحدہ اُس کی خدمت میں پیش کرے[1]۔ مگر بجائے اتحاد پر آمادگی ظاہر کرنے کے کیتھرین نے گو وہ انگلستان کی کبھی مخالف نہ تھی "شمال کی مسلح غیر جانبداری" کی سرکردگی اختیار کی کیونکہ انگلستان ممنوعہ سامان حرب کے لیے غیر جانبدار ممالک کے جہازوں کی تلاشی لینے پر مصر تھا۔ فروری ۱۷۸۰ء میں زارینا نے ایک اعلان جاری کیا جس میں ذیل کے اصول پر زور دیا گیا تھا "کارگر ناکہ بندی کے لیے ضروری ہے کہ وہ حقیقی ہو، غیر جانبدار ممالک کے جہازوں کو ایک بندرگاہ سے دوسرے بندرگاہ کو جانے اور مخاصمین کے سواحل پر سے گزرنے کی اجازت دیجائے ہر قسم کا سامان جو غیر جانبدار جہازوں میں ہو گرفتاری سے محفوظ رہے سوائے ممنوعہ سامان حرب کے جو مخاصمین کی ملک ہو۔ سویڈن اور ڈین مارک فوراً روس کی تائید پر آمادہ ہو گئے انگلستان نے تلاشی کے حق کو نہایت سختی کے ساتھ برتا تھا اس لیے شاہ ڈین مارک نے اُس کے قبل ہی دسمبر ۱۷۷۸ء میں اس پر اعتراض کیا تھا۔ جولائی اور اگست ۱۷۸۰ء میں سویڈن اور ڈین مارک بھی روس کے شریک ہو گئے۔ پرشیا اور آسٹریا مئی اور اکتوبر ۱۷۸۱ء میں شریک ہوئے پرتگال جولائی ۱۷۸۲ء میں اور سسلی فروری ۱۷۸۳ء میں۔ اس مسلح غیر جانبداری سے کوئی جنگ نہوئی مگر موجودہ جنگ کی وسعت کا بہت کچھ احتمال ہو گیا۔ یہ مسلح غیر جانبداری روس میں پرشیا کی طرفدار جماعت کا آخری کارنامہ تھا جس کا سرغنہ پانن تھا۔ اسکی وجہ سے یورپ کے معاملات میں روس کو بہت کچھ دخل ہو گیا اور انگلستان کو معلوم ہو گیا کہ شمالی یورپ اسکی مخالفت پر آمادہ ہے۔ ۲۰ دسمبر ۱۷۸۰ء کو صلحناموں کی شرائط کی مسلسل خلاف ورزیوں سے مجبور ہو کر انگلستان نے ہالینڈ کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ ہالینڈ بھی جنوری ۱۷۸۱ء میں شمال کی مسلح غیر جانبداری میں شریک ہو گیا اور اب گویا تمام یورپ انگلستان کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا تھا۔ سٹریکی نے اپنی تاریخ میں

شمال کی مسلح غیر جانبداری

۱۷۸۰ء میں انگلستان کی حالت۔

[1] Dieories and Correspondence of the Earl of Malmesbury, Vol. I. P. 253.

لکھا ہے کہ "۱۷۸۰ء کے اواخر میں صورت حال کچھ اس قسم کی تھی کہ انگلستان کے مدبر ہراساں ہو جاتے۔ دنیا میں اسکا کوئی یار و مددگار نہ تھا فرانس ہالینڈ ہسپانیہ اور امریکا کی متحد فوجیں اسکے مقابلے پر صف بستہ تھیں اور اتحاد شمالی نے گو کہ اس کو جنگ کی دھمکی نہ دی تھی مگر کم از کم اُسکے سب سے زبردست آلۂ جنگ کو تباہ کرنے پر تیار تھا' اسی اثناء میں ہندوستان میں حیدر علی کرناٹک کو تباہ کر رہے تھے اور مدراس پر حملہ کرنے کی دھمکی دے رہے تھے' آئرلینڈ میں بھی بغاوت کے آثار نمایاں تھے"۔ [1] صفحہ ۳۵۱

۱۷۸۱ء کے واقعات

۱۷۸۱ء میں فرانسیسیوں نے جرسی پر حملہ کیا جس میں انھیں ہزیمت ہوئی اور اپریل میں جبرالٹر کی محافظ فوج کی امداد کے لیے فوج بھیجی گئی جسکا مخالفوں نے جولائی ۱۷۸۰ء سے محاصرہ کر لیا تھا۔ راڈنی اور واہان نے ۳ ہر فروری کو سینٹ یوس ٹے ٹیس پر قبضہ کر لیا جس سے ڈچ کو سخت نقصان پہونچا' اس کے بعد انگریزوں نے انکی ان بستیوں پر بھی قبضہ کر لیا جو کرناٹک یا سماترا میں تھیں جن میں نیگاپٹم بھی شامل تھا۔ انگریزوں اور ڈچ کے درمیان ایک جنگ ڈاگر بینک میں ہوئی مگر فیصلہ کن نہ تھی مگر فرانس اور ہسپانیہ کے بیڑوں کو سمندروں میں کامیابی ہوئی دی گراس نے ہند الغربی میں فرانسیسی بحری تفوق کو قائم کر کے ٹوباگو پر قبضہ کر لیا اور سپاہیوں کی ایک زبردست جماعت امریکا میں اتار دی۔ ہسپانیوں کو بھی کچھ کم کامیابی نہیں ہوئی۔ انھوں نے مغربی فلوری ڈا پر منی میں قبضہ کر لیا اور فرانسیسی امدادی فوج کی تائید سے منورکا میں اپنی فوج اتار دی اور چند ہفتوں کے لیے بحیرۂ انگلستان میں فرانسیسی اور ہسپانی بیڑوں کا زور تھا۔ کرناٹک میں بھی انگریزی حکومت کا چراغ گل ہونے کو تھا مگر وارین ہیسٹنگز کے حسن تدبیر اور سرایر کوٹ کی ہنرمندی اور شجاعت سے یہ خطرہ دفع ہو گیا اور کوٹ نے حیدر علی کو یکم جولائی ۱۷۸۱ء کو پورٹو نووو کی جنگ میں شکست دی۔

جنگ کے جاری رہنے سے روسی اتحاد کی خاص اہمیت ہو گئی۔ اس لیے

---

[1] Lecky. Hislory of England in the 18th. Century Vol IV, P. 163.

ایک طرف تو ڈچ نے کیتھرین سے اس بنا پر امداد کی درخواست کی کہ انگلستان نے اسکے خلاف اعلان صرف "غیر مسلح جانبداری" میں شرکت کی وجہ سے کیا تھا اور دوسری طرف انگریزی حکومت نے معاہدہ کرنے کے صلے میں منورکا حوالے کردینے پر آمادگی ظاہر کی کیتھرین نے دونوں کی درخواستوں کو رد کردیا مگر سر جیمس ہیرس سے اُس نے کہا[۵۱] کہ انگلستان سے زیادہ میرا کوئی دوست نہیں اس لیے مجھے حد درجہ خوشی ہوگی اگر صفحہ ۳۵۲ میں ایسی شرائط پر مصالحت کرادوں جو انصاف پر مبنی ہوں اور جس سے برطانیہ عظمے کے اعزاز میں فرق نہ آئے۔ روس اور آسٹریا نے مخاصمین میں صلح کرانے کی کوشش کی تھی مگر صلح کی تجاویز پر قطعی طور پر غور اس وقت تک نہ ہوا جب کہ کارن والس نے یارک ٹاؤن میں ہتھیار ڈالدیے۔ ڈی گراس نے ۱۹ اکتوبر ۱۷۸۱ء کو چی سا پیک میں فرانسیسی فوج اتار دی تھی جو زیادہ تر اس ہزیمت کا باعث ہوئی۔ مگر ۱۷۸۲ء کے بیشتر حصے میں جنگ جاری رہی۔ راڈنی کو فرانسیسی بیڑے پر ڈومی نیکا کے قریب

راڈنی کی فتح ۱۲ اپریل ۱۷۸۲ء جبرالٹر کی محافظت

۱۲ اپریل ۱۷۸۲ء کو ایک عظیم الشان فتح حاصل ہوئی اور اسکے بعد ستمبر میں سر جارج ایلیٹ نے جبرالٹر کی محافظت کی۔ محاصرے کا سلسلہ فروری ۱۷۸۳ء تک جاری رہا مگر اب فرانسیسیوں یا ہسپانیوں کی طرف سے کوئی خطرہ باقی نہ تھا۔ ہسپانیہ عرصۂ دراز سے جنگ سے دست کش ہونے کی فکر میں تھا کیونکہ وہ جبرالٹر پر دوبارہ قبضہ کرنے کی غرض سے اُس جنگ میں شریک ہوا تھا جب اسکی رہی سہی امید بھی جاتی رہی اور قریب تھا کہ اسکا دیوالہ نکل جائے تو ہسپانی حکومت جو امریکا کی آزادی کو پسند نہ کرتی تھی صلح کے متعلق نامہ و پیام کرنے پر آمادہ ہوگئی۔

فرانس کو امید تھی کہ جمیکا فتح ہو جائیگا مگر راڈنی کی فتح کی وجہ سے یہ امید جاتی رہی فرانس بھی ہسپانیہ کی طرح دیوالیہ ہو رہا تھا مورے پا اور نیکر صلح کے درپے تھے اور ور ژان بھی جنگ سے گھبرا گیا تھا گو وہ فرانس اور اسکے امریکائی حلیفوں کیلیے

---

۵۱ Diories and Correspondence of the Earl of Malmesbury, Vol I H. P. P. 401, 402.

قابل اطمینان شرائط سے صلح حاصل کرنے پر مصر تھا۔ اس کے علاوہ اہل امریکا کی طرف سے اسے مایوسی ہوگئی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ امریکا کے موجودہ جھگڑوں سے چھٹکارا حاصل کر کے مسئلۂ مشرقی کی طرف متوجہ ہو جسے زارنیا اور اس کے وزرا پھر چھیڑ رہے تھے۔ امریکا کے آبادکاروں کی خواہش تھی کہ کناڈا کو فتح کریں مگر اس نے قصد کر لیا تھا کہ اس مہم میں انکی مدد نہ کرے اور وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ انگلستان سے بالکلیہ ناچاقی نہ ہونے کے متعلق کارروائی کرے بشرطیکہ امریکا کی آزادی تسلیم کر لی جائے۔ جارج سوم نے اس کے ان خیالات کو پسند نہ کیا کیونکہ وہ امریکا کی صفحہ ۳۵۳
آزادی کا سخت مخالف تھا مگر انگلستان کی عام قومی رائے مصالحت کے موافق تھی اور یہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ باغی ریاستوں سے ہاتھ اٹھا لیا جائے۔ نارتھ کے وزارت سے معزول ہو جانے کی وجہ سے صلح کی گفتگو شروع کرنے کے لئے راستہ کھل گیا اور اس کے جانشین راکنگ ہیم نے اپنے معتمدین فاکس اور شیل بورن کی وساطت سے صلح کی کارروائی شروع کر دی۔ واکنگ ہیم نے یکم جولائی کو انتقال کیا اور شیل بورن اسکا جانشین ہوا مگر راڈنی کی فتح اور جبرالٹر کی محافظت صلح کی گفت و شنید میں اب کوئی دقت باقی نہ تھی۔ ۳۰ نومبر ۱۷۸۲ء کو انگلستان اور ممالک متحدہ کے درمیان ابتدائی صلح نامے پر دستخط ہوگئے۔ ۲۰ جنوری ۱۷۸۳ء کو انگلستان فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان صلح ہوگئی اور انگلستان اور ہالینڈ کے درمیان بھی عارضی

صلح نامۂ ورسالز ستمبر ۱۷۸۳ء

طور پر صلح ہوگئی ورسالز کے صلح نامے پر جس میں انگلستان اور ممالک متحدہ فرانس اور ہسپانیہ کے مابین معاہدے شامل تھے ستمبر ۱۷۸۳ء میں دستخط ہوئے۔ اس صلح نامے کی رو سے ابتدائی صلح کی توثیق ہوگئی انگلستان نے سینٹ لوسیا، ٹوباگو، سینی گال اور گوری فرانس کے سپرد کر دیے اور انکی وہ بستیاں بھی بحال کر دیں جو سورت اڑیسہ اور بنگال میں تھیں اور انکے علاوہ پانڈی چیری کیالی کٹ اور ماہی گرڈومی نیکا، گری ناڈا، سینٹ ونسینٹ، سینٹ کرس ٹافر، نے وس اور مون سیر انگلستان کو واپس ملگئے۔ مغربی فلوریڈا پر ہسپانیہ کا قبضہ بحال رہا اور مشرقی فلوریڈا اور منورکا بھی اسے مل گئے۔ انگلستان کو جزائر براوی ڈنس اور بہاما ملگئے اور خلیج ہانڈوراس میں اسے

لکڑی کاٹنے کا حق بھی ملا۔ انگلستان اور امریکا میں جو نامہ و پیام ہوئے اُن سے معلوم ہوگیا کہ ورژان اور اسکے حلیفوں میں بہت کچھ اختلاف رائے تھا کیونکہ نہ تو وہ فلوریڈا بلاسکا چاہتے تھے کہ ممالک متحدہ کو پورا تفوق حاصل ہو اور بلاسکا تو بالخصوص امریکا کے آزاد ہونے کو سخت ناپسند کرتا تھا۔ اس جنگ کو یورپ سے تعلق نہ تھا

مغربی یورپ پر امریکا کی جنگ کا اثر

مگر اس کا اثر تمام متمدن عالم پر پڑا۔ مغربی یورپ کو امریکا کی جنگ سے نقصان ہی ہوا۔ انگلستان کا اثر اسکی وجہ سے ایک حد تک زائل ہوگیا اور اسکے مقبوضات میں کمی ہوگئی۔ اسکے علاوہ شمالی صفحہ ۳۵
سلطنتوں سے اسکے بحری تفوق کو توڑنے کی غرض سے "مسلح غیر جانبداری" کا مسئلہ چھیڑ دیا تھا اور بحیرۂ انگلستان میں اس جنگ میں دو دفعہ مخالفوں کے بیڑوں کو تفوق نصیب ہوا تھا۔ یورپ میں عموماً یہ خیال ہوگیا تھا کہ انگلستان کا زوال اب شروع ہوگیا۔

ہالینڈ کی روبہ انحطاط قوت کو بھی اس جنگ سے کاری زخم لگ گیا۔ اثنائے جنگ میں ولیم پنجم کی عدم سرگرمی اور ان ہزیمتوں کی وجہ سے جو ڈچ کو برداشت کرنی پڑیں ہالینڈ کی نام نہاد "محب وطن جماعت" کو ولیم پنجم کی مخالفت کا موقع ملگیا اور اندرونی نزاعوں کا سلسلہ شروع ہوگیا جس سے ہالینڈ کی حکومت کی کمزوری اور بھی عیاں ہوگئی۔ ہسپانیہ اس جنگ میں جبرالٹر پر قبضہ کرنے کی غرض سے شریک ہوا تھا اور کم از کم اُسے منورکا اور فلوریڈا مل گئے تھے مگر جیسا کہ فلوریڈا بلاسکا نے پیشین گوئی کی تھی ہسپانیہ کی نوآبادیوں نے امریکا کی متابعت کی۔ فرانس کے لیے اس جنگ کے نتائج اور بھی اندوہناک ثابت ہوئے کیونکہ گو وہ فخر کر سکتا تھا کہ اُس نے اپنے قدیم رقیب سے انتقام لے لیا ہے اور ۱۷۸۳ء میں اُس کا اثر یورپ میں غالب تھا مگر حقیقت میں بمقابلۂ انگلستان کے اسکا نقصان زیادہ ہوا تھا۔ قریب تھا کہ اس کا دیوالہ نکل جائے اور انقلاب حکومت بھی قریب نظر آتا تھا۔ امریکا کی جنگ فرانس میں عموماً پسند کی گئی تھی اور قوم میں جمہوریت پسندی اور انقلاب پسندی کا اثر بڑھتا جاتا تھا۔ تورگو اور گستاوس ثالث کی پیشین گوئیاں صحیح ثابت ہو رہی تھیں۔ تورگو نے لوئی شانزدہم کو متنبہ کر دیا تھا کہ

اس جنگ سے فرانس کا دیوالہ نکل جائیگا۔ گستاووس نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ ایک مطلق العنان بادشاہ کا باغیون کی تائید کرنا بے جوڑ سا کام ہے۔ اُس نے لکھا ہے کہ امریکا کی نو آبادیوں کی مثال کی تقلید پر بہت سے لوگ آمادہ ہو جائینگے خصوصاً اس زمانے میں جیسا کہ ہر قسم کے اقتدار کو زیر و زبر کر دینا ایک رسم ہو گیا ہے۔[1]

امریکا کی آزادی کی جنگ سے مغربی یورپ کی قوموں کو تو نقصان پہونچا مگر روس اور آسٹریا فائدے میں رہے۔ میریا تھیریسا نے ۲۹ر ستمبر ۱۷۸۰ء کو انتقال کیا اور جوزف ثانی اب اُسکی فرماں برداری سے آزاد ہو گیا۔ کیتھرین ثانی بھی پرشیا (صفحہ ۲۵۵) کے اتحاد سے تھک گئی تھی اور چونکہ فرانس یا انگلستان کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا اس لیے اس نے کریمیا کے الحاق کا قصد کر لیا۔ مئی ۱۷۸۰ء میں زارنیا اور جوزیف نے موہی لیو میں ملاقات کی جس سے ورژان کو روس کی روز افزوں قوت اور اُسکے منصوبے کی طرف سے اندیشہ ہو گیا جو بالکل واقعی تھا۔ اسی وجہ سے اُس نے صلحنامہ ورسالز کی ترتیب میں عجلت کی اور انگلستان سے کوئی سخت مطالبہ نہیں کیا تاکہ مشرقی یورپ میں روس کی حکمت عملی کے دفیعے کے لیے انگلستان کی معاونت حاصل کرے۔

---

[1] Nisbet Bain, Gustavos III and Hiscon temporaries, Vol 1, P. 209.

صفحہ ۳۵۶

باب سیزدہم

کیتھرین ثانی و جوزیف ثانی

۱۷۸۳ء تا ۱۷۸۹ء

روس اور آسٹریا کا اتحاد۔ جوزیف ثانی کی اصلاحیں یبریا تھریسا کی اصلاحیں۔ جوزیف کی انتظامی اصلاحیں۔ تجارتی اصلاحیں۔ عدالتی اصلاحیں۔ مذہبی اصلاحیں۔ اصلاحوں پر تبصرہ۔ آسٹروی نیدرلینڈ میں اصلاحوں کے عمل میں آنے کے بعد بغاوت ۱۷۸۷ء جوزیف ثانی کی خارجی حکمت عملی کے مقاصد۔ آسٹریا کا اثر اطالیہ میں۔ جوزیف ثانی اور کیتھرین ثانی کے مابین معاہدہ ۱۷۸۱ء۔ پانن کا زوال اور روس اور پرشیا کے اتحاد کا خاتمہ ٹرکی کی تقسیم کی تجویزیں۔ کری میا کا الحاق۔ انگلستان اور فرانس کا طرز عمل۔ صلح نامۂ قسطنطنیہ ۱۷۸۴ء۔ ہالینڈ کی حالت، جوزف ثانی کی نیدرلینڈ میں زیادتیاں۔ صلح نامۂ فون تین بلو ۱۷۸۵ء۔ فرانس اور ہالینڈ کا اتحاد ۱۷۸۵ء۔ جوزف ثانی کی تدبیریں باویریا کے متعلق ۱۷۸۵ء۔ فریڈرک اعظم اور "اتحاد حکمرانان"۔ فریڈرک اعظم کا انتقال ۱۷۸۶ء۔ فریڈرک ولیم دوم اور ہالینڈ۔ ورژان کا انتقال ۱۷۸۶ء۔ انگلستان اور فرانس کے مابین تجارتی معاہدہ ۱۷۸۶ء۔ مون موربن ورژان کا جانشین ہوتا ہے۔ ۱۷۸۸ء کا اتحاد ثلثہ۔ کیتھرین ثانی اور جوزف ثانی کا سفر کری میا کو ۱۷۸۷ء۔ روس اور ٹرکی کی جنگ۔ جوزف ثانی کا ٹرکی کے خلاف میں اعلان جنگ۔ اوچاکو پر قبضہ سویڈن روس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ اہل ڈین مارک کا حملہ سویڈن پر۔ اتحاد ثلثہ کی مداخلت سویڈن میں انقلاب۔ روس اور ٹرکی کی جنگ کا جاری رہنا۔ آسٹروی نیدرلینڈ میں انقلابی تحریک


پولینڈ کی پہلی تقسیم
(۱۷۷۲ء)
روس
پرشیا
آسٹریا
بالٹک
سویڈن
انگرمین لینڈ
اسٹھونیا
لیوونیا
کورلینڈ
پولینڈ
مغربی پرشیا
سلیشیا
والہنیا
پوڈولیا
گلیشیا
ہنگری
سلوانیا
ولیشیا
بلغاریہ
سرویا
بوسنیا
صوفیہ
ماٹنی نیگرو
ٹرکی
بحیرۂ اسود
روسی
کیو
انگورا

تحریکیں ۱۷۸۹ء میں پرشیا کی خارجی حکمت عملی۔ جوزف ثانی کا انتقال۔ اسکا عہد حکومت کس حد تک ناکام ثابت ہوا۔ پرشیا کا مخالفانہ طرز عمل۔ ہرٹز برگ کی تجویزیں۔ ری خین باخ کا معاہدہ۔ لیوپولڈ دوم اور اقتدار شہنشاہی کا دوبارہ قائم ہونا سسٹووا کی مصالحت۔ وی ری لا اور جاسی کے معاہدے۔ انقلاب فرانسیسی کے قبل یورپ کی حالت۔

آسٹریا اور روس کا اتحاد

مُوہی لیو میں شہنشاہ اور زارینا کی ملاقات کے بعد شہنشاہ نے سینٹ پیٹرس برگ کا سفر کیا اور روس اور آسٹریا کے درباروں میں دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ فریڈرک اعظم نے اپنے بھتیجے پرنس ہنری کو کیتھرین کے ساتھ اپنے دیرینہ تعلقات کو قائم رکھنے کے لیے بھیجا مگر اس کی کوششیں بے سود ثابت ہوئیں اور شہنشاہ کی خیرخواہ ہونے کے ثبوت میں اُس نے اپنے اثر سے ڈیوک اعظم میک سی می لین کو منسٹر کا (Coadjutor.) جوزف کے وائنا آنے کے چند روز بعد میریا تھریسا نے ۲۹ر نومبر ۱۷۸۰ء کو انتقال کیا جس سے جوزف کو اپنی اصلاحی تجویزوں کو عمل میں لانے کی آزادی حاصل ہو گئی۔[1] صفحہ ۳۵۷

جوزف ثانی کی اصلاحیں

یہ بادشاہ جو آسٹریا کے ممالک محروسہ میں وسیع اصلاحات کے عمل میں لانے کیلیے کوشاں تھا عجیب و غریب خصائل رکھتا تھا۔ یورپ کے عام حکمرانوں سے قابلیت میں وہ کہیں زیادہ تھا اور انصاف کا شیدا تھا' اس لیے اس صدی کے روشن خیال مصلحوں میں اُس کے حالات سب سے زیادہ دلچسپ ہیں اپنی ماں کے انتقال کے بعد سے اُسے زیادہ تر شہنشاہی معاملات میں انہماک تھا اور وہ وٹیزلر کی مجلس شہنشاہی اور وائنا کی آلک کونسل (Aulic Council) کی اصلاح کے لیے کوشاں تھا۔ مگر ان کوششوں اور باویریا کے الحاق میں ناکام رہنے کی وجہ سے وہ ادارات شہنشاہی سے متنفر ہو گیا اور ۱۷۸۰ء سے وہ خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات کی اصلاح میں مشغول ہو گیا۔ خارجی اور داخلی معاملات میں اسکی حکمت عملی بلحاظ تخیل اکثر مدبرانہ ہوتی تھی مگر ناسمجھی اور بے صبری کی وجہ سے اکثر اس میں خرابی پڑ جاتی تھی اور یہ حالت اس کی تا دم مرگ تھی وہ اپنے

---

[1] Paganel, Histoire de Joseph II, P. 332.

کندھوں پر ایسے بارگراں لیتا تھا جن کا بوجھ قوت انسانی برداشت نہ کر سکتی تھی اسلئے اسکا عہد حکومت ایک ایسے بادشاہ کا طویل اور دردناک قصہ ہے جس کی نیک نیتی میں کوئی شک نہیں مگر جو اپنی اکثر کوششوں میں ناکام رہا۔" اٹھارھویں صدی کے تخیلات اس کی رگ و پے میں سرایت کر گئے تھے اور اپنی رعایا کی بہتری کے لیے وہ وسیع اور محیرانہ اصلاحوں کو عمل میں لانے پر آمادہ تھا۔ داخلی معاملات سے متعلق اس کا خیال یہ تھا کہ "وہ اپنے مختلف مقبوضات کو باہم دیگر ضم کر کے ایک زبردست سلطنت بنادے جملہ مراعات اور خاص حقوق کو موقوف کر دے، قومی حدود کو کالعدم کر کے اپنی تمام شہنشاہیت کو انتظامی حلقوں میں تقسیم کر دے، تمام قوموں کا باہم دیگر امتزاج کرادے قوانین کا ایک دستور العمل بنائے جس کے سب خاص و عام پابند ہوں، عامہ قوم کو قانوناً اپنے سابق آقاؤں (امرا) کے مساوی کر دے اور اپنی مطلق العنان حکومت کے تحت میں جمہوری مساوات اور سادگی کو قائم کرے"[1] صفحہ ۳۵۸

یہ انتہائی تغیرات انقلابی حیثیت رکھتے تھے مگر جوزف نے انکو عمل میں لانے میں حد درجہ عجلت کی اور بلا لحاظ اپنی رعایا کے احساسات اور روایات کے جن کے نفع کی غرض سے یہ تغیرات ہونے والے تھے اس نے اپنے مقبوضات کے نظام حکومت ضابطۂ قانونی، وضع قوانین اور تعلیمی اور مذہبی معاملات کو متبدل کرنے کا قصد کرلیا" فریڈرک اعظم کو عملی تدبیر کا ہمیشہ خیال رہتا تھا مگر برخلاف اس کے جوزف اٹھارھویں صدی کے جدید تخیلات پر عمل کرنے میں سیاسی مصالح تک کا خیال نہ رکھتا تھا۔ شہنشاہ جوزف نیک نیت، محیر اور پاکباز تھا مگر اس کے خصائل میں تعمق مطلق نہ تھا۔ اس کی اولالعزمیاں قابل ستائش تھیں مگر وہ اپنی قوت کا کافی اندازہ نہ کرسکتا تھا۔ اسکی تادم مرگ یہ آرزو تھی کہ فریڈرک اعظم کے قدم بہ قدم چلے بلکہ اس سے بڑھ جائے اور اس خیال کا اثر اس کے تمام افعال پر تھا۔ اس کی تعلیم باضابطہ نہوئی تھی اس لیے اس کے دماغ میں فرانسیسی فلسفیوں کے تخیلات کا گہرا اثر ہو گیا تھا۔ ۱۷۸۱ء میں اس نے خود لکھا تھا کہ "جب سے میں تخت نشین ہوا ہوں فلسفہ میری

---

[1] Herman Merivale, Histore Cal Studies P. 12.

سلطنت کا واضع قوانین ہو گیا ہے۔ اٹھارھویں صدی کے تخیلات سے متاثر ہونے اور فریڈرک اعظم کی متابعت میں ایک منتظم مرکزی سلطنت کے قیام کی خواہش رکھنے کی وجہ سے جوزف نے کوشش کی کہ پانچ سال کے عرصے میں آسٹریا کے اندرونی معاملات سے تمام بیرونی قوتوں کے اثر کو زائل کرا دے، جن میں کلیسۂ روما بھی شامل تھا اور اپنی سلطنت کے مختلف حصوں میں تمام قدیم ادارات اور رسوم کو موقوف کرا دے اس نے انتظامی، عدالتی، مذہبی اور معاشی اصلاحیں وقت واحد میں شروع کر دیں اور تاریخ، روایات اور قومیت کا مطلق خیال نہ کیا۔ اس کی اصلاحات اسی نوعیت کی تھیں جن پر چند برسوں کے بعد فرانس کی مجلس قومی نے عمل کیا اور اس نے وحدت پیدا کرنے کی غرض سے ان تمام موانع اور رکاوٹوں کا صفایا کر دینے کی کوشش کی جو اس کے اغراض کے حصول میں حائل تھیں مگر انقلاب پسندان فرانس کے برخلاف اسکی سلطنت میں مختلف النسل اقوام آباد تھیں اور مختلف مقبوضات میں ذرائع اتحاد صرف دو تھے ایک تو حکومت شاہی اور دوسرا کلیسیہ کا اثر فان سائبل نے لکھا ہے کہ "جوزف کا قصد تھا کہ آسٹریا کی سرحدوں کو ہموار کر دے اور اگر ممکن ہو تو انھیں وسعت دے تاکہ آسٹریا یورپ کی سلطنتوں میں سر برآوردہ ہو جائے اس لیے وہ ہمیشہ اپنے ہمسایوں اپنی رعایا اور اپنے ملک کے ذی اقتدار طبقات پر دست درازیاں کرتا رہتا تھا[1] صفحہ ۳۵۹

گیالے شیا اور لوم بارڈی میں جوزف کی حیثیت ایک فاتح کی تھی جو اپنا اقتدار ایک ایسی قوم پر جمانا چاہتا تھا جو اس سے بیزار تھی، ہنگری میں امرا کی ذی اقتدار جماعت اس کی مخالف تھی نیدرلینڈ میں متعدد حکومت خود اختیاری رکھنے والی جماعتوں کے وجود کی وجہ سے اس کا اثر قائم نہ ہو سکتا تھا، بوہیمیا اور موریویا کے لوگ اسے غیر ملکی سمجھتے تھے اور ٹائرول میں بھی کسانوں کی ایک آزادی پسند گو وفادار جماعت کا وجود اس کے اقتدار کے قیام میں مانع تھا۔

جوزف کی سرگرم کوشش کرنیوالی اصلاح کا کام پہلے ہی سے شروع کر دیا تھا اور

---

[1] ہینرخ فان سائبل، انقلاب فرانس کی تاریخ جلد اول صفحہ ۱۸۶ از ترجمۂ انگریزی۔

اُس نے متعدد قدیم رسوم کو موقوف کردیا تھا اور صوبجات کی مجالس (Diet)

میریا تھیری سا کی اصلاحیں

کے خاص حقوق کو کالعدم کردیا تھا۔ بالواسطہ محاصل عائد کرنیکا حق ان سے لے لیا گیا اور صوبجات کی انتظامی نگرانی خاص حکام کے سپرد کردی گئی جو وائنا سے بھیجے جاتے تھے۔ اس لیئے اُن کا فریضہ اب صرف یہ رہگیا تھا کہ حکومت جن محاصل کا مطالبہ کرے اُن کی منظوری دیدیں اور یہ محاصل وائنا کے خزانۂ شاہی میں جمع کیے جاتے تھے قدیم مقامی عدالتوں کے بجائے عدالتی حکام مقرر کیے گئے جن کا مستقر وائنا میں تھا۔ جوزف بھی اس طرز عمل کا مؤید

جوزف کی انتظامی اصلاحیں

تھا جو چاہتا تھا کہ شہروں کی مراعات کو بھی کالعدم کردے اور انھیں شہنشاہی حکام (Bailiffs) کے تحت میں کردے[1]

باوجود ان مشکلوں کے جوزف نے اُن مختلف عناصر سے ایک متحد سلطنت بنانے کی مردانہ کوشش کی۔ بوہے میا، مورے دیا، گیالے شیا اور ہنگری میں اُس نے غلامی کی رسم موقوف کرادی اور کسانوں کو اراضی پر قبضہ دلاکر زمینوں پر معقول لگان لگادیا اُس نے مجالس صوبجات (Diets) کے باقی ماندہ حقوق کو بھی نیست ونابود کردیا اور بندوبست اراضی کے قوانین میں بھی اُس نے مزید اصلاحیں کیں آسٹریا کے مقبوضات کو اُس نے ایک سلطنت واحد میں متحد کرکے تیرہ ضلعوں میں تقسیم کردیا جو حسب ذیل تھے (۱) گیالے شیا (۲) بوہے میا (۳) مورے ویا (۴) نشیبی آسٹریا (۵) آسٹریا خاص (اسٹائی ریا، کارن تھیا، کارینولا (۶) ٹائی رول (۷) ٹرین سل وے نیا (۸) سوابے بیا کے آسٹروی مقبوضات (۹) ہنگری (۱۰) کروشیا (۱۱) لوم بارڈی (۱۲) آسٹروی نیدرلینڈ (۱۳) اضلاع گورزوگراڈسکا بشمول ٹری ایسٹ یہ اضلاع حلقوں میں منقسم تھے جن میں سے ہر ایک کا حاکم ایک (Kreishauptmann) تھا۔

جوزف کا مقصود یہ تھا کہ ہم اپنی سلطنت کی مختلف اقوام کو ایک دوسرے

[1] ۔ دیکھو ضمیمہ (الف)

ملا کر ایک قوم بنا دیں اور صرف جرمنی زبان تمام ملک میں تسلیم کی جائے۔ مجالس (Diets) کے جلسوں کا انعقاد بند کر دیا گیا اور شاہی شہروں کی مراعات مسدود کر دی گئیں۔ اپنی سلطنت کو دولت مند بنانے کے لیے جوزف نے تجارت کو ترقی دینے کی بھی کوشش کی۔ محاصل میں ترمیم کرنے کی غرض سے دو کمیشن مقرر کیے گئے اور امیروں اور پادریوں کو جو استثناءات حاصل تھے وہ موقوف کر دیے گئے۔ شیلٹ ندی کو آسٹریا کی تجارت کے لیے کھولنے کے واسطے جو تدبیریں اس نے کیں وہ مشہور ہیں۔ نئی سڑکیں بنوائی گئیں اور پرانی سڑکوں کی مرمت کی گئی اور ٹری ایسٹ کے سابق گورنر زن زین ڈورف کی امداد سے آسٹریا کی تجارت کو بہت کچھ ترقی دی گئی۔ بحیرۂ ایڈریاٹک کے ساحل کی بندرگاہوں خصوصاً فیوم کو ترقی دی گئی، شہنشاہ مراکش، ترکی اور روس کے ساتھ دوستانہ تعلقات کے معاہدے کیے گئے۔ بحیرۂ روم میں آسٹریا کی تجارت کو وسعت دی گئی، چین اور ہندوستان میں تجارتی کوٹھیاں قائم کی گئیں اور وائنا میں مصنوعات کے کارخانے کھولے گئے۔ اگست ۱۷۸۴ء میں ملکی مصنوعات کو بیرونی مسابقت سے محفوظ رکھنے کے لیے قوانین نافذ کیے گئے مگر ان پر نپولین کی سی سختی کے ساتھ عمل کیا گیا جس سے آسٹریا کی تجارت کو سخت نقصان پہونچا۔[1]

صفحہ ۳۶۱ جوزف نے عدالتوں اور وضع قوانین کے متعلق میریا تھیری سا کی اصلاحوں کو جاری رکھا اور دونوں سررشتوں کو ترقی دی۔ اس کے دیوانی و فوجداری دستور العمل

عدالتی اصلاحیں۔ اس زمانے کے خیالات کے ہم آہنگ تھے اور ان سے آسٹریا کو بہت نفع پہونچا۔ سزائے موت بغاوت کے لیے مخصوص کر دی گئی اور ملزموں کی ایذا دہی کا طریقہ مسدود کر دیا گیا۔ عدالت العالیہ کے تحت میں وائنا، پریگ، کلاگین فرتھ، فرائی برگ (بریس گو)، برن اور لیم برگ میں چھ عدالتیں مرافعہ کی قائم کی گئیں۔ مذہبی معاملات میں بھی اس نے کچھ کم سرگرمی نہیں دکھائی جیسوائٹ میریا تھیری سا ہی کے زمانے میں مردود ہو چکے تھے اور جوزف اور اس کے

---

[1] Wolfe und Zwiedeneck-Sudonhorst, Oesterreich unter Marie Theresia, Joseph II, und Leopold II (Oncken Sories) P. 293.

مذہبی اصلاحیں

بھائی لیوپولڈ دونوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کلیسائی خدمات جانسینی عقائد رکھنے والے اشخاص کو دیا کرتے تھے۔ ۱۳ر اکتوبر ۱۷۸۱ء کو اس نے فرمان رواداری صادر کیا جو آسٹریا کی مذہبی آزادی کا منشور اعظم" خیال کیا جاتا ہے۔ اس فرمان سے کاتھولیک پادریوں کی تبلیغی کوششیں رک گئیں جن کی انھیں میریا تھیریسا کے عہد حکومت میں پوری آزادی تھی' پراٹسٹینٹ فرقے کو مدرسے اور گرجے بنانے اور بعض دوسرے فرقوں کو جائداد پیدا کرنے کی اجازت ہوگئی اور یہودیوں کی حالت بھی کچھ بہتر ہوگئی۔ اس کے علاوہ غالب مذہبی جماعت (کاتھولیکی) کی قوت زائل ہوگئی' پوپ کے مذہبی تفوق کے مقابلے میں اسقفوں کی آزادی کے تخیل کو فروغ دیا گیا اور ڈی سی ڈنٹ فرقے کی آزادی قانوناً تسلیم کرلی گئی۔

اس اصلاح کے نتائج قابل قدر تھے مگر جوزف کے ہر فعل میں مطلق العنانی کی ایک خفیف سی جھلک ہوتی تھی جس سے اُن میں کچھ خرابی پیدا ہو جایا کرتی تھی بوہے میا میں موحدوں کا ایک فرقہ پیدا ہوگیا تھا' ان کے خلاف میں جوزف نے ایک قانون جاری کرکے انھیں فرمان رواداری سے مستثنےٰ کردیا اور حکم دیا جو لوگ توحید کے عقائد کا علانیہ اظہار کریں انھیں فوراً سزا دی جائے۔ اُس کی حکومت نے یہودیوں کی بعض رسوم میں بھی دست اندازی کی جس سے شہنشاہ کی انکی حالت کو بہتر کرنے اور انکی آرزوؤں کو پوری کرنے کی کوشش میں بٹہ لگ گیا۔

اُن اصلاحات سے کلیسئہ کاتولیکی کی بیخ کنی ہو رہی تھی اور اس کے علاوہ جو پادری جوزف کی تائید پر تھے وہ تبلیغ کر رہے تھے کہ "سینٹ پیٹر کے جانشین کو دنیاوی حکومت سے کوئی سروکار نہیں۔ ان باتوں سے خائف ہوکر پوپ پائس ششم صفحہ ۳۶۲
بہ نفس نفیس وائنا میں آیا تاکہ شہنشاہ کو ہموار کرے' اُس کے وردو سے کاتولیکوں کی ہمت افزائی ہوا اور آسٹریا میں کلیسئہ کاتولیکی جن خطروں میں پھنسا ہوا تھا وہ دفع ہوجائیں۔ آسٹریا کے پادریوں پر پوپ کی نگرانی جس حد تک تھی وہ سختی کے ساتھ محدود کردی گئی تھی اور آسٹریا کی مذہبی جماعتوں اور روما میں ان کے افسران اعلیٰ کے درمیان جو تعلقات تھے وہ منقطع کردیے گئے۔ جوزف نے علانیہ یہ خیال کردیا تھا کہ وہ اپنی رعایا پر پوپ کے اثر کو کالعدم کرنا' کلیسیہ کو سلطنت کا تابع فرمان بنانا اور

عوام کو پادریوں کے پنجے سے نکالنا چاہتا ہے۔

پوپ پائس ششم کے ورود سے عوام میں بہت جوش پھیل گیا۔ مگر جوزف ثانی نے اُس کے ساتھ گفت وشنید کرنے سے انکار کردیا اور کانٹز کا برتاؤ اُس کے ساتھ حقارت آمیز تھا۔ گو پوپ کو آسٹریا آنے سے کوئی فوری کامیابی نہ ہوئی مگر اسکے ورود کی وجہ سے جنوبی جرمنی میں ایک احیائے مذہبی وجود میں آیا جس کا زور روز بروز بڑھتا گیا اور جسے جوزف روک نہ سکا۔

۱۷۸۱ء، ۱۷۸۴ء اور ۱۷۸۵ء میں فرامین نافذ کیے گئے جن کی رو سے اسقفوں کو پوپ کے پاس مرافعہ کرنے اور فرامین پاپائی کو بغیر شہنشاہ کی اجازت کے شائع کرنے سے روک دیا گیا اور راہبوں کی تمام جماعتوں کو غیر ملکی اثر سے آزاد کرادیا گیا۔ اس کے علاوہ یہ احکام بھی نافذ کیے گئے کہ دو فرامین پاپائی (Incaena Domini) اور Unigenitus کی تعلیم نہ دی جائے جن میں پوپ کے اقتدارات میں تشریح کی گئی تھی، پوپ کے دربار کو روپیہ نہ بھیجا جائے، کوئی شخص روما کے جرمنی کالج میں تعلیم نہ پائے اور پوپ کے دیے ہوئے خطاب تسلیم نہ کیے جائیں۔ جوزف نے اس کے بعد خانقاہوں کی خبر لی۔ اولاً اُس نے راہبوں کی چھ سو جماعتوں کو منتشر کردیا اُس کا خیال تھا کہ چونکہ یہ لوگ صرف عبادت اور مراقبے میں مصروف رہتے ہیں اس لیے ان کے وجود سے ملک کو کوئی عملی نفع نہیں۔ بہت سی مردانہ اور زنانہ خانقاہیں بند کردی گئیں اور راہبوں کی تعداد گھٹا کر دو ہزار کردی گئی۔ ضبط شدہ خانقاہوں کی آمدنی کار خیر میں لگادی گئی۔ راہبوں کی جو جماعتیں اس دست برد سے بچ گئیں، اُن کی
صفحہ ۳۶۳ سخت نگرانی ہونے لگی اور انھیں مجبور کیا کہ جزوی مذہبی معاملات میں بھی شہنشاہ کے احکام کی پابندی کریں۔ ان کارروائیوں سے جوزف نے نہ صرف جماعات اور پادریوں کو اپنا مخالف بنالیا بلکہ تمام قوم کو بھی جو مذہبی جلوسوں اور زیارتوں میں اُس کی دخل دہانی کی وجہ سے ناراض ہوگئی تھی۔

اصلاحات پر تبصرہ

ان اصلاحوں میں اکثر ایسی تھیں جن سے مفید نتائج مترتب ہوئے اور شہنشاہ کے انتقال کے بعد بھی انکا اثر باقی رہا۔ شہنشاہ کے تمام مقبوضات میں بہ استثنائے آسٹریا خاص، نیدرلینڈ و ٹائی رول کسانوں کی

حالت نیم غلامی کی تھی' اس طریقے کے مسدود ہو جانے سے بہت نفع ہوا' ناقابل انتقال اراضی قابل انتقال کر دی گئی' عدالتی انتظامات شاہی عہدہ داروں کے سپرد ہو جانے اور وائنا میں عدالت العالیہ کے قیام سے مرافعہ کی سہولت ہو جانے سے امرا کے اقتدار میں بہت کچھ فرق آگیا تھا۔ مگر جوزف اپنی رعایا کے قومی جذبات کا مطلق پاس نہ کرتا تھا جس سے اُس کی بہترین اصلاحی تجویزیں بے کار ہو جایا کرتی تھیں۔ بوہے میا اور کروشیا کی عدالتوں میں جرمن زبان کی ترویج کو وہاں کے باشندوں نے سخت ناپسند کیا۔ ہنگری میں اپنی تاج پوشی کی رسم ادا کرنے سے اس نے انکار کر دیا اور ہنگری کے شاہی جواہرات اور تاج کو اُس نے پراگ سے منتقل کر دیا جس سے اسکی ہنگری کی رعایا بدظن ہو گئی۔ مجالس صوبجات کو بند کر دینا بھی ایک سخت غلطی تھی اور قوم' مذہب اور زبان کے اختلافات کے مٹانے میں بھی کبھی کامیابی کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ عدالتوں میں تمام رعایا کے حقوق کو مساوی کر دینے سے ان لوگوں کی اشک شوئی نہ ہو سکتی تھی جن کی قومی زبان کے بجائے جرمنی زبان کی ترویج ہو رہی تھی اور جو اپنی مذہبی رسوم اور طریقہائے عبادت کے مسدود کر دیے جانے سے ناخوش تھے۔

کلیسیہ کے متعلق اس کا طرز عمل دانشمندی کے خلاف تھا۔ آسٹریا کی سلطنت مختلف عناصر کے اجزاء پر مشتمل تھی جن میں ذریعۂ اتحاد صرف کلیسیہ کا اثر تھا۔ کلیسیہ کی امداد کے سوا جوزف ثانی کے پاس ان مختلف اقوام کو ہموار رکھنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا جن پر وہ حکمراں تھا اور رفتہ رفتہ احکام شہنشاہی کی تعمیل کرانا ناممکن ہو گیا۔ پوپ کے طرفداروں کی جماعت کا سرغنہ کارڈنل مگ رازی اسقف اعظم وائنا تھا اُس کے خیالات کی آواز بازگشت دور دراز نیدرلینڈ سے بھی نکلی جہاں لووین کی جامعہ نے اعلان کر دیا کہ "رواداری اختلافات کی مورث ہے"۔ صفحہ ۴۳۶

آسٹروی نیدرلینڈ میں اصلاحیں اور انکے سبب بغاوت ۱۷۸۷ء۔

۱۷۸۷ء میں جوزف نے احکام نافذ کیے جن کی رو سے نیدرلینڈ حکومت آسٹروی کا ایک صوبہ قرار دیا گیا اور اسکو نو حلقوں میں تقسیم کیا گیا جو ایک ایک (Intendant) کے تحت میں تھے۔ یہ حلقے اضلاع میں تقسیم کیے گئے تھے

جن میں سے ہر ایک حکام مذکورۂ بالا کے مقرر کئے ہوئے کمشنروں کے تحت میں تھے، قدیم عدالتیں بھی بند کردی گئیں اور جدید عدالتیں قایم کی گئیں جنکی کارروائیاں نئے عنوان پر ہوتی تھیں۔

منشوروں کی اس صریح خلاف ورزی سے عام ناراضی پھیل گئی اور باراباں کے ضلع میں ایک وکیل وین ڈرنوٹ کی سرکردگی میں مخالفت شروع ہوگئی۔ آسٹروی نیدرلینڈ کے باشندے مسلح ہوگئے اور ان سے بعض نے امریکا کی متابعت میں ایک جمہوریہ قایم کرکے فرانس سے امداد کی درخواست کرنے کا قصد کیا۔ جوزیف کو معلوم تھا کہ یہ مخالفت قومی جذبات کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ فرانس کی سازش سے پیدا ہوئی ہے مگر وہ درگزر کرنے پر مجبور ہوا اور ۱۷۸۷ء کے موسم سرما کے فرامین کو اس نے منسوخ کردیا مگر جب اسے ورژان کے انتقال کے بعد معلوم ہوا کہ فرانس مالی مشکلات کی وجہ سے غیر جانب داری پر مجبور ہے تو اس نے حماقت سے کلیسہ کے متعلق فرامین کو پھر جاری کردیا اور تمام ملک میں فوجیں ڈال دیں۔ ۱۷۸۸ء میں باراباں اور ہینول کی مجالس نے امدادی رقوم کے دینے سے انکار کردیا۔ جنوری ۱۷۸۹ء میں باراباں کی مجلس (Estates) مسدود کردی گئی اور جون میں باراباں کا دستور بھی منسوخ کردیا گیا نومبر میں اس ملک کے بہت سے لوگ ترک وطن کرکے ہالینڈ چلے گئے۔ اس کے بعد انقلاب جس کی وجہ سے آسٹریا کی فوجوں نے سوائے لگ زیم برگ اور یم برگ کے تمام ملک کو خالی کردیا۔ باغی صوبجات نے اپنی آزادی کا اعلان کردیا اور ۱۰ر جنوری ۱۷۹۰ء کو ایک جمہوریہ (Federal Republic) قایم کرلی۔

پائس ششم کے وائینا میں آنے کے بعد سے جوزیف کی ہر ایک کارروائی کی مخالفت ہونے لگی جسکی وجہ سے وہ بے صبر اور درشت مزاج ہوگیا اور ہر شخص پر شبہ کرنے لگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۷۸۷ء کی جنگ ٹرکی میں اس نے روس کی معاونت اس وجہ سے کی کہ وہ اپنی سلطنت میں مرکزی حکومت قایم کرنے اور اصلاحات کے عمل میں لانے سے مایوس ہوگیا تھا۔

جوزیف ثانی کی اکثر اصلاحی تجویزوں کی ناکامی کی اصل وجہ یہ تھی کہ اندرونی

اصلاحات کے ساتھ ساتھ وہ خارجی حکمت عملی کی دور رس تجویزوں کو عمل میں لانے میں مصروف رہتا تھا۔ اس کی حکمت عملی کی غایت یہ تھی کہ خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات کو مستحکم کر دے اور جرمنی میں اُس کے تفوق کو بحال کرادے۔ اس حکمت عملی کی کامیابی کے لئے سائی لے شیا کو واپس لینا اور خاندان ہوہین زوارن کو ذلیل کرنا ضروری تھا۔ یہ بھی ضرور تھا کہ یورپ کے جنوب اور مشرق میں آسٹریا کے مقبوضات مستحکم ہو جائیں اور اس غرض سے وہ چاہتا تھا کہ وینس اور اس کے اطالوی مقبوضات آسٹریا ڈل ماشیا والے شیا (الوتا تک) وڈن اور سوا بلغراد جوس نیا ہرزگو وینیا جبل اسود اور سرویا کے ایک حصے پر قبضہ کرے۔ نیدرلینڈ کے دور و دراز صوبہ کی حفاظت اس سے ممکن نہ تھی اس لئے وہ اُس کو باویریا سے بدل لینے کی تدبیروں میں برابر مشغول تھا کیونکہ جرمنی میں آسٹریا کا اثر صرف اسی صورت میں قایم رہ سکتا تھا کہ باویریا اس کے قبضے میں رہے۔

ان وسیع تدبیروں کی نوعیت ایسی تھی کہ فرانس اور پرشیا ضرور انکی مخالفت کرتے مگر بعض حالات ایسے پیدا ہو گئے تھے جن کی وجہ سے فرانس غیر جانب داری پر مجبور تھا اور جوزیف کو اپنی تدبیریں عمل میں لانے میں ایک حد تک کامیابی ہوئی میریا تھرسیا فرانسیسی اتحاد کی دلدادہ تھی مگر جوزف ثانی کو اُس سے نفرت تھی اور ۱۷۷۷ء میں پیرس جانے سے اُس کے خیالات اس بارے میں اور بھی قوی ہو گئے[1]

اپنی ماں کے انتقال کے بعد اس کا رجحان زیادہ تر یہ تھا کہ روس سے اپنے تعلقات کو مستحکم کرے اور جب ۱۷۸۴ء میں اُسے نیدرلینڈ میں ناکامی ہوئی اور ۱۷۸۵ء میں باویریا میں تو جوزیف نے دیدہ و دانستہ ایک ایسا طرز عمل اختیار کیا جو جنوبی و مشرقی یورپ میں آسٹریا کی اغراض کے لئے حد درجہ خطرناک تھا یعنی اُس نے ٹرکی کی قطع و برید میں روس کی معاونت کرنے کا قصد کر لیا۔ جوزیف کو اس امر کا احساس نہ تھا کہ آسٹریا کی حقیقی حکمت عملی یہ ہونی چاہئے کہ روس کو ٹرکی سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے روکے اور سائی لے شیا کے نقصان پر صبر کر کے اور پرشیا سے

(1) Arneth Maria Theresia and Joseph II vol 11 P. 132.

متحد ہو کر مغرب کی طرف روس کی زبردست سلاوسلطنت کی پیش قدمی کو روکے مگر جوزیف کے انتقال سے آسٹریا کے مدبروں پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ مشرق میں روس اور آسٹریا کی اغراض متضاد ہیں اور اس لئے انھوں نے زاران روس کے روز افزوں اثر کو روکنے کے لئے تدبیریں شروع کر دیں۔ جوزیف ثانی نے ٹیشن خین کے معاہدے کو طوعاً و کرہاً تسلیم کر لیا تھا لیکن امریکا کی جنگ کے جاری رہنے، انگلستان اور ہالینڈ سے جنگ چھڑ جانے، فریڈرک اعظم کی پیرانہ سالی کیتھرین اعظم کے کریمیا کے معاملات میں مشغول ہونے اور اطالیہ میں خاندان، ہیپس برگ کے اثر کے غالب ہونے کی وجہ سے جوزیف کو اپنی ان تجویزوں کو عمل میں لانے کا اچھا موقع ملگیا جو اس کے دل سے لگی ہوئی تھیں۔ جزیرہ نمائے اطالیہ پر آسٹروی بالکل چھائے ہوئے تھے۔ ڈیوک اعظم لیوپولڈ ٹسکنی میں حکمران تھا، جوزیف کے ایک دوسرے بھائی لیوپولڈ کی شادی موڈینا کی رئیسہ سے ہوئی تھی جوزیف کی ایک بہن کی

اطالیہ میں آسٹریا کا اثر

شادی پارما کے ڈیوک سے ہوئی تھی اور ایک (کیرولین) کی فرڈی ننڈ شاہ نیپلز سے۔ لیکن ۱۸۱۵ء میں جا کے جوزیف کی تدبیریں بار آور ہوئیں جب کہ میٹرنخ نے وینس کو آسٹریا سے ملحق کرا دیا۔

ٹیشن خین کی گفت و شنید میں کیتھرین ثانی نے جو نمایاں شرکت کی تھی۔ اُسکو جوزیف نے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا تھا اور ورژان کا طرز عمل اُسے سخت ناگوار ہوا تھا اس لئے اُس نے قصد کر لیا کہ فرانس سے علیحدگی اختیار کر کے آسٹریا کی خارجی حکمت عملی کی روایات میں ترمیم کر دے جون ۱۷۸۱ء میں کیتھرین اور شہنشاہ کی دوستی نے پختہ ہو کر ایک گہرے اتحاد کی صورت اختیار کر لی یہ معاہدہ جو ایک مراسلے کی شکل میں تھا بظاہر مدافعانہ تھا اور اسکی رو سے دونوں دولتوں نے[1] ایک دوسرے کے مقبوضات کی کفالت کی اور یہ طے ہوا کہ جب

صلحنامہ مابین کیتھرین ثانی و جوزیف ثانی ۱۷۸۱ء

دونوں میں سے کسی کو امداد کی ضرورت ہو تو ایک دوسرے کی تائید کریں[2]۔ اسکے علاوہ اگر

(1) Arneth Joseph II and Catherine von Russlana

Diaries and Correspondence of the Earl of Malmesbury

H. 426 Paganel, Histoire de Joseph H P. 401

باب عالی جنگ کا اعلان کرے کے روس کے ملک پر حملہ آور ہو تو جوزیف کیتھرین کی مدد کی غرض سے روانہ ہو گا۔ آسٹریا کی اس امداد اور ٹرکی کے متعلق روس کی کارروائیوں سے چشم پوشی کرنے کے صلہ میں جوزیف کو امید تھی کہ باویریا کے الحاق میں روس اس کی امداد پر مجبور ہو گا۔ کیتھرین اس وقت مسئلہ ٹرکی میں ہمہ تن مشغول تھی اور ایک یونانی شہنشاہت کے قیام کی تدبیریں کر رہی تھی جو روس کی دست نگر ہو۔ گو عالم مسیحی میں مدت سے یہ آرزو تھی کہ ترک یورپ سے خارج کر دئے جائیں اور پیٹر اعظم کے زمانے سے روس کی خارجی حکمت عملی کا مقصد یہ تھا کہ اس کی سلطنت بحیرۂ روم کے سواحل تک پہونچ جائے مگر کیتھرین ہی کا یہ کارنامہ ہے کہ اس نے مشرقی مسئلہ کی طرف قطعی توجہ کی اور ٹرکی کے خلاف میں سلاو قوم کی اس مسلسل جنگ صلیبی کا آغاز نہ کیا جس سے مشرقی یورپ میں توازن قوت حد درجہ متاثر ہوا خاندان ہائے رورک بجائے رومانوو کے خفیہ مقاصد کے کیتھرین کے زمانہ سے روس کی حکمت عملی یہ ہو گئی کہ سلطنت ٹرکی کو تباہ کر دیا جائے۔ دور از قیاس خیالات اور موہوم امیدوں کے قطع نظر کیتھرین کی حکمت عملی کے مقاصد صرف یہ تھے کہ سلطنت ٹرکی نیست و نابود کر دی جائے اور روس کی حقیقی اغراض کے حصول کے لئے سعی بلیغ کی جائے یہ مقاصد ایسے تھے جن سے انگلستان اور فرانس چوکنے ہو گئے اور بحیرۂ روم کے توازن قوت میں بھی ایک انقلابی تغیر پیدا ہو گیا۔ مگر ورثران مغربی معاملات میں منہمک تھا اور انگریزوں نے روس کے ہاتھوں ٹرکی کی تخریب کی مطلق پروا نہ کی اس لئے کیتھرین کو کریمیا کے الحاق کا موقع مل گیا۔

مشرقی مسئلہ کے اس جدید تغیر سے نہ صرف روس اور آسٹریا کا اتحاد وجود میں آیا بلکہ سینٹ پیٹرس برگ میں ایک سفارتی انقلاب بھی ہو گیا۔ ۱۷۶۳ء سے پانن روس کے دارالسلطنت میں پرشیا کے طرفداروں کی جماعت کا سرغنہ تھا اور کیتھرین کی حکمت عملی کا دارومدار پرشیا کے اتحاد پر تھا۔ پولینڈ کی پہلی تقسیم کے بعد جو اس اتحاد کی وجہ سے وقوع میں آئی تھی فریڈرک اعظم نے پانن کو رقوم خطیر بطور رشوت دیکر کیتھرین کو موجودہ اتحاد پر قائم رکھا اور امریکا کی جنگ میں

پانن کا زوال اور روس اور پرشیا کے اتحاد کا خاتمہ

روس کو انگلستان کی امداد سے باز رکھا۔ فریڈرک اعظم نے ۱۷۶۹ء ہی میں تہیہ کر لیا تھا کہ ٹرکی کی تقسیم میں وہ کبھی حصہ نہ لیگا۔ کیونکہ اُس نے یہ محسوس کر لیا کہ اگر اُس سے اور آسٹریا یا روس سے جنگ ہوئی تو ٹرکی کی امداد اُس کے لئے نہایت مفید ہوگی۔ اس لئے کیتھرین کو ٹرکی کے متعلق اپنی تجویزوں کو کارگر بنانے میں پرشیا سے کسی امداد کی امید ہو سکتی تھی۔ پانن نے بھی اس بارے میں اُس کی ہمت افزائی نہ کی اسلئے وہ ۱۷۷۹ء ہی سے وزیر مذکور سے متنفر ہو گئی تھی اور پرنس پوٹیم کن جو بجائے الیگزس اور لوو کے کیتھرین کا منظور نظر ہو گیا تھا پانن کے اثر کی بیخ کنی کر رہا تھا پوٹیم کن نے برسر اقتدار ہونے کے بعد ٹرکی کی مخالفت کا علانیہ اظہار کر دیا موہی لیو کی ملاقات کے بعد روس اور پرشیا کے اتحاد کا خاتمہ ہو گیا، ۱۸ مئی ۱۷۸۱ء کے اتحاد سے قدیم نظام سیاسی کالعدم ہو گیا، ۲ ستمبر کو پانن وزارت خارجیہ سے علٰحدہ کر دیا گیا اور ۲۰ ستمبر کو وہ باضابطہ طور پر برطرف کر دیا گیا اور ۱۷۸۳ء میں اس نے اور الیگزس اور لوو نے انتقال کیا۔

پرشیا کے اتحاد سے گلو خلاصی حاصل کرنے کے بعد اور کری میا کے الحاق کی نیت سے زارنیا نے اس معاہدے کی قدر و قیمت دریافت کرنے میں عجلت کی جو اُس نے شہنشاہ سے کیا تھا۔ شہنشاہ بھی اس امر کا خواہش مند تھا کہ ٹرکی کی بیخ کنی میں زارنیا کو مدد دینے کے صلہ میں زارنیا کو جرمنی کے متعلق اپنی تدبیروں میں پھنسا دے اور روس آسٹریا اور فرانس کے درمیان ایک اتحاد قایم کر کے نیدرلینڈ کے بعض اضلاع کے معاوضے میں باویریا کے بعض حصوں کو اپنی سلطنت سے ملحق کر لے اور اس غرض سے فرانس کو لطور رشوت کے اپنی شمالی مشرقی سرحد کی توسیع کا موقع دے۔ کیتھرین نے عین اسوقت کہ جب اُس کی فوجیں کری میا کو فتح کر رہی تھیں ایک خط مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۷۸۲ء میں جوزیف ثانی کو اپنی تدبیروں سے واقف کیا۔ اُس کی تجویز یہ تھی کہ ہولڈے ویا، والے شیا اور بے سار بیا کو ملا کر ڈیسیا کی آزاد سلطنت ایک موروثی حکمراں کے تحت میں قایم کی جائے جو کلیسئہ یونان کا پیرو ہو۔ روس اُرچاکو، لوگ اور نیسٹر ندیوں کے درمیان کے ضلع اور مجمع الجزایر کے ایک دو جزیروں کے الحاق پر

قانع ہو گا۔ اگر کری میا میں روسی فوجی کارروائیوں کو امید سے زیادہ کامیابی ہوئی تو جوزیف ثانی سے زارنیا کو امید تھی کہ وہ یورپ کو ترکوں کی حکومت سے آزاد کرانے اور قسطنطیہ سے انھیں خارج کرنے میں مدد دیگی۔ ترکوں کے خارج کردئے جانیکے بعد قدیم بی زن ثانی شہنشاہیت دوبارہ قایم کی جائے اور زارنیا کا پوتا کانس ٹن ٹائن شہنشاہ مقرر ہو۔ اس کا غالباً قصد تھا کہ پوٹیم کن کو ڈیسیا کا بادشاہ مقرر کرا دے جوزیف کو مطمئن کرنے کے لئے اس نے یہ تجویز پیش کی کہ آسٹریا کی سرحدوں میں کچھ ترمیم کی جاے اور بحیرۂ روم میں بعض کوٹھیاں قایم کی جائیں جوزیف نے تقسیم کی اس تجویز کو پسند نہ کیا اور اس نے اپنے جواب میں مولڈے ویا، والے شیا (الوتا تک) چوچم، نکوپوس، اور سددوا، وڈن اور بلغراد کا مطالبہ کیا۔ اس نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ ڈنیس کو قبضہ موریا کریٹ قبرس اور یونان کے دوسرے جزیروں پر بحال کر دیا جاے مگر برّ اعظم پر ڈنیس کے دوسرے مقبوضات ڈل ماشیا و آسٹریا اس کے سپرد کر دے جائیں۔ فرانس اور ٹرکی میں قدیم اتحاد تھا اور جوزیف کو اندیشہ تھا کہ فرانس اپنے قدیم حلیف کو تباہی سے بچانے کی کوشش کریگا اس لئے اس نے یہ تجویز پیش کی فرانس کو مشرقی یورپ میں اس کی اغراض کے صلہ میں مصروف کر دیا جائے۔ پوٹیم کن آسٹریا کے اتحاد کا مداح نہ تھا۔ کیتھرین کو بھی توسیع سلطنت کے متعلق جوزیف کے منصوبوں سے ہمدردی نہ تھی۔ مولڈے ویا اور والے شیا پر آسٹریا کے قبضہ کی وہ مخالف تھی اور اس کا قصد مصمم تھا کہ موریا اور مجمع الجزائر اس کی مجوزہ یونانی سلطنت میں شامل ہوں۔ سی گور کا بیان ہے کہ جوزیف قسطنطنیہ پر روسیلیوں کے قبضے کا[1] مخالف تھا اور اسکا اور کانٹز دونوں کا یہ خیال تھا کہ ٹرکی کو فتح کر لینا کوئی آسان کام نہیں اس لئے بالآخر جوزیف نے کیتھرین کو یہ جواب دیدیا کہ اس نے امداد کا وعدہ صرف اس صورت میں کیا تھا کہ ٹرکی روس کے خلاف میں جنگ کا اعلان کرے جس کے اب تک کوئی آثار نہ تھے۔

جوزیف نے جب کیتھرین کی تجویزوں میں مدد دینے سے انکار کر دیا تو

(1) Paganel, Histoire de Joseph II P. 329, note

کری میا کا الحاق ۱۷۸۳ء

اسے سخت مایوسی ہوئی اس لئے بجائے ان ناممکن العمل تجویزوں کو عمل میں لانے کے ۸ر اپریل ۱۷۸۳ء کو ایک یادداشت شائع کی جس میں اُس نے کری میا کے الحاق کا اعلان کیا اور اُس کے متعلق اپنے عذروں کو بیان کیا۔ کانٹز نے ۱۷۷۰ء ہی میں اعلان کر دیا تھا کہ کیتھرین کا قصد مصمم ہے کہ آزو وادچاکوڈا اور بحیرۂ اسود کے متصل بعض اضلاع کو اپنے قبضے میں رکھے اور کری میا کو آزاد کرا دے۔ کینارجی کے صلحنامے سے کیتھرین کی ان اغراض میں سے بعض حاصل ہو گئی تھیں۔ اُس معاہدے کے ایک دفعہ کی رو سے تاتاری ٹرکی کی حلقہ بگوشی سے آزاد کرا دئے گئے اور کری میا کو ایک آزاد سلطنت قرار دیا گیا۔ کری میا میں تاتاریوں میں دو جماعتیں ہو گئی تھیں، ایک اپنی آزادی کے بقا کی خواہاں تھی اور دوسری روس کی مداخلت کی۔ روس کو اس اختلاف سے رخنہ اندازی کا کافی موقع مل گیا۔ شاہین جو روس کا طرفدار تھا خان بنا دیا گیا اور روسی فوج نے جو اُس کی کمک پر آئی تھی ہزاروں تاتاریوں کا قتل عام کر دیا۔ ڈان اور بوگ ندیوں کے درمیان کے خطۂ ملک میں ہزاروں یونانی اور ارمنی لا کر آباد کئے گئے مگر ان میں سے اکثر موت کے شکار ہو گئے۔ ورژان اور فریڈرک اعظم کے مشورے سے ترکوں نے ایک معاہدہ تشریحی (Convention Explicative) کرنے پر اکتفا کیا اور اعلان کر دیا کہ تاتاریوں سے سلطان ٹرکی کا تعلق صرف روحانی ہے[1]۔ باب عالی نے باضابطہ طور پر شاہین کو خان کری میا بھی تسلیم کر لیا مگر شاہین کو بحال کرنے کے بعد روسیوں نے پھر اسے سلطنت سے دست کش ہونے پر مجبور کیا اور کری میا کا روس کی سلطنت کے ساتھ الحاق کر لیا گیا۔ اس الحاق کو عمل میں لانے میں تاتاری قیدیوں کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا گیا، قصبے اور گاؤں تباہ کر دئے گئے اور پوٹیم کن نے "ٹوٹارین" (فاتح کری میا) کا لقب چند روز کے بعد اختیار کیا[1]۔

(1) Holland the treaty Relations of Turkey and Russia, P. 11

روس نے کریمیا کو اپنے ملک میں ملحق کر لیا مگر جوزیف ثانی نے اس کی مطلق مخالفت نہ کی بلکہ باب عالی کی تخویف کے لئے اس نے ایک فوج اپنی سرحد پر بھیجدی۔ اس کے یہ دونوں فعل آسٹریا کے حقیقی مفاد کے خلاف تھے۔ آسٹریا اور ہنگری کا بادشاہ ہونے کی وجہ سے اُس کا فرض عین تھا کہ مشرقی یورپ میں روس کے تفوق کو روکے۔ مشرق میں روس اور آسٹریا کی اغراض اسی وقت سے متضاد تھیں جب کہ چارلس ششم نے ایک ایسی ساعت میں جو اُس کے خاندان کے لئے نہایت نحس تھی یوجین کی نصیحت پر عمل نہ کیا اور مولڈیا، والیشیا اور ڈین یوپ اور ساوی ندیوں کے داہنے کنارے کے ترکی اضلاع پر قبضہ کیا پاسارووڈز کے صلح نامے کو منظور کر لیا۔ ۱۷۶۸ء تا ۱۷۷۴ء کی جنگ ٹرکی و روس میں اور پھر ۱۷۷۵ء میں ٹرکی کی تقسیم کی متعلق آسٹریا اور روس میں نامہ و پیام ہوئے تھے لیکن میریا تھیریسا ایک زبردست مدبر تھی اور ڈین یوپ کی ریاستوں پر روس کے دوامی قبضہ کی اُس نے ہمیشہ مخالفت کی اُس کے انتقال کے بعد جوزیف ثانی کو بھی اسی طرز عمل کے اختیار کرنے میں فائدہ تھا کہ ٹرکی کے خلاف روس کے جو منصوبے تھے اُن میں کبھی معاون نہ ہو۔

روس اور آسٹریا کے علاوہ دو دولتیں، انگلستان اور فرانس اور بھی تھیں جنھیں ان معاملات سے سروکار تھا۔ مگر انگلستان میں اس وقت "اتحادی وزارت" برسر اقتدار تھی جس نے روس کی قدیم دوستی سے انحراف کرنا مناسب نہ خیال کیا جو اس صدی کے شروع سے قایم تھی۔ فاکس وزیر خارجہ تھا اور چیاتھم کی طرح اُس کا بھی یہی خیال تھا کہ انگلستان، پرشیا، ڈینمارک اور روس کی شرکت سے ایک اتحاد قائم کیا جائے اور اگر فریڈرک اعظم شرکت سے انکار کر دے تو آسٹریا کو شریک کر لیا جائے۔ باوجودیکہ روس نے گزشتہ جنگ میں انگلستان کو مدد دینے سے انکار کر دیا تھا اور گو مسلح غیر جانب داری کے معاملے میں روس کی روش معاندانہ تھی مگر فرانس سے بغض رکھنے کی وجہ سے انگلستان کے مدبروں کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا تھا اور ٹرکی کی تخریب کی طرف سے بھی وہ اسی طرح چشم پوشی کرنے والے تھے جیسا کہ پولینڈ کی پہلی تقسیم کی طرف سے انھوں نے کیا تھا۔ روس نے صلح کے زمانے میں بلا کسی معقول عذر کے بے ایمانی سے کریمیا اور بحیرۂ اسود کے شمالی سواحل پر قبضہ کر لیا تھا[1] انگلستان اور آسٹریا نے اس پر سکوت اختیار کر کے گویا خود بھی اس غاصبانہ کارروائی میں

(1) Diaries and Correspondence of the Earl of Malmesbury,

شریک ہوگئے۔ مشرقی یورپ جن خطروں میں مبتلا ہونے والا تھا اُنکا ورژان کو بخوبی علم تھا اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ سلطنت ٹرکی کا بقا فرانس کے لئے نہایت ضروری ہے اس لئے یورپ کے موجودہ نظام سیاسی و توازن قوت کے قائم رکھنے کے لئے انگلستان کی معاونت حاصل کرنے کے لئے سعی بلیغ کی۔ وہ خوب جانتا تھا کہ سلطنت ٹرکی کی تباہی سے توازن قوت میں یقیناً فرق آجائے گا اور آسٹریا کو اطالیہ میں تفوق حاصل کرنے کا موقع ملجائیگا' اسی وجہ سے اُس نے عہد نامہ ورسالز کی ترتیب میں عجلت کی اور یہ کوشش کی کہ انگلستان اور فرانس میں دوامًا ناچاقی نہ ہوجائے۔ ان کوششوں سے اُس کا مقصود یہ تھا کہ اسے مشرق کے معاملات کی اُس نئی گتھی کو سلجھانے کا موقع ملجائے اور اگر ممکن ہو تو انگلستان کو بھی اس معاملے میں اپنا معاون بنالے۔ لیکن ورژان کو انگریزوں کی معاونت حاصل کرنے میں بالآخر ناکامی ہوئی اس لئے اُسے مجبوراً اپنی ذاتی کوششوں پر بھروسہ کرنا پڑا ۱۱ اکتوبر ۱۷۸۳ء میں اُس نے مارکوس دی نوایل کو وائنا اس غرض سے بھیجا کہ جوزیف کو متنبہ کردے کہ اگر وہ اپنے مشرقی منصوبوں سے باز نہ آیا تو اسے فرانسیسی اتحاد سے کسی قسم کی امید نہ رکھنی چاہئے' اُس کے ساتھ ہی قسطنطنیہ کے فرانسیسی سفیر سائین پریس نے سلطان المعظم کو یہ مشورہ دیا کہ سکوت اختیار کرلیں۔ ۶ جنوری ۱۷۸۴ء کو معاہدہ قسطنطنیہ کی رو سے باب عالی نے کریمیا اور کوبان[1] سے باضابطہ طور پر دست کشی کرلی ۱۷۹۲ء میں روبا جانے سے قبل گستاوُس سوم کیتھرین سے کچھ نامہ و پیام کررہا تھا اس لئے روس کی قوت کو گھٹانے کی غرض سے ورژان نے اُسے ورسالز میں بلوایا اور ۱۹ جولائی ۱۷۸۴ء میں فرانس اور سویڈن میں اتحاد ہوگیا جس کی رو سے فرانس نے جزیرہ سینٹ بارتھولومیو سویڈن کو دیدیا اور گستاوس کو ایک رقم سالانہ بطور امداد دینے اور جنگ کی صورت میں معاونت کرنے کا وعدہ کیا۔ ورژان کی ان پیش بندیوں کی وجہ سے جنوبی یورپ کے متعلق کیتھرین کی عظیم الشان تدبیروں کا عمل میں آنا ۱۷۸۷ء میں بھی ملتوی ہوگیا جب کہ ٹرکی نے ناگزیر جنگ کی تجدید کا موقع پاکر روس کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا۔ چونکہ

صلح نامۂ قسطنطنیہ ۱۷۸۴ء

بقیہ حاشیہ نمبر ۳۹۲۔ (1) Diories and Correspondence of the Earl of malmesbury, vol II, P. 48.

مشرقی مسئلہ کی طرف اس وقت یورپ کو توجہ نہ تھی اس لئے جوزیف نے نیدرلینڈ اور جرمنی کے متعلق اپنے عظیم الشان منصوبوں کو عمل میں لانے کی کوشش شروع کی جس میں اگر اسے کامیابی ہوتی تو یورپ کی آیندہ تاریخ بدل جاتی ۱۷۸۱ء ہی میں اس نے روسی اتحاد سے تقویت پاکر اور انگلستان اور ہالینڈ کی جنگ سے نفع اٹھا کر چارلس ششم اور ماریا تھیریسا کے مقاصد

جوزیف ثانی کے منصوبے مغربی ممالک کے متعلق

کے حصول اور صلح نامہ سرحدی کو کالعدم کر دینے کی کوشش کی تھی۔ ۱۷۸۴ء میں اس نے اصرار کیا کہ شیلڈٹ ندی جہاز رانی کے لئے کھول دی جائے اور میسٹرخٹ[1] کے متعلق بھی اس نے اپنے قدیم دعووں کی تجدید کی۔

اندرونی نااتفاقیوں اور انگلستان کی جنگ سے ہالینڈ کی حالت نہایت سقیم ہوگئی تھی اور جوزیف کی دست درازیوں کو روکنے سے وہ بالکل مجبور تھا۔ اٹھارھویں صدی کے بیشتر حصے میں ڈچ اور انگریزوں کا تعلق اس قدر گہرا تھا کہ ہالینڈ کو انگلستان کا محض ایک متوسل خیال کیا جاتا تھا مگر ایک فرانسیسی سفیر موسیو دی لاووگیوں کی شاطرانہ چالوں سے جو ہالینڈ میں ۱۷۷۶ء میں آیا یہ حالت متغیر ہوگئی۔ ہالینڈ کی تاریخ میں ایک عجیب تسلسل تھا یعنی اس کے باشندے صدیوں سے دو جماعتوں میں منقسم تھے جن میں سے ایک دولت مند شہریوں کی عددیہ جماعت تھی۔ یہ لوگ "محبان وطن" کے نام سے ملقب تھے، خاندان آرینج سے انکو بغض تھا اور فرانس کی تائید انھیں حاصل تھی۔ دوسری عوام پسند جماعت تھی جس میں امرا اور ادنے طبقہ کے لوگ زیادہ تر شامل تھے، ہالینڈ سے حسد رکھنے کی وجہ سے چھ صوبجات کے باشندے اور عوام بھی اکثر انکی تائید کرتے تھے، یہ جماعت خاندان آرینج پر اپنی آزادی کے بانی اور شہریوں کے خلاف اپنا محافظ خیال کر کے اس پر شیدا تھی اور انگلستان کی دوستی کی خواہاں تھی۔ ۱۷۴۷ء میں اسٹاٹ ہولڈر کی خدمت اناث و ذکور دونوں کے لئے موروثی قرار دی گئی تھی اور ۱۷۶۶ء میں اس انتظام کی توثیق ہوگئی۔ موجودہ اسٹاٹ ہولڈر ولیم پنجم کی شادی اکتوبر ۱۷۶۷ء میں فریڈرک اعظم کی بھتیجی سوفیا ولہی مینا اور جب وہ پرشیا سے روانہ ہوئی تو فریڈرک نے اسے یقین دلایا کہ[2]

Paganel, Histoire de Joseph 11, P. 391

(1) De Witte, llne Invasien Prussienne en Hollande P 1

وہ ایک ایسے ملک میں آباد ہونے والی تھی جس میں بادشاہت کے تمام منافع موجود تھے اور زحمتیں مطلق نہ تھیں۔ ہالینڈ میں واگویوں نے عدو یہ جماعت میں جان ڈال دی جو اپنی تجارتی اغراض کی وجہ سے فرانس سے دوستی رکھنے پر مصر تھی ۱۷۸۰ء میں ڈچ اور انگریزوں میں جنگ چھڑ گئی۔ ولیم پنجم کے انگریزوں سے ہمدردی رکھنے اور جنگ میں ڈچ کی ہزیمتوں سے فایدہ اٹھاکر "محبان وطن" کی جماعت نے یہ تجویز پیش کی کہ یا تو اسٹاٹ ہولڈر کی خدمت موقوف کردی جائے یا اُسے اپنے اقتدارات سے محروم کردیا جائے تاکہ ولیم پنجم بالکل بے بس ہوجائے ورژان نے جو ہالینڈ میں فرانسیسی اثر کو مستقل طور پر قایم کرنا چاہتا تھا ان تجویزوں کی تائید کی اور جوزیف دوم کی دست درازیوں سے اسے اپنی تجویزوں کو عمل میں لانیکا اچھا موقع ملگیا۔ ڈچ محافظ فوجیں چونکہ اب نہ تو انگلستان سے امداد کی درخواست کرسکتی تھیں اور نہ شہنشاہی احکام کی مخالفت کرسکتی تھیں اس لئے انھوں نے سرحدی قلعوں کا تخلیہ کردیا۔ اس کامیابی سے جوزیف دوم کی ہمت بڑھگئی اور ۱۷۸۳ء کے اواخر اور ۱۷۸۴ء کے آغاز میں اُس نے کئی ڈچ قلعوں کا محاصرہ شروع کردیا جن میں سے قلعہ لیلو شیلٹ ندی کے دہانے پر واقع تھا اور ایک آسٹروی فوج کو نیدرلینڈ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا ڈچ اور انگریزوں میں اُس وقت تک جنگ شروع نہیں ہوئی تھی اس لئے انھوں نے شہنشاہ کی ان جدید درازدستیوں کا مقابلہ کیا اور شیلٹ ندی میں ایک شہنشاہی جہاز کو گرفتار کرکے اور قلعہ لیلو کے اردگرد کے ڈایک (بند) توڑدئے۔

نیدرلینڈ میں جوزیف دوم کی دست درازیاں۔

اپریل ۱۷۸۴ء میں صلح کی کانفرنس برسلز میں منعقد ہوئی لیکن جوزیف کے دعوے بالکل ناقابل تسلیم تھے اس لئے ڈچ نے فرانس سے وساطت کی درخواست کرنے کے علاوہ میس ٹرخٹ کو سپاہی بھیجے اور ایک کافی فوج بھرتی کرنے کا ارادہ کیا مگر اگست میں جوزیف نے اپنے دعوؤں میں ترمیم کردی اور صرف یہ مطالبہ کیا کہ شیلٹ میں جہازرانی کی عام اجازت ہوجائے تاکہ اُس کی رعایا ہندوستان سے براہ راست تجارت کرسکے۔ اُس کے علاوہ اس نے ڈچ کی کمزوری کے لحاظ سے یہ بھی دھمکی دی کہ اگر شیلٹ کو تجارت کے لئے کھولنے کی مخالفت

(1) De Witt, llne Invasion Pruss ien ne en Hollande P 17

(2) Paganel, Histoire de Joseph 11 P 392

کیگئی تو اس فعل کو وہ اعلان جنگ کے مساوی خیال کریگا۔ لیکن ڈچ نے جنگ کی اس دھمکی کی پروانہ کر کے صلح نامہ ویسٹ فالیا کے دفعہ ۱۴ کا حوالہ دیکر شیلڈٹ کے بند کرنے کا حکم دیدیا اور ۵ر اکتوبر کو ایک شہنشاہی جہاز گرفتار کرلیا۔ ڈچ کی اس کارروائی سے جوزیف کو جو اسوقت ہنگری میں تھا سخت تعجب اور رنج ہوا، بروسیلز کی کانفرنس ختم ہوگئی اور آسٹروی فوجیں نیدرلینڈ کی طرف روانہ ہوگئیں۔ کیتھرین نے شہنشاہ کی امداد پر آمادگی ظاہر کی اور ۲۰ر ستمبر کو اُس نے ہالینڈ کے اسٹیٹس جنرل کو دھمکی دینے کی غرض سے ایک یادداشت روانہ کی، اگر فرانس ڈچ کی تائید کے لئے تیار تھا اس لئے ایک عام یورپی جنگ ناگزیر معلوم ہوتی تھی۔

لیکن کانٹز فرانس اور آسٹریا کے اتحاد کے ٹوٹنے کا سخت مخالف تھا اور اس نے جوزیف کو فرانس کی وساطت منظور کرنے پر راضی کرلیا۔ انگلستان بھی شہنشاہ کے طرز عمل کو ناپسند کرتا تھا اور روسی دربار کا رخ بھی بدل گیا تھا کیتھرین نے باوجود اپنے سابقہ اقرار کے شہنشاہ کو مشورہ دیا کہ مصالحت پر آمادگی ظاہر کرے اور فرانسیسی سفیر کاونٹ دی سی گور کے مشورہ سے اُس نے اسٹیٹس جنرل کو ۲ر دسمبر ۱۷۸۴ء کو ایک دوسری یادداشت بھیجکر اعتدال پسندی اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ ورژان آگاہ تھا کہ صلح کی بقا فرانس کے لئے نہایت ضروری ہے مگر فرانسیسی حکومت نے ڈچ کی پوری تائید کی جس سے جوزیف کو صلح نامہ فون تین بلو منظور کرنا پڑا جس پر ۱۸ر نومبر ۱۷۸۵ء کو دستخط ہوگئے۔ اس صلح نامہ کی روسے شہنشاہ نے دریائے شیلڈٹ میں اپنی حدود کے باہر آزاد جہاز رانی کے دعوے سے دست کشی کی اور ہالینڈ نے شیلڈٹ دریا کے اس حصے پر اُس کے حقوق شاہی کو تسلیم کرلیا جو اینٹ ورپ اور سافٹی گین کے درمیان واقع تھا میس ٹرخٹ اور ملحقہ اضلاع کے متعلق جوزیف کے جو دعوے تھے ان سے بھی وہ دست کش ہوگیا لیکن لیلو اور لیف کین شو ایک کے قلعے اُس کے حوالہ کئے گئے۔ المختصر اہل فلینڈرس کو ہندوستان کی تجارت سے مستفید ہونے کا موقع ملگیا، بعض اضلاع کا الحاق عمل میں آیا اور بعض چھوٹے چھوٹے قلعے مسمار کردئے گئے۔ شہنشاہ نے ایک کرورسکہ گلڈر کا ڈچ سے مطالبہ کیا تھا انھوں نے اُس کی ادائی سے انکار کردیا مگر ورژان نے اس رقم کے ایک جزو کے ادا کرنے کا وعدہ کرلیا فریڈرک اعظم کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ مارکوس دی بُوای ایل کو اُس نے لکھا تھا، "تم دیکھ لوگے کہ ورژان جمہوریہ (ہالینڈ) کو بالآخر مجبور کریگا کہ میرے بھائی

جوزیف کو کچھ دیدے اور اس طور پر اس سے مصالحت کرے[1]

صلح نامہ فون تین بلو کو ہسپانیہ نے بھی ۱۷۸۶ء میں تسلیم کرلیا۔ فرانسیسی سفیروں کی یہ ایک زبردست کامیابی تھی اور باوجود سر جیمس ہیرس کی کوششوں کے جو ۱۷۸۱ء میں سینٹ پیٹرس برگ سے ہالینڈ کو منتقل کر دیا گیا تھا' اس صلح نامے کے بعد ہی ۱۰ نومبر کو فرانس اور ہالینڈ کے درمیان ایک گہرا تجارتی اور فوجی اتحاد قایم ہو گیا جسکی وجہ سے ہالینڈ میں فرانس کا اثر غالب ہوگیا اور انگلستان کی سطوت کو سخت صدمہ پہنچا۔

فرانس اور ہالینڈ کا اتحاد ۱۷۸۵ء

انگلستان اور یورپ کے لئے نیدرلینڈ اور ہالینڈ کے ان واقعات کی جو اہمیت تھی اس کا کافی طور سے اندازہ کرنا سخت دشوار ہے۔ صلح نامہ سرحدی بالتخصیص اس لئے ہوا تھا کہ دول بحری سے آسٹریا کے تعلقات مستحکم ہو جائیں اور ڈچ صوبجات سے ملکر وہ فرانس کی دست درازیوں کو روک سکے۔ سرحدی قلعوں میں سے اکثر یا تو مسمار کر دئے گئے تھے یا انکی محافظ فوجیں ناکافی تھیں' شہنشاہ کو فرانس کی پیش قدمی کے روکنے میں کوئی دلچسپی باقی نہ تھی اور دول بحری میں سے خود ایک (ہالینڈ) فرانس سے متحد ہو چکا تھا صلح نامہ یوٹریخٹ کے ذریعہ سے جو نظام سیاسی حد درجہ احتیاط سے قایم کیا گیا تھا وہ ہمیشہ انگلستان اور آسٹریا اور ہالینڈ کے درمیان باعث اختلاف ثابت ہوا تھا اور اب وہ کالعدم ہو چکا تھا۔ فرانسیسی حملوں سے آسٹروی نیدرلینڈ کو اب کوئی بچا نہیں سکتا تھا اور مثل پرشیا کے انگلستان بھی یورپ میں بے یار و مددگار ہوگیا بقول مسٹر لیکی انگلستان کے ایک قدیم حلیف (ہالینڈ) نے جسکا شمار یورپ کی بڑی بحری سلطنتوں میں تھا' انگلستان سے اپنے آپ کو علحدہ کر کے فرانس کا شریک ہو کر قریب قریب خاندان بوربون کے اتحاد خاندانی میں شریک ہوگیا تھا۔[2] ایک صدی سے ادھر سے توازن قوت کے قیام کے لئے انگلستان اور فرانس متحد تھے اور ولیم پنجم ابتک انگلستان کا

---

(1) Paganel, Histoire de Joseph 11 P 400

(2) Lecky, History of England in the Eighteenth Century, vot Vot, P 78

ہوا خواہ تھا مگر وہ اور رائس کے طرفدار "محبان وطن" کی جماعت غالب کے مقابلے میں محض بے بس تھے اس جماعت کی ہمتیں کامیابی کی وجہ سے بڑھ گئی تھیں اور رائس نے ستمبر ۱۷۸۶ء کو ہیگ کی محافظ فوج کی کمان اور "کپتان جنرل" کے عہدے سے اسٹاٹ ہولڈوں کو محروم کر دیا۔ انکی اس کارروائی سے حالت نہایت نازک ہو گئی جو ۱۷۸۸ء کے اتحاد ثلثہ کے قیام کی باعث ہوئی۔

لیکن اس واقعے کے پیش آنے کے قبل جوزیف ثانی نے قابل تعریف استقلال کے ساتھ ۱۷۸۰ء کی حکمت عملی کی طرف عود کیا اور جنوبی جرمنی میں آسٹریا کے مقبوضات کو مستحکم کرنے اور آسٹروی نیدرلینڈ کے بیشتر حصے میں ایک سلطنت "برگنڈی" قایم کرنے کی مدبرانہ اور دانشمندانہ گو قبل از وقت تجویز کو عمل میں لانے کی کوشش کی۔ اگر یہ تجویز عمل میں آجاتی

باویریا کے متعلق جوزیف ثانی کے منصوبے ۱۷۸۵ء

تو جنوبی جرمنی ایک مستحکم سلطنت کی صورت میں متحد ہو جاتا اور زمانہ حال کی سلطنت بین جیسم پچاس سال قبل قایم ہو جاتی حقیقت یہ تھی کہ "مسئلہ باویریا" جوزیف کے لئے وہی اہمیت رکھتا تھا جو "مسئلہ مشرقی" کیتھرین ثانی کے لئے تھی۔ جوزیف کی یہ آرزو تھی کہ جرمنی میں آسٹریا کا تفوق قایم ہو جائے اور مثل پرشیا کے آسٹریا بھی ایک ایسی سلطنت ہو جائے جسکی مرکزی قوت زبردست ہو۔ لیوہین زولرن خاندان کی قوت کے بڑھنے سے آسٹریا رفتہ رفتہ جرمنی سے خارج ہو رہا تھا، اس خطرے سے بھی جوزف بخوبی آگاہ تھا۔ واقعات مابعد سے ظاہر ہے کہ آسٹریا کے مفاد کو ترقی دینے کی اغراض سے اُس نے کسقدر دوراندیشی اور دانشمندی سے کام لیا۔

جنوری ۱۷۸۵ء میں چارلس تھیرہ ور کے وارث ڈیوک آف زوی برو کین نے فریڈرک اعظم کو مطلع کیا کہ ایک —— روسی سفیر کاونٹ رُومی انیٹ زوو نے اسکے سامنے باویریا کے الحاق کے متعلق جوزیف ثانی کی نئی تجویزیں پیش کی تھیں جوزیف کی تجویز یہ تھی کہ باویریا، بالائی پلاٹی نیٹ اور نیوبرگ، سلرباخ اور لیوخ ٹین برگ کی ریاستوں کے معاوضے میں الیکٹر پالاٹائن کو آسٹروی نیدرلینڈ کا بیشتر حصہ خطاب شاہی کے ساتھ دیدیا جائے اور فرانس کو بطور رشوت لگزیمبرگ اور نامور بطور رشوت دئے جائیں یہی تجویز ایک شہنشاہی سفیر نے میونخ میں الیکٹر

(1) Paganel, Histoire de Joseph 11 P 406

چارلس تھیوڈور کے ملاحظے میں پیش کی فریڈرک اعظم اب یورپ میں بالکل تنہا تھا اور اتحاد فرماں روایان جرمنی" کے قیام میں مصروف اس نے جوزف کی اس تجویز کی مخالفت میں سینٹ پیٹرس برگ وائنا اور ورسالز کے درباروں کو اعتراضی یادداشتیں بھیجیں اور فرانسیسی دربار کو لگزیم برگ اور نامور پر قبضہ کرنے کے درپے ہوتے اور شہنشاہ کو دستور شہنشاہی کی خلاف ورزی کرنے کا الزام دیا۔ ڈیوک زوی بروکین بھی فرانس روس اور پرشیا سے فریادی ہوا جو صلح نامہ ٹیشن خین کے کفیل تھے۔ چارلس تھیوڈور نے باویریا کی مجلس قومی کی روش سے خائف ہو کے اعلان کر دیا کہ مجھے جوزف کی تجویزوں کا مطلق علم نہیں اور شہنشاہ نے بھی اس سخت مخالفت سے عاجز ہو کر اعلان کیا کہ میرے مدنظر صرف ایک ایسا انتظام تھا جو سب کے لئے مفید ہو مگر چونکہ ڈیوک زوی بروکین کو اس پر اعتراض

فریڈرک اعظم و اتحاد فرماں روایان جرمنی

ہے اس لئے میں آیندہ اس کے متعلق کوئی کارروائی نہ کرونگا کیتھرین نے بھی اسی قسم کے عذر پیش کئے اور جرمنی کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دیا۔ خاندان ہیپس برگ سے اس آخری چھیڑ چھاڑ میں کامیابی حاصل کر کے فریڈرک اعظم نے قصد کیا کہ جرمنی کے دستور مملکت کو شہنشاہ کی دست درازیوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے۔ مارچ ۱۷۸۵ء میں اس نے سیکسنی اور برنس وک لون برگ کے فرماں رواؤں کو اپنے "اتحاد فرماں روایان" کی تجویز سے مطلع کیا اور تینوں ریاستوں کے نائبوں نے ملکر اتحاد مذکور کی شرائط کا مسودہ تیار کیا فریڈرک کی طرف سے بیرن فون اسٹائن اس کارروائی میں شریک تھا۔ اس اتحاد میں فرماں روایان ذیل بھی بہت جلد شریک ہو گئے سیکس ویمر و گوٹا زوی برو کین اور میک لین برگ کے ڈیوک آن ہالسٹ کے پرنس، باڈین کا مارگریو، مینز کا آرچ بشپ الیکٹر (الیکٹروں کی مجلس کا صدر اور جرمنی کا نائب چینسلر) اوس نابرک کا اسقف ٹریر کا آرچ بشپ الیکٹر اور ہیس کیاسیل کا لینڈ گریو۔ اس مشہور اتحاد (Fursten bund) کے قایم کرنے میں فریڈرک کو کامیابی یوں ہوئی کہ اس نے جرمنی کے فرماں رواؤں کو ڈرا دیا تھا کہ جوزف شہنشاہیت کے حقوق کو کالعدم کرنا چاہتا ہے اور لگزیمبرگ فرانس کو سپرد کر کے جرمنی کے ساتھ غداری کرنا چاہتا ہے۔ اتحاد فرماں روایان سے بظاہر مقصود یہ تھا کہ حسب تصفیہ صلح نامہ ویسٹ فالیا شہنشاہیت کے دستور کو برقرار رکھا جائے اور جرمنی کے فرماں رواؤں کو دوسروں کی دست درازیوں سے محفوظ رکھا جائے

باویریا کو آسٹریا میں ضم ہونے اور تقسیمی تجویزوں کو روکنے کے لئے خفیہ دفعات بھی رکھے گئے تھے۔ دول عظمےٰ میں سے کسی نے اس اتحاد کے قیام کو پسند نہیں کیا جو فریڈرک اعظم کا آخری کارنامہ تھا۔ اُس کے انتقال کے بعد اور فرانسیسی انقلاب کے وقوع میں آنے سے اُس کی اہمیت جاتی رہی۔ مگر باویریا کے الحاق کا خیال جوزیف اور اس کے جانشینوں کے دماغ سے اس وقت تک نہ گیا جب کہ ۱۸۱۲ء میں میٹرنخ کی تجویزوں پر عمل کرنے سے جرمنی کے متعلق آسٹریا کی حکمت عملی بالکل بدل گئی۔

فریڈرک اعظم کا انتقال، ۱۷ر اگست ۱۷۸۶ء

۱۷ر اگست ۱۷۸۶ء کو فریڈرک اعظم نے ۴۶ سال سلطنت کرنے کے بعد انتقال کیا۔ اپنے عہد حکومت میں اس نے پرشیا کو خالص جرمنی سلطنتوں میں سب سے سربرآوردہ بنادیا تھا اور اُس کا شمار یورپ کی دول عظمےٰ میں ہونے لگا تھا۔ مثل جوزیف ثانی کے اُس کا بھی یہ مقصد تھا کہ اپنی سلطنت کے منتشر علاقوں کی حدود کو ایک دوسرے سے ملادے، خاندان ہائے ہیپس برگ و بوربون کی زیادتیوں کا مقابلہ کرنے کی غرض سے جرمنی کے قومی مفاد کی محافظت کرے اور شہنشاہیت جرمنی کا سربرآوردہ رکن ہوجائے۔

فریڈرک اعظم کے عہد حکومت میں پرشیا نے عجیب وغریب ترقی کی۔ پولینڈ کے جن حصوں کو پرشیا نے ۱۷۷۲ء میں فتح کیا تھا اُن کا اور سائلیشیا کا انتظام اُس نے اس خوبی سے کیا کہ ان کے باشندے سلطنت کے دوسرے باشندوں سے شیر وشکر ہو کر مل گئے۔ جنگ ہفت سالہ کے تباہ کن نتایج کے باوجود اُس نے جب انتقال کیا تو اس کے ملک کے ذرائع میں بہت کچھ ترقی ہوگئی تھی، آبادی بیس لاکھ سے بڑھکر ساٹھ لاکھ تک پہونچ گئی تھی، محاصل ۱۲ ملین کے بجائے ۲۴ ملین ہوگئے تھے، فوج میں سپاہیوں کی تعداد دولاکھ تھی اور خزانے میں ستر ہزار سکہ تھالر جمع تھے۔

اس غیر معمولی ترقی کا بانی خود فریڈرک تھا اور اس کا جاری رہنا بھی اُس کی موجودگی پر مبنی تھا۔ فریڈرک نے اپنے طویل عہد حکومت میں ایک عجیب وغریب نظامِ انتظامی قایم کیا تھا مگر مرکزیت کا وہ اس قدر دلدادہ تھا کہ تمام اقتدارات اس نے اپنے ہاتھوں میں رکھے تھے اور اسکا یہ کہنا بالکل بجا تھا کہ میں سلطنت ہوں[1] اس کی سرگرمی

(1)Sorel, L' Europe et la Revolution Francaise vot 1, P. 471

پرشیا ۱۷۸۶ء میں



جفاکشی استقلال اور پیش بینی کی کما حقہ تعریف کرنا ناممکن ہے۔ اپنی صدی کے بہترین بادشاہوں پر بھی اُسے فوقیت حاصل تھی۔ مگر وہ انتہا درجہ کا خودغرض تھا اور اصل معدلت و قانون بین الاقوامی کی اسے مطلق پروانہ تھی۔ اُس کے یہ عیب اس زمانہ میں بھی نمایاں تھے حالانکہ دوسرے بادشاہوں کو بھی معاہدوں کی پابندی اور شاہی خاندانوں کے حقوق کا بہت کم لحاظ تھا۔ خارجی و داخلی ہر قسم کے معاملات میں وہ صرف مصلحت وقت کا لحاظ کرتا تھا اور اُس کے سائی لے شیا پر قبضہ کر لینے اور پولینڈ کی تقسیم کرا دینے سے یورپ کے قدیم نظام سیاسی کو زخم کاری لگ گیا۔

اس کے نظام فوجی و ملکی کی کمزوری اُس کے مرتے ہی عیاں ہوگئی۔ فوج جس میں قریب ایک ثلث غیر ملکی تھے عامۂ قوم سے بالکل الگ تھی اور یہی حال اس وقت تک رہا جب کہ جینا کی جنگ میں اس کے شکست یاب ہونے کے بعد شارن ہورسٹ نے اس کی پوری اصلاح کی جس کی وجہ سے بجائے ایک مختلف عناصر کی فوج ہونے کے جو قوم سے بالکل علحدہ تھی وہ ایک قومی فوج بن گئی۔ نظام ملکی کی بھی یہی حالت ہوئی یعنی اُس کی رہنمائی سے محروم ہو جانے کے بعد نظام مذکور کا ضعف بھی عیاں ہوگیا۔ واقعہ یہ تھا کہ جملہ اقتدارات کو اپنے ہاتھوں میں رکھنے کی وجہ سے اُس کے وزیروں کی حیثیت محض منشیوں کی تھی اور اُس کے عہدہ داروں کی حالت کٹھ پتلیوں کی تھی اپنی رعایا کے متعلق اُس کا یہ خیال تھا کہ "وہ صرف اس غرض سے پیدا کئے گئے ہیں کہ اُس کے احکام کی تعمیل کریں اور ان چیزوں کو عمل میں لائیں جن سے اس کی سلطنت کی توسیع ہو اور اس کی قوت میں اضافہ ہو"[1]

اس عجیب و غریب نظام انتظامی کی مدد سے اور ان تدبیروں سے جو جنگ ہفت سالہ کے بعد اس نے زراعت و مصنوعات کو فروغ دینے شہروں کی از سر نو تعمیر اور آباد کرنے اور مالی حالت کو بہتر کرنے کے متعلق اختیار کیں پرشیا کی عظمت یورپ میں قایم ہوگئی تھی لیکن قابل عہدہ داروں کے عدم وجود کی وجہ سے اور اُن خرابیوں کی وجہ سے جو نظام ملکی میں شروع سے موجود تھیں پرشیا کا زوال شروع ہوگیا گو یہ زوال عارضی تھا۔" بادشاہ

---

[1] Dairies and Correspondence of the Earl of malmesbury vol II. P. 142

کے انتقال کے بعد ہی مرابو نے ایک تحریر میں لکھا تھا کہ جب تک معاملات خارجیہ میں کوئی پیچیدگی واقع نہو ہر چیز علیٰ حالہ رہیگی لیکن جہاں انقلاب کے آثار نمایاں ہوئے یا جنگ چھڑی تو موجودہ نااہل[1] حکمرانوں کی حکمت کا خاتمہ ہو جائیگا۔

مگر باوجود اس قول فیصل کی صحت کے جرمنی کی ارتقاء میں جنگ ہفت سالہ ایک اہم منزل تھی۔ فریڈرک نے مستقل طور پر وہ طرز عمل اختیار کیا تھا جو خاندان ہوہین زولرن کا اصل فریضہ تھا گو اسے اس امر کا غالباً احساس نہ تھا۔ بقول کارلائل "وہ آسٹریا نے سائی لےشیا کھو دیا مگر جرمنی کو پرشیا مل گیا۔ یہ ایک ترقی کرنے والا ملک تھا جس کی بنیادیں مستحکم تھیں اور اسی کا دامن پکڑ کر جرمن قومیں متحد ہو سکتی تھیں[2]۔"

پرشیا کی فوجی قوت جس کی بنیاد فریڈرک نے ڈالی تھی نپولین کے حملوں کو برداشت نہ کرسکی مگر تاہم پرشیا کی حکومت ہر طرح سے اس کی فرض شناسی کی مرہون منت ہے جس پر وہ تادم مرگ پابند رہا۔ (سٹائن کی طرح اسے بھی سلطنت کی طرف اپنی ذمہ داری کا نہایت گہرا احساس تھا منصب شاہی کے اس اعلیٰ تخیل میں فریڈرک کے علاوہ اس صدی کے دوسرے روشن خیال مطلق العنان حکام بھی شریک تھے مگر جس جانفشانی اور جانکاہی سے اس نے ہمیشہ سلطنت کی خدمت کی جس کا وہ اپنے آپ کو اول سب سے پہلا خادم تصور کرتا تھا اس میں کوئی دوسرا بادشاہ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

۱۷۸۱ء سے پرشیا یورپ میں بالکل تنہا تھا۔ فریڈرک آسٹریا اور روس کے اتحاد کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور گو نارتھ کی وزارت کے بعد سے وہ انگلستان کی دشمنی سے باز آنے پر آمادہ نظر آتا تھا مگر اس کا اصل رجحان زیادہ تر لوئی شانزدہم کے ساتھ دوستانہ تعلقات کے قائم کرنے کی طرف تھا اپنے انتقال کے قبل وہ "اتحاد فرمانروایان" جرمنی کے قیام میں مصروف تھا اور فرانس سے اتحاد پیدا کرنے کے لئے اسٹاٹ ہولڈر کو پس پشت ڈال دینے پر تیار تھا۔ ہالینڈ کی محب وطن جماعت اور اس کے فرانسیسی

---

[1] Sorel, L' Europe et la Revolution Francaise, vol. I. P. 478

[2] Carlyle, History of Frederick the Great, Book XX. C. 13

فریڈرک ولیم دوم اور ہالینڈ

ہواخواہوں کے خلاف اسٹاٹ ہولڈر کو مدد دینے کے بجائے فریڈرک نے اسے مشورہ دیا کہ فرانس کی مخالفت نہ کرے مگر اسٹاٹ ہولڈر کی بیوی کے بھائی فریڈرک ولیم دوم کے شاہ پرشیا ہوتے ہی صورت حال متغیر ہوکر نہایت نازک ہوگئی۔ ستمبر میں نااہل اسٹاٹ ہولڈر فوج کی کمان سے محروم کردیا گیا اور اس کے بعد فرانس کی طرف سے پھر سازشوں کا سلسلہ شروع ہوگیا اور صوبجات میں سے اکثر کی وفاداری ولیم پنجم (اسٹاٹ ہولڈر) کی طرف سے متزلزل ہوگئی۔ مگر فریڈرک اعظم اور ورژان کے انتقال سے مگر موروثی اسٹاٹ ہولڈر کی خدمت کی موقوفی اور ۱۷۴۷ء کی تجویزوں کی منسوخی کی تحریکیں ملتوی ہوگئیں۔

سر جمیس ہیریس نے اس کے قبل ہی فرانس کی طرف دار جماعت کی مخالفت پر ایک دوسری جماعت کو آمادہ کردیا تھا اور باوجود سخت دقتوں کے ہالینڈ میں اس نے انگلستان کی اغراض کی حمایت کی تھی۔ پٹ اور اس کی وزارت نے اسٹاٹ ہولڈر کی طرفدار جماعت کی سرگرم کارروائیوں کی تائید کا حتمی وعدہ کرنے سے انکار کردیا تھا جس کی وجہ سے قریب تھا کہ ہالینڈ میں فرانس کا اثر ہمیشہ کے لئے قایم ہو جائے اور یورپ میں انگلستان کا کوئی ہواخواہ باقی نہ رہے لیکن فریڈرک ولیم دوم کے تخت نشین ہونے اور اس کے پانچ مہینے کے بعد ورژان کے انتقال کرجانے سے سیاسی حالت بالکل بدل گئی۔ باوجودیکہ برلن میں فرانس کے طرفداروں کی ایک زبردست جماعت موجود تھی مگر نئے بادشاہ کا رجحان انگریزی اتحاد کی طرف تھا اور وہ اپنی بہن (اسٹاٹ ہولڈر کی بیوی) کی حمایت پر آمادہ نظر آتا تھا۔ مگر کچھ روز تک وہ انتظار کرتا رہا اور اس فکر میں تھا کہ ہالینڈ کی مختلف جماعتوں میں مصالحت ہو جائے ۱۳ فروری کو ورژان نے انتقال کیا اور معاملات خارجیہ کی عنان لوئی شانزدہم اور مون مورن کے کمزور ہاتھوں میں آگئی۔

ورژان کا انتقال ۱۳ فروری ۱۷۸۷ء

ورژان کو امور خارجیہ کے انتظام میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ اس کی مساعی سے فرانس کی یورپ میں وہی قدر و منزلت ہوگئی تھی جو اسے جنگ ہفت سالہ سے قبل حاصل تھی اور گو وہ انگلستان کو پامال نہ کرسکا مگر امریکا کے باغی آبادکاروں کی حمایت کرکے اس نے انگلستان سے کافی بدلہ لیا تھا گو اس میں فرانس کو بہت کچھ نقصان برداشت کرنا پڑا۔ فرانس اور آسٹریا کا اتحاد ابتک قایم تھا مگر وسطی مشرقی اور شمالی مغربی یورپ میں وہ جوزیف دوم کی اولوالعزمیوں میں سدراہ

ہو گیا تھا جرمنی کی چھوٹی سلطنتوں کی تائید کرنا مدت سے فرانس کی حکمت عملی کا جزو تھا ورژان نے اس کی پابندی کی اور پرشیا سے دوستانہ تعلقات کی تجدید کی۔ اپنے انتقال سے کچھ روز قبل ہالینڈ میں فرانس کی طرفدار جماعت کی تائید اور اسٹیٹس جنرل سے معاہدہ کر کے اس نے یورپ میں انگلستان کی سطوت کو سخت صدمہ پہونچایا۔ مگر روس اور آسٹریا کے اتحاد کو وہ شبہ کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور یہ محسوس کرتے کہ سلطنت ٹرکی کے تہ و بالا ہو جانے سے بحیرۂ روم کے مشرقی حصے میں انگلستان اور فرانس کے مفاد خطرے میں پڑ جائینگے صلح نامہ ورسالز کے مرتب ہونیکے بعد ہی اس نے دونوں ملکوں میں سمجھوتہ کرانے کی کوشش کی ۱۷۸۳ء سے ۱۷۸۷ء تک انگلستان کی خارجی حکمت عملی واضح نہ تھی اور کارمارتھین (وزیر خارجیہ) اور کابینہ کے دوسرے اراکین فاکس کے ہم زبان ہو کر فرانس کو انگلستان کا اصل دشمن خیال کرتے تھے مگر ورژان کی طرح پٹ بھی امن کے قیام اور اخراجات کی تخفیف کا حامی تھا اور اس نے فرانس کے ساتھ ستمبر ۱۷۸۶ء میں ایک تجارتی معاہدہ کر لیا جو اس کی فرزانگی پر دلالت کرتا ہے۔ شیل بورن اور ورژان کی طرح پٹ کا بھی خیال تھا کہ بجائے اس کے کہ فرانس اور انگلستان میں "قدرتی اور ناگزیر" دشمنی ہو دونوں کے حالات ایسے تھے کہ ان کے تعلقات دوستانہ ہوں پٹ کیطرح ورژان بھی تجارت کی آزادی کا حامی تھا اور اس تجارتی معاہدہ کی ترتیب کی وجہ سے دونوں قابل ستایش ہیں[1]۔

انگلستان اور فرانس کا تجارتی معاہدہ ۱۷۸۶ء

گو ورژان کا رشی لیو سے مقابلہ نہیں ہو سکتا مگر اٹھارھویں صدی کے فرانسیسی وزراے خارجہ میں اس کا درجہ نہایت اعلیٰ ہے۔ اہل امریکا کی تائید میں گو کامیابی ہوئی مگر فرانس کی موجودہ حالت کے دیکھتے یہ طرز عمل صحیح نہ تھا کیونکہ اس کی وجہ سے فرانس کی مالی مشکلات میں اضافہ ہوا اور ملک میں ایک انقلابی تحریک پھیل گئی جو بادشاہت کے لئے سم قاتل ثابت ہوئی لیکن امریکا کی جنگ کے ختم ہونے کے بعد توزگو کی طرح ورژان نے بھی محسوس کر لیا کہ فرانس کی حالت ایسی تھی کہ وہ قیام امن پر مصر رہے۔ اس نے تمام ایسی تجویزوں کی طرف سے منھ موڑ لیا جن میں ناکامی کا امکان تھا اور جو اسکی خاص خوبی تھی جب اس کا انتقال ہوا تو

---

[1] اس معاہدے کے موافق و مخالف دلائل کے لئے دیکھو۔ I. Lecky History of England in the XVIII Century, vol, V. pp. 37 46

یورپ میں فرانس کا طوطی بول رہا تھا، ہالینڈ، ہسپانیہ اور آسٹریا اُس کے حلیف تھے کیتھرین اُس کو اپنا دوست بنانے کے لئے کوشاں تھی اور ۱۷۸۶ء کے اوائل میں اُس نے فرانس سے ایک تجارتی معاہدہ کر لیا تھا۔ اگر وہ چند سال اور زندہ رہتا تو ممکن تھا کہ وہ "مجلس مشاہیر" پر اپنا اثر ڈالکر کافی اصلاحیں عمل میں لانے پر اُسے آمادہ کرتا۔ اصلاحون کے عمل میں آنے اور ایک زبردست خارجی حکمت عملی کے جاری رہنے سے ممکن تھا کہ حکومت شاہی زوال سے بچ جاتی۔ ایک فرانسیسی مورخ نے اُس کے متعلق لکھا ہے کہ "فرانس[ط] کی خارجی حکمت عملی پر اس کے انتقال کا فوری اثر ہوا اور اس واقعے سے ثابت ہوتا ہے کہ یورپ میں اس کا اثر کس قدر ہمہ گیر تھا۔

مون مورین ورژان کا جانشین ہوتا ہے

اس کا جانشین مون مورین ایک ایماندار اور وفادار شاہی عہدہ دار تھا گر بادشاہ کی قوت فیصلہ پر دار و مدار رکھنے اور خود قوت فیصلہ نہ رکھنے اور کم ہمت ہونے کی وجہ سے وہ اس عہدے کا اہل نہ تھا۔ لوئی شانزدہم کی تخت نشینی کے زمانہ میں اسے رسوخ ہوا تھا اور ۱۷۷۷ء میں میڈرڈ میں سفیر مقرر رہا۔ وہاں سے ۱۷۸۴ء میں فرانس واپس ہونے پر وہ برٹینی میں ایک فوجی خدمت پر مقرر ہوا اور وہاں کے شورہ پشت باشندوں میں اس نے اپنے حسن تدبیر سے امن و امان قایم رکھا۔

وزیر خارجہ مقرر ہونے کے بعد مون مورین کو سب سے پہلے صوبجات متحدہ کے معاملات کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ ورژان نے رے نے ویل کو اور شاہ پرشیا نے گوارٹز کو ہالینڈ کی باہم مخالف جماعتوں میں مصالحت کرانے کے لئے بھیجا تھا مگر دونوں ناکام رہے۔ سر جیمس ہیرس فرانس کے اثر کو روکنے میں برابر کوشاں تھا اور شاہ پرشیا بھی فرانس کا مخالف ہو رہا تھا۔ بجائے اُس کے کہ اسٹاٹ ہولڈر کو بجبر معزول کر دینے اور فرانس کے زیر حفاظت ایک جدید حکومت قایم کرتے، مون مورین صوبجات متحدہ میں انقلابی تحریک کے زور پکڑنے سے خائف ہو گئے اور کوئی مداخلت نہ کی اپریل میں اسٹاٹ ہولڈر اور اس کی مخالف جماعت میں نموگوین میں مصالحت کی گفتگو نہ ہوئی گر کوئی اطمینان بخش تصفیہ نہ ہوا

ط De Witt, Une invasion Prussienne en Hollande en 1787

جس سے سر جیمس ہیرس کو معلوم ہو گیا کہ اب انگلستان کی مداخلت نہایت ضروری ہے مئی میں وہ لندن میں واپس آیا اور کابینہ نے اس سے مشورہ کرنے کے بعد بیس ہزار پونڈ اسٹاٹ ہولڈر کو قرض دئے۔ انگلستان کی اس قطعی کارروائی سے شاہ پرشیا کی بھی ہمت افزائی ہوئی اور وہ مزید لیت ولعل سے باز آیا۔ ۲۸ر جون کو اسٹاٹ ہولڈر کی بیوی ول ہی می نا کو جب کہ وہ ہیگ کو جا رہی تھی چند باغیوں نے گوڈا کے قریب گرفتار کر لیا اور ایک

۱۷۸۸ء کا اتحاد ثلثہ

روز تک قید رکھا۔ ملکہ اپنے بھائی فریڈرک ولیم سے فریادی ہوئی اس نے انگلستان کے ایما سے ہالینڈ کی طرف اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ انگریزی سفیر ایڈن نے فرانسیسی حکومت کے پاس اس کے طرز عمل کے متعلق سخت شکایت کی۔ پٹ اب تیار تھا کہ بزور شمشیر اسٹاٹ ہولڈر کی مدد کرے اور اس نے جنگ کی تیاری شروع کر دی ۱۹ر ستمبر کو پرشیا کی فوجیں ہالینڈ میں داخل ہو گئیں۔ لیکن انگلستان اور پرشیا کی اس سرگرم کارروائی اور مون مورین کی کمزوری اور فرانس کی اندرونی حالت کی وجہ سے جنگ رک گئی۔ مون مورین نے ۲۰ر اکتوبر کو اعلان پر دستخط کر دیے جس میں اس نے مخاصمین کے جنگ سے باز آنے سے اتفاق ظاہر کیا اور اعلان کیا کہ شاہ فرانس جمہوریۂ ہالینڈ کے معاملات میں کبھی دخل دینا نہیں چاہتا تھا۔ اس خبر کے سنتے ہی شہنشاہ جوزیف نے کہا "فرانس کا زوال اب ہوا ہے اور اس کے بعد پھر وہ کبھی سنبھل نہ سکے گا۔"

ہیرس کو اپنی مساعی میں پوری کامیابی ہوئی۔ انگلستان اب یورپ میں بے یار و مددگار نہ تھا بلکہ پرشیا اور ہالینڈ سے متحد ہو کر امن کے قیام کے لئے اپنے اثر سے کام لے سکتا تھا ہالینڈ میں ڈچ محبان وطن کی جماعت زیر و زبر ہو چکی تھی اور اسٹاٹ ہولڈر کی حالت حسب سابق ہو گئی تھی گو اس کی قوت کا دار و مدار انگلستان پر تھا بجائے فرانس اور ہالینڈ کے اتحاد کے پرشیا اور اسٹاٹ ہولڈر کے درمیان باہمی امداد کے لئے ایک معاہدہ

---

(1) Marquis de Barral montferrat, Dix An de Pain Armee entre la France et l' Angleterre, 1783-1793, vol. I. P. 54

۱۵ اپریل ۱۷۸۸ء [لہ] کو ہوا۔ جولائی میں انگلستان اور پرشیا کے مابین ایک معاہدہ ہوگیا جس سے فرانس کی حکمت عملی کی ناکامی پر مہر ہوگئی اور برطانیۂ عظمے پرشیا اور نیدرلینڈ کے درمیان ۱۷۸۸ء کے اتحاد ثلثہ کی توثیق ہوگئی۔ اس اتحاد کی اغراض یہ تھیں کہ وہ امن وسکون کو برقرار رکھا جائے، متحدین کے مشترک مفاد کی حفاظت کی جائے مخالفین کے ہر ایک حملے کو دفع کیا جائے اور ایک دوسرے کی امداد کی جائے۔ آئندہ پانچ سالوں میں اس مدافعانہ اتحاد کا، یورپ کے سیاسیات پر بے حد اثر پڑا اور اس کی وجہ سے موجودہ توازن قوت قایم رہا۔ اتحاد ثلثہ سے پٹ کو یورپ میں امن وامان قایم رکھنے اور جنگ کو روکنے میں مدد ملی اور توازن قوت بھی قایم رہا مگر اس کی وجہ سے فریڈرک ولیم دوم اور ہیرٹز برگ کو اپنی سلطنت کی قوت کا بہت زعم ہوگیا اور فرانس اور روس میں دوستانہ تعلقات قایم ہوگئے جن سے بحیرۂ روم میں انگریزی اغراض کو نقصان پہونچنے کا احتمال تھا۔ ۱۷۸۸ء میں روس اور آسٹریا میں اتحاد ہوجانے کی وجہ سے مشرقی یورپ میں نقض امن ہونے کا سخت اندیشہ ہوگیا کیتھرین اب تک اس فکر میں تھی کہ ٹرکی کی قطع وبرید کرکے روس کے مقبوضات میں اضافہ کرے اور ۱۷۸۶ء ہی کے اوائل سے اس نے سلطان المعظم کے تمام مقبوضات میں سازشوں کا جال بچھادیا مصر، یونان اور مولڈے ویا میں اسکے کارپردازوں کو خاص طور پر کامیابی ہوئی اور ۱۷۸۶ء میں باب عالی نے قطعی طور پر روس کی درازدستیوں کا مقابلہ کرنے کا قصد کرلیا کیتھرین کے مقاصد اب یہ تھے کہ جوزیف سے اپنے تعلقات کو زیادہ مستحکم کرے اور فرانس کو اپنا حلیف بناکر ترکوں کو مخالفت پر آمادہ کرنے پر مجبور کرے۔ جنوری ۱۷۸۷ء میں اس نے کری میا کا سفر کیا جو قابل یادگار ہے۔ اثناء سفر میں اس نے شاہ پولینڈ سے ملاقات کی اور جوزیف ثانی بھی اس سے جاملا جو کاونٹ فال کین سٹائن کے نام سے بھیس بدل کر سفر کر رہا تھا۔ اس پرلطف سفر کی اہمیت دوگونہ تھی یعنی اس سے آسٹریا اور روس کے اتحاد کی پختگی کا امتحان ہوجاتا اور ثانیاً اس سے کیتھرین کے اس منصوبے کا بھی اظہار ہوتا تھا کہ قسطنطنیہ میں ایک یونانی شہنشاہیت قایم ہو۔ اس منصوبے کو عمل میں لانے پر

کیتھرین اور جوزیف کا سفر کری میا ۱۷۸۷ء۔

[لہ] De Witt, Une Invasion Prussienne
Hollande en 1787, p. 299

وہ مصر تھی۔ سر جیمس ہیرس کا بیان ہے کہ اس خیال کا محرک پوٹیم کن تھا۔ کیتھرین کے پوتے قسطنطین کے لئے مجمع الجزائر یونان سے دائیاں بلوائی گئی تھیں اور اس کا اصطباغ خاص یونانی رسوم کے ساتھ عمل میں آیا تھا، یونانی حروف کا ایک قاعدہ چھپوا کر روس کے فوجی مدرسوں میں تقسیم کیا گیا اور تمغے مسکوک کئے گئے جن پر "کیتھرین مبلغ دین" منقوش تھا اور ایک تصویر تھی جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ قسطنطنیہ کی بڑی مسجد پر بجلی گری ہے جس سے وہ شہید ہوگئی ہے۔ فریڈرک اعظم نے اس طرز عمل کے متعلق طنزاً کہا تھا کہ "یونانی شہنشاہیت کے قیام کی امیدیں محض خواب و خیال ہیں اور تمغوں کے مسکوک کرنے سے ان کا بار آور ہونا دشوار ہے" مگر ۱۷۸۷ء میں بھی کیتھرین اسی طرز عمل پر قایم رہی۔ خرسون میں جو جدید یونانی سلطنت کا مستقر تھا ایک دروازہ کا نام "باب قسطنطنیہ" رکھا گیا اور جدید مفتوحہ ملک میں مقامات کے ترکی ناموں کے بجائے یونانی نام رکھے گئے۔ خرسون سے کیتھرین نے کریمیا کا رخ کیا اور سواستوپول پہونچکر اس نے "فخر و مباہات کے ساتھ ایک زبردست بیڑے کو دیکھا جو خود اس کا بنایا ہوا تھا اور جو بحیرۂ اسود کے بہترین بندرگاہ میں لنگر انداز تھا۔"(۱) زار نیا اور شہنشاہ نے آئندہ تدبیروں کے متعلق بحثیں کیں مگر ان میں سے کوئی اس وقت جنگ کے لئے تیار نہ تھا کیونکہ آسٹروی نیدرلینڈ کی حالت قریب قریب بغاوت کے تھی اور کیتھرین اور باب عالی کے مابین جنگ کے چھڑ جانے سے اندیشہ تھا کہ پرشیا اور سویڈن روس پر حملہ آور ہو جائینگے مسلمانوں میں روس کی زیادتیوں سے سخت ناراضی پھیل گئی۔ کیتھرین

ترکی اور روس کی جنگ ۱۷۸۷ء

کے جدید مطالبات کو منظور کرنے سے فوراً انکار کر دیا گیا۔ ۱۱ اگست کو روسی سفیر "دوسات میناروں" میں قید کر دیا گیا اور سلطان نے انگلستان اور پرشیا کی تائید کی امید سے روس کے خلاف میں جنگ کا اعلان کر دیا۔ مشرقی مسئلہ کے دوبارہ معرض بحث میں آجانے سے نصف یورپ جنگ کی لپیٹ میں آگیا، اس جنگ کے ابتدائی حالات ۱۷۳۷ء کی جنگ سے مشابہ ہیں جیسا کہ روس اور آسٹریا نے بوقت واحد ترکی پر نرغہ کر دیا تھا۔ مگر ۱۷۳۷ء کے بعد سے مسئلۂ مشرقی نے کئی کروٹیں بدلی تھیں اور فرانس اور انگلستان کو روس اور آسٹریا کے طرز عمل کے اہم نتایج کا احساس ہوگیا تھا کیتھرین کو بھی معلوم ہوگیا تھا کہ انگلستان کی بحری قوت بحرۂ روم میں روسی پیش قدمی کی

(1) Coxe, House of Austria, vol. II. P. 612

سد راہ تھی اور اُسی کی وجہ سے روسی مفاد معرض خطر میں تھے۔ جنگ امریکا میں مغربی یورپ کی سلطنتوں کے منہمک ہونے سے اُس نے نفع اٹھایا تھا اور اب اُس نے انگلستان اور فرانس کی باہمی کشیدگی سے نفع اٹھانی کی کوشش کی۔ ۱۷۸۱ئ میں اُس نے اپنے بیٹے اور ولی عہد پال کو میری آن توانیت سے ملاقات کرنے کے لئے فرانس بھیجا تھا۔ ۱۷۸۷ئ میں فرانس سے ایک تجارتی معاہدہ ہوا اور ۱۷۸۸ئ میں زارینا نے انگریزوں کی اغراض کی مخالفت کے لئے فرانس ہسپانیہ، آسٹریا اور روس کی شرکت سے ایک اتحاد اربعہ قایم کرنے کی کوشش کی تھی مگر ورژران کے بعد فرانس کی خارجی حکمت عملی میں وضاحت اور تسلسل کا نام تک نہ رہا۔ فرانس کی حکومت روس کی دوستی کی خواہاں تھی مگر سلطنت ٹرکی کے بقا کی اہمیت کے متعلق ورژران کے خیالات کا اب تک لحاظ کیا جاتا تھا اور بالآخر فرانس نے غیر جانب دار رہنے کا قصد کر لیا۔ ۱۷۸۸ئ کے باقی ماندہ مہینوں میں سُووُرُوف نے کن برن کو ترکی بیڑے کے حملوں سے محفوظ رکھا اور شہنشاہ آسٹریا نے بغیر اعلان جنگ بلغراد پر یکایک حملہ کر دیا موسم سرما میں فرانسیسیوں نے صلح کرا دینے کی کوشش کی اور ترکوں نے جوزیف کو یاد دلایا کہ انھوں نے کس ایمانداری کے ساتھ بلغراد کے معاہدے کی پابندی کی تھی اور چارلس ششم کے انتقال کے بعد آسٹریا کی کمزوری سے نفع اٹھانے کی مطلق کوشش نہ کی۔ مگر یہ سب بے سود ثابت ہوا۔

جوزیف ثانی کو اب فرانس کی مخالفت کا اندیشہ نہ تھا اس لئے اُس نے ۹۔ فروری ۱۷۸۸ئ کو مولڈے دیا والے شیا، سردیا اور بوس نیا فتح کرنے اور ۱۷۳۹ئ کے نقصان دہ معاہدۂ

جوزیف کا اعلان جنگ ٹرکی کے خلاف میں فروری ۱۷۸۸ئ

بلغراد کا انتقام لینے کی غرض سے باب عالی کے خلاف میں اعلان جنگ کر دیا جس سے ترکوں کو وقت واحد میں روس اور آسٹریا دونوں کی فوجوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ گولاٹوڈن نے ۲۶۔ اگسٹ کو ڈوبٹزا لیلیا اور ۲۔ نومبر کو نودی پر قبضہ کر لیا اور کوبرگ نے سالٹی کوو کی معاونت سے مولڈے دیا کے بیشتر حصہ پر قبضہ کر لیا اور ۲۰۔ ستمبر کو جوحم کو بھی فتح کر لیا مگر اس معرکہ آرائی میں آسٹریوں کو کامیابی نہ ہوئی۔ شہنشاہ کو بلغراد کے فتح کرانے میں ناکامی ہوئی اور وزیر اعظم یوسف کے تحت میں ایک ترکی فوج نے ٹیمنس ور تک تمام ملک کو تاخت و تاراج کر دیا۔ ستمبر میں ترکوں نے آسٹریا کے لشکر گاہ پر حملہ کر دیا جو سلاطینہ

کے قریب واقع تھا اور اس کے بعد جوزیف بحالت مایوسی و مرض[۵۱] وائینا کو واپس ہوگیا۔ اس معرکہ آرائی کی ناکامی کے متعدد اسباب تھے۔ انگلستان اور ہالینڈ کی حکومتوں نے اپنے ملاحوں کو روس کی ملازمت میں داخل ہونے سے منع کر دیا تھا، ونیس نے اپنی غیر جانب داری سے منحرف ہونے سے انکار کر دیا تھا اور اس کو تاری کے پاشا نے بھی سلطان المعظم کے خلاف میں بغاوت نہ کی اس کے علاوہ روسیوں کو سویڈن کی حملہ آوری کا اندیشہ تھا اسلئے وہ سالٹی کوو کے زیر کمان صرف دس ہزار سپاہی کوبرگ کی امداد کے لئے بھیج سکے۔

> اوچاکوو کا سقوط ۱۷ دسمبر ۱۷۸۸ء

۱۷۸۸ء میں روسیوں کو ترکوں کے خلاف میں اپنی فوجی کارروائیوں میں کامیابی ہوئی۔ ۲۶ جون کو لائی من میں ترکی بیڑہ کو شکست دیکر تباہ کر دیا گیا اور ۱۷ دسمبر کو ایک طویل محاصرے کے بعد جو جون میں شروع ہوا تھا پوٹیم کن نے باوجود ترکوں کی شدید مقاومت کے اوچاکوو کو فتح کر لیا۔ پوٹیم کن کو یہ فتح زیادہ تر سوودروو اور ریپ نن کی شجاعت اور ہنرمندی سے حاصل ہوئی تھی۔ مگر یہ کامیابیاں ایک حد تک یورپ کی ہر ایک سلطنت کی مخالفت سے کالعدم ہوگئیں۔ گستاوس کو روس کے مقابلے میں ترکوں کے بالکل مغلوب ہو جانے سے سخت اندیشہ تھا۔ خود اس کے ملک میں اس کی حالت قابل اطمینان نہ تھی اور اسے معلوم تھا کہ کیتھرین کو جب موقع ملیگا تو اس نے اگر سویڈن کے بیشتر حصے کا الحاق نہ کر لیا تو کم از کم اس کی آزادی کا تو ضرور خون کر دیگی۔ ڈین مارک اور روس نے ۱۷۷۲ء کے دستور کی منسوخی پر آمادگی ظاہر کی تھی اور گستاوس نے قصد کر لیا کہ کیتھرین پر بلا کسی تاخیر

> روس سے سویڈن کا اعلان جنگ ۱۷۸۸ء

کے حملہ کر دے اور میدان جنگ میں فتح یاب ہو کر اپنے ملک میں مطلق العنانی حاصل کرے۔ ۱۷۸۴ء میں فرانس سے معاہدہ کرنے کے بعد جب گستاوس واپس آیا اسی وقت سے سویڈن کی حالت ابتر ہو رہی تھی۔ خراب فصلوں اور محاصل کی زیادتی کی وجہ سے

۵۱ Wolfund Zwiedineck-Sudenhorst,
Oesterreich unter Maria Theresia,
Joseph II und Leopold II (Oncken Series),
Book III Chapter IV.

طبقۂ ادنےٰ کے لوگ مفلس اور قلاش ہو گئے اور خطرناک بلوے ہونے لگے تھے۔ محاصل کی زیادتی بادشاہ اور اُس کے دربار کی فضول خرچی کی وجہ سے تھی۔ طبقات سلطنت، اور ڈائٹ کے اکثر حقوق پامال کر دیے گئے تھے اور ۱۷۸۶ء میں بادشاہ اور ڈائٹ میں سخت نا چاقی ہو جانے کی وجہ سے حالت نہایت نازک ہو گئی۔ اس نام نہاد دستوری حکومت کی دقتوں سے بچنے اور سویڈن کی گم گشتہ صدیوں کو دوبارہ حاصل کرنے کی صرف یہی تدبیر ہو سکتی تھی کہ روس سے جنگ ہو جائے۔ اس غرض سے ٹرکی سے ایک خفیہ معاہدہ کیا گیا اور کیتھرین سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ کاریلیا اور لوونیا سویڈن کے حوالہ کرے اور کری میا ٹرکی کو واپس کر دے۔ ۲ر جولائی ۱۷۸۸ء کو گستاوس فن لینڈ میں پہونچ گیا اور روس اور سویڈن میں بحری اور بری جنگ فوراً شروع ہو گئی سینٹ پیٹرس برگ بالکل غیر محفوظ تھا اور اگر شاہ سویڈن کو ایک قطعی فتح بھی حاصل ہوتی تو روس کا دارالسلطنت بالکل اس کے قبضے میں آجاتا۔ مگر روسی بیڑے کے اسکاچ امیر البحر گریگ نے ہاگ لینڈ کی بحری جنگ (۱۷ر جولائی) میں روس کی آبرو رکھ لی اور کیتھرین دوم کی سازشوں سے فن لینڈ میں سویڈن کے افسروں نے بغاوت کر کے زارینا سے ایک عارضی صلح کر لی اور جنگ میں اس بنا پر شرکت سے انکار کر دیا تھا کہ ڈائٹ نے اس کی منظوری نہیں دی تھی بغاوت سے صورت حال بالکل متغیر ہو گئی مگر اسی اثنا میں ڈین مارک نے سویڈن پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے گستاوس کو ان مشکلوں سے نجات مل گئی۔ ڈین مارک سویڈن کا قدیم دشمن تھا اور معاہدوں کے ذریعہ سے روس سے اس کے گہرے تعلقات تھے اس لئے جیسے ہی اس نے دیکھا

سویڈن پر ڈین مارک کا حملہ

کہ گستاوس نے روس پر حملہ کر دیا ہے ستمبر ۱۷۸۸ء میں اس نے بھی ایک فوج پرنس چارلس آف ہیس کیسیل کے تحت میں سویڈن پر چڑھائی کرنے کے لئے روانہ کر دی۔ اڈولفس فریڈرک کے عہد حکومت کے آخری زمانے میں بھی سویڈن کی آزادی اس قدر معرض خطر میں نہ تھی۔ سویڈن کی فوج نے علانیہ بغاوت کر دی تھی، اُس کا بیڑا اسوی برگ میں گھرا ہوا تھا، ایک روسی بیڑہ خلیج بوتھنیا میں لنگر انداز تھا، روس اور ڈین مارک کا ایک متحدہ بیڑا آبنائے کیٹی گیاٹ کی ناکہ بندی کئے ہوئے تھا ڈین مارک کی ایک فوج گوتھن برگ کی طرف پیش قدمی کر رہی تھی

...... دارالسلطنت میں ابتری تھی صوبجات میں سخت پریشانی...... سینیٹ کے حواس باختہ تھے امرا غداری پر آمادہ اور عوام ششں وپنج کی حالت میں تھے اور اپنے بے بس بادشاہ کی حرکات وسکنات کو غور سے دیکھ رہے تھے[1] جس نے اپنی ذاتی کوششوں اور اتحاد ثلاثہ کی تائید سے اپنے ملک کو ان مصائب سے نجات دی۔ ستمبر کے اوائل میں وہ ڈیل کارلیا میں پہونچا اور اس ضلع کے جنگجو کسانوں کو ہمت دلاکر گوٹین برگ کی امداد کے لئے روانہ ہونے پر آمادہ کیا جس کا اہل ڈین مارک محاصرہ کرنے والے تھے۔

ڈیل کارلیا کے کسانوں کی وفاداری اور گستاووس کی سرگرمی سے گوٹین برگ فی الوقت اس خطرے سے بچ گیا اور اتحاد ثلاثہ کے اراکین نے جو شمال میں توازن قوت کو قایم رکھنا چاہتے تھے اور بحیرۂ بالٹک کا ایک روسی جھیل بن جانا ناپسند کرتے تھے سویڈن کی امداد پر پوری طور سے آمادہ ہو گئے۔

اتحاد ثلاثہ کی مداخلت

ڈین مارک نے پرشیا کی فوج اور انگلستان کے بیڑے کے ورود سے خائف ہو کر سر تسلیم خم کیا اور اکتوبر ۱۷۸۸ء میں سویڈن اور ڈین مارک میں ایک عارضی صلح ہو گئی۔ نومبر کے ختم ہونے کے قبل ہی ڈین مارک کی تمام فوج سویڈن سے چلی گئی اور گستاووس نے اپنی ہر دلعزیزی سے نفع اٹھا کر فروری ۱۷۸۹ء میں ڈائٹ کا ایک جلسہ منعقد کیا اور فوج اور طبقۂ ادنےٰ کی تائید سے اس نے ایک "قانون اتحاد وتحفظ" منضبط کیا جس کی رو سے بادشاہ کے اقتدارات میں سب کچھ اضافہ ہوا اور اسے اعلان جنگ وصلح، اتحادوں کے عمل میں لانے اور ڈائٹ کو منعقد کرنے کے اقتدارات مل گئے۔ گو اسٹیٹس (مجلس) کی مالی معاملات پر نگرانی تھی مگر ڈائٹ کسی ایسے معاملے پر بحث نہ کر سکتا تھا جو بادشاہ کی منظوری کے بغیر معرض بحث میں آیا ہو اور سینیٹ کے اقتدارات تو بالکل سلب کر لئے گئے۔ ۱۷۸۹ء کی قطعی کارروائی گویا ۱۷۷۲ء کی کارروائی کا ضمیمہ تھی اور اس کی وجہ سے سویڈن کی حکومت بجائے محدود حکومت شاہی ہونے کے ایک مطلق العنان حکومت ہو گئی۔ یہ دونوں انقلاب اس بنا پر حق بجانب

سویڈن میں انقلاب ۱۷۸۹ء

1. R Nisbet Bain, Gustavus III, and his Contemporaries, vol. II. pp. 31. 32

قرار دیے جاسکتے ہیں کہ انکی وجہ سے سویڈن روس کا ایک صوبہ بن جانے سے بچ گیا۔

گستاوس نے اپنے اندرونی دشمنوں پر غالب آکر روس کے ساتھ جنگ کو جاری رکھا مگر سویڈن کے روس میں تضم ہو جانے کا خطرہ اب بالکل زایل ہوگیا تھا۔ بحیرۂ بالٹک میں توازن قوت کے قیام اور شمالی جنگ کو تا حدامکان محدود کرنے کے متعلق اتحاد ثلثہ نے اپنے ارادوں کو وضاحت کے ساتھ ظاہر کر دیا تھا۔ انھیں اب صرف یہ کام کرنا باقی تھا کہ ولی نیو وکی ۱۷۳۹ء کی کامیاب سفارتی کارروائیوں کی متابعت میں آسٹریا اور ٹرکی میں علٹحدہ طور پر صلح کرادیں۔

۱۷۸۹ء میں روس اور ٹرکی کی جنگ کا جاری رہنا

۱۷۸۹ء ترکوں کے لئے نہایت نحس ثابت ہوا۔ ۷؍اپریل کو سلطان عبدالحمید نے انتقال کیا اور گو ان کے جانشین سلطان سلیم ثالث نے سرگرمی اور استقلال سے کام لیا مگر روسیوں اور آسٹریوں کو متعدد فتوحات حاصل ہوئیں۔ روسی فوجیں مولڈے ویا میں داخل ہوئیں، پرنس ریپ نن نے ترکوں کو ۲۰؍ستمبر کو اسمٰعیل میں شکست دی اور پوٹیم کن نے تو باک واقع بے سار بیا کی جنگ میں فتح حاصل کر کے ۱۴؍نومبر کو بندر پر قبضہ کر لیا۔ آسٹریوں کو بھی کچھ کم کامیابی نہیں ہوئی۔ کوبرگ اور سُوُوُرُوُد کی متحد فوجوں نے ترکوں کو فوک سانی میں شکست دی (۳۱؍جولائی) اور پھر رم نک میں ایک اور شکست فاش دی (۲۲؍ستمبر) کلیرفائٹ نے انھیں بنات سے خارج کر دیا اور نبرد آزما لاکوڈن نے جو حال ہی میں سپہ سالار مقرر ہوا تھا، آسٹریا کی اصل فوج کو اپنے زیر کمان لیکر ۹؍اکتوبر کو بلغراد پر دھاوا کر دیا اور سرویا کے تمام ملک پر قبضہ کر لیا ان فتوحات کے بعد لاؤڈن نے اورسووا کا محاصرہ کر لیا، کوبرگ نے بخارسٹ فتح کر لیا اور پرنس ہوہین لوہی دڑوں میں گھس کر والے شیا میں داخل ہوگیا۔ ٹرکی کی سرحد کی حفاظت کے لئے قلعوں کا ایک طویل سلسلہ تھا مگر اب وہ سب حلیفوں کے قبضے میں آگئے اور یہ خیال ہوگیا تھا کہ صرف ایک ہی معرکہ آرائی کے بعد یورپ میں ترکوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو جائیگا مگر اتحاد ثلثہ کی مداخلت اور جوزیف کے طرز عمل سے اس کی سلطنت میں جو ابتری پیدا ہوگئی تھی ان دونوں کی وجہ سے ٹرکی اس خطرہ سے بچ گیا۔

آسٹریا کے مقبوضات میں جن نزاعوں نے سر اٹھایا تھا ان میں نیدرلینڈ کی نزاعیں سب سے اہم تھیں۔ اس ملک میں قدیم حقوق اور آزادیوں کو پامال کر کے جوزیف ایک

آسٹر وی نیدر لینڈ میں انقلابی تحریکیں

انقلابی تحریک کے آغاز کا باعث ہوا تھا جسے امریکا کی آزادی کی جنگ کے واقعات سے فروغ نصیب ہوا اور فرانس کے انقلاب پسندوں کی کامیابیوں سے ان کی ہمت افزائی ہوئی۔ ۱۷۸۹ء کے آخر تک فلینڈرس آسٹریا کی حکومت سے آزاد ہو گیا تھا اور جنوری ۱۷۹۰ء میں "بیل جیم کے متحد صوبوں کے اتحاد کے قانون" کا مسودہ تیار ہو گیا۔ ہنگری میں بھی انقلابی تحریک نمودار ہو گئی تھی اور بوہیمیا اور گیلی شیا بھی بغاوت کے لئے تیار نظر آتے تھے اور معلوم یہ ہوتا تھا کہ آسٹریا کی سلطنت عنقریب پاش پاش ہو جائے گی۔ فرانس کی قومی بغاوت کے برخلاف ان ملکوں کی انقلابی تحریکیں قدامت پسندی اور مذہبی اغراض پر مبنی تھیں اور ان کے وجود میں آنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ شہنشاہ نے ہمیشہ امرا اور پادریوں کے حقوق و مراعات کی طرف سے بے پروائی ظاہر کی تھی اور مقامی منشوروں کی وہ خلاف ورزی کرتا تھا۔ آسٹر وی نیدر لینڈ کی بادشاہت سے جوزیف کے ہٹا دیے جانے کی وجہ صرف یہی تھی کہ اُس نے اہل بیل جیم کے قدیم حقوق کو پامال کر دیا تھا اور اس کے ہٹتے ہی جن رسوم کو اس نے ناعاقبت اندیشی سے مسدود کر دیا تھا سب بحال کر دی گئیں۔ نیدر لینڈ میں صورت حال حد درجہ مخدوش تھی جس سے ٹرکی کے مقابلے میں آسٹریا کی فتوحات کالعدم ہوا چاہتی تھیں اور خاندان ہیپس برگ کے دشمنوں کو موقع ملگیا کہ پریشان حال شہنشاہ پر نرغہ کر دیں۔

۱۷۸۹ء میں پرشیا کی خارجی حکمت عملی

۱۷۸۹ء میں جوزیف دوم کی موجودہ پریشانیوں سے نفع اٹھانے کے لئے شاہ پرشیا اور اس کے مشیروں نے اپنی تدبیروں کو پختہ کر لیا تھا فریڈرک ولیم دوم نے ڈین زگ اور تھورن کو لیلینے کا قصد مصمم کر لیا تھا اور اسے امید تھی کہ اگر وہ آسٹریا کو گیلی شیا پولینڈ کو واپس کرنے پر مجبور کرے تو اس صوبہ کے پھر ملجانے کے صلہ میں اہل پولینڈ ان دونوں شہروں کو اس کے حوالہ کر دینگے اس کا یہ بھی خیال تھا کہ ترکوں کو آسٹریا کے خلاف مدد دینے اور باغی اہل نیدر لینڈ کی تائید کرنے سے اسے موقع ملجائیگا کہ جوزیف دوم کو اپنے اس دعوے کے تسلیم کرنے پر مجبور کرے۔ مگر بغیر اپنے حلیفوں (انگلستان و ہالینڈ) سے مشورہ کرنیکے اس نے سلطان المعظم سے نامہ و پیام شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ انگلستان کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آسٹریا اور آسٹر وی فلینڈرس کو باہم ضم کر کے ایک جمہوریہ

بنا دیا جائے۔ انگریزی حکومت اتحاد ثلاثہ کو یورپ میں قیام امن کا ذریعہ خیال کرتی تھی اسلئے اس نے شاہ پرشیا کی مجوزہ حکمت عملی کے ساتھ اتفاق کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اگر وہ عمل میں لائی جاتی تو آسٹریا اور فرانس دونوں سے جنگ چھڑ جاتی۔ انگلستان نے یہ بھی کوشش کی کہ پرشیا نیدرلینڈ اور گیالی شیا میں اپنی کارروائیوں سے باز آئے[1]

مگر شاہ پرشیا نے آسٹریا کو نیدرلینڈ اور گیالی شیا دونوں سے بیدخل کرنے کی ٹھان لی تھی اس لئے وہ اپنی کوششوں سے باز نہ آیا اور ۱۷۸۹ء کے اواخر اور ۱۷۹۰ء کے آغاز میں یورپ میں ایک عام جنگ کے چھڑ جانے کا خدشہ تھا۔ انگریزی حکومت نے اسے نیدرلینڈ کی آزادی کے تسلیم کرنے اور ٹرکی کی طرف سے جنگ میں مداخلت کرنے سے فریڈرک ولیم کو روکنے کی کوشش کی مگر وہ اپنی تیاریوں سے باز نہ آیا۔ اتحاد ثلاثہ بھی جو یورپ میں امن کے قایم رکھنے کی غرض سے وجود میں آیا تھا کالعدم ہونے والا تھا مگر پٹ کی سرگرمی اور جوزف دوم کے انتقال سے باقی رہگیا۔ پٹ کو شاہ پرشیا سے اس امر میں اتفاق تھا کہ نیدرلینڈ میں فرانس کا اثر قایم ہونے نہ پائے مگر باغی صوبجات بیل جیم کی آزادی کو فوراً تسلیم کرنے سے اسے اتفاق نہ تھا کیونکہ اس کی وجہ سے اتحاد ثلاثہ اور شہنشاہ کے درمیان مخالفت پیدا ہو جاتی۔ پٹ نے روس اور آسٹریا کے خلاف جارحانہ کارروائیوں میں شریک ہونے۔ ۲۰ر فروری ۱۷۹۰ء کو جوزف دوم نے انچاسویں سال میں انتقال کیا

جوزف دوم کا انتقال
فروری ۱۷۹۰ء

اس وقت اس کا ملک ٹرکی سے برسر جنگ تھا پرشیا اور پولینڈ سے بھی عنقریب جنگ چھڑنے والی تھی اور اندرون ملک میں بے چینی اور انقلاب کے آثار نمایاں تھے اس نے اپنی زندگی کے آخری مہینوں میں اپنی ناعاقبت اندیشی کی کارروائیوں کی تلافی کی کوشش کی مگر تلافی کا وقت گزر گیا تھا اور اس کی کوششوں سے ملک میں سکون پیدا نہ ہوسکا۔ ۸ر دسمبر ۱۷۸۹ء کو اس نے ہنگری کے قدیم دستور کو بحال کر دیا، پایس ششم سے اس نے درخواست کی اہل بیل جیم کو وفاداری کی طرف راغب کرنے میں اس کی مدد کرے، ٹرکی سے مصالحت کرنے پر آمادگی ظاہر کی، اہل ٹائی رول و گیالی شیا

1. Lecky History of England in the XVIII Century, vol. V. P. 241.

کے حقوق کو اُس نے بحال کر دیا اس کی ان کارروائیوں سے ظاہر تھا کہ وہ اپنے عہد حکومت کو خود ناکام خیال کرنے لگا تھا۔ اس نے اپنی موت سے کچھ قبل بادل ناخواستہ اپنی اصلاحوں کو منسوخ کر دیا اور مراعات کو بحال کر دیا مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو جو کام اس نے کئے سب میں اسے ناکامی ہوئی۔ اس کا فرمان رواداری اور اس کا قایم کیا ہوا قومی تعلیم کا نظام دونوں برقرار رہے۔ غربا کو غلامی اور نظام جاگیری کے باروں سے آزاد کرا کے اُس نے اہل آسٹریا کو دوامی نفع پہونچایا اور اس کی انتظامی اصلاحوں کی قدر و قیمت کا اب کلیتہً اعتراف کیا جاتا ہے۔ اس کی عہد حکومت کی ناکامی ایک خاص حد تک تھی۔ آسٹرڈی نیدرلینڈ اور ہنگری میں اسے ناکامی اس وجہ سے ہوئی کہ اس کی مخالفت پر ایسے لوگ

جوزیف کا عہد حکومت کس حد تک ناکام تھا

تلے ہوئے تھے "جنھوں نے سیاسی مقاومت کے مدرسے میں تعلیم پائی تھی"[1] آسٹریا کے شاہی مقبوضات میں اس کی اصلاحوں سے مستقل نتایج مترتب ہوئے۔ ہنگری میں بحیثیت مجموعی قدیم طریقۂ حکومت قایم رہا اور اصلاحات انیسویں صدی کے وسط تک ملتوی رہے مگر جن اضلاع میں جرمن آباد تھے ان کی مادی اور تمدنی حالت میں بہت اصلاح ہوئی گو انکی سیاسی حالت زائل ہو گئی۔ جوزیف کی اصلاحوں میں سے بعض قبل از وقت تھیں اور بعض پر عمل کرنے میں بے جا عجلت کی گئی، حسن تدبیر سے کام نہ لیا گیا اور رعایا کے جذبات کا مطلق پاس نہ کیا گیا۔

شہنشاہ جوزیف کے عہد حکومت میں غلامی کے موقوف ہو جانے سے رعایا کے فلاح و بہبود میں بہت کچھ ترقی ہوئی، زراعت، تجارت اور مصنوعات کو فروغ ہوا اور سلطنت کی قوت بہت کچھ بڑھ گئی۔ جوزیف اپنی رعایا کی بہتری کا خواہاں اور انسانیت کا حامی تھا۔ اپنے ملک کی ضروریات اور ترقی کے آیندہ مواقع کے متعلق اس کی رائے صائب تھی اتحاد کی ضرورت کا اسے احساس تھا جس کی زمانہ مابعد کی نسلیں مداح ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وقت واحد میں ایک

(1) Hausser. Dentsche Geschichte, vol I. P. 153. Quoted by Herman Merivale, Historical Studies, P. 46

صفحہ ۳۹۶

اولوالعزم خارجی حکمت عملی کو عمل میں لانے اور معاملات داخلی میں زبردست اصلاحوں کے جاری کرنے سے اُس نے نہ صرف اپنی سلطنت میں انقلاب پیدا کرادیا بلکہ یورپ بھی ایک ہمہ گیر جنگ میں مبتلا ہونے سے بال بال بچ گیا۔

فروری ۱۷۹۰ء میں پرشیا نے ٹرکی سے اتحاد کیا اتحاد ثلثہ کے دوسرے اراکین کے علاوہ سویڈن اور پولینڈ کو بھی ٹرکی کے حلیف بنانے کا وعدہ کیا۔ ۲۹ مارچ کو پرشیا نے پولینڈ سے معاہدہ کیا جس کی رو سے دونوں ملکوں نے ایک دوسرے کے مقبوضات کی کفالت کی ان معاہدوں سے جنگ کے وسعت اختیار کرنے کا سخت اندیشہ تھا مگر متعدد واقعات ایسے ہوئے

پرشیا کی مخالفت ۱۷۹۰ء

جن سے یورپ اس ہمہ گیر جنگ سے بچ گیا۔ نیدرلینڈ میں ایک جمہوریت پسند جماعت پیدا ہوگئی جو فرانسس رونک کی سرکردگی میں انقلاب فرانس کے اصول کی پابند ہوگئی جس کی وجہ سے صوبجات بیل جیم کی آیندہ طرز حکومت کے متعلق انگلستان اور پرشیا کی تدبیریں خاک میں مل گئیں۔ پولینڈ میں بھی ڈین زگ اور تھورن سے دست برداری کی مخالفت ہونے لگی اور شہنشاہ لیوپولڈ بھی گو وہ اپنی سلطنتوں میں امن کے قیام کا خواہاں تھا مگر اس نے قصد کرلیا کہ سلطنت پرشیا میں ان دونوں شہروں کے الحاق کو منظور کرنے سے انکار کردے۔ لیوپولڈ کے استقلال اور مصالحت پسندی سے مسرور ہوکر انگلستان اور ہالینڈ نے قصد کرلیا کہ اسے بیل جیم کے صوبجات کو دوبارہ حاصل کرنے میں مدد دیں بشرطیکہ وہ قدیم دستور مملکت کو بحال کردے اور گزشتہ جرائم کی معافی کا اعلان کردے۔ مگر باوجود اس کے کہ یورپ کی سیاسی حالت جوزف دوم کے انتقال سے متغیر ہوگئی تھی پرشیا اب تک جنگ پر تلا ہوا تھا اور اُس کے بادشاہ کی حکمت عملی سے یورپ میں نقض امن کا اندیشہ تھا۔

پرشیا کی راہ میں رکاوٹیں

فریڈرک ولیم کے وزیر ہرٹزبرگ نے ایک یادداشت لیوپولڈ کے پاس بھیجی جس میں اس نے اپنے خیالات کو شرح وبسط کے ساتھ ظاہر کیا تھا۔ اُس کی رائے تھی کہ گیلیشیا پولینڈ کو واپس کردیا جائے اور ڈین زگ اور تھورن پرشیا کو دیدیئے جائیں۔ گیلیشیا کے معاوضے میں باب عالی سے آسٹریا کو وہ علاقے دلادئے جائیں جو پاسارووٹز کے صلح نامے کی رو سے اس کو ملے تھے، روس فن لینڈ سویڈن کو واپس کردے مگر صرف

صفحہ ۳۹۷

اس سرحد تک جو صلح نائمنس ٹاڈ کی رو سے قائم ہوئی تھی اور اس کے صلے میں روس کو ضلع و شہر اوچاکوف دیدیا جائے" فریڈرک ولیم شاہ پرشیا نے دھمکی دی تھی کہ وہ معاہدہ ٹرکی کی توثیق کردیگا اور آسٹروی نیدرلینڈ کی آزادی کو تسلیم کرلیگا مگر لیوپولڈ نے ان دھمکیوں کی مطلق پروا نہ کی اور گیلیشیا کو پرشیا کے حوالے کرنے سے انکار کرکے ٹرکی کے خلاف جنگ اس نے سرگرمی سے جاری رکھی۔ مئی میں اس نے وائنا کے انگریزی سفیر کو مطلع کیا کہ اگر اس کے مقبوضات میں ایک خفیف سی توسیع کردی جائے تو وہ ٹرکی سے صلح کرنے پر تیار ہے، اس نے نیدرلینڈ کے قدیم دستور کے بحال کرنے اور صلح نائمہ سرحدی کی پابندی پر بھی آمادگی ظاہر کی اسکے ساتھ ہی اس نے یہ بھی جتادیا کہ اگر جنگ میں اسے ناکامی ہوئی تو اسے مجبوراً فرانس سے اتحاد کرنا ہوگا[لہ] اور اس اتحاد کے صلے میں بیلجیم کے صوبجات کا ایک حصہ فرانس کے سپرد کردینا ہوگا شاہ پرشیا کو جب یہ معلوم ہوا کہ دول بحری اس کی تائید پر آمادہ نہیں ہیں اور پولینڈ میں بھی ڈین زگ اور تھورن کے حوالے کرنے کی مخالفت ہورہی ہے تو اس نے لیوپولڈ سے سلسلہ جنبانی شروع کی ہرٹزبرگ کی پرپیچ تدبیریں خاک میں مل چکی تھیں اور شہنشاہ لیوپولڈ نے اپنی دانشمندانہ سفارتی چالوں سے پرشیا کو یکہ و تنہا کرکے ری خین باخ میں نامہ و پیام شروع کیا۔ فریڈرک ولیم کو یقین دلایا گیا کہ ہرٹزبرگ نے اسے خطرناک پیچیدگیوں میں پھنسانا چاہا تھا اور اس نے آسٹریا کی مخالفت کی قدیم حکمت عملی کو بالائے طاق رکھکر، ۲۷ جولائی کو ری خین باخ کے معاہدے کو منظور کرلیا اس معاہدے کی رو سے آسٹریا اپنی تمام فتوحات سے دست کش ہونے ٹرکی سے اتحاد ثلثہ کی وساطت سے مصالحت کرنے، نیدرلینڈ کے قدیم دستور کو بحال کرنے اور ملزموں کو معافی دینے پر آمادہ ہوگیا۔ پرشیا نے بھی نیدرلینڈ میں آسٹروی حکومت کی کفالت کی اور ڈین زگ اور تھورن کے متعلق اپنی کوششوں سے باز آنے کا وعدہ کیا۔ ہرٹزبرگ نے جو شل کانٹز کے صلح میں سارکاوٹ ڈال رہا تھا معاہدے میں ایک دفعہ داخل کرادی جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر ٹرکی کی طرف آسٹریا اپنی سرحدوں کو وسعت دے تو پرشیا کو بھی اس کے معاوضے میں اپنی سرحدوں کو وسعت دینے کا موقع دیا جائے۔ اس طور پر لیوپولڈ اور اس کے

معاہدہ ری خین باخ
۲۷ جولائی ۱۷۹۰ء

لہ Cox, House of Austria, vol II, P. 671

نائب چینسیلر کوبنزل کو کافر اور پرشیا کی جنگ پسند جماعت پر ایک زبردست سفارتی فتح حاصل ہوئی اور انگلستان اور ہالینڈ کو قیام امن میں کامیابی ہوئی۔

۴ اکتوبر کو لیوپولڈ نے تاج شہنشاہی زیب سر کیا اور ۱۵ نومبر کو بہ حیثیت شاہ ہنگری صفحہ ۳۹۸

لیوپولڈ کا اقتدار شہنشاہی کو دوبارہ قائم کرنا ۱۷۹۰ء

اس کی تاج پوشی عمل میں آئی تخت نشین ہوتے ہی اُس نے شہنشاہیت کا صدر ہونے کا دعوے کر کے السا س، لارین اور فرانش کوم[۱] کے جرمنی رئیسوں کے متعلق فرانس کی مجلس اساسی کی کارروائی کے خلاف میں صدائے احتجاج بلند کی، جرمنی میں اپنی قوت کو مستحکم کر لیا اور ہیگ کی کانگریس (اکتوبر) میں انگلستان، پرشیا اور ہالینڈ کے سفیروں کو مطمئن کر کے اُس نے بیل جیم کو بہت جلد دوبارہ فتح کر لیا اور برسیلز نے بھی ۲ دسمبر کو اطاعت قبول کر لی۔[۲]

صلحنامہ سس ٹووا ۴ اگست ۱۷۹۱ء

۱۹ ستمبر ۱۷۹۰ء کو جیوگیوو میں ترکوں کے ساتھ ایک عارضی صلح ہوگئی اور سس ٹووا کے معاہدے پر بھی بہت کچھ لیت ولعل کے بعد ۴ اگست ۱۷۹۱ء میں دستخط ہو گئے۔ فریڈرک اعظم کے رقیب لاکوڈن نے بھی ۷۴ سال کے سن میں ماہ قبل میں انتقال کیا اور اس کے مرنے اور جنگ ٹرکی کے اختتام سے جدوجہد کا وہ عہد ختم کو پہونچ گیا جو جوزف دوم کی مشرقی اولوالعزمیوں اور آسٹریا اور پرشیا کی رقابت سے وجود میں آیا تھا۔ مگر آسٹریا نے پھر غداری اور عہدنامہ ہائے سِسْ ٹووا اور ری خین باخ کی خلاف ورزی کر کے اُس نے ایک دوسرا معاہدہ کر کے اورسووا کا ضلع حاصل کر لیا اور یہ وعدہ لے لیا کہ اورسووا قدیم کی قلعہ بندی نہ کی جائے۔[۳]

روس نے اس کے قبل ہی ۱۵ اگست ۱۷۹۰ء کو سویڈن سے وی رے لا کا معاہدہ

---

۱ Sorel, L' Europe et la Revolution Francaise vol, II. P.1411, Note.

۲ Wolf und Zwiedineck—Sudenhorst Olsterreick unter Maria Theresia, Joseph II und Leopold II (Oncken Series) Book IV

۳ سائی بیل تاریخ انقلاب فرانس ترجمہ انگریزی جلد اول صفحہ ۳۵۲۔

کر لیا تھا کیونکہ انقلاب فرانس کے نتائج کو کالعدم کرنے کی غرض سے گستاووس روس سے
مصالحت کا خواہاں تھا تاکہ بادشاہوں کے مفاد کو نقصان نہ پہونچے۔ ٹرکی کے ساتھ
روس نے ابتدائی صلح نامے پر گلاٹز میں ۱۱ر اگست ۱۷۹۱ء کو دستخط کر دیئے تھے ۱۷۹۰ء میں
کیتھرین ظفریاب تھی گو آسٹریا نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا ۲۲ر دسمبر کو سُووُورُوْو نے
اسمعیل فتح کر لیا اور کوبان اور کوہ قاف میں بھی روسیوں کو کامیابی ہوئی۔ روسیوں کی
مسلسل کامیابیوں سے توازن قوت میں جو فرق آنے والا تھا اس سے پٹ بخوبی آگاہ صفحہ ۳۹۹
تھا مگر روسیوں کی مخالفت پر اہل ملک (انگریز) آمادہ نہ تھے اس لیے وہ زارینا کو اوچاکوو
کی بازگشت پر مجبور کرنے سے باز رہنا پڑا۔ جولائی ۱۷۹۱ء میں کیتھرین کو دو اور شاندار
فتحیابیاں حاصل ہوئیں اور اتحاد ثلثہ بھی اپنے ضعف کی وجہ سے اس کی کارروائیوں
میں مخل نہ ہو سکتا تھا مگر باوجود اس کے وہ مصالحت پر آمادہ تھی کیونکہ شاہ گستاووس سوم
کے اس کی نگاہ بھی فرانس کے اہم واقعات پر لگی ہوئی تھی اور چونکہ آسٹریا اور پرشیا
نے فرانس کے انقلاب پسندوں پر حملہ کر دیا تھا اس لیے اُن کی اس مشغولیت سے نفع اٹھا کر
پولینڈ میں اپنا کام نکالنا چاہتی تھی پوٹیم کن کے انتقال کے دو ماہ بعد ترکوں سے جاسی میں
معاہدہ ہوا جس کی رو سے کیناوجی کے معاہدے کی توثیق کی گئی اور ترکوں نے کریمیا
کے الحاق کو تسلیم کر لیا اور اوچاکوو اور اس کے ملحقہ اضلاع نیس ٹرندی تک روسیوں
کے حوالے کر دیے۔ کیتھرین کی کامیابی میں اب کوئی شک نہیں تھا کیونکہ اس نے انگلستان
کو نیچا دکھایا تھا سویڈن اب اُس کا مخالف نہ تھا ۱۷۹۸ء میں روس اور ٹرکی کے مابین
آٹھ سال کے لیے اتحاد ہو گیا اور پرشیا کی طرف سے کوئی خطرہ باقی نہ رہا۔ صلح نامۂ
ری خین باخ سے یورپ میں خاندان ہوہین زولرن کے اثر کو سخت صدمہ پہونچا
بقول کسی کے "معاہدۂ ری خین باخ کی شرائط خود پرشیا کی پیش کی ہوئی تھیں مگر اسے

یورپ انقلاب فرانسیسی کی لڑائیوں کے قبل

سخت دھوکا ہوا" اس معاہدے کو تسلیم کر کے فریڈرک ولیم نے
فریڈرک اعظم کے واضح طرز عمل کو خیرباد کہدیا' پولینڈ اور سویڈن کے ساتھ
جو اسکے عہد نامے تھے سب کالعدم ہو گئے سویڈن کو بھی معلوم ہو گیا کہ اب وہ اتحاد ثلثہ
پر اعتماد نہیں کر سکتا اور سیکسنی نے بھی پرشیا کی متابعت سے انکار کر دیا[1] برخلاف اسکے لیوپولڈ

[1] Seely, Life and Times of Stein, vol 1.

نے جرمنی میں آسٹریا کے تفوق کو پھر قائم کرا دیا ہنگری پر اس کا قبضہ مستحکم ہو گیا اور بیلجیم بھی از سر نو آسٹریا کے تحت میں آ گیا۔ آسٹریا پر فریڈرک ولیم کا اعتماد بالکل بے جا تھا اور آیندہ آٹھ برس تک پرشیا کی خارجی حکمت عملی آزاد نہ تھی۔ اس کی حالت بھی ابتر ہو گئی تھی، نہ مدبر تھے، نہ سفارتی نہ سپہ سالار، نہ کوئی ایسا بادشاہ جو عہد انقلاب کے پر آشوب زمانے میں ہمت و استقلال کے ساتھ اس کی رہنمائی کر سکتا اسی حالت میں پرشیا میں وہ نیا عہد شروع ہوا جس کے اختتام پر جینا میں اسے شکست ہوئی اور برلن پر فرانسیسیوں نے قبضہ کر لیا۔

۱۷۸۹ء اور ۱۷۹۲ء کے درمیان جو سال ہیں ان پر یورپ کی تاریخ کا ایک عہد ختم ہوتا ہے اور دوسرا شروع ہوتا ہے۔ ۱۷۸۹ء میں فرانس کا انقلاب شروع ہوتا ہے جس سے یورپ کی سیاسی حالت بالکل متغیر ہو جاتی ہے اور اس کے ممالک کے طرز عمل بدل جاتے ہیں ۱۷۹۰ء میں آسٹریا نے روس کے اتحاد کو چھوڑ دیا اور پرشیا سے معاہدہ کر لیا۔ ۱۷۹۲ء میں پرشیا اور آسٹریا نے فرانس سے جنگ شروع کر دی جس میں بہت جلد یورپ پھنس گیا۔

۱۷۹۲ء میں ٹرکی اور روس میں صلح ہو گئی جس سے روس کو پولینڈ کی آخری تقسیم کو عمل میں لانے کا موقع مل گیا۔ اس کے ایک سال قبل ہی انگلستان فرانس سے اس زبردست جد و جہد کے لیے تیاری کر رہا تھا جس سے نہ صرف اس کی بلکہ تمام تمدن عالم کی تاریخ متاثر ہو گئی۔ اس جد و جہد میں روس نے بھی نمایاں شرکت کی اور اس طور پر کیتھرین کی یہ کوشش بار آور ہوئی کہ اس کا ملک مغرب کے دول عظمے کا ہم پلہ ہو جائے اور ان کے دوش بدوش رہے۔ انقلاب فرانس کے آغاز پر اٹھارھویں صدی کا اختتام ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی روشن خیال مصلحوں اور محب انسان مطلق العنان بادشاہوں کی حکومت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ یورپ کے نظام سیاسی کے زیر و زبر ہو جانے اور توازن قوت میں عارضی طور پر فرق آ جانے کا باعث زیادہ تر اہل فرانس کی بادشاہ وقت سے بغاوت تھی۔

باب چہاردہم

فرانس قبل انقلاب

سنہ ۱۷۷۴ء تا سنہ ۱۷۸۹ء

لوئی شانزدہم ـ میری آن توآن نیت ـ فرانس کی حالت لوئی شانزدہم کے عہد حکومت کے ابتدائی سال ـ تورگو ـ تورگو کی اصلاحیں ـ مارے شیربے کا استعفا ـ تورگو کا زوال ـ سائین ژرمین کی فوجی اصلاحیں نیکر کی پہلی وزارت ـ نیکر کا زوال ـ سنہ ۱۷۸۱ء میں فرانس کی تمدنی، عقلی اور مادی حالت ـ مون تیس کیو اور وُ دل تیر ـ مؤلفان این سائیکلو پیڈیا ـ روسو ـ Contrat Social ـ سنہ ۱۷۸۱ء کے بعد ملکہ کا اثر ـ جعت ژولی دی فلیوری ـ دورمے سون ـ کالون ـ کومے نی دی بری آن ـ اراکین بارلی مان کا جلاوطن کیا جانا ـ مئی سنہ ۱۷۸۸ء کے فرامین ـ دُوفنی اور دوسرے مقامات میں انقلابی تحریکیں ـ نیکر کی دوسری وزارت ـ Result at du Conseil سنہ ۱۷۸۹ء کے انتخابات ـ سٹیٹس جنرل کا اجلاس ورسائز میں یکم مئی سنہ ۱۷۸۹ء ـ

لوئی شانزدہم سنہ ۱۷۵۴ء میں پیدا ہوا اور بیس سال کی عمر میں فرانس کا بادشاہ ہوا ـ اس کے باپ نے جو لوئی پانزدہم کا بڑا بیٹا تھا، سنہ ۱۷۶۵ء میں انتقال کیا، اس کی ماں سیکسنی کی شہزادی میریا جوزیفا تھی ـ سنہ ۱۷۷۰ء میں اس نے میری آن توآن نیت سے شادی کی جس سے دو بیٹے

لوئی شانزدہم

اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ بڑے بیٹے نے دس سال کے سن میں ۱۷۸۹ء میں انتقال کیا اور چھوٹے بیٹے یعنی بدقسمت لوئی ہفدہم نے ۱۷۹۵ء میں لوئی کی بیٹی جو میڈیم رائیل کے نام سے مشہور تھی انقلاب کے مصائب برداشت کرنے کے بعد ڈیوک دی انگولیم سے منسوب ہوئی جو چارلس دہم کا بیٹا تھا لوئی شانزدہم پاک باز ایماندار، راسخ الاعتقاد اور نیک نیت تھا اور اس میں اکثر ایسے خواص موجود تھے جن کی وجہ سے امن وسکون کے زمانے میں وہ ہر دل عزیز ہوسکتا تھا لیکن اس میں وہ خاص قابلیتیں موجود نہ تھیں جن کی وجہ سے سیاسی شورش اور مالی ابتری کے زمانے میں وہ فرانس کی رہنمائی کرسکتا۔ سیاسیات کا اسے مطلق علم نہ تھا اور اس کے علاوہ کاہل متلون مزاج اور کمزور بھی تھا۔ اسے خود بھی اس امر کا احساس تھا کہ اس میں اس پر آشوب زمانے میں ایک بڑی قوم
صفحہ ۲۰۴
پر حکومت کرنے کی اہلیت نہ تھی، اسے اپنی ذات پر اعتماد نہ تھا اور قوت تصفیہ اس میں مطلق نہ تھی جس کی وجہ سے اس کی کوششیں ناکام رہتی تھیں۔ اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کا اسے ہر وقت خیال رہتا تھا اور نیک نیت بھی تھا، اکثر وہ بارہ گھنٹے کام کرتا اور بذات خود اپنے وزیروں کی مراسلت کی نگرانی کرتا۔ برگ نے اس کے متعلق لکھا ہے "وہ ایک ایسا فرمان روا تھا جس نے اپنے عہد حکومت میں شروع سے آخر تک اپنی رعایا کے ساتھ مراعات کو ملحوظ رکھا، اپنے اقتدارات اور حقوق سے دست کش ہوتا رہا اور اپنی رعایا کو اس قدر آزادی بخشی جس کا ان کے موروثوں کو وہم و گمان تک نہ تھا اور نہ خواہش تھی" اس میں تحریک کا مادہ نہ تھا مگر اہل فرانس کی فلاح وبہبود کے لیئے اپنے وزیروں کی تدابیر کی تائید کرتا۔ اس کی تخت نشینی اور انقلاب کے آغاز کے درمیان کے پندرہ برس کی مدت میں اس کے اتفاق رائے سے کئی قابل قدر اصلاحیں عمل میں آئیں[1] اسٹیٹس جنرل کے منعقد کرنے کی ضرورت کو جب اس نے محسوس کرلیا تو اپنی اس کارروائی کی ذمہ داری کو اپنے سر لینے پر وہ پورے طور سے تیار ہوگیا۔ مگر بدقسمتی سے اس میں استقلال نہ تھا

---

[1] ۔ لوئی شانزدہم کے عہد حکومت کے لیے کتب ذیل کا مطالعہ کیا جائے۔

Droz, Histoire de louis XVI, Roquain; L, Esprit Revolutionnaire auant la Revolution.

اور کاہل اور کمزور بھی تھا، دوسروں کا اثر اس پر آسانی سے ہو جاتا تھا اور اپنے مشیروں کی رائے پر اپنی رائے کے خلاف عمل کرنے سے اُس کے بہترین ارادے بے سود ثابت ہوتے تھے۔ اُس نے شواسیول کو اپنے وزیروں میں شامل نہیں کیا اور اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ شواسیول نے جیسوائٹوں کے خلاف کارروائی کی تھی۔ تورگو کو وزارت سے ہٹانے کی وجوہ یہ تھیں کہ اس کے مذہبی خیالات لوئی کو پسند نہ تھے اور وہ امرا کے حقوق جاگیری اور جائداد کے ساتھ مداخلت ناپسند کرتا تھا۔ اپنے مطلق العنان فرماں روا ہونے کا اسے بخوبی احساس تھا اس لیے اسے معلوم تھا کہ امریکا کی جنگ میں دخل دینا غلطی پر مبنی تھا مگر دوسرے معاملات کی طرح اس معاملے میں بھی اس نے بجائے اپنی رائے پر عمل کرنے کے اپنے مشیروں کی رائے پر عمل کیا۔ فرانس میں حکومت شاہی کو تباہی سے بچانے کے لیے نہایت زبردست حکومت کی ضرورت تھی اور نیک نیتی، ایمانداری، اعتدال پسندی اور مخیر ہونے سے کام نہ نکل سکتا تھا معاملۂ خارجی میں البتہ اسے دخل تھا اور لوئی پانزدہم کی طرح فرانس کے معاملات سے کہیں زیادہ اسے یورپ کے معاملات کا علم تھا۔[1] میری آن توآن نیت کو بھی اُس نے معاملۂ خارجہ میں دخل نہ دینے دیا اور گو کہ فرانس کا دیوالہ قریب تھا اگر ورژان کے انتقال (۱۷۸۷ء) تک یورپ کے سیاسیات میں فرانس کا زور تھا۔ صفحہ ۴۰۳

اس کی بیوی مشہور و معروف میری آن توآن نیت تھی اس کے چال چلن پر جو الزامات انقلاب سے قبل اور اس کے دوران میں لگائے گئے تھے اب غلط ثابت ہو چکے ہیں عہد زیر تذکرہ کے سیاسیات میں اسے بہت کچھ دخل تھا۔ خوش اخلاق ہونے کی وجہ سے پیرس کے شاندار دربار اور سوسائٹی کی صدارت کی اس میں خاص اہلیت تھی قابلیت کے لحاظ سے وہ اپنے شوہر سے بہتر تھی وزیروں کے تقررین میں بھی دخل دیا کرتی تھی اور اس کی سازش پسندی سے میریا تھریسا اور جوزف ثانی کو بھی اندیشہ ہو گیا تھا مگر اپنے شوہر میں وہ نہ تو قوت فیصلہ پیدا کر سکی نہ استقلال جس سے فرانس متعدد ہزیمتوں سے بچ جاتا اور اُس نے اپنے اثر سے زیادہ تر نااہل وزیر دل اور غلط تجویزوں کی تائید کا کام لیا اسے سیاسی معاملات کا نہ تو تجربہ تھا نہ ان کے متعلق

[1] Jurandes Corvee Corvee Revolution Francaise, Vol I.P. 299

کسی قسم کی معلومات رکھتی تھی۔ فرانس کے غیر ذمہ دار اور متعصب انقلاب پسندوں کے ہاتھوں جنھوں نے اپنی خونخواری اور وحشیانہ افعال سے یورپ کے تمدن کو بدنام کر دیا اُسکی جو بری گت بنی اس کی وجہ سے ہمیں اس امر کو نظر انداز کرنا نہ چاہیے کہ معاملات سلطنت میں اس کی مسلسل مداخلت سے خصوصاً ۱۷۸۱ء کے بعد فرانس کے مفاد کو سخت نقصان پہونچا، اس کے علاوہ اُس کے ذاتی اسراف اور دربار کی عیش پسندی اور فضول خرچی سے حکومت کی مشکلیں بہت کچھ بڑھ گئیں۔

۱۷۷۴ء میں ایک زبردست حکمران کی ضرورت

۱۷۷۴ء میں فرانس دو حصوں میں یعنی Pays d Election اور Pays d, Etat میں منقسم تھا۔ اول میں پانچ دور افتادہ صوبے شامل تھے جن میں مقامی مجالس بھی موجود تھیں مگر ان میں سے صرف لانگوی ڈوک اور برٹینی کی مجالس میں کچھ جان تھی۔ باقی ماندہ صوبے Intendants اور ان کے ماتحت Subdeleques کے تحت میں تھے۔ ایبرون کے اب تک خاص حقوق تھے مگر انکے عاملانہ اقتدارات زائل ہو چکے تھے اور ان میں سے اکثر یا تو پیرس میں مقیم تھے یا فوج میں ملازم تھے۔ تمام ملک میں ایسے کسانوں کی تعداد کثیر تھی جو اراضیات کے مالک تھے مگر علاقہ دار امرا کے استحصال بالجبر سرکاری بیگار (Carvee) اور ملے شیا (قومی فوج) میں جبری ملازمت کی وجہ سے ان کی جان ضیق میں تھی۔ امرا کے اپنی املاک سے غائب رہنے اور انکی دراز دستیوں اور مراعات رکھنے والے طبقات کے محاصل کی ادائی سے بالکل مستثنےٰ ہونے کی وجہ سے امرا اور غربا کے درمیان سخت مغائرت تھی جو لوئی شانزدہم کے تخت نشین ہونے کے زمانے میں اندیشہ ناک ہو گئی تھی۔ انقلاب سے پناہ ملنے کی صرف یہ صورت ہو سکتی تھی کہ سررشتۂ مالیہ میں کامل اصلاح ہو اور ملک کے انتظام میں ایمانداری کو ملحوظ رکھا جائے۔ اس نظام عمل پر عمل کرنے کے لیے ایک قابل اور سرگرم فرمان روا کی ضرورت تھی جو قابل وزیروں کا تقرر کرتا اور دانشمندانہ تدابیر کی تائید کرتا۔

تخت نشین ہوتے ہی لوئی نے عوام کی امیدوں کو پورا کرنے اور فرانس کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز کرانے کی کوشش کی۔ ختم سال کے قبل ہی وزارت ثلثہ کے بجائے ایک نئی وزارت قائم ہوئی۔ شواسیول کے معزول کر دینے کا قلق

لوئی پانزدہم کو تادم مرگ تھا مگر لوئی شانزدہم نے اس کے حقوق کا مطلق لحاظ نہ کیا اور ماشول برلش اور مورے پا کے حقوق پر غور کر کے بالآخر اپنی پھوپی میڈم ایڈی لیڈ کے مشورے سے جو اُس کے باپ کی بھی مشیر تھی اس نے مورے پا کو وزیر اعظم مقرر کیا۔

ژین فریڈرک فلی پو کاؤنٹ دی مورے پا جبکا سن اسوقت ستر سال کا تھا جوانی سے سرکاری ملازمت میں داخل تھا ۱۷۲۳ء سے ۱۷۴۹ء تک وہ وزیر بحریہ تھا اور اس کے معزول ہونے کا سبب یہ تھا کہ میڈیم دی پومپادور کی نظر اس کی طرف سے پھر گئی تھی۔ اس میں نہ تو انتظامی قابلیت تھی اور نہ اس نے کبھی موجودہ مشکلات کی گتھی سلجھانے کی کوئی کوشش کی لوئی پر اس کا بہت کچھ اثر تھا مگر اس اثر سے اس نے مفاد قومی کو ترقی دینے کی فکر نہ کی بلکہ بادشاہ کی قوت فیصلہ کو اور بھی معطل کر دیا۔

وزارت کے دوسرے اراکین حسب ذیل تھے۔ ہیو دی میر دی نیل جو نومبر ۱۷۷۴ء میں بجائے موپو چینسلر مقرر ہوا ماری شال دی مائی وزیر جنگ مگر اس کے بجائے کاؤنٹ دی سانتین ژرمین کچھ روز کے بعد مقرر ہو گیا۔

کاؤنٹ دی ورژان جو جون میں بجائے داگوی لون کے وزیر خارجہ ہوا، صفحہ ۴۵
ڈیوک لا وریلی ایرافسر اعلیٰ محلات شاہی مگر جولائی ۱۷۷۵ء میں مالی شیربے اُسکا جانشین ہوا تورگو جو ۲۰ جولائی کو وزیر بحریہ مقرر ہوا اور ۲۴ اگست کو بجائے تیرے افسر اعلیٰ سررشتہ مالیہ ہو گیا۔

تورگو کی وزارت ۱۷۷۴ء تا ۱۷۷۶ء

تورگو کی وزارت ۱۲ مئی ۱۷۷۶ء تک قائم رہی جسکی وجہ سے فرانس کی تاریخ میں ایک قابل یادگار باب کا اضافہ ہوا۔(۱) فرانس میں کامل اصلاح کی اس سے قبل کبھی ضرورت داعی نہ ہوئی تھی۔ لوئی پانزدہم کے عہد حکومت میں تجارتی اولوالعزمیوں میں پھر کچھ جان آ گئی تھی مگر کامیابی کا وقت نکل چکا تھا جنگ ہفت سالہ میں پھنس کر فرانس کو ہندوستان میں اپنے تفوق کے دعووں سے باز آنا پڑا تھا کناڈا اُس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اور سمندر کے تجارتی راستوں پر اس کا کوئی زور نہ تھا ۳۱ جنوری ۱۷۷۱ء کی قطعی کارروائی سے

(۱) Do Toequeville, L' Ancien Regivne

کسی قسم کے مفید نتائج مترتب نہیں ہوئے تیرے نے ۲۵ مئی ۱۷۶۳ء کے اعلان شاہی کو منسوخ کردیا تھا جس کی رو سے تمام ملک فرانس میں غلے کی تجارت کی آزادی کو جائز قرار دیا گیا تھا برخلاف اس کے دربار شاہی کے خرچ پر کوئی روک نہ تھی اور اس کی ناعاقبت اندیش کارروائیوں سے فرانس کا عنقریب دیوالہ ہونے کو تھا۔ تورگو کو امید تھی کہ لوئی اپنی ذاتی کوششوں سے ان خرابیوں کی اصلاح کردیگا۔ ۳۰ مئی ۱۷۷۴ء کو میریا تھیری سا نے میری آن توآن نیت کو یہ لکھا کہ "فرانس کے ذرائع نہایت وسیع ہیں خرابیاں بھی بہت ہیں مگر ان سے نفع بھی اٹھایا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے رفع کرنے سے بادشاہ اپنی رعایا کو مرہون منت کرسکتا ہے۔ فرانس کا مستقبل ہمت افزا ہے۔[1] اصلاحوں کے لیے اب بھی موقع تھا اہل فرانس حسب سابق اپنی وفاداری پر قائم تھے لوئی شانزدہم کو چاہیے تھا کہ مناسب طرز عمل اختیار کرکے اور استقلال سے کام لیکر موجودہ موقعوں سے نفع اٹھائے اور اپنے آپ کو لوئی چہاردہم کی طرح طاقت ور بنائے۔ مگر میریا تھیری سا کی طرح لوئی موقع و محل کو نہیں پہچانتا تھا اور اپنے ملک کی موجودہ حالت کو بھی اچھی طرح سمجھ نہیں سکتا تھا۔ مگر اسکے وزیروں میں تورگو ایک ایسا شخص تھا جسے موجودہ اسقام کا بخوبی علم تھا اور جو دل وجان سے فرانس کو نفع پہونچانا چاہتا تھا۔

صفحہ ۴۰۶

تورگو ۱۰ مئی ۱۷۲۷ء کو پیدا ہوا اور ۱۷۶۱ء سے ۱۷۷۴ء تک لموژ سے کا Intendant تھا۔ فرقہ Physiocrat کے بانی کوسیں نے کا وہ شاگرد تھا جس کی تعلیم یہ تھی کہ زمین دولت کی اصل بنا ہے۔ صوبہ مذکور کا انتظام تورگو نے نہایت خوبی سے کیا تھا اور اسکے اس انتظامی تجربے سے اب بادشاہ کام لے سکتا تھا۔ تورگو اس زمانے کے فلسفیانہ خیالات میں ڈوبا ہوا تھا اور اپنے اکثر ہم عصروں کی طرح وہ بھی چاہتا تھا کہ اقتدار شاہی کے ذریعے سے مفید اصلاحوں کو عمل میں لائے تورگو کو وجع مفاصل کی شکایت تھی۔ اس کے تحکمانہ طرز عمل سے اکثر ایسے لوگ اس سے کشیدہ خاطر ہوگئے جن سے اسے مدد ملتی۔ رائے عامہ کی بھی اسے پروانہ تھی جس کی وجہ سے ایک حد تک وہ قوم کو نفع پہونچانے اور موجودہ خرابیوں کی اصلاح کرنے میں ناکام رہا

[1] مراسلت جسے موسیو رنیتھ و موسیو ژریا خرائے نے شائع کیا ہے جلد دوم صفحہ ۱۵۵۔

متعدد اصلاحیں اس کے پیش نظر تھیں اور وہ حد درجہ کی کفایت شعاری پر تلا ہوا تھا۔ اگر اسے اپنی تدبیروں کو عمل میں لانے کا موقع دیا جاتا تو بلاشک و شبہ انقلابی تحریکیں دب جاتیں اور ضروری اصلاحیں رفتہ رفتہ عمل میں آجاتیں۔ آزادی کی امنگیں ہر طبقے میں موجود تھیں انجمن معاشیین ۱۷۶۷ء میں قائم ہو چکی تھی اور سررشتہ مالیہ کی ابتری کی وجہ سے تمام سمجھدار لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ جن طبقات ملک کے خاص حقوق تھے ان پر بھی محاصل عائد ہونا چاہیے اور یہ طبقات خود بھی موجودہ خرابیوں کے شاکی تھے۔

لوئی شانزدہم کی ابتدائی کارروائیوں سے ترقی کے حامیوں کی ہمت افزائی ہوئی۔ اس نے اپنے اور ملکہ کے حقوق سرت نشینی و "شاہی پیٹی" سے دست کشی اختیار کر لی تھی اور موپو کو معزول کر کے بجائے اس کے تورگو کو مقرر کر دیا جس سے قوم خوش ہوئی۔ مگر ان دانشمندانہ تدابیر کے ساتھ ہی ساتھ اگست ۱۷۷۴ء میں اس نے تورگو اور ورومائی کی رائے کے خلاف بارلی مان کو واپس بلالیا۔ بارلی مان کی یہ بحالی سخت غلطی تھی اور اس کی وجہ سے تورگو کے محاصل کے جدید انتظامات اور حقوق جاگیری کی منسوخی کی تجاویز کے عمل میں آنے میں سخت پیچیدگیاں پڑ گئیں۔

تورگو کی ابتدائی اصلاحیں

تورگو جو اصلاحیں سب سے پہلے عمل میں لایا وہ حسب ذیل تھیں۔ ۱۳ر ستمبر ۱۷۷۴ء کو
اس نے غلے کی تجارت کی آزادی دوبارہ قائم کر دی محاصل کے جمع کرنے والے ٹھیکہ دار صفحہ ۴۰۷
جو رقمیں بطور نذرانہ اہل دربار کو دیا کرتے تھے وہ موقوف کر دی گئیں شہروں کے محاصل کی تشخیص میں جو خرابیاں تھیں وہ رفع کر دی گئیں اور غیر ملکیوں پر جو قیود عائد کیے گئے تھے ان سے وہ بری کر دیے گئے ۱۷۷۵ء میں اس نے چھوٹے درجے کے کسانوں اور کاریگروں کی دقتوں کو رفع کر دیا اور غربا کے بلووں کا سختی کے ساتھ انسداد کیا جس کے بانی غالباً امرا تھے ٹھیکوں کو بھی اس نے بند کر دیا۔ مالی شیربے کی تائید سے جو لوئی پانزدہم کے پیرانہ سال وزیر لا وری لی ایر کا ۱۹ر جولائی ۱۷۷۵ء کو جانشین ہوا تھا، تورگو نے اپنی اصلاحوں کو جاری رکھا۔ دونوں وزیروں کو فرانس کے احیاء کے امکان کے متعلق اتفاق تھا مگر بادشاہ کے طرز عمل کے متعلق دونوں میں اختلاف تھا۔ مالی شیربے اسٹیٹس جنرل کے انعقاد کا حامی تھا مگر تورگو جو اٹھارھویں صدی کی اصلاحات کے رنگ میں ڈوبا ہوا تھا اور حکومت میں عامۂ قوم کے

عنصر کو داخل کرنا نہ چاہتا تھا اس لیے اس کی رائے تھی کہ کوئی ایک محب وطن بادشاہ ہونے کا دعویٰ کرے اور اپنے ذاتی افعال سے قوم کی اصلاح کرے۔ اپنی وزارت کے باقی ماندہ زمانے میں اس نے متعدد اصلاحیں اس سرگرمی سے کیں کہ جوزف ثانی کو بھی حسد ہوتا۔ ۱۷۷۵ء کے آخر مہینوں اور ۱۷۷۶ء کے اوائل میں جن اصلاحوں کو وہ عمل میں لایا ان میں سرکاری ٹھیکوں کی اصلاح غیر ضروری اور بیکار عہدوں کی تخفیف شراب کی تجارت کی آزادی (اپریل ۱۷۷۶ء) اور Corvee اور Jurandes کا انسداد قابل ذکر ہیں۔

Jurandes اور Corvee کا انسداد

Corvee سے مراد یہ تھی کہ کسانوں سے بلا کسی اجرت کے سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا کام جبراً لیا جاتا تھا۔ یہ ظالمانہ طریقہ جسے آری نے ۱۷۳۷ء میں جاری کیا تھا سخت ناانصافی پر مبنی تھا کیونکہ اس کی وجہ سے سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا کام بالکلیہ کسانوں کو کرنا پڑتا تھا۔ تورگو نے اس طریقے کو مسدود کر کے بجائے اس کے تمام مالکان اراضی پر ایک محصول عائد کیا بادشاہ نے باوجود مراعات رکھنے والے طبقوں کے اس معاملے میں تورگو کی تائید کی اور فرمان پر ۱۷ جنوری ۱۷۷۶ء کو دستخط ہو گئے۔ Jurandes یعنی خاص حقوق رکھنے والی جماعتوں کی نگرانی پر تورگو نے جو حملہ کیا اس میں بھی اسے کامیابی ہوئی۔ فرانس میں ازمنہ وسطے کے قدیم تجارتی قوانین اور رسوم اب تک باقی تھے ان کی منسوخی کے لیے ایک فرمان ۵ فروری کو صادر ہوا اور اس کے بعد چار چھ فرامین اور جاری ہوئے جن کی رو سے پیرس میں غلہ کے پہونچنے میں جو رکاوٹیں تھیں سب دور کر دی گئیں۔ ان چھ فرمانوں کی پیرس کے پارلی مان نے سخت مخالفت کی اور نفاذ ۱۲ مارچ کو ایک سند عدالت (Litde Justice) منعقد کرنے کے بعد ہوا جس سے پارلی مانوں کی بحالی کے ناساعد نتائج فوراً عیاں ہو گئے پیرس کے پارلی مان کی تائید پر اصلاح کے تمام مخالف آمادہ ہو گئے جن میں ملکہ پادشاہ کا بھائی (کاونٹ دی پرووانس) ساہوکار خواتین دربار ساہوکار پادری اور تاجر سب شریک تھے۔ موری پا بھی مخالفوں کے اس

صفحہ ۲۰۸

۱؎ W. Walker Stephens, Life and writings of Targot, P. 41.

جتھے میں شریک ہوگیا۔ ملکہ کا آوردہ کاؤنٹ دی گنی جو لندن میں فرانسیسی سفیر تھا واپس بلا لیا گیا تھا جس کی وجہ سے ملکہ سخت ناراض ہوگئی اور جب اسے ورثران کو معزول کرانے میں ناکامی ہوئی تو تورگو کی برطرفی کے درپے ہوئی کیونکہ اس نے بھی ملکہ کے آوردے کی مخالفت کی تھی اور اس کی عادات اور کفایت شعاری سے بھی بیزار تھی[1]۔ اس کے علاوہ وہ تمام جماعتیں اس کے خلاف سازش کرنے پر آمادہ ہوگئیں جنھیں اس کے مجوزہ قوانین رواداری یا ژوران وی کی انسداد یا مراعات کے چھن جانے سے نقصان پہونچا تھا غربا کو بھی اس کی اصلاحات کی قدر و قیمت کے اندازہ کرنے کا موقع نہیں ملا تھا اور فصلوں کی خرابی کی وجہ سے عارضی طور پر اس کی ہردل عزیزی جاتی رہی تھی۔ تورگو نے ۱۷۷۶ء کے لئے جو موازنہ تیار کیا تھا اس کا ایک تبصرہ لوئی کے ملاحظے میں پیش کیا گیا جو اس کے مذہبی خیالات کو ناپسند کرتا تھا اور اس کے تحکمانہ طرز عمل سے بیزار ہوگیا تھا عام اصول کی پابندی کی وجہ سے مثل جوزف ثانی کے تورگو کو بھی اس امر کا احساس نہ تھا کہ ایک قلیل مدت میں بہت سی اصلاحیں عمل میں نہیں آسکتیں۔ لوگوں پر قابو رکھنے کی قابلیت اس میں مطلق نہ تھی اور اگر اس نے کچھ زیادہ حسن تدبیر سے کام لیا ہوتا تو اسے اپنی اصلاحی تجویزوں[2] کو جاری رکھنے صفحہ ۴۰۹
کا موقع مل جاتا۔ تورگو کے خلاف میں سازشوں کا سلسلہ برابر جاری تھا اور مالے شیربے کی علیحدگی (۱۰ر مئی) سے اور بجائے اس کے مورے پا کے ایک طرف دار آمی تو کے مقرر ہونے سے اس کی حالت اور بھی سقیم ہوگئی۔ مالی شیربے کے مستعفی ہونے کی وجہ یہ تھی کہ مجوزہ اصلاحوں کے مخالفوں پر غالب آنے کی طرف سے اسے مایوسی ہوگئی تھی۔ اس نے بھی متعدد خرابیوں کو رفع کرنے کی کوشش کی تھی فلسفیوں کے ساتھ اسے ہمدردی تھی اور ان کے خیالات کو وہ روا رکھتا تھا۔ مجلسوں اور شفاخانوں کی اس نے اصلاح کی اور

مالی شیربے کی علیحدگی ۱۰ر مئی ۱۷۷۶ء

[1] Maxime de la Racheterie, Histoire de Marie Au toinette, P 285.

[2] Nouriss on, Trais Revolutionnaires Turgot, Necker, Bailly, P. 120.

ہیس تیل سے اُس نے بہت سے قیدیوں کو رہا کرادیا۔ اس کی خواہش تھی کہ اسٹیٹس جنرل کو منعقد کیا جائے اور اس نے کوشش کی Lettres de Cachet (قید کے سربمہر احکام) کا طریقہ مسدود کردیا جائے، سرسری اور غیر واجبی سزائیں نہ دی جائیں اور اہلِ دربار اور ان کے دوستوں سے قرضوں کی ادائی کو ملتوی کرنے کا اختیار لے لیا جائے، مگر ان کوششوں میں اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ اس نے چاہا تھا کہ نان تے کا فرمان دوبارہ جاری کیا جائے یا کم از کم پراٹس ٹنٹ لوگوں کے ساتھ بہتر سلوک ہو ملزموں کی ایذادہی کے طریقے کو بھی اس نے مسدود کرانا چاہا مگر اس کی یہ کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔

مالی شیربے کو فرانس کو نفع پہونچانے کا دل سے خیال تھا مگر عدم استقلال اور ملکہ اور مورے پا کی مخالفت کی وجہ سے حکومت کو وہ اپنی تجویزوں کے منظور کرنے پر مجبور نہ کرسکتا تھا اور بالآخر اس نے استعفا دیدیا[1]

۱۲ ؍ مئی ۱۷۷۶ء کو تورگو معزول ہوا اس کے سوائے فرانس کی حکومت شاہی کو اب کوئی بچانے والا نہ تھا۔ اس کے زوال کے متعلق مرسی نے میریا تھری سا کو ایک خط میں لکھا کہ "وکنٹرولر جنرل (تورگو) ایمانداری کی وجہ سے مشہور تھا اور قوم اس پر شیدا تھی اس لیے افسوس ہے کہ ملکہ ایک حد تک اس کے زوال کا باعث ہوئی ہے[2]..... عامۂ قوم کو بادشاہ کی طرف سے بھی شبہہ ہوگیا ہے کیونکہ وہ تورگو کے زوال کے حقیقی اسباب سے ناواقف ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ملکہ ہی اُس کے زوال کا باعث ہوئی ہے تورگو صرف چند روز برسرِ اقتدار رہا اس لیے مقامی حکومت خود اختیاری کے متعلق اپنی تجویز کو وہ بادشاہ اور کونسل کے ملاحظے میں پیش نہ کرسکا۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ حسنِ انتظام کے لیے یہ ضروری ہے کہ مجلسوں کا ایک سلسلہ قائم کیا جائے جن کی بنا قصبوں اور قریوں پر ہو۔ قصبات کے نائب ضلع (Arraudisement) کے بلدیہ کو بھیجے جائیں، اضلاع کی بلدیات کے نائب صوبے کی

تورگو کا زوال ۱۲ ؍ مئی ۱۷۷۶ء

صفحہ ۴۱۰

---

[1] Nourisson, Trois Revolutionnaire, P. 130

[2] مرسی کا خط موسومہ میریا تھری سا مورخہ ۱۶ ؍ مئی ۱۷۷۶ء۔ آرنیتھ جلد دوم صفحہ ۴۴۶۔

مجلس عامہ کو، اور مجالس صوبہ کے نائب پیرس کی بلدیۂ عظمیٰ کو جس میں صوبوں کے نائبین کے علاوہ وزیر بھی شریک تھے۔ وضع قوانین کے متعلق جملہ اقتدارات بادشاہ اور کونسل کے ہاتھوں میں تھے مگر مجلس عامہ کو انتظامی معاملات کا قطعی تصفیہ کرنے، حکومت کو مشورہ دینے اور قومی تعلیم کے نظام قائم کرنیکے اختیارات دیے گئے تھے۔

لیوپولڈ، ٹیمن ٹسکنی، جوزف دوم، چارلس سوم (ہسپانیہ) اور گستاوس کی طرح تورگو بھی مصلحین کے اس گروہ سے تعلق رکھتا تھا جو بادشاہ اور رعایا کے تعلقات کو زیادہ مضبوط کرنے کے ساتھ ہی ساتھ یہ چاہتے تھے کہ اصلاحوں کا بانی مبانی خود بادشاہ ہو تورگو کو سررشتہ مالیہ کے انتظامات میں بہت کامیابی ہوئی۔ اُس نے نہ تو کوئی جدید محاصل عائد کیے نہ قرضہ لیا، قوم میں اُس نے حکومت کی ساکھ دوبارہ قائم کردی اور انتہائی کفایت شعاری سے کام لیکر خزانے میں وہ گیارہ ملین چھوڑ گیا۔ مارلی ٹیر بے اور تورگو کے زوال کے متعلق وُول تیر نے اصلاح پسندوں کی مایوسی الفاظ ذیل میں بیان کی ہے۔ "وہ دونوں وزیر ہمارے لیے ایک زرّین عہد تیار کر رہے تھے۔ میری آنکھوں نے اُس کی ابتدا اور انتہا دیکھی جس کا مجھے ہمیشہ قلق رہیگا[1]"

اصلاح پسند وزیروں میں سے اب صرف کاؤنٹ دی سائین ژرمین بر سر عہدہ تھا۔ ۱۷۷۵ء سے ۱۷۷۷ء تک اس نے کچھ کامیابی کے ساتھ کوشش کی کہ لُووا کی روایات کو زندہ کرے اور خرابیوں کو رفع کر کے ضبط فوجی کی اصلاح کرے کمی اخراجات، تعلیم قواعد فوجی اور امرا کی مراعات کی تخفیف کے متعلق وہ کئی قابل قدر اصلاحوں کو عمل میں لایا۔ مگر گو وہ بہت کچھ قابلیت رکھتا تھا اور خوب سمجھتا تھا کہ فرانس کی فوج اس قدر زبردست ہونی چاہیئے کہ آسٹریا اور پرشیا کی فوجوں سے برابری کا مقابلہ کر سکے مگر اس نے فریڈرک اعظم کے ضبط فوجی اور قواعد کے طریقے کو جاری کر کے سپاہیوں کو ناراض کر دیا۔ اس کے علاوہ اس نے Mosquetaires اور زیادہ تنخواہ والی

سائین ژرمین کی فوجی اصلاحیں ۱۷۷۵ء تا ۱۷۷۷ء

صفحہ ۱۱۱

[1] Lecky, Historyof England in the XVIII Century Vol. V. 389.

دوسری شاہی فوجوں کو تخفیف میں لاکر اور نوجوان افسروں کو کچھ روز تک بطور غیر کمیشن والے افسروں کے خدمات انجام دینے پر مجبور کرکے امرا کو بھی ناراض کر دیا اس کے جانشینوں خصوصاً کاونت دی بری آن (وزیر فوج از ستمبر ۱۷۸۷ء تا اگست ۱۷۸۸ء) نے اس کے طرز عمل کو جاری رکھا اور اس میں ترقی دی جس کی وجہ سے باوجود بعض غلطیوں کے فرانسیسی فوج کے سطوت کے دوبارہ قایم ہو جانے کی امید ہو گئی۔

گر تورگو کی اصلاحیں سب کالعدم ہو گئیں اس کے زوال سے اصلاح پسندوں کو سخت مایوسی ہو گئی اور اس کے بعد رجعت کا سلسلہ شروع ہو گیا بورڈو کا ایک Intendent مسمی کلونی کنٹرولر جنرل مقرر ہوا اور فرانس کی حکومت کی ساکھ جاتی رہی ۱۱ اگست کو Corvee دوبارہ قایم کی گئی اور ۱۹ اگست کو Jurandes ماہ مابعد میں غلہ کی تجارت کی آزادی بھی مسدود کر دی گئی۔ تورگو کے ان اہم اصلاحوں کی منسوخی سے سخت ناراضی پھیل گئی۔ کلونی نے اکتوبر ۱۷۷۶ء میں انتقال کیا اور تابورو دی ری او اسکا

نیکر کی پہلی وزارت اکتوبر ۱۷۷۶ء تا مئی ۱۷۸۱ء

جانشین ہوا۔ مگر مالیات کا انتظام جینوا کے ایک ساہوکار نیکر کے سپرد ہوا جو پہلی مرتبہ اس خدمت پر اکتوبر ۱۷۷۶ء سے مئی ۱۷۸۱ء تک فائز تھا۔ نیکر درد دل سے خالی اور تنگ خیال تھا اور اہل فرانس کی حقیقی ضرورتوں کا بھی اسے احساس نہ تھا۔ تورگو کی طرح اس کا بھی یہ خیال تھا کہ انتظامی اور مالی اصلاحوں سے شورشیں دفع ہو سکتی ہیں۔ نیکر نہ تو انتہائی اصلاحیں چاہنے والی جماعت سے تعلق رکھتا تھا اور نہ اہل دربار کا ہم خیال تھا۔ اس کی پہلی وزارت کے زمانے میں، تورگو کی اصلاحات کے خلاف میں رجعت کا سلسلہ رک گیا اور اصلاحات ایک حد تک جاری رہیں۔ ناظم مالیہ کا لقب اختیار کرکے نیکر نے کوشش کی اہل دربار کی فضول خرچیوں کو روکے، حکومت کی ساکھ کو دوبارہ قایم کر دے، حکومت کے سررشتوں کے اخراجات میں تخفیف کرے اور دوسری مفید اصلاحوں کو عمل میں لائے۔ چونکہ بجائے مدبر ہونے کے وہ ساہوکار تھا اس لیے اس کے تقرر سے تجارت پیشہ لوگوں کو اطمینان ہو گیا۔ دستوری تغیرات کا وہ مخالف تھا اور Contrat Social کے اصول سے اسے ہمدردی نہ تھی۔ تورگو کی طرح وہ بھی مجالس صوبجات کو زندہ کرکے ان سے کام لینا چاہتا تھا اور اس کی رائے تھی کہ مجالس مذکور کو انتظامات اور محاصل کے

عائد کرنے کے متعلق وسیع اختیارات دئے جائیں اور صرف عدالتی کام پارلی مانوں سے متعلق ہو۔

اس کی ابتدائی کارروائیوں سے یہ ترشح ہوتا تھا کہ وہ حکومت شاہی کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ جنگی اخراجات کی تکمیل کے لئے اس نے فوج اور بحریہ کے خزانہ داروں اور بخششیوں کی تعداد کو کم کر دیا اور دربار شاہی کے اخراجات میں بھی بہت کچھ کمی کر دی سڑکوں اور ندیوں پر جو محاصل لئے جاتے تھے ان کو موقوف کرنے اور ٹھیکہ داروں کے ذریعہ سے محاصل کو وصول کرنے کے طریقہ کو مسدود کرنے کے لئے اس نے کئی فرمان نافذ کرائے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یہ کوشش کی کہ Taille (محصول نمک) اور دوسرے بلاواسطہ محاصل میں اضافہ نہونے پائے اور صوبجات میں مجالس قایم کی جائیں جن کے سپرد رفتہ رفتہ Intendants اور ان کے ماتحتوں کے فرائض کر دئے جائیں۔ وہ عامہ قوم کی تائید حاصل کرنا چاہتا تھا اس لئے اُس نے اپنی مشہور کتاب Comte Rendu de ('Etatdes finances شائع کی جس سے قوم کو معلوم ہوگیا کہ سلطنت کی مالی حالت کس قدر سقیم ہے۔ اس کتاب کو حکومت شاہی کے مخالفوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور ملازمت شاہی سے تعلق رکھنے والے لوگ اور وہ لوگ جو خاص حقوق رکھتے تھے نیکر کی اصلاح پسندی سے سخت ناراض ہوئے اور اس کی معزولی کے طالب ہوئے پیرس کا پارلی مان بھی اس مخالفت میں شریک ہوگیا جس میں موری پا اور ورژان پہلے ہی سے شامل تھے۔ مئی ۱۷۸۱ء میں نیکر نے بہ اصرار استعفا دیدیا گو ملکہ اس کی حمایت پر تھی۔ اس کے زوال کے ساتھ انتقاموں کا عہد بھی ختم ہوگیا۔

۱۷۸۱ء سے رجعت پسندی اور اصلاح پسندی کے رجحانوں کا مقابلہ شروع ہوگیا۔ امریکا کی جنگ کی ہر دل عزیزی سے حکومت کو تقویت ہوگئی اور جن خرابیوں کا اندیشہ تھا بظاہر ملتوی ہوگئیں سیگور نے اسی زمانہ میں لکھا تھا کہ "انقلاب کا کسی کو احتمال نہیں گو لوگوں کے خیالات میں ضرور انقلاب ہوگیا ہے" بادشاہ اور ملکہ کی ہر دلعزیزی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا اور ولی عہد کی پیدائش کی اس کی وفادار رعایا نے خوشیاں منائی تھیں۔ فرانس کے دربار اور سوسائیٹی کی شان و شوکت کبھی اتنی نہ تھی اور انقلاب کے

قبل کے چند سال علمی مشاغل کو جو فروغ حاصل ہوا اس کے قبل کبھی نصیب نہ ہوا تھا یسگورنے امریکا سے واپس آنے کے بعد میں نے پیرس کے دربار اور سوسائٹی کی جو شاندار حالت دیکھی وہ اس کے قبل کبھی نہ تھی اور زراعت صنعت وحرفت، تجارت، ادبیات اور سائینس میں بے حد ترقی ہو رہی تھی[1] عہدنامہ ورسالز کے بعد فرانس کی دولت میں بھی بہت کچھ اضافہ ہوا تھا اور تجارت اور صنعت وحرفت کو ترقی ہو رہی تھی ۱۷۸۹ء میں آرتھر ینگ نے لکھا ہے کہ بمقابلہ ۱۷۶۳ء کے فرانس کی تجارت دوچند ہو گئی ہے۔ سائینس اور فنون لطیفہ میں بھی غیر معمولی ترقی ہو رہی تھی "جدت پسندی، تخیل کی بلندی آزادی اور رواداری پر فریفتگی بلند حوصلگی اور خطرات کی طرف سے بے پروائی اس زمانہ کی فرانسیسی سوسائٹی کی نمایاں خصوصیات تھیں[2]"

فرانس کی ترقی یافتہ سوسائٹی میں روشن خیالی کی یہ نئی روح حلول کر گئی۔ اٹھارھویں صدی کے نصف اول میں گومون تیس کیو کی تحریروں سے فرانس میں علوم عقلیہ کو غیر معمولی فروغ ہوا مگر اپنے معاصروں کے عادات وخیالات پر وول تیر کی تصانیف کا اثر زیادہ تھا دونوں انگریز فلسفیوں اور انگریزی اداروں سے متاثر ہوئے تھے، مون تیس کیو خاندان بوربون کی مطلق العنانی کو محدود کرنے کے لئے کوشاں تھا اور وول تیر اوہام پرستی اور تعصب کو اپنے ملک سے دفع کرنا چاہتا تھا۔ مون تیس کیو نے ۱۷۵۵ء میں انتقال کیا مگر وول تیر نے لوئی پانزدہم کا پورا عہد حکومت دیکھ کر ۱۷۷۸ء میں انتقال کیا۔

مون تیس کیو اور وول تیر

اقتدارات، روایات اور رسوم کے مخالفین کا وول تیر رخیل تھا۔ فرانس کے پارلی مان اور کلیسہ دونوں کا وہ مخالف تھا اور ۱۷۷۱ء میں پارلی مان کی مسدودی سے اسے بہت خوشی ہوئی۔ سیاسیات میں وہ شاہ پرست تھا مگر انتظامی اصلاحوں اور خصوصاً

(1) Vide Aubertin, L' Esprit Public an XVIII me Siecle, p-185

[2] لیکی اٹھارھویں صدی کی تاریخ انگلستان جلد پنجم ص ۳۰۵۔ تالی ران کا قول ہے کہ جس نے ۱۷۸۹ء کے قبل کا زمانہ نہیں دیکھا وہ زندگی کے لطف سے محروم ہے۔

اخباروں کی آزادی کا حامی تھا۔ فریڈرک اعظم اور کیتھرین دوم سے اس کے گہرے تعلقات تھے مگر یہ تعلقات اسکی سیاسی مساوات کی تجویزوں کے ہم آہنگ نہ تھے۔ جمہوری خیالات سے اسے ہمدردی نہ تھی اور گو وہ ان خیالات کا موید تھا جن کے عمل میں لانے کے لئے تورگو کوشاں تھا مگر وہ روشن خیال مطلق العنان حکام سے یہ امید رکھتا تھا کہ وہ کلیسیہ کی زیادتیوں کو روکیں، وحشیانہ قوانین اور نظام جاگیری کی باقی ماندہ رسوم کو منسوخ کردیں اور رعایا کی بہتری کے لئے کوشاں رہیں۔ مذہبی اور عقلی آزادی کا حامی ہونے اور یورپ کے ہر ملک میں اثر رکھنے کی وجہ سے اس کا شمار اٹھارھویں صدی کے ان مشاہیر میں تھا جن میں اُس کے خصوصیتیں نمایاں شان رکھتی تھیں۔

اٹھارھویں صدی کے نصف اول میں مون تیس کیو نے اپنی کتابیں Lettres Persanes اور Esprit de ho is شائع کرکے فرانس کے قدیم اداروں پر نکتہ چینی شروع کردی، وول تیر نے اپنی ہمہ دانی اور جامعیت سے فلسفی اور ادبی تحریک کو ہر دل عزیز کردیا اور اس تحریک کو لامذہبی کے رنگ میں رنگ دیا جو عرصہ تک قایم رہا۔ نصف آخر میں دیدے رو، روسو اور اُن کے پیرووں کا اثر غالب ہوگیا۔ ۱۷۵۱ء میں مشہور و معرف Eucyclopedic شائع ہوا جس کے لکھنے والوں میں دی دے رو، روسو، دال لیم بیر، تورگو، لیفوں اور مارمون تیل شامل تھے۔ لوئی پانزدہم اور پیرس کے پارلی مان کے جھگڑوں کے زمانہ میں اُس کی اشاعت کچھ روز کے لئے مسدود ہوگئی تھی مگر ۱۷۵۷ء میں پھر اشاعت کی اجازت ہوگئی اور موجودہ اداروں اور عقائد محاصل کی عدم مساوات، لڑائیوں، عدالتی بدنظمیوں اور سب سے زیادہ نظام عقلی کے احکام الٰہی یا کلیسیہ کی تشریحوں پر منحصر ہونے پر اُس کے مصنفوں نے اپنے حملوں کو جاری رکھا۔ ان لوگوں کا مقصد یہ تھا کہ بنی نوع انسان کو ہر قسم کی قیود سے آزاد کرائیں بجائے نقل کے عقل کے اثر کو بڑھائیں اور سیاسی اور مذہبی اغلاط کو رفع کریں؛ انھوں نے نہایت سرگرمی اور لیاقت سے سیاسی، معاشی اور تمدنی اصلاحوں کے جاری کرانے کی کوشش کی۔

این سائیکلوپیڈیا کے مصنفوں سے دی دے رو اور والیم بیر بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے سرگرم کوششیں کرکے عقلی انقلاب کے سرخیل تسلیم کرلیے گئے۔ انکا

ملمح نظریہ تھا کہ حکومت شاہی اور کلیسیہ کو نیست و نابود کر کے تعلیم کا ایک مکمل نظام قایم کریں۔ معاشیین کے فرقہ Physiocrat کے عقائد سے بھی انھیں ہمدردی تھی۔ اس فرقہ کے پیشوا کویس نے اور تورگو تھے جو تجارت زراعت اور صنعت و حرفت کی آزادی کے حامی تھے اور ان کا خیال تھا کہ صرف Laissez faire et laissez passer (عدم مداخلت) کے اصول پر عمل کرنے سے وہ معاشی خرابیاں رفع ہو سکتی ہیں جن میں فرانس مبتلا تھا۔ زمین کو وہ دولت کی بنا خیال کرتے تھے مساوات کے حامی تھے اور قومی تعلیم کی ضرورت پر مصر تھے۔

اصلاحات کے لئے کوشاں ہونے کے باوجود نہ تو بانیان این سائیکلو پیڈیا نہ فزیوکراٹوں نہ توموں تیس کیو اور نہ رول تیر کے اثر عوام پر تھا جو طبقہ اعلیٰ و متوسط سے بالکل علٰحدہ ہونے کی وجہ سے جہالت اور مایوسی میں مبتلا تھے۔

روسو نے اہل فرانس کو خواب غفلت سے جگایا اور اس کی تحریروں سے نہ صرف اس کے ہم قوم متاثر ہوئے مگر یورپ کے دوسرے ممالک بھی۔ ۱۷۶۲ء میں Contral Social شائع کر کے اس نے دنیا میں عامہ قوم کی سیادت کا اعلان کیا۔ روسو کا دعوے تھا کہ انسان آزاد پیدا ہوا ہے مگر ہر ملک میں زنجیروں میں کسا ہوا ہے اس اصول کی بنا پر اس نے ثابت کیا کہ سوسائٹی کی بنیاد ہر قوم کے افراد کے ایک باہمی تمدنی معاہدے پر ہے جن کو مجموعاً ایسا شاہی اقتدار حاصل ہے جو منتقل نہیں ہو سکتا اور جن کی قوت ارادی قوانین کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ نیابتی مجالس وضع قوانین کا وہ مخالف تھا اور اس کی سیاسی تجویزیں صرف ایک چھوٹی سی ریاست میں عمل میں آسکتی تھیں جس میں ہر شہری بذات خود وضع قوانین میں شریک ہو سکتا تھا کیونکہ حقیقی آزادی کو صرف اس قسم کی ریاست میں فروغ ہو سکتا تھا۔

فرانس اور یورپ کی سوسائٹی میں روسو کی تصانیف کو خاص مقبولیت نصیب ہوئی حالانکہ ان لوگوں کو اپنی روشن خیالی، عقل سلیم، حب انسانی اور سیاسی تخیلات پر ناز تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ فرانس کے ہر طبقہ کے لوگ روسو کے دلدادہ تھے جس کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ غربا کے ساتھ اسے ہمدردی تھی۔

روسو کی کتاب Contrat Social کو فروغ زیادہ تر بارلی ماتو[1] کے النسداد (۱۷۶۲ء) کے بعد حاصل ہوا اور ۱۷۸۷ء کے بعد سے فرانس میں اس کا فلسفہ عموماً رائج ہوگیا۔ باوجود اُس کے کہ وہ نیابتی طریقہ حکومت کا مخالف تھا اور مصر تھا کہ قوم کا ہر فرد حکومت کی کارروائی سے اتفاق ظاہر کرے مگر جاکوبن جماعت نے اُس کے مسائل سے جمہوریات کی مساوات کے اصول کو مستخرج کیا اور اُنکا نظام حکومت اُس کی تعلیم کے بالکل خلاف تھا انقلاب فرانس کے وجوہ زیادہ تر معاشی اور سیاسی تھے مگر بلاشک وشبہ روسو کی تصانیف کا بھی بے حد اثر ہوا تھا۔

ملکہ کا اثر ۱۷۸۱ء کے بعد

میریا تھیری سا نے ۱۷۸۰ء میں انتقال کیا اور مورے پا نے ۱۷۸۱ء میں جس کی وجہ سے لوئی پانزدہم اور میری آن توان نیت کے کوئی تجربہ کار مشیر باقی نہ رہے لوئی کی عہد حکومت کے نصف اول میں موری پا کا دور دورہ تھا اور اب دوسرے دور میں میری آن توآن نیت اہم خارجی اور داخلی معاملات تک کا تصفیہ کرنے کے لئے کوشاں تھی[2] ۱۷۷۸ء میں میریا تھیری سا کے ایما سے اس نے فرانس کو باویریا کے متعلق جوزف دوم کے منصوبوں میں مداخلت کرنے پر آمادہ کرنا چاہا تھا اور اس کا رجحان یہ تھا کہ فرانس کے مفاد کو طاق پر رکھکے آسٹریا سے گہرا اتحاد کرادے جس کی وجہ سے اہل فرانس اس کو شبہے کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اسے Autrichenne (آسٹرویہ) کے نام سے یاد کرتے تھے ان کا یہ شبہ حق بجانب تھا کیونکہ وہ وزراں کی خارجی حکمت عملی کی مخالف تھی اور ۱۷۸۴ء میں جوزف دوم نے فلینڈرس کو مغلوب کرنے کے لئے جو کارروائی کی تھی ملکہ نے فرانس کو اس کی تائید پر مجبور کرنا چاہا تھا۔ خاندان ہیپس کی حرص ملک گیری کی تدبیروں کی تائید کرنے کی وجہ سے اہل فرانس اس کے اور بھی مخالف ہو گئے اس کے علاوہ داخلی معاملات میں دخل دینے اور اس کی عدم استقلال و فراست کی وجہ سے ۱۷۸۱ء کے بعد حکومت کی مشکلیں اور بھی بڑھ گئیں۔

ل (1) Aubertin L Esprit Public an XVIII me Siecle N

ع ایضاً 444, 445, 475

۱۷۸۱ء میں نیکر کے زوال کے بعد رجعت کا جو دور شروع ہوا وہ بہت جلد ۱۷۸۹ء کے مصائب کا باعث ہوا گو بظاہر انقلاب کا بہت کم احتمال تھا، ملک کی حالت قابل اطمینان تھی اور ۱۷۸۷ء تک حکومت شاہی کی حالت مستحکم نظر آتی تھی۔

امریکا کی جنگ میں شرکت پر آمادگی ظاہر کرنے میں بادشاہ نے سخت غلطی کی تھی۔ فرانس کی مالی حالت جیسا کہ تورگو کو اندیشہ تھا، ناقابل علاج ہوگئی اور جیسا کہ دی دے رونے محسوس کر لیا تھا، امریکا کی متابعت میں اہل فرانس بھی نیابتی حکومت خود اختیاری حاصل کرنے پر مصر ہوگئے۔ مگر فرانس نے بدقسمتی سے ان تخیلات پر عمل کیا جو زمانہ جنگ سے متعلق تھے اور جنگ کے بعد کے دستوری عہد کے تخیلات کو نظر انداز کر دیا۔ اس کے علاوہ لافایت اور دوسرے فرانسیسی عہدہ دار جو امریکا سے آئے مساوات کے دلداہ اور فرانس کی آزادی کے لئے لڑنے مرنے کو تیار تھے۔ نیکر کا جانشین ژولی دی فلیوری ہوا جس کے زیر انتظام مالی مشکلات اور بھی بڑھ گئیں اس لئے بادشاہ نے اعلان کر دیا کہ اب وہ بغیر وزیر اعظم کے حکومت کریگا۔ بادشاہ مجبوراً ورژان سے مشورہ کرتا رہا جسے معاملات داخلی سے مس نہ تھا اس لئے ملکہ کا اثر فرانس کے داخلی معاملات میں بھی غالب ہوگیا۔

نیکر کے زوال کے بعد رجعت کا دور

عہد رجعت جو مراعات رکھنے والے طبقوں کی حرص اور اولو العزمیوں کی وجہ سے وجود میں آیا تھا اور مورے پا اور ژولی دی فلیوری کے زمانے میں قطعی طور پر شروع ہوگیا تھا، ۱۷۸۱ء میں ایک احمقانہ قاعدے کے جاری ہونے سے خصوصیت کے ساتھ نمایاں ہوگیا جس کی رو سے مارشل دی سیگور نے ان لوگوں کو جو طبقہ امرا سے تعلق نہ رکھتے تھے نائب لفٹنٹ کے عہدے سے بھی محروم کرا دیا اور یہ حکم دیا کہ جو شخص فوج میں کپتان ہونا چاہے اُسے چاہئے کہ علاوہ اس کی ذات کے چار پشتوں تک اس کے آبا و اجداد کا شمار طبقہ امرا میں ہو اس قانون سے طبقہ ثالث اور زمانہ حال کے امرا کو بہت ناگوار ہوا اور فوج میں اور بھی ابتری پھیل گئی۔

جاگیریت کی طرف یہ رجعت فوجی معاملات تک محدود نہ تھی بلکہ کلیسیا اور صوبجات بھی اس سے متاثر ہوئے۔ تورگو کی وزارت سے جو امیدیں پیدا ہوگئیں تھیں ان کے خاک میں ملجانے اور بادشاہ کے اپنے وعدوں سے منحرف ہو جانے سے سخت مایوسی

ہوگئی خصوصاً اس وجہ سے کہ سابق کی ابتریوں میں اور بھی اضافہ ہوگیا دولوئی پانزدہم کی عہد حکومت کے ابتدائی برسوں کی سرسبزی خود انقلابی تحریک کے جلد تر وجود میں آنےکی باعث ہوئی، کیونکہ اہل ملک باقی ماندہ ابتریوں سے اور بھی بیزار ہوگئے اور ان کے دفع کرنے میں سرگرمی کے ساتھ مشغول ہوگئے۔ فرانس ہی ایک ایسا ملک تھا جہاں اصلاح کی سب سے زیادہ خواہش تھی دماغوں کی تربیت سب سے زیادہ تھی، اہل ملک میں زیادہ فرق نہ تھا، حکومت بالکل مرکزی تھی، امرا کی سیاسی اہمیت مطلق نہ تھی مشارکتوں پر سختی کے ساتھ نگرانی تھی اور قوم بالکل یک جنس تھی[1]۔

حکومت شاہی کی تباہی کا باعث یہ تھا کہ طبقات ملک میں باہم ایک حد فاصل حائل تھی، سیاسی آزادی کا جوش بڑھا ہوا تھا اور حکومت ضعیف ہوگئی تھی۔ ایک قلیل جماعت کا خاص مراعات رکھنا لوگوں کو سخت ناگوار گزرنے لگا تھا "وہ انقلاب کی تباہ کن سرگرمی نظام جاگیری کے خلاف میں نہ تھی بلکہ اس نظام کے مردہ اعضاد کے خلاف میں تھی"[1] مختلف طبقات ملک میں عملی مساوات ایک بڑی حد تک قائم تھی اور طبقہ وسطے تعلیم، مقاصد، عادات وخیالات کے لحاظ سے طبقہ امرا کے مساوی ہوگیا تھا۔ جس طرح کہ کسانوں کو امرا کے حقوق اور اقتدارات کا باقی رہنا ناگوار تھا اسی طرح طبقہ وسطے کو ذات پات کی قیدیں شاق تھیں۔ اس زمانے میں جب کہ آزادی اور مساوات کا جوش پھیلا ہوا تھا "ایک غیر مرئی مگر عام شورش جاری تھی اور لوگ تغیرات کے منتظر تھے" ضرورت اس امر کی تھی کہ حکام وقت دانشمند ہوں اور بغیر کسی زبردست بادشاہ کے طوائف الملوکی ناگزیر تھی کارڈنل ریشی لیو کا قول تھا "کہ فرانسیسی ہر کام کو کرسکتے ہوں بشرطیکہ ان کے حکام ان کی حقیقی رہنمائی کرسکیں۔

رجعت پسندی کا زور تھا اور حکومت کی مالی مشکلیں روز بروز بڑھتی جاتی تھیں اس لئے ژوئی دی فلیوری جدید محاصل عاید کرنے پر مجبور ہوا، پیرس کا

---

(1) Sorel, L Europe etla Revolution Fran caise, vot 1, L 145

(2) Lodge, History of Modern Europe. P. 474 419 420,

پارلی مان نیکر کی برطرفی سے خوش ہو گیا تھا اس لئے اس نے اس فرمان کو منظور کر لیا مگر صوبجات کی بعض عدالتوں نے جدید محاصل کی مخالفت شروع کر دی اور بساں سوں کی مجلس نے ۱۷ر فروری ۱۷۸۳ء کو اسٹیٹس جنرل کے منعقد کرنے اور مجالس صوبجات کی بحالی کا مطالبہ کیا۔

سلطنت کے مختلف پارلی مانوں کو ایک مشارکت میں ضم کرنے کی تجویز پیش ہو چکی تھی اور اس تحریک کی غایت یہ تھی کہ حکام عدالتی کے اثر کو بحال کر دیا جائے انگلستان سے ابتدائی صلح پر دستخط ہو جانے کی وجہ سے یہ شورش کچھ رک گئی اور ۲۶ر فروری کو حکومت نے ایک اعلان شائع کر کے بعض محصولوں کو موقوف کر دینے کا وعدہ کیا۔ ۹۲ر مارچ کو ژولی دی ظیوری برطرف کر دیا گیا اور بجائے اسکے دورمے سون مقرر ہوا جو ایماندار اور جفاکش خیال کیا جاتا تھا کنٹرولر جنرل سررشتہ مالیہ کے خطاب سے ملقب ہو کر اس نے دربار شاہی کے اسراف کو روکنا چاہا اور جب اخراجات کی تخفیف میں اسے ناکامی ہوئی تو اس نے سرکاری قرضوں کی ادائی کو ملتوی کر کے قومی دیوالے کا اعتراف کر لیا۔

دورمے سون کی وزارت ۱۷۸۳ء

سات ماہ کی وزارت کے بعد دورمے سون بھی نومبر میں معزول ہو گیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ اس نے خزانہ شاہی پر امرا کے مطالبات کی تخفیف کی کوشش کی تھی جس سے اکثر امرا اس سے سخت ناراض ہو گئے جن میں وُودریول پولگ ناک، گوئیش اور پے ری گور خاندانوں کے اراکین شامل تھے جن کا دربار شاہی میں خاص رسوخ تھا۔ اس کے زوال کے بعد بادشاہ کاونٹ دار توآ اور دربار کی خواتین کے زیر اثر ہو گیا اور ۱۷۸۳ء کے اواخر میں کالون وزیر مقرر ہوا۔ موسیو آلبیر سوریل نے ذیل کے الفاظ میں اس کے خصایل کا خاکہ کھینچا ہے۔ کالون ایک قسم کا سیاسی بہروپیا تھا جس نے اپنی دولت اور فہم و فراست کو بے دردی کے ساتھ ضائع کیا اہل دربار کی نازبرداری اس کا شیوہ تھا ملک کے اعلیٰ طبقات کو اس نے اپنی لفاظی سے صفحہ ۴۲۰

لے۔ لوئی پانزدہم کے عہد حکومت میں دورمیسوں کے قبل وزارت مالیہ پر حسب ذیل اشخاص مقرر ہوئے تھے۔ تیرے، تورگو، کلونی، تابدرو، نیکر، ژولی دی ظیوری۔

اپنا معتقد کر لیا تھا، خود پسندی کی وجہ سے اُس کی عقل پر پردہ پڑ گیا تھا ملک کے مالی ذرائع کو بالکلیہ تباہ کر دینے یا سیاسی لحاظ سے اُسے نقصان پہونچانے میں کالون کو مطلق دریغ نہ تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت شاہی کا ہولناک انجام ہوا[1] کالون کی قابلیت اور خصائل کا مورے یا بھی مداح نہ تھا اور کوئی بھی اس کے تقرر پر طوعاً و کرہاً آمادہ ہوا تھا۔ ہیروں کے مالے کا پر اسرار معاملہ بھی جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ کارڈنل دی روہاں نے اسے خرید کر میری آں توان یت کو پیش کیا تھا، اسی زمانہ (۱۷۸۵ء) کا ہے اور اس کی وجہ سے ملکہ کی سخت بدنامی ہوئی۔ سال ہائے زیر تذکرہ میں کالون کے بیہودہ اسراف سے مالی مشکلیں اور بھی بڑھ گئیں گو اپنی شاطرانہ چالوں سے لوگوں کو اس دھوکے میں رکھا کہ مالی حالت قابل اطمینان ہے۔ سائین کلو کا محل ملکہ کے لئے خریدا گیا، بادشاہ کے بھائیوں کے قرضے ادا کئے گئے اور نہایت کڑی شرح سود پر بڑے بڑے قرضے لئے گئے۔ ملک میں امن و سکون کے آثار نمایاں تھے امریکا کے آزاد ہونے سے فرانس کی تجارت کے لئے نئی منڈیاں کھل گئی تھیں اور ۱۷۸۴ء اور ۱۷۹۶ء کی فصلیں اچھی تھیں۔ مگر ۱۷۸۶ء کے آخری مہینوں میں اس ظاہر بہبودی کا خاتمہ ہو گیا اور وزیر نے پیرس اور اضلاع کے پارلیمانوں کی نکتہ چینی سے مجبور ہو کر اقرار کر لیا کہ سرکاری قرضوں کا سود ادا نہیں ہو سکتا۔ امریکا کی جنگ کے آغاز سے قرضہ ۴۰ ملین تک پہونچ چکا تھا۔ ورژان نے بھی جو مجلس مالیہ کا صدر اور وزیر خارجہ تھا کالون سے اتفاق کیا کہ ورسائلز میں "مجلس مشاہیر" کو منعقد کیا جائے جس میں سلطنت کے مشاہیر شریک تھے اور اس سے اصلاحی کمیٹی کا کام لیا جائے۔ ۱۳ فروری کو ورژان نے بھی انتقال کیا اور اس کا کوئی لائق جانشین نہ ملسکا[2] کالون نے نیکر کی متابعت میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ دربار شاہی میں کفایت شعاری عمل میں آئے امرا اور پادریوں پر محاصل عائد کئے جائیں، مستثنیات اور مراعات مسدود کر دی جائیں صوبہ کی مجلسیں صفحہ ۴۲۱

---

[1] Sorcl L. Europe etla Revolution Francaise, Voi 1. L. 213

[2] Frederic Masson ha Department bes. Affairs. Etrangeres pen d ant ea Revolution, 1787-1804, P. 2

قائم کی جائیں اور Corvee اور دوسرے محاصل معاف کئے جائیں جن کی وجہ سے رعایا ناراض تھی۔ مجلس مشاہیر کا اجلاس جس میں زیادہ تر مراعات رکھنے والے طبقات کے افراد شامل تھے ۲۲ فروری کو ہوا مگر انھوں نے کالون کی مذکورۂ بالا تجویزوں کو رد کر دیا اور اس کی مالی کارروائیوں کے متعلق تفتیش پر اصرار کر کے حکومت کی کارروائیوں پر رد و قدح کی اور بتاریخ ۱۷ اپریل کالون کو برطرف کرا دیا۔

بری آن کی وزارت ۱۷۸۷ء تا ۱۷۸۸ء

۳ مئی کو لُومے نی دی بری آن، تولوز کا اولوالعزم اور ملحد اسقف اعظم معزول وزیر کا جانشین ہوا جو لارین کو جلا وطن کر دیا۔ نئے وزیر کو بھی بہت جلد معلوم ہو گیا کہ بغیر کالون کی تجاویز کو عمل میں لانے کے کوئی چارہ نہیں۔ مجلس مشاہیر نے کالون کی تمام تجویزوں کو سوائے عام محصول اراضی کے منظور کر لیا اور ۲۵ مئی کو مجلس مذکور کے اراکین رخصت کر دیے گئے کیوں اس کی ایک کمیٹی میں لافایت نے اسٹیٹس جنرل کے انعقاد کا مطالبہ کیا تھا بری آن کا دوسرا کام یہ تھا کہ اپنے فرامین کی پیرس کے پارلی مان سے توثیق کرائے۔ پارلی مان نے اندرونی تجارت کی آزادی اور Corvee کی موقوفی کو منظور کر لیا مگر عام محصول اراضی اور جدید محصول اسٹامپ کو منظور کرنے سے انکار کر دیا اور اسٹیٹس جنرل کے انعقاد کا سختی سے مطالبہ کیا۔ بادشاہ نے ان کی اس کارروائی کے جواب میں ۶ اگست کو ایک مسند معدلت منعقد کر کے فرامین کی توثیق کرا دی۔ ۷ اگست کو پارلی مان نے اعلان کر دیا کہ مسند معدلت میں جن فرامین کی توثیق ہوئی ہے وہ سب کالعدم ہیں۔ اس لئے ۱۴ اگست کو بادشاہ نے حکام عدالتی کو جلا وطن کر کے تروا بھیج دیا گو پیرس کے پارلی مان کو خاص حقوق رکھنے والے طبقات کے اقتدار کو قائم رکھنے اور بڑھانے سے زیادہ تر سروکار تھا مگر حکومت کی مخالفت پر آمادہ ہو جانے سے پیرس اور صوبجات میں جوش پھیل گیا جس کی وجہ سے اس کی ہردلعزیزی بہت بڑھ گئی اٹھارھویں صدی کے کسی گزشتہ دور میں فرانس میں ایک زبردست بادشاہ کے ہونے کی کبھی اس وقت سے زیادہ ضرورت نہ تھی۔ صفحہ ۴۲۲

پارلی مان کی واپسی اور ۸ مئی ۱۷۸۸ء کی قطعی کارروائی

۲۴ ستمبر کو مصالحت ہو گئی اور پارلی مان واپس بلایا گیا جس کی خوب خوشیاں کی گئیں۔ ۲۴ ستمبر کو پارلی مان نے ایک فرمان کی

توثیق سے انکار کر دیا جس کے ذریعہ سے ۴۲۰ ملین فرانک کا ایک قرض جاری ہونیوالا تھا۔ بادشاہ کو پھر مسند معدلت سے کام لینا پڑا اور اس نے اعلان کیا کہ اسٹیٹس جنرل کا اجلاس جولائی ۱۷۹۲ء میں ہوگا۔ پارلی مانوں کی مخالفت کو ہمیشہ کے لئے دفع کر دینگی غرض سے ۸ مئی ۱۷۸۸ء کو بری آن نے ایک مسند معدلت میں چھ فرمانوں کی توثیق کرائی جن کی رو سے فرانس کے تمام پارلی مان مسدود کر دیے گئے اور ایک عدالت العالیہ Coor plen cere قائم ہوئے جس کے رکن امرائے عظام تھے جو حین حیات کے لئے نامزد کئے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ وعدہ کیا گیا کہ اسٹیٹس جنرل کا اجلاس جنوری ۱۷۹۱ء میں ہوگا اور بعض اصلاحیں عمل میں لائی گئیں جو تورگو کی تجویزوں پر مبنی تھیں۔

دوفنی اور دوسرے مقامات میں انقلابی تحریکیں۔

اس قطعی کارروائی کے ذریعہ سے متعدد فرامین جاری ہوئے جن کی سخت مخالفت ہوئی۔ فرانس کے مختلف اضلاع میں بلوے ہو گئے۔ صوبجات کے پارلی مانوں نے رائے عامہ کی تائید سے اپنی انسداد پر اعتراض کیا اور برتینی، دوفنی، بیارن فرانش کوم تے، لانگوے دوک اور پروواِنس میں انقلابی تحریکیں نمودار ہوگئیں۔ وزیل واقع دوفنی میں ایک بے قاعدہ مجلس منعقد ہوئی جس میں ۲۶ نائبین موجود تھے اور گرے نوبل کے ایک لائق وکیل، مونیر کی سرکردگی میں انھوں نے اسٹیٹس جنرل کے فوری انعقاد کا مطالبہ کیا فوج میں بھی ناراضی پھیلی ہوئی تھی۔ وزیر فوج کاونٹ دی بری آن نے ۱۷۸۷ء اور ۱۷۸۸ء میں فوج میں پرشیا کی فوجی قواعد جاری کرنے کی کوشش کی تھی جس سے افسر اور سپاہی دونوں ناراض ہو گئے۔ نوجوان افسروں نے شارل دی لامیتھ کی سرکردگی میں اعلان کیا کہ بری آن پرشیا کے ضبط فوجی کو نافذ کر کے فرانس کی آزادی کو سلب کرنا چاہتا ہے یہ افسر فرانسیسی فوج کے ساتھ امریکا ہو آیا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی وفاداری سے منحرف ہوگیا۔ المختصر جدید نظام فوجی کے جاری ہونے سے فوج میں بے چینی پھیل گئی تھی اور جب انقلاب شروع ہوا تو افسروں اور سپاہیوں کی غالب تعداد بادشاہ کی مخالف تھی۔ صفحہ ۴۲۳
وزیل کی مجلس کی باغیانہ حرکات سے خائف ہو کر جن سے خانہ جنگی کا اندیشہ تھا،

بادشاہ نے گزشتہ مئی کے فرامین کو ملتوی کر دیا اور ۸ ؍ اگست کو حکم دیا کہ اسٹیٹس جنرل کا اجلاس یکم مئی ۱۷۸۹ء کو ہو۔ اس اثناء میں بری آن کو قرضوں کے جاری کرنے میں کامل ناکامی ہوئی اور چھ ہفتوں کے لئے رقمی مطالبات کی ادائی کو ملتوی کر کے اس نے حکومت کے دیوالہ کا اعلان کر دیا۔ ۲۵ ؍ اگست کو وہ علٰحدہ کر دیا گیا اور دو روز کے بعد نیکر اس کا جانشین ہوا۔ لوئی شانزدہم اور نیکر دونوں نیک نیت اور

نیکر کی دوسری وزارت ۱۷۸۸ء تا ۱۷۸۹ء

ایماندار تھے مگر ایسے حسن تدبیر سے عاری تھے جو اس نازک موقع کے لئے ضروری تھی۔ اقتدار کی بنیاد بالکل خالی ہو گئی تھی رعایا کو مزید اصلاحات کی آرزو ہوئی تھی حالانکہ چند روز قبل انھیں رعایتوں سے کام بہ اطمینان ہو جاتا۔ سیاسی جوش کے زمانوں میں ایک زبردست قحط کے پڑ جانے کی وجہ سے ابتری کے عناصر کو اور بھی تقویت ہو گئی۔ حکومت کی عمارت لڑکھڑا کر گر گئی اور اس کے گرنے کی آواز سے تمام یورپ گونج اٹھا[1] کالون کا اسراف مالی معاملات میں بری آن کی نااہلی جس کی وجہ سے پر امن طریقہ پر فرانس کی مشکلوں کی گتھی کے سلجھنے کی آخری امید بھی جاتی رہی اور ۱۷۸۸ء و ۱۷۸۹ء کا قحط، یہ تینوں امور ایسے تھے جن سے انقلابی تحریک کو گویا ایک فوج مل گئی جنھوں نے اس میں جوش کی روح پھونک دی اور اس کی وحشیانہ اور بلا خطر سرگرمی کے باعث ہوئے[1]

نیکر نے خدمت وزارت پر فائز ہو کر اس فرمان کو منسوخ کر دیا جس کی رو سے قومی دیوالہ کا اعلان کیا گیا تھا، پارلیمان کو اس نے بحال کر دیا اور اس کو امید تھی کہ وہ بہت برس عہدہ پر رہ کر انتظامی اصلاحوں کو عمل میں لا سکیگا۔ اس کی بحالی سے حکومت کی ساکھ کو پھر ترقی ہوئی اور سرکاری زر کفالتی کی قیمت بڑھ گئی۔ مگر نیکر میں یہ اہلیت نہ تھی کہ اس نازک موقع پر اہل فرانس کی رہنمائی کر سکے۔ عامۂ قوم کو اسٹیٹس جنرل کے اجلاس کا انتظار تھا جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ بادشاہ نے ایک فرمان نافذ کر کے تمام انجمنوں کو حکم دیا کہ اسٹیٹس جنرل کے گزشتہ اجلاسوں کے متعلق معلومات فراہم کریں جس کی وجہ سے متعدد تاریخی کتابیں اُس کے متعلق لکھی گئیں۔ مجلس مشاہیر اس امید صفحہ ۲۲۴

---

[1] Lecky, History of England in the X54 century Vol 4, P. 442 4

اسٹیٹس جنرل کیلئے تیاریاں

میں تھی کہ اسٹیٹس کے منعقد ہونے کے بعد اپنی مراعات کی توثیق کرائے۔ نومبر ۱۷۸۸ء کو اس مجلس کا ایک اجلاس اس غرض سے منعقد کیا گیا کہ بادشاہ کو دو اہم معاملوں کے متعلق مشورہ دے یعنی آیا تیسرے اسٹیٹ کو دو چند نیابت دی جائے اور آیا ووٹ بہ لحاظ تعداد اراکین یا بہ لحاظ طبقات لی جائیں اس نازک موقع پر نیکر کے طرز عمل سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ حسن تدبیر اور طباعی سے بالکل عاری تھا۔ اس کی بزدلی، عدم استقلال اور انتہائی احتیاط سے انقلاب کی رفتار کو محدود کرنے اور اس کو اپنے قابو میں رکھنے کا بہترین موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ اس نے ایک رپورٹ پیش کی جس پر Result at de couscie مبنی تھا جس کی رو سے باوجود امرا کی مخالفت کے تیسرے اسٹیٹ کو دو چند نیابت دیگئی مگر شمار آرا کے اہم مسئلہ کا کوئی تصفیہ نہ ہوا Result at کی اشاعت کے بعد بہت سے سیاسی اور انقلابی رسالے شائع ہوئے جن میں امرا اور پادریوں پر تیسرے اسٹیٹ کے تفوق کو ثابت کیا گیا تھا۔ ۲۴ر جنوری ۱۷۸۹ء کو دوفنی میں انتخابات مکمل ہو گئے مگر اضلاع Pays d میں طریقہ انتخاب کے متعلق قواعد ۲۴ر جنوری ۱۷۸۹ء تک جاری نہوئے اور Payss. d' etat کے متعلق قواعد اس کے بعد جاری ہوئے ۱۶۱۴ء کے

اٹھارھویں صدی کا اختتام

بعد اسٹیٹس جنرل کا اجلاس پہلی مرتبہ ۵ر مئی کو ہوا اور اسکے ساتھ ہی عہد انقلاب کا آغاز ہوا۔

اٹھارھویں صدی جو مخبر مطلق العنان حکام کا زمانہ تھا اب ختم ہو چکا تھا اور فرانس کے انقلاب کے شروع ہو جانے سے وہ نئے سیاسی اور تمدنی خیالات جاری ہو گئے جنھیں ۱۸۱۵ء کے بعد سے تمام ممالک متمدنہ نے رفتہ رفتہ تسلیم کر لیا ہے۔

سلہ Morse Stephen A history of the French Revolution vol (1), H. 51

صفحہ ۲۵۴

ضمیمہ (الف)

خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات اوران کا طرز حکومت

(پانچ صوبوں میں منقسم تھے اور ہر ایک کی حکومت علٰحدہ تھی)

(۱) آسٹریا

(الف) نشیبی آسٹریا
- بالائے انس (دارالسلطنت وائینا)
- زیرانس

(ب) اندرونی آسٹریا
- اس ٹائی ریا
- کارن تھیا
- کارنیولا
- گورز

(ج) آسٹریا بعید وبالائی
- ٹائی رول
- بریس گو
- سوائے بیا کے بعض اضلاع

(۲) بوہے میا اوراس کے ملحقات
- سائی لے شیا
- مورے ویا

(۳) ہنگری اوراس کے ملحقات
- کروشیا
- ٹرین سل وے نیا

(۴) اطالیہ

(۵) آسٹروی نیدرلینڈ

خاندان ہپس برگ کا طرز حکومت

(میریا تھیری سا کی اصلاحوں سے قبل)

عام نگرانی کیلئے صرف تین مرکزی جماعتیں تھیں

(الف) وزرا کی مجلس راز

(ب) مجلس جنگ

(ج) مجلس مالیہ (ہوف کامر)

صوبجات (۱) (۲) (۳) کی وزارت (چینسری) علٰحدہ تھی جسے انتظامی اور عدالتی اقتدارات حاصل تھے

وزارتوں کے تحت میں حسب ذیل تھے۔

(۱) اسٹاٹ ہولڈر یا لاٹانتن یا بان کی حکومت

(۲) مجالس صوبہ

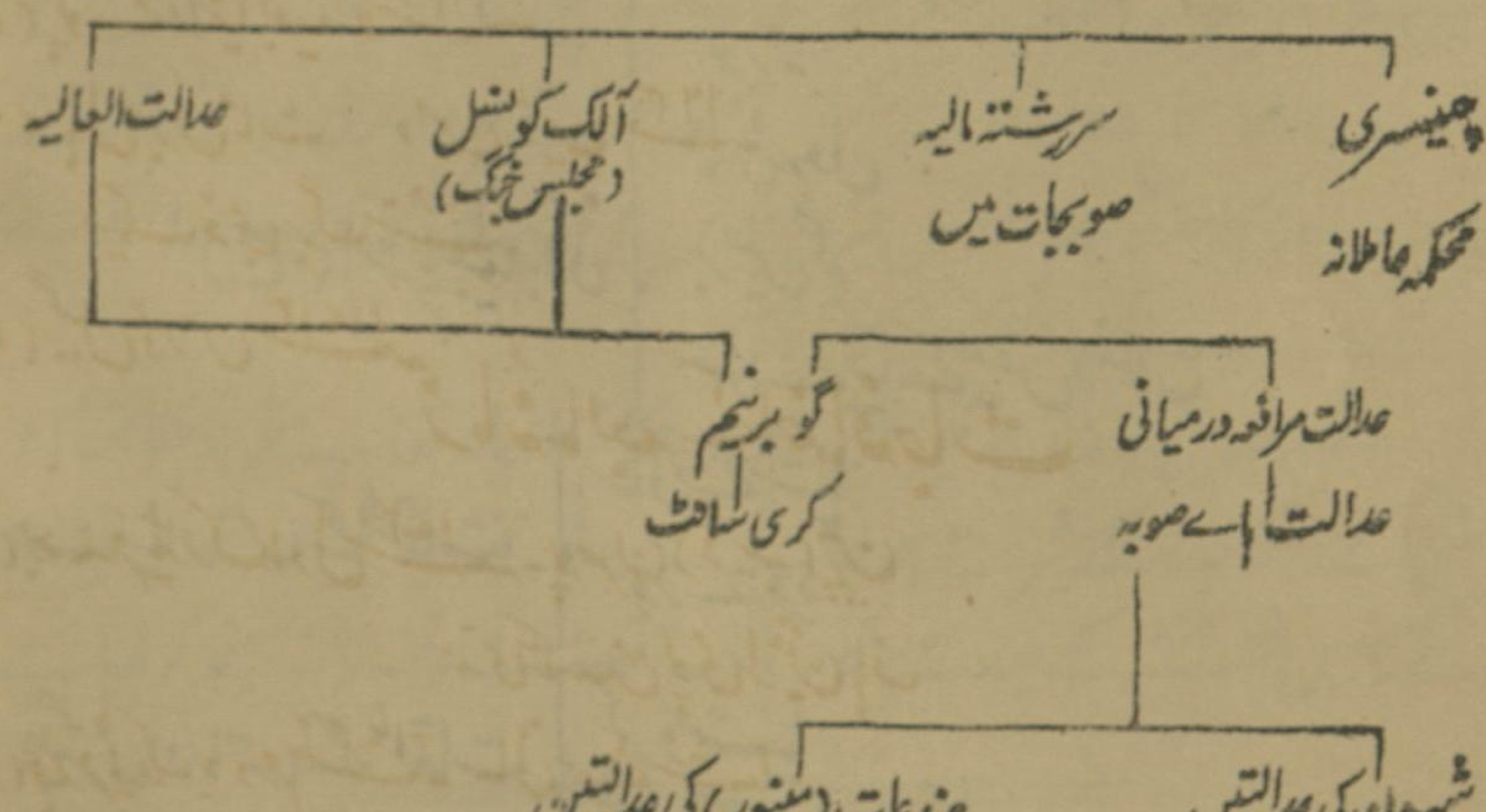
(۳) شہر

(۴) مزرعات (Manor) کی عدالتیں

ہنگری کا سررشتہ مالیہ علٰحدہ تھا جو ہوف کامر کے تحت میں تھا۔

آسٹریا کی حکومت میریا تھیری کی اصلاحوں کے بعد

کونسل آف اسٹیٹ جس کے تحت میں مجالس ذیل تھیں



ماخذ

Krones, Handbuch der
Ges hichte Vesterreichs.
Von Arneth, Maria Theresia
Paganel, Histoire de Joseph II

ضمیمہ (ب)

شاہان پرشیا کے مقبوضات ۱۴۱۷ء

(۱) کور مارک جس میں شامل تھے
- آلٹ مارک
- میڈل مارک
- او کر مارک
- پر یگ نٹز

(۲) نیو مارک جو ۱۴۵۵ء میں کور مارک میں ضم ہو گیا۔

(۳) کلیوز، مارک، ریونیس برگ۔

(۴) مشرقی پرشیا جو الیک ٹوریٹ میں ۱۶۱۸ء میں ضم ہوا۔

(۵) پومے رانیا بعیدہ ۱۶۴۸ء

(۶) ہال برس ٹاٹ ومن ڈین ۱۶۴۸ء
میگ ڈی برگ ۱۶۸۰ء

(۷) گیل ڈرس ۱۷۱۳ء

زمانۂ مابعد کے اضافہ جات

(۱) عہد فریڈرک اول ۱۷۲۰ء۔ پومرن (قریبہ) پین ندی تک مع یوی رائین ہاف

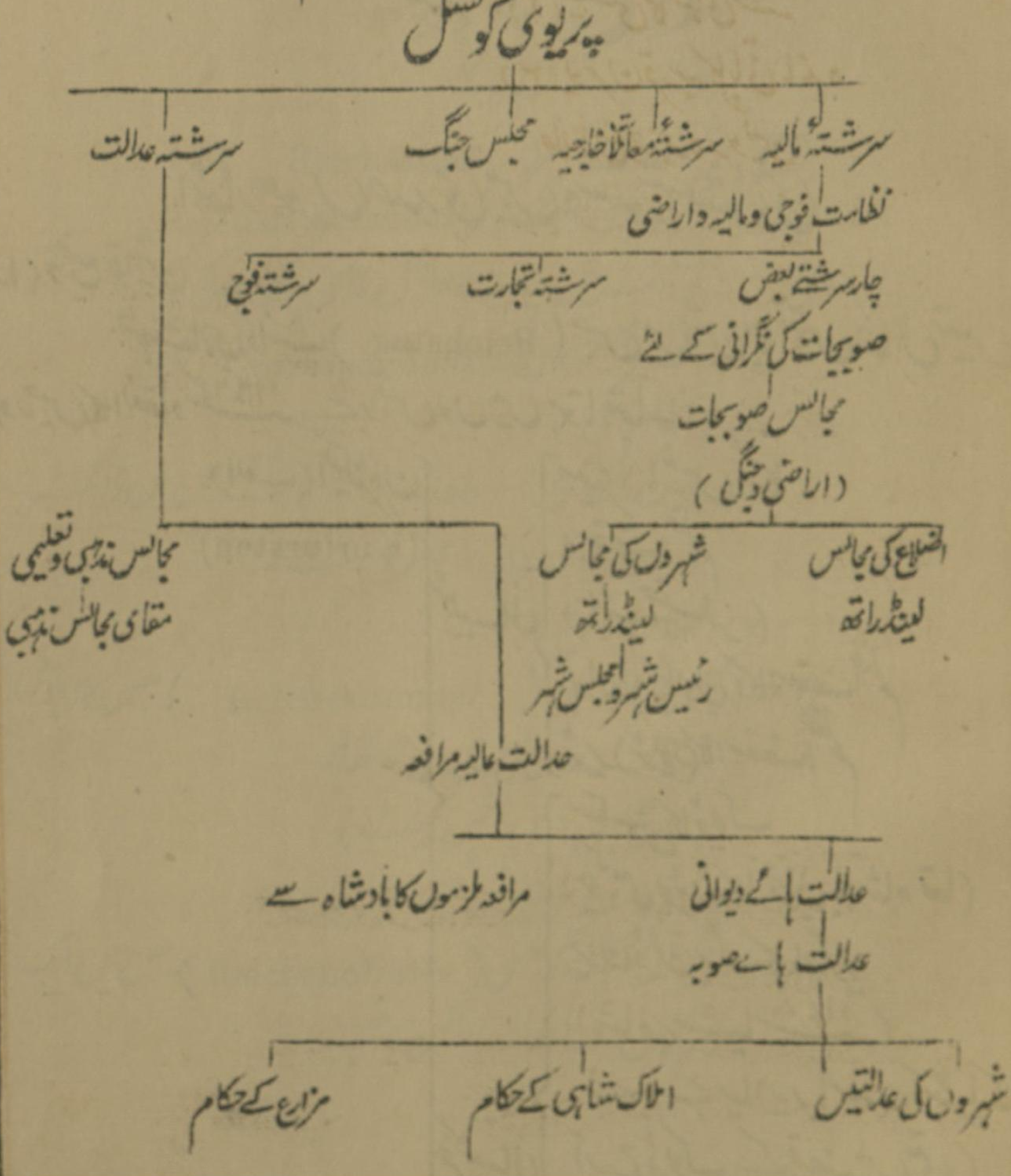
(۲) عہد فریڈرک دوم ۱۷۴۲ء سائی لے شیا
۱۷۴۴ء مشرقی فریس لینڈ
۱۷۷۲ء مغربی پرشیا باستثنائے ڈین زگ وتھورن

عہد فریڈرک ولیم دوم ۱۷۹۱ء بیروتھ وانس پاخ
۱۷۹۳ء جنوبی پرشیا مع ڈین زگ وتھورن
۱۷۹۵ء جدید مشرقی پرشیا

عہد فریڈرک ولیم سوم ۱۸۱۵ئہ نقصانات (۱) جدید مشرقی پرشیا
اور نصف جنوبی پرشیا
(۳) انس پاخ اور بیروتھ
اضافہ جات (۱) علاقہ جات کولن، منسٹر، ٹریر
(۲) سیکسنی کا شمالی حصہ
(۳) پومرن قریبہ کا باقی ماندہ
علاقہ مع جزیرہ روگین

ضمیمہ (ب) جزو دوم

پرشیا کی حکومت کی ہیئت ترکیبی فریڈرک ولیم اول کی اصلاحوں کے بعد



ماخذ

Issaesohn, Geschichte des Preussischen Beantenthums.
Bornhall. ,, ,, ,, Verwaltungs Recht.
Droysen ,, ,, ,, Politik.

ضمیمہ (ج)

اٹھارھویں صدی میں دستور شہنشاہی

(۱) وضع قوانین

شہنشاہی ڈائٹ (Reichstag) جس میں تین جماعتیں شامل تھیں اور جس کا انعقاد ۱۶۶۳ء سے راٹس بون میں ہوتا تھا۔

(الف) الیکٹران (Kurfursten)

- کلیسائی
  - مینز (مائنس) کا اسقف اعظم (نائب چنیسلر)
  - کولن (کالون) کا اسقف اعظم
  - ٹریر (ٹریوز) کا اسقف اعظم
- غیر کلیسائی
  - سیکسنی کا ڈیوک (جو کبھی پولینڈ کا انتخابی بادشاہ تھا)
  - بران ڈین برگ کا مارگریو (شاہ پرشیا ۱۷۰۱ء)
  - شاہ بوہے میا (یہ ریاست آسٹریا کے آرچ ڈیوک کے قبضہ میں تھی)
  - باویریا کا ڈیوک
  - الیکٹر پالاٹائن۔ ہینوور کا الیکٹر۔ (شاہ انگلستان)

(ب) (۱) پرنس (رئیس) کلیسائی و غیر کلیسائی
(جن میں سے ۹۴ انفرادی ووٹ رکھتے تھے
اور باقی بہ حیثیت مجموعی ووٹ دیتے تھے

(۲) (Reichsfursten) جن میں ڈیوک
مارگریو، پاس گریو، گریو، بیرن
اور بشپ شامل تھے۔

(ج) شہنشاہی شہر (Reichsstadt)
(نوٹ) شہنشاہی نائٹ (Reichsritterschaft)
کو ڈائٹ میں نیابت حاصل نہ تھی بلکہ ان کی ایک
علیحدہ مجلس (Correspondentzag) تھی

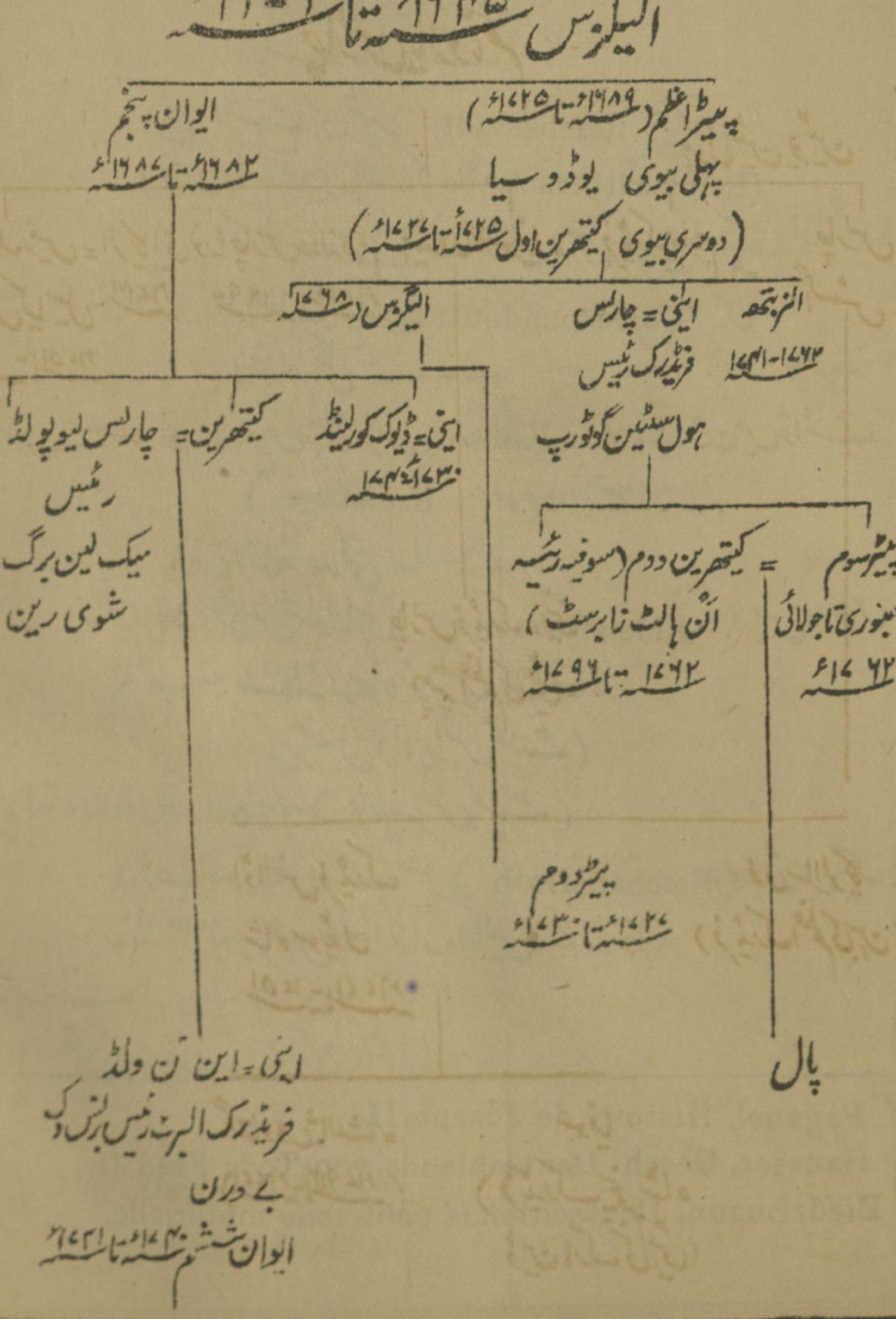
۲) انتظام ملکی
دس حلقے (Kreise) تھے جن میں ڈائٹ
(Kreistage) موجود تھے۔

(۳) انتظام عدالتی
(الف) مجلس شہنشاہی (Reichskammer) جس کا اجلاس
۱۶۸۹ء سے ویٹزلر میں ہوتا تھا۔
۴۔ میر مجلس (۲ پرائش ڈینٹ)
۵۔ آسیسر (۲۴ پرائش ڈینٹ)
(ب) وائیمنائی آلک کونسل (Reichshofrath) جس میں ایک
میر مجلس اور اٹھارہ اراکین تھے۔

ماخذ
Paganel, Histoire de Joseph II.,
Hausser, Gesch. Deutschlands von Tode Fxed II.
Biedermann, Deutschlands politische materielle.

ضمیمہ (د)

نسب نامۂ خاندان رومانوو (اٹھارھویں صدی)



نسب نامہ شاہان سویڈن

چارلس یازدہم

فریڈرک رئیس = الریکا ایلی نورا ۱۷۴۱ء

ہیس کیاسیل ۱۷۱۹ء تا ۱۷۵۱ء

چارلس دوازدہم ۱۶۹۷ء تا ۱۷۱۸ء

ہیڈوی گا سوفیا = ہول سٹین یوٹین

فریڈرک چہارم

چارلس اگسٹس

چارلس فریڈرک = اینی (پیٹر اعظم کی بیٹی)

اڈالفس فریڈرک شاہ سویڈن ۱۷۵۱ء تا ۱۷۷۱ء = لوئی سا الریکا (فریڈرک اعظم کی بہن)

گستاوس ثالث = (۱۷۷۱ء تا ۱۷۹۲ء)

سوفیا (فریڈرک پنجم شاہ ڈین مارک کی بیٹی)

۱۷۹۶ء

باویریا کا سلسلہ جانشینی

خاندان وٹیلس باخ

(۱) پالاٹی نیٹ میں

شاخ سلز باخ

چارلس تھیوڈور
۱۷۳۲ء تا ۱۷۹۹ء
الیکٹر ۱۷۴۲ء
باویریا میں جانشین ہوا (۱۷۷۷ء)

شاخ برکین فیلڈ

چارلس آگسٹس
ڈیوک زوی ویروکین
۱۷۴۶ء تا ۱۷۹۵ء

میکسی مے لین اول
۱۷۹۵ء تا ۱۸۲۵ء
باویریا کا الیکٹر ۱۷۹۹ء
بادشاہ ۱۸۰۵ء

(۲) باویریا میں

چارلس البرٹ = میریا ایمی لیا
شہنشاہ
(۱۷۴۲ء تا ۱۷۴۵ء)

میکسی مے لین جوزیف (۱۷۴۵ء تا ۱۷۷۷ء)

میکسی مے لین کے انتقال کے بعد باویریا کی حکومت نے پھر پالاٹی نیٹ کے خاندان وٹیلس باخ کی طرف عود کیا۔

ماخذ
Instructions aux ambassadeurs de France,
Baviere, Patatinate, Deux Ponts, p. 528

ضمیمہ (لا)

معاصر سلاطین کی فہرست

(سنین ختم عہد حکومت کے ہیں)

شہنشاہیت

چارلس ششم ۱۷۴۰ء (خاندان ہیپس برگ)
چارلس ہفتم ۱۷۴۵ء (باویریا کا الیکٹر)
فرانسس اول ۱۷۶۵ء
جوزیف دوم ۱۷۹۰ء (خاندان ہیپس برگ لارین)
لیوپولڈ دوم ۱۷۹۲ء

انگلستان

جارج اول ۱۷۲۷ء
جارج دوم ۱۷۶۰ء
جارج سوم ۱۸۲۰ء

فرانس

لوئی پانزدہم ۱۷۷۴ء
لوئی شانزدہم ۱۷۹۳ء

ہسپانیہ

فلپ پنجم ۱۷۴۶ء
فرڈننڈ ششم ۱۷۵۹ء
چارلس سوم ۱۷۸۸ء
چارلس چہارم ۱۸۰۸ء

پرتگال

جان پنجم ۱۷۵۰ء
جوزیف اول ۱۷۷۷ء
میریا فرانسس کا ۱۸۱۶ء

سارڈی نیا

وکٹر اماڈیس دوم ۱۷۳۰ء (مستعفی)
چارلس ایمانویل سوم ۱۷۷۳ء
وکٹر اماڈیس سوم ۱۷۹۶ء

روس

پیٹر اعظم سنہ ۱۷۲۵ء
کیتھرین اول سنہ ۱۷۲۷ء
پیٹر دوم سنہ ۱۷۳۰ء
اینی سنہ ۱۷۴۰ء
ایوان پنجم سنہ ۱۷۴۱ء
ایلی زابیتھ سنہ ۱۷۶۲ء
پیٹر سوم سنہ ۱۷۶۲ء
کیتھرین دوم سنہ ۱۷۹۶ء

ڈین مارک

فریڈرک چہارم سنہ ۱۷۳۰ء
کرسچین ششم سنہ ۱۷۴۶ء
فریڈرک پنجم سنہ ۱۷۶۶ء
کرسچین ہفتم سنہ ۱۸۰۸ء

ٹرکی

احمد سوم سنہ ۱۷۳۰ء
محمود اول سنہ ۱۷۵۴ء
عثمان سوم سنہ ۱۷۵۶ء
مصطفےٰ سوم سنہ ۱۷۷۳ء
عبدالحمید اول سنہ ۱۷۸۹ء
سلیم سوم سنہ ۱۸۰۷ء

پرشیا

فریڈرک ولیم اول سنہ ۱۷۴۰ء
فریڈرک دوم (اعظم) سنہ ۱۷۸۶ء
فریڈرک ولیم دوم سنہ ۱۷۹۷ء

سویڈن

چارلس دوازدہم سنہ ۱۷۱۸ء
الری کا ایلی نورا سنہ ۱۷۲۰ء (مستعفی)
فریڈرک اول سنہ ۱۷۵۱ء
اڈالفس فریڈرک سنہ ۱۷۷۱ء
گستاووس سوم سنہ ۱۷۹۲ء

پاپایان روما

کلی منٹ یازدہم سنہ ۱۷۲۱ء
انوسینٹ سیزدہم سنہ ۱۷۲۴ء
بی نی ڈکٹ سیزدہم سنہ ۱۷۳۰ء
کلی منٹ دوازدہم سنہ ۱۷۴۰ء
بی نی ڈکٹ چہاردہم سنہ ۱۷۵۸ء
کلی منٹ سیزدہم سنہ ۱۷۶۹ء
کلی منٹ چہاردہم سنہ ۱۷۷۴ء
پایس ششم سنہ ۱۸۰۰ء

پولینڈ

آگسٹس دوم (سیکسنی) سنہ ۱۷۳۳ء
آگسٹس سوم (سیکسنی) سنہ ۱۷۶۳ء
اسٹانس لاس پونیاٹوسکی سنہ ۱۷۹۵ء (معزول)

اشاریہ

(حوالہ اصل انگریزی کتاب کے صفحات کا دیا گیا ہے، جو حاشیہ پر درج ہیں)

(الف)

(ب)

پ

(ت)

(ٹ)

(ج)

(چ)

(ڈ)

(ز)

(ژ)

(س)

(ش)

(ص)

(ع)

(ف)

(م)

(و)

(ھ)

(ی)

تمت

غلطنامہ توازن قوت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۴	۱۸	ان کی	ان کے	۶۷	۸	اس	روس
۵	۲	ہولیا	ہوگیا	۷۰	۱۰	بعض	بغض
۸	۱۰	شہنشاہت غلطی کتابت ہے		۷۳	۲	Progniatie	Pragmatic
		جہاں جہاں یہ لفظ آئے اسے		"	"	Lanction	Sanction
		شہنشاہیت پڑھنا چاہیے		۷۵	۳	راپرڈا	ریپرڈا
۸	۱۱	۱۶ مارچ	۶ مارچ	"	۲۴	کی	کیں
۱۶	۲۲	شہنشاہی	شہنشاہ	۷۷	۸	کردی گی	کردے گی
۲۳	۱۴	کارلووٹر	کارلووٹز	۸۹	حاشیہ سطر ۱	lobesz	Jobez
"	۱۶	اس وجہ	اس کی وجہ	۹۰	۲۲	بلکہ مگر	مگر
۳۰	حاشیہ سطر ۱	Publicau	Public au	۹۱	۳	مرتب	مترتب
"	" "	Siec le	Siecle	۱۰۲	حاشیہ سطر ۳	Voliii,	Vol. III.
"	حاشیہ " ۲	Anantla	Avant la	۱۰۵	۱۹	جانشین	جانشینی
۳۶	۲۲	Livre	Livres	"	حاشیہ سطر ۱	Orient	en Orient
"	۲۵	Mouopoly	Monopoly	"	" "	Small	Sous
۳۸	حاشیہ سطر ۱	Dela	De la	۱۴۰	۲	Cabiuet	Cabinet
۴۸	۱۱	ہوئی	ہوکہ	۱۴۱	"	ہو	ہے
۴۹	۷	اپلیکٹری	ایلیکٹری	۱۷۰	۷	وجہ سے رہتی تھی	کی ضلع محض نام رہی تھی
"	۲۲	حین وحیات	حین حیات	۱۷۲	۱۲	Corve'e	Corvee

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۳	۳	۴
۱۷۷	۲۵	دشاہ کی	بادشاہ کی	۲۳۲	۲۱	کے	کی
۱۸۷	۵	Bienaime	Bien aime	۲۳۳	۲۵	اسپنے	اپنی
۱۸۹	۲۰	(میرنشی)	(میر منشی)	۲۴۱	۱۸	یہ تھی	یہ تھی کہ
۱۹۴	۱۱	سیکسن	سیکس	〃	۲۱	اصلاحوں کی	اصلاحوں کا
۱۹۵	۹	مطلق	متعلق	۲۴۲	۷	دس سال	دس سال تک
۲۰۰	۱۰	حکم	علم	〃	۱۳	کے	کی
〃	۱۶	اس کے بعد تین	اس کے تین	۲۴۵	۲	لاشتاردی	شتاروی
۲۰۱	۱۵	فون ین بکو	فون تین بلو	۲۵۱	۱۱	کھڑے ہوجائے	کھڑی ہوجائے
۲۰۱	۱۶	پوائے طور پر	پورے طور پر	۲۵۸	۱۷	گو	حالانکہ
۲۰۲	〃	اور معرکہ	اور یہ معرکہ	۲۶۰	۲۰	دوسر	دوسری
۲۰۷	۹	کچھ یہ	کچھ تو یہ	〃	۲۴	فلپ میس	فلپ ائیس
۲۰۸	۳	مذکور مسقوط	مذکور کے سقوط	۲۶۵	۲۳	پرشیا	روس
۲۱۰	۲۳	چاہے	چاہیے	۲۶۷	۲۱	تھا	تھی
۲۱۱	۱۴	سفارتوں	سفارتی	〃	۲۵	پرنس	برنس
۲۱۲	حاشیہ سطر ۲	Vol ii	Vol. II.	۲۶۹	۳	این سے	انیس
۲۱۴	۱۶	اے لاشابل	اے لاشاپل	〃	۵	〃	〃
۲۱۶	حاشیہ سطر ۱	d' Aix-	d Aix·	〃	۱۴	دوبے تیر	دوبے تیر کو
۲۱۷	۱۵	دست لش	دست کش	〃	۱۵	اسے	اس سے
۲۲۰	۱۹	پروڈس ٹنٹ	پراٹس ٹنٹ	۲۷۰	۱۴	کے	کی
〃	〃	کاتولیک	کاتھولیک	۲۷۱	۹	مارا کیا	مارا گیا
۲۲۲	۱۹	فرانسیسنی	فرانسیسی	〃	۱۷	کی	کے
۲۲۳	۱۱	ماری شیش	ماری شیس	۲۷۲	۹	مشور کے	شورے کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲۷۲	۱۳	کے	کی	۲۸۵	۶	کوشش تو	کوشش کی تو
"	۲۱	تھی	تھیں	"	۲۱	سال ٹی کو کو	سال ٹی کو و
۲۷۳	۲۲	ول مین بوٹیل	ول فین بوئیل	۲۸۶	۱۲	گھری ہوئی	گھرے ہوئے
۲۷۵	۱۹	ایل بنک	ایل بنگ	"	۱۳	زگ وین برگ	زگ، وٹین برگ
۲۷۶	۱	کے	کی	"	۱۷	دوز	ورز
"	۹	موقوں	موقعوں	"	۱۸	کے	کی
۲۷۷	۶	فڈرک نے	فریڈرک	۲۸۷	۲۰	ہوجاتی	ہوجائے
"	"	کاونٹ	کاؤنٹ	"	"	فنک	فنک نے
"	۱۶	آدی	آدمی	۲۸۸	۱۶	بتول	تیول
"	۲۱	دوسرے	دوسری	۲۸۹	۲۲	کرلنے	کرلینے
۲۷۸	۵	کے	کی	۲۹۲	۲۴	کارلوس	کاروس
"	۶	اپنی	اپنے	۲۹۷	۱۴	سپانی	ہسپانی
"	۹	فرڈنینڈف	فرڈنینڈآف	۲۹۸	۱۷	کی	کے
"	۲۰	یوئے	یو کے	۲۹۹	"	"	"
"	۲۱	رورے	اُورے	۳۰۲	۱	کاروائیوں	کارروائیوں
۲۷۹	۶	کیسل	کیسیل	"	۱۴	مبداء	مبدء
۲۸۰	۲۲	تدبریں	تدبیریں	۳۰۴	حاشیہ سطر ۳	cohalmesb	Malmesb
۲۸۳	۲	حصے	حصے سے	۳۰۵	" " ۲	Britanica	Brittanica
"	۶	برلسٹ	بریسٹ	"	"	Arl	Art
۲۸۳	۲۰	راوئی	راؤنی	۳۰۶	۶	کیا گیا	کیا
۲۵۴	۱	کلکتہ	کلکتہ میں	"	۷	کرلے	کرسکے
"	۷	کورٹ	فورٹ	۳۰۷	۱۳	ہوے	ہوسکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۰۷	۱۳	کے	کی	۳۱۶	۱۲	Aut no	Aut non
"	۲۴	گستاخی	گستاخ	"	۱۵	بالاخر	بالآخر
۳۰۸	۱۲	دیاگیا	دیدی گئی	۳۱۷	۷	بھیج دے	بھیج دیئے
"	۱۵	کی	کے	۳۱۸	۱۲	تھے	تھی
"	۲۳	کے	کی	۳۲۱	۲۱	موقعے	موقع
۳۰۹	۵	تھری سا	بھیری سا	۳۲۲	۸	کے	کی
"	۱۳	مین بلکہ	میں بہت	"	۹	کاربونش	کاربوس
"	۲۰	جزیزوں	جزیروں	"	حاشیہ سطر ۱	+	Von
۳۱۰	۲	لزمنت	لزبن	۳۲۶	۱	کے	کی
"	۵	جاینگے	جائینگے	"	۳	ڈانٹ	ڈانٹ
"	۱۹	زنانی	زنانہ	۳۲۷	۱	ہوجاتے تہ	ہوجائے زلہ
"	۲۱	کے	کی	"	حاشیہ سطر ۲	تھیپوڈور	تھیوڈور
"	۲۵	فرانیس	فرانسیسی	۳۲۹	۱۲	کیا	کی
۳۱۱	حاشیہ سطر ۱	Madam	Madame	۳۳۰	۳	کاتولیک	کاتھولیک
۳۱۲	۱۲	فرانس میں	فرانس نے	۳۳۲	۱۳	روس	اوس
"	۲۲	ہی	ہے	"	۲۱	قاتم	قائم
۳۱۳	۱	کے	کی	"	"	Sorel	See Sorel
"	۱۹	کلیساٹولیا	کلیساؤں	"	حاشیہ سطر ۱	Da, Orien tau	d' Orient au
۳۱۵	۷	کی	کے	۳۳۵	۱۱	کے	کی
"	۹	تمتبر	ستمبر	۳۳۷	۱	ثانی	+
۳۱۶	۸	کے	کی	۳۳۸	۳	زوال نہ	زوال سے نہ
"	۱۱	Sun	Sunt	"	۵	وجہ اس	وجہ سے اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۴۲	۳	کلیسیئہ	کلیسا سے	۳۵۱	۱۴	ہوناتھا	ہوتاتھا
۳۴۳	حاشیہ سطر ۲	Bv	By	"	۱۶	صدانے	صدائے
۳۴۵	۱۳	چلسنگی	چلسنکی	۳۵۲	۱۱	کی	کے
"	"	بار	باز	"	۱۴	ہونے	ہوئے
۳۴۶	۵	ہیرس	ہیرس	"	۱۹	سوئیڈن	سویڈن
"	۱۳	بالاخر	بالآخر	۳۵۴	۱۴	رہیے	رہے
"	۱۴	ہیارس	ہیرس	۳۵۶	۷	کے	کی
"	حاشیہ سطر ۱	Diories	Diaries	۳۵۷	۱۸	ممالک کو	ممالک میں
۳۴۷	۱۲	کلیسیا	کلیسا	۳۵۸	۱۳	معرکتہ الآرا	معرکۃ الآرا
"	حاشیہ سطر ۱	Bocquain	Rocquain	۳۶۳	۹	وساطت	وساطت سے
"	"			"	حاشیہ سطر ۱	+	سله
"	"	Lesprit	L'esprit	۳۶۴	"	+	See
"	"	revolution	Revolution	۳۶۵	۹	کانٹڑ نے	کانٹڑ
		paire	naire	"	۱۳	باویربا	باویریا
۳۴۸	۲۵	شاتی بے	شاتی لے	"	۱۹	بوہی میا	بوہیمیا
۳۴۹	۷	یارلی ماؤل	پارلی ماؤن	"	۲۱	دلپیسی	دلچسپی
"	۱۴	اندرون	اندرونی	"	۲۳	پوی رانیا	پومی رانیا
۳۵۰	حاشیہ سطر ۱	au	au	۳۶۶	۴	جنگ کو	جنگ
۳۵۱	۱۰	آسئے	آرا	۳۶۷	"	کرنے پر تو	کرنے تو
۳۵۱	۱۱	لپون	لیون	۳۶۷	۲۴	سرحد بھیجکر	سرحد پر بھیج کر
"	"	پواتر	پواتیر	۳۶۸	۱۲	مدوینے	مدد دینے
"	۱۳	Maupecu	Maupeou	"	۲۵	ہیرس	ہیرس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۳۶۹	۱	ان روس	ان میں روس
״	۱۹	پیرس	امیرس
״	حاشیہ سطر ۱	Diories	Diaries
״	״ ״	Carl	Earl
״	״ ״	Paguel	Paganel
۳۷۰	حاشیہ سطر ۱	Histoir	Histoire
״	״ ״	Dieories 253	Diaries 255
۳۷۱	۹	محاظ	محافظ
״	حاشیہ سطر ۱	Hislory	History
۳۷۲	۸	جب کہ	جب تک کہ
״	۹	ہتھیارڈالدیے	ہتھیار نہ ڈالدیے
״	حاشیہ سطر ۱	Diories	Diaries
۳۷۳	۱۲	واکنگ	راکنگ
״	۲۰	ٹویاگو	ٹوباگو
۳۷۵	۹	جوزیف غلطی کتابت سے اُسکے بجائے جوزف پڑھنا چاہیے	
۳۷۵	حاشیہ سطر ۱	Gustavos	Gustavus
۳۷۶	۱۴	سوربن	مورین
۳۷۷	۱	تحریکیں	+
״	۱۱	تھری سا	تیری سا
״	حاشیہ سطر ۱	Joseph	Joseph
۳۷۸	״ ״	Histore cal	Historical

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۳۷۹	۴	کلیسئے	کلیسائے
״	۱۲	کلیسیہ	کلیسا
״	۲۳	کرنے والی اصلاح	کرنے والی ماں نے اصلاح
۳۸۱	حاشیہ سطر ۱	Sudonhorst	Sudenhorst
״	״ ״	Oesterreich	Oesterreich,
״	״ ״ ۳	Sories	Series
۳۸۲	۱۷	کلیسیہ	کلیسائے
״	۲۱	״	״
״	״	کاتولیکی	کاتھولیکی
״	۲۵	کلیسیہ	کلیسا
۳۸۳	۱۰	Incaena	In caena
۳۸۶	حاشیہ سطر ۱	and	und
״	״ ״	11	II,
״	״ ״	and	und
״	״ ״	H. 426.	pp. 426
״	״ ״	H	II
۳۸۸	۷	پیڑ	پیٹر
״	۱۶	چوکے	چوکنے
۳۸۹	۶	امید ہو	امید نہ ہو
״	۲۰	شمالی مشرقی	شمال مشرقی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۲	۱	۳	۳	۴
۳۸۹	۲	ہولڈے دیا	مولڈے دیا	۳۹۴	۲۱	ول ہی ی تاک	ول ہی می تاہے
۳۹۰	۱۲	کردے	کردیئے				ہوئی اور
//	۱۵	پوٹیم	پوٹیم	//	حاشیہ سطر ۱ لہ	+	(1)
۳۹۱	//	licative		//	// //	II	II
//	//	Exp	Explicative	//	// // لہ	(1)	(2)
۳۹۲	۶	مولڈیا	مولڈے دیا	//	// //	lIne	Une
//	۷	ڈین یوپ	ڈین یوب	۳۹۵	حاشیہ سطر ۱ گہ	Invasien	Invasion
//	//	پاساروڈز	پاساروو ٹز	//	// //	lIne	Une
//	۹	کی	کے			Pruss ienne	Prussienne
//	۱۰	ڈین یوپ	ڈین یوب	//	۱ // // لہ	11 P	II, P.
//	۲۱	ڑکی	ٹرکی کی	۳۹۶	۳	پیرس	ہیرس
//	حاشیہ سطر ۱ لے	+	Vol,II,P. 48	//	۱۳	بحری.	بحری
۳۹۳	// //	بقیہ حاشیہ ۳۹۲ لہ	لہ	//	۲۰	ادھر	اوپر
		Diories and	Rambaud	//	حاشیہ سطر ۱ لہ	11 P	II, P.
۳۹۳	حاشیہ سطر ۱ لہ	Corres	Histoire	۳۹۷	۲ // //	Vot vot P	Vol, V P,
		pondence		۳۹۸	۳	ہولڈوں	ہولڈروں
//	// //	of the	de la	//	حاشیہ سطر ۱ لہ	11 P	II, P.
		Earl of		۳۹۹	۱۱	اسے	اسی
//	//	Malmesbury	Russie	//	۱۶	قون	فون
//	// //	Vol	P. 491	//	۱۸	پروکین	بروکین
		II, P. 48		۴۰۰	۵	جب کہ	جب تک کہ
۳۹۴	۱۸	محاقط	محافظ	//	۸	سلطتوں	سلطنتوں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۴۰۰	۹	کی	کے	۴۱۱	۲۳	بوٹھ	بوتھ
	؍؍ ؍؍	Vot I,	Vol, I	۴۱۲	۳	سکبات	سکنات
۴۰۱	؍؍ ؍؍ ۲	Dairies	Diaries	۴۱۶	۷	کی	کے
؍؍	؍؍ ؍؍ ۲	Vol II	Vol, I	؍؍	۱۷	کے	کی
۴۰۲	؍؍ ؍؍	؎۳	+	؍؍	۱۹	خواہان	خواہاں
؍؍	؍؍ ؍؍ ۱	+	؎۲	۴۱۷	۲۳	گیاییے شیا	گیاے شیا
۴۰۳	۱۸	مضالحت	مصالحت	؍؍	۲۴	پاساروٹز	پاسارووٹز
	۲۵	شمالی معزبی	شمال مغربی	۴۱۸	حاشیہ سطر ۱	Cox,	Coxe
	۱۹	کردینے	کردیتے	۴۱۹	۱	کافر	کانٹز
؍؍	۲۰	کرنے	کرتے	؍؍	۱۱	لینت وتعل	لیت وتعل
؍؍	۲۲	نہ ہوئی	ہوئی	؍؍	۱۶	سش	سس
۴۰۶	حاشیہ سطر ۱	An	Ans	؍؍	؍؍	اوری	اورری
؍؍	؍؍ ؍؍ ۲	Pain	Paix	؍؍	حاشیہ سطر ۲	1411	194,
؍؍	؍؍ ؍؍ ۳	I.	L'	۴۱۹	حاشیہ سطر	Olsterreich	Oesterrich
۴۰۷	؍؍ ؍؍ ۱		en	۴۲۰	۱۴	کیناڈجی	کینارجی
۴۰۸	۱	پوئیم	پوٹیم	؍؍	حاشیہ سطر ۱	Vol. 1.	Vol. I.
؍؍	؍؍	قسطنطنین	قسطنطین	۴۲۲	۱۲	سٹیس	اسٹیٹس
۴۰۹	۳	اٹھائی	اٹھانے	؍؍	۱۶	جوزیفا	جوزفا
؍؍	۴	آن توانیت	آن توآن نیت	۴۲۳	حاشیہ سطر ۳	auant	Avant
؍؍	۲۴	یمتیس	تمیس	۴۲۴	؍؍ ؍؍ ؍؍	299	299 لا
؍؍	حاشیہ سطر ۱	Wolfund	Wolf und	؍؍	؍؍ ؍؍ ؍؍	Jurandes	Sorel
۴۱۱	۳	کردے	کردیئے	؍؍	؍؍ ؍؍ ؍؍	Corvee	L, Europe

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴۲۴	حاشیہ سطر ۱	Corvee	Et la
۴۲۵	۷	Pays	Pays
〃		Pays d Election	d' Etat
〃	〃	〃	اور
		Pays d' election d' Etat	
〃	۸ ۱۱	Subdeleques	Subdelegues
〃	۱۴	Carvee	Corvee
۴۲۶	۱۹	۱۷۰۶ء	۱۷۷۶ء
		Do	Do
〃	حاشیہ سطر ۱	Toequeville	Tocqneville
۴۲۷	۲	یین	میں
〃	۱۵	۱۷۳۴	۱۷۳۴ء
۴۲۹	۵	Jurands اور	Corvee
〃	۶	Corvee کاانشاد	Jurands
〃	۱۹	Litdo	Lit de
〃	۲۱	ملکۂ	ملکہ
۴۳۰	۲	ناکائی	ناکامی
〃	۶	ماژوران	باژوران
〃	〃	کی	کے
۴۳۰	۱۴	تورگور	تورگو
〃	حاشیہ سطر ۲	Au	An
〃	〃 〃 ۱	Nouriss on	Nonrisson
〃	〃	Trais	Trois
۴۳۱	۵	اے	اسے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴۳۱	۲۲	کی	کے
〃	حاشیہ سطر ۱	آریتھ	آرتیھر
۴۳۲	۱	کی	کے
〃	۵	رئیسن	رئیس
〃	۱۸	نگرگو	گو
〃	حاشیہ سطر ۲	Vol.V.389	Vol.V.P.389
۴۳۳	۳	کاونت	کاونٹ
〃	〃	بری	بیری
〃	۸	Intendent	Intendant
〃	۱۰	کے	کی
〃	۲۰	کردئے	کردے
۴۳۴	۱۲	Etatdes	L'Etat des
۴۳۵	۱۹	کلیسیہ	کلیسا
〃	حاشیہ سطر ۱	Publican	Public au
〃	۲	کلیسہ	کلیسا
〃	〃	خصوصیتیں	خصوصیتین
〃	۱۰	ho	Lo
〃	۴	Eucyclopedic	Encyclopedie
〃	۱۵	لغوں	لغون
۴۳۵	۱۹	کلیسیہ	کلیسا
۴۳۷	۱	〃	〃
〃	۲	معاشین	معاشیین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۴۳۷	۹	کے	کا	۴۴۳	لہ حاشیہ سطر ۱	etla	et la
″	۱۲	مگر	بلکہ	″	″ ″	Voi I.L.	Vol.I.P.
۴۳۸	۱۰	کی	کے	″	لک ″ ″ ۱	ha	Le
″	۱۱	آہم	اہم	″	″ ″ ۲		
″	۲	کی	کے			pen d ant	pendant
″	لہ حاشیہ سطر ۱	Publican	Public an	″	″ ″ ″	ea	la
″	″ ″	N	P.P.	۴۴۳	۱۱	کیوں اس	کیونکہ اس
۴۳۹	۹	لافاایت	لافائیت	″	″	لافاایت	لافائیت
″	۱۳	سس	مس	″	″	اسٹیٹیس	اسٹیٹس
″	۱۷	سیسی	سی	۴۴۴	۳	کردنیکی	کردینے کی
″	۱۹	چاہئے	چاہیے	″	۶	Coor	Cour
″	۲۳	سکلیسیہ	کلیسا			plen cere	Plenciere
۴۳۹	۲۴	گئیں	گئی	″	″	ہوئے	ہوی
۴۴۰	۱	کی	کے	۴۴۴	۱۲	اپنی	اپنے
″	۱۸	ریشی	رشی	″	۱۵	نائیین	نائبین
″	۱۹	ہوں	ہیں	″	۲۰	لاتیھ	لائتھ
″	لہ حاشیہ سطر ۱	etla	et la	۴۴۵	لہ حاشیہ سطر ۱	X54	XVIII
″	″ ″ ″	Fran caise,	Francaise.	″	″ ″ ″	Vol 4.	Vol. V.
″	″ ″ ″	Vol I,L	vol,I P.	″	″ ″ ۲	4424	442
″	کہ حاشیہ سطر ۱	419 420	474	۴۴۶	۸	Couscie	Conseil
۴۴۱	۳	بساں سوں	بسان سون	″	۱۰	Result at de	Resultat du
″	لہ حاشیہ سطر ۱	بیسوں	بیسون	″	۱۳	Pays d	Paysd'

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
		Payss. d état	Election
			Pays d etat
۴۶۴	۱۳	جنوری تک	جنوری
//	حاشیہ سطر ۱	history	History
//	// ۲//	(I),H,	I,P

ضمیمہ جات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۶	ٹائن	ٹائئن
//	۱۱	تھیری کی	تھیری ساکی
//	۱۶	ساوٹ	سانٹ
//	۱۹	Ges hichte	Geschichte
//	//	Vestureichs	Oesterreichs
۳	۱۵	۱۷۲۰	۱۷۲۰ء
۳	۱۶	رائین ہاف	رائین باف
//	۱۷	سالی لے شیا	سائی لے شیا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴	۴	منلسٹر	منسٹر
۵	۱۸	Issaesohn,	Issacsohn,
//	//	Preussischen	Preussichen
۶	۵	بون	بون
۷	۷	Reichsstadt	Reichsstadte
//	۱۶	ین	یں
//	۱۸	آسیسر	اسیسر
//	۱۹	واٹمشائی	وائٹنا کی
//	۲۲		XVon Tode Fyed II
//	۱۳	۱۷۶۲	۱۷۶۲ء
//	۱۶	دلڈ	ولد
۱۰	۲	وٹلیس	وٹیلس
//	۱۴	ین	یں
//	۲۰	ڈٹبس	وٹیلس
//	۲۲	Patatinate,	Palatinate,

تمت